مرآۃ الرحمٰن

الانسان مرآۃ الرحمٰن

حکیم الامت ۔ شیخ الاسلام ۔ غوثِ زمان

حضرت شیخ سید افتخار احمد حسین غوث گیلانی القادری قدس سرہ العزیز

سجادہ نشین

مغربی دربار عالیہ قادریہ منڈیر سیداں شریف ۔ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوانح حیات

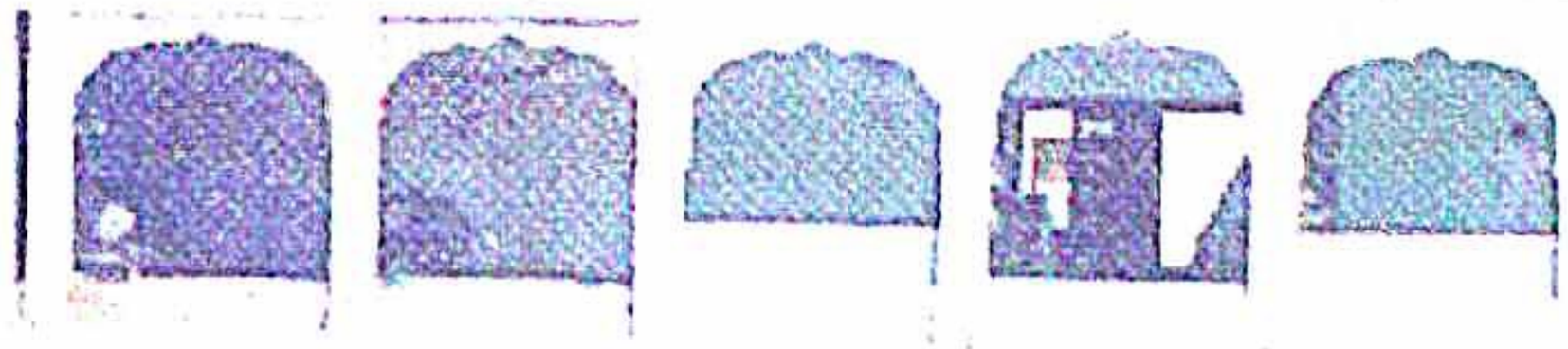

حضرت محبوب ذات قدس سرہ

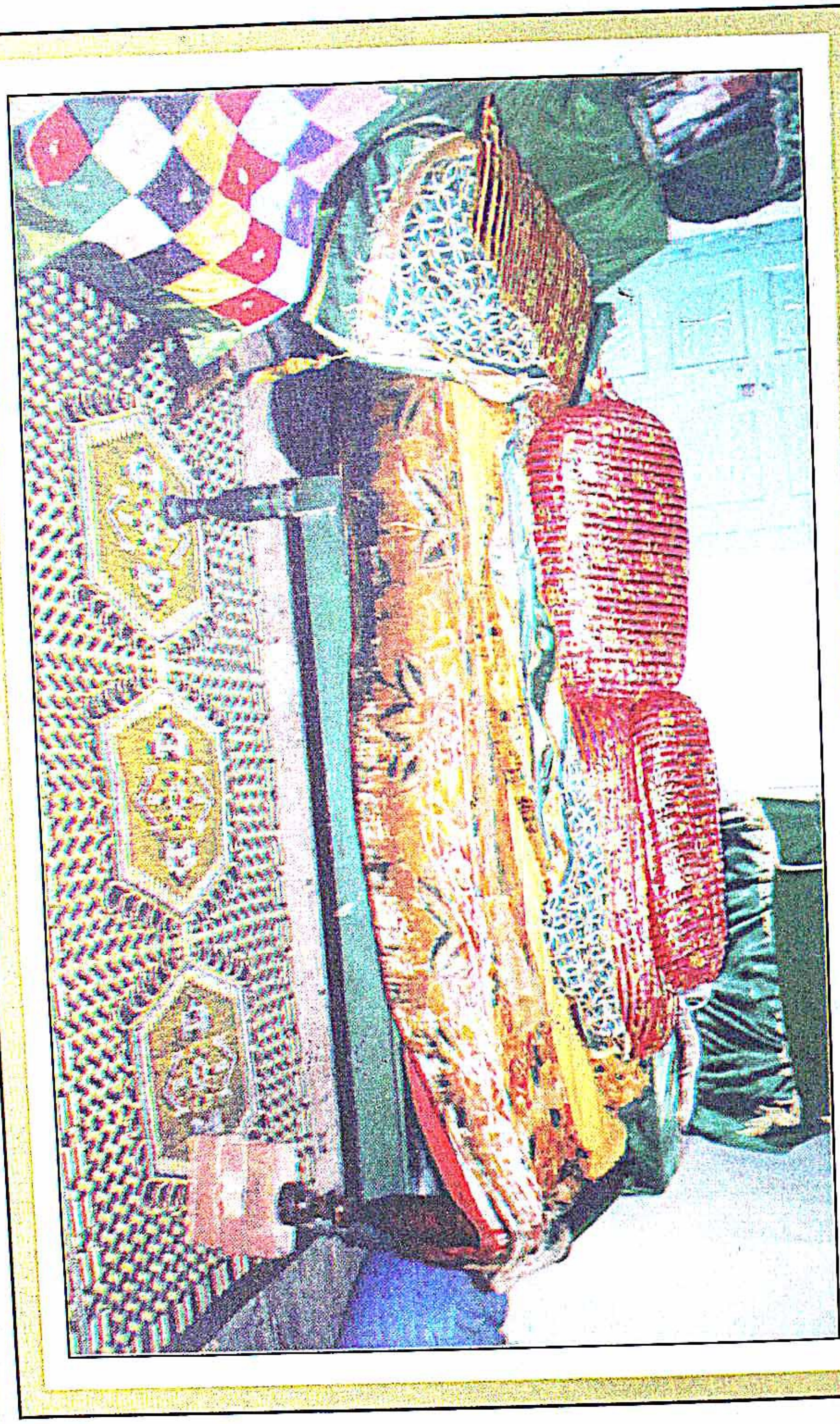

حضرت محبوب ذات کا پلنگ مبارک جو آپ کے وصال کے بعد اسی طرح آپ کے حجرہ مبارک میں محفوظ پڑا ہے

حضرت محبوب ذات کی گدی مبارک

سرکارِ عالی عاصی نواز کا منبر مبارک جس پر آپؐ وعظ فرمایا کرتے تھے

باڑیاں (مری) میں شیروں کی باؤلی، اس مشہور کرامت کی تفصیل کتاب ہذا میں ملاحظہ فرمائیں

باڑیاں میں مشہور فیصل مسجد جس کی تفصیل کتاب ہذا میں ملاحظہ فرمائیں

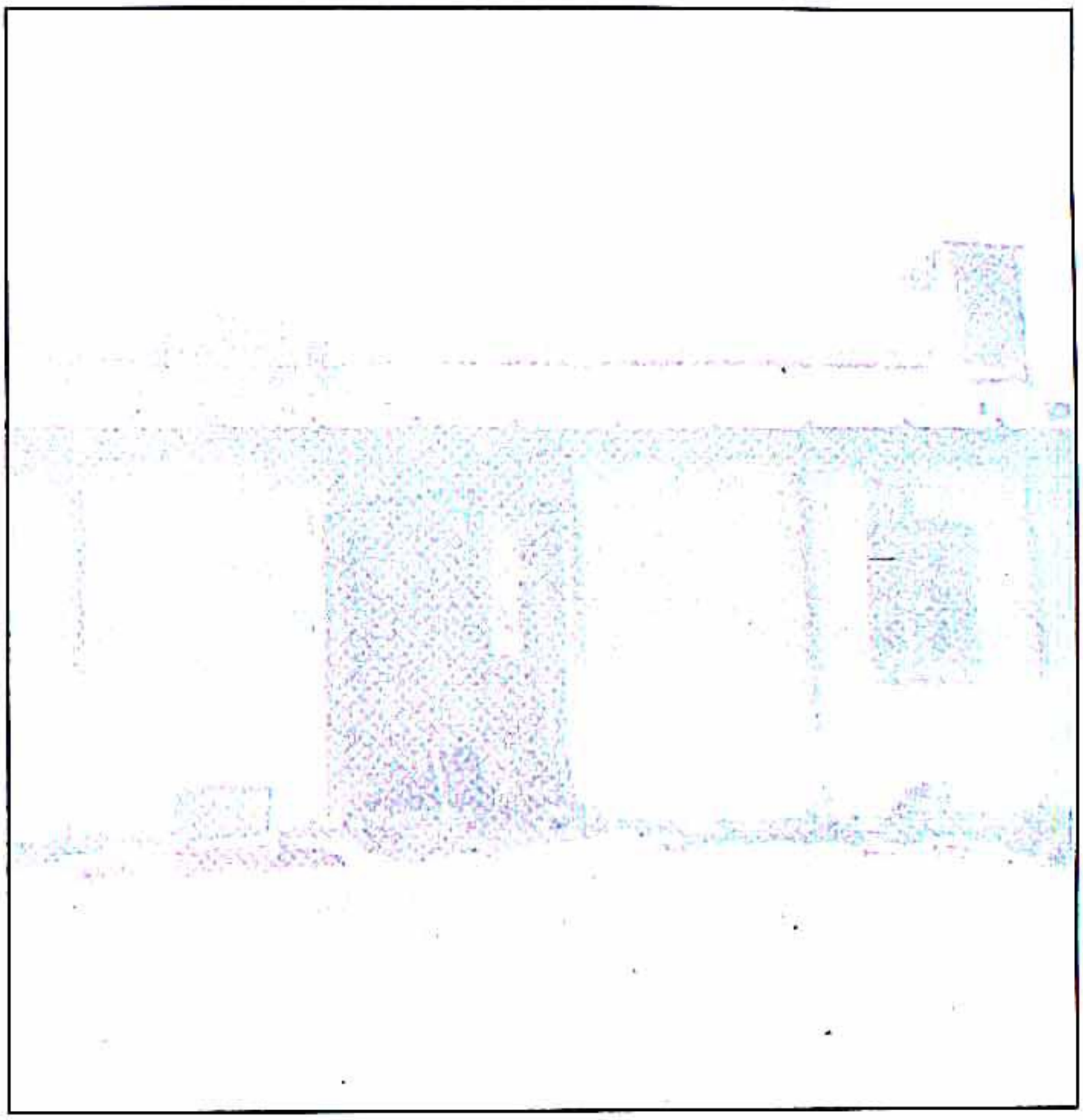

باڑیاں چھاؤنی (مری) میں کافی شاپ جہاں آپ نے بطور جنرل مینجر فرائض انجام دیئے
اس مشہور کرامت کی تفصیل کتاب ہذا میں ملاحظہ فرمائیں

باڑیاں میں سدا سہاگن وہ درخت جو حضرت محبوب ذات نے شفا کیا۔

سدا سہاگن درخت کے قریب وہ مقام جہاں آپؒ عبادت میں مشغول رہتے۔

دربار عالیہ کا مغربی دروازہ

دربارِ عالیہ کا جنوبی دروازہ

دربار عالیہ کا اندرونی منظر

پالکی مبارک اپنی زیبائش وآرائش میں

حضرت محبوب ذات کے شہزادۂ اوّل حضرت قبلہ السید افضال احمد حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ کے شہزادۂ دوم حضرت قبلہ السید اقبال احمد حسین شاہ صاحب مدظلہٗ العالی

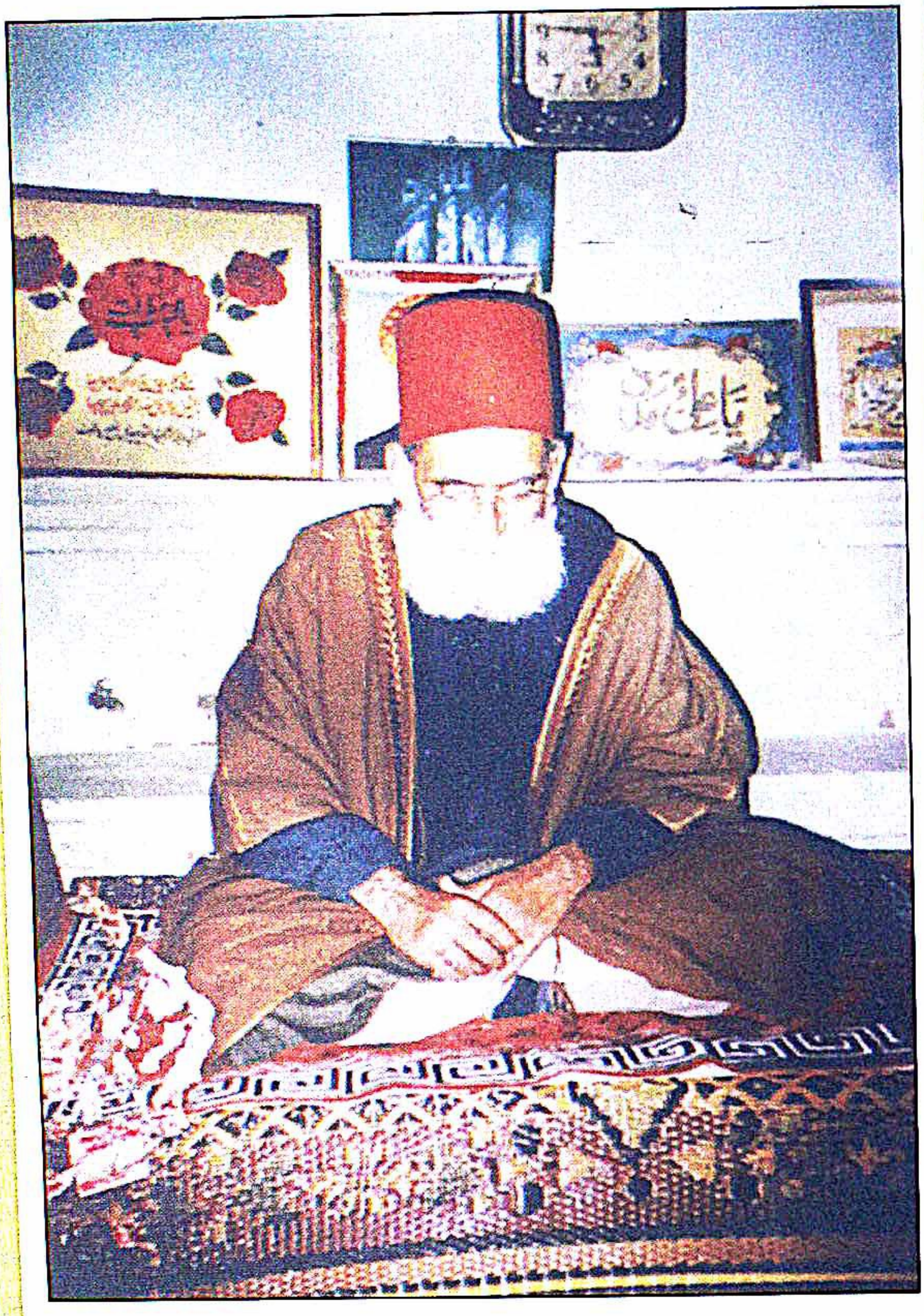

سجادہ نشین درگاہ حضرت محبوب ذات مصنف کتاب ہذا

حضرت کے تیسرے فرزند ارجمند حضرت علامہ مفتی السید افتخار احمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز
فارغ التحصیل جامع غوثیہ وزیر آباد جامعہ نعیمیہ و جامعہ نعمانیہ لاہور درسِ قرآنِ حکیم دے رہے ہیں

سجادہ نشین درگاہ حضرت محبوب ذات

راقم الحروف حضرت علامہ مفتی السید افتخار احمد حسین صاحب جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمارہے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد دعا کا منظر

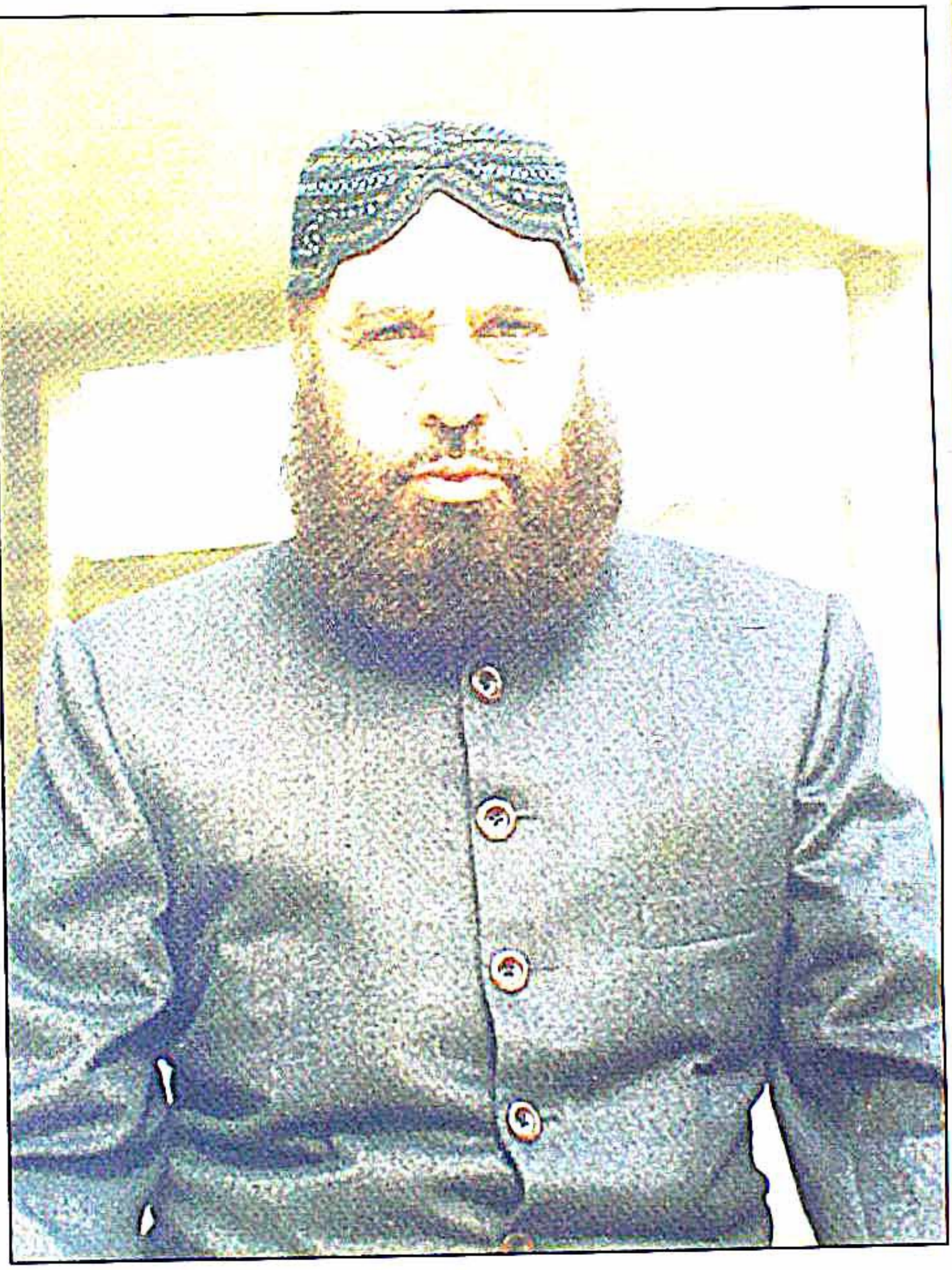

آپ کے شہزادۂ چہارم حضرت قبلہ السید امجد احمد حسین شاہ صاحب مدظلہٗ العالی

شہزادۂ اوّل اور شہزادۂ سوم وہ قبا مبارک اٹھائے ہوئے ہیں جو رسول اکرمؐ نے
مدینہ منورہ سے ارسال کیا اور آپ نے حضور کے فرمان کو بجالاتے ہوئے زیب تن فرمایا

درس قرآنِ حکیم کا ایک منظر

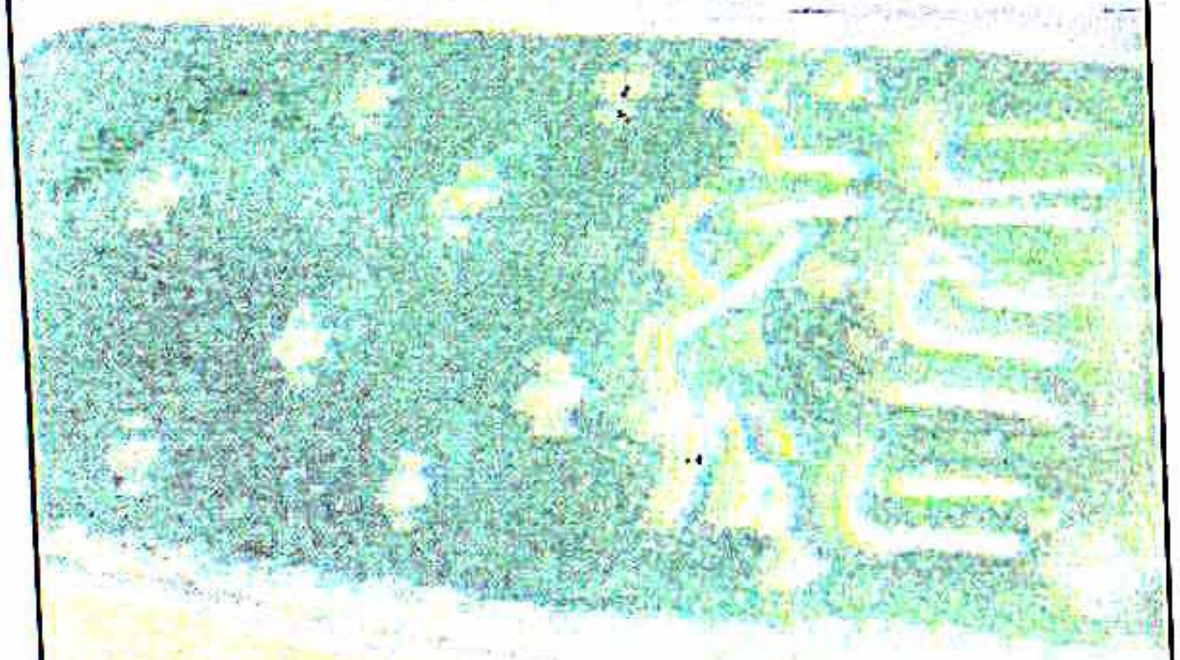

حضرت محبوب ذات کے پہلو میں ان کی شہزادی مجذوب کامل حضرت بی بی مست صاحبہ کا روضۂ مبارک
ساتھ میں سید محمد مہدی مقدس اور سیّد علی شہباز کی کم سن شہزادیوں کے مزارات ہیں

اس تصویر میں چھوٹے شہزادگان سیّد مبارک علی شاہ، سیّد احمد سہیل امجد، سیّد احمد کریم امجد، سیّد نجم السرکار احمد
سیّد غوث مقدس، سیّد مہدی مقدس سیّد ہادی مقدس، سیّد شہباز اقبال جمعہ کی نماز کے بعد دعا میں شامل ہیں

اس تصویر میں چھوٹے شہزادگان سیّد نیر اقبال، سیّد شاہ کمال محی الدین، سیّد نظارت اقبال
صاحبزادہ سیّد مسعود السیّد، سیّد شہزادہ ابن اقبال احمد اور سیّد الطاف حیدر شامل ہیں۔

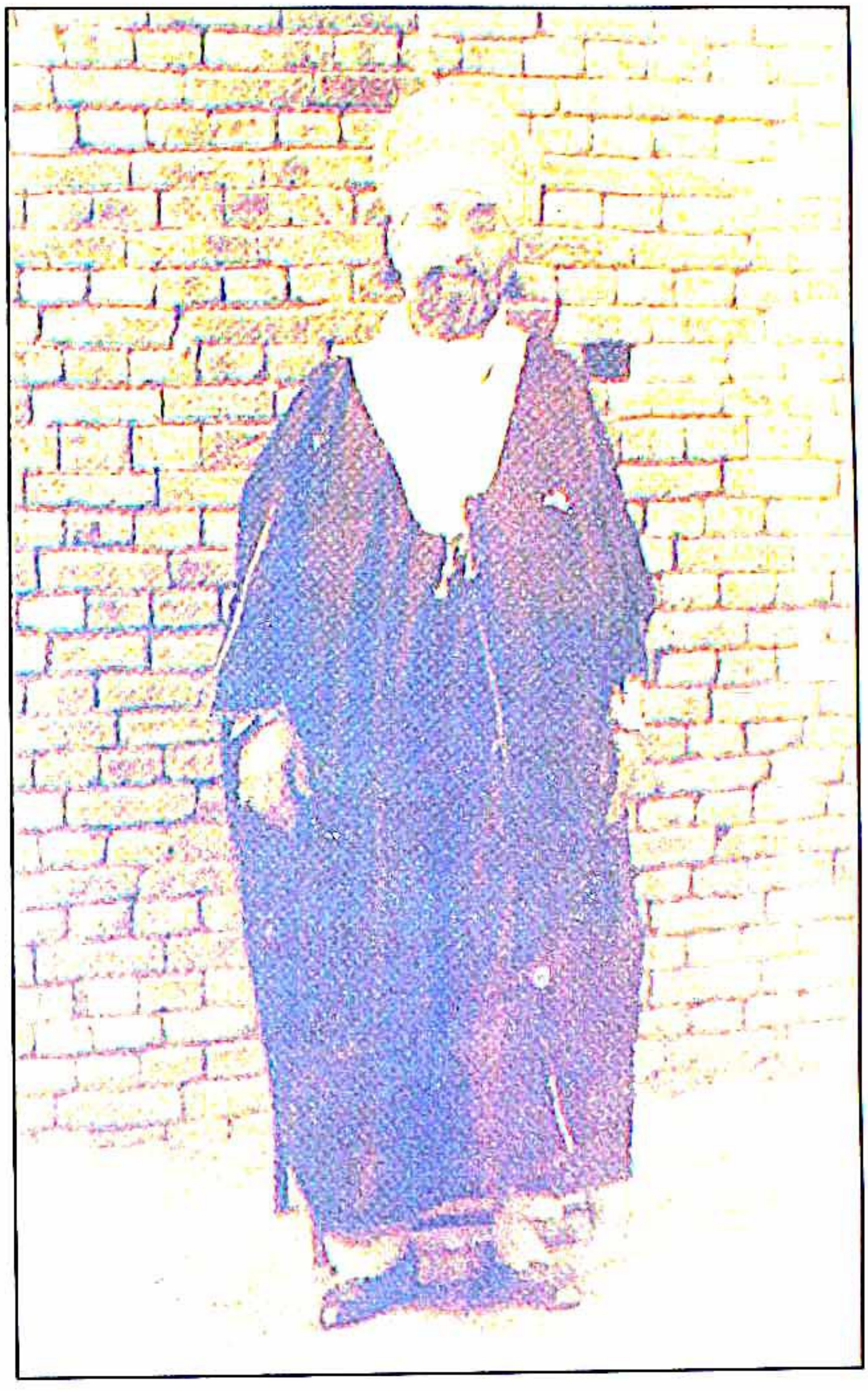

حضور سرکارِ عالی مقام حضرت سیّد احمد حسین شاہ گیلانی القادری المعروف حضرت محبوبِ ذات رضی اللہ عنہ

حضور سرکارِ عالی مقام حضرت سیّد احمد حسین شاہ گیلانی القادری المعروف حضرت محبوبِ ذات رضی اللہ عنہ

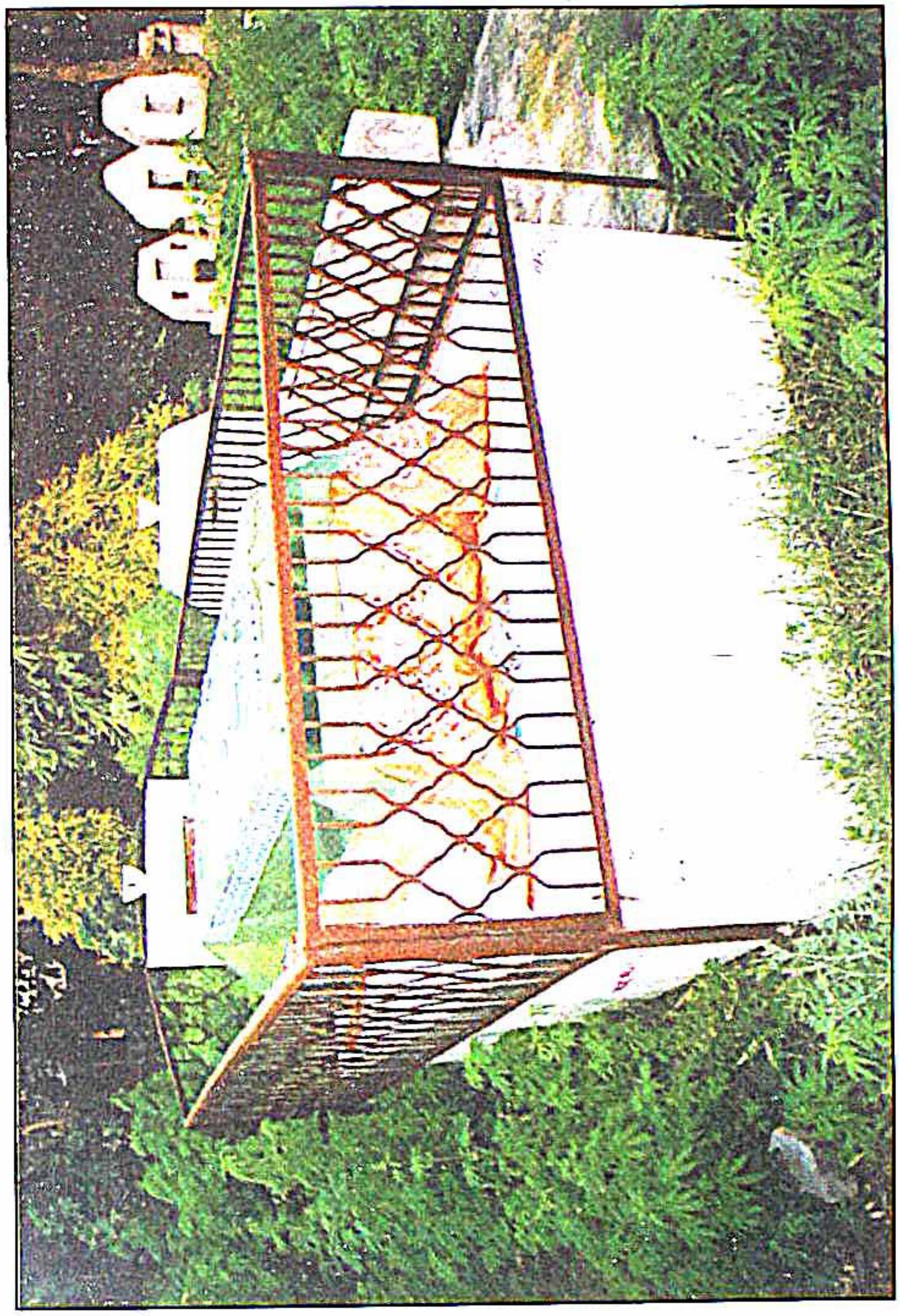

منڈیر سیّداں میں حضرت محبوب ذات کے والد ماجد حضرت قبلہ السیّد نواب علی شاہ صاحب قدس سرہ کا مزار مبارک

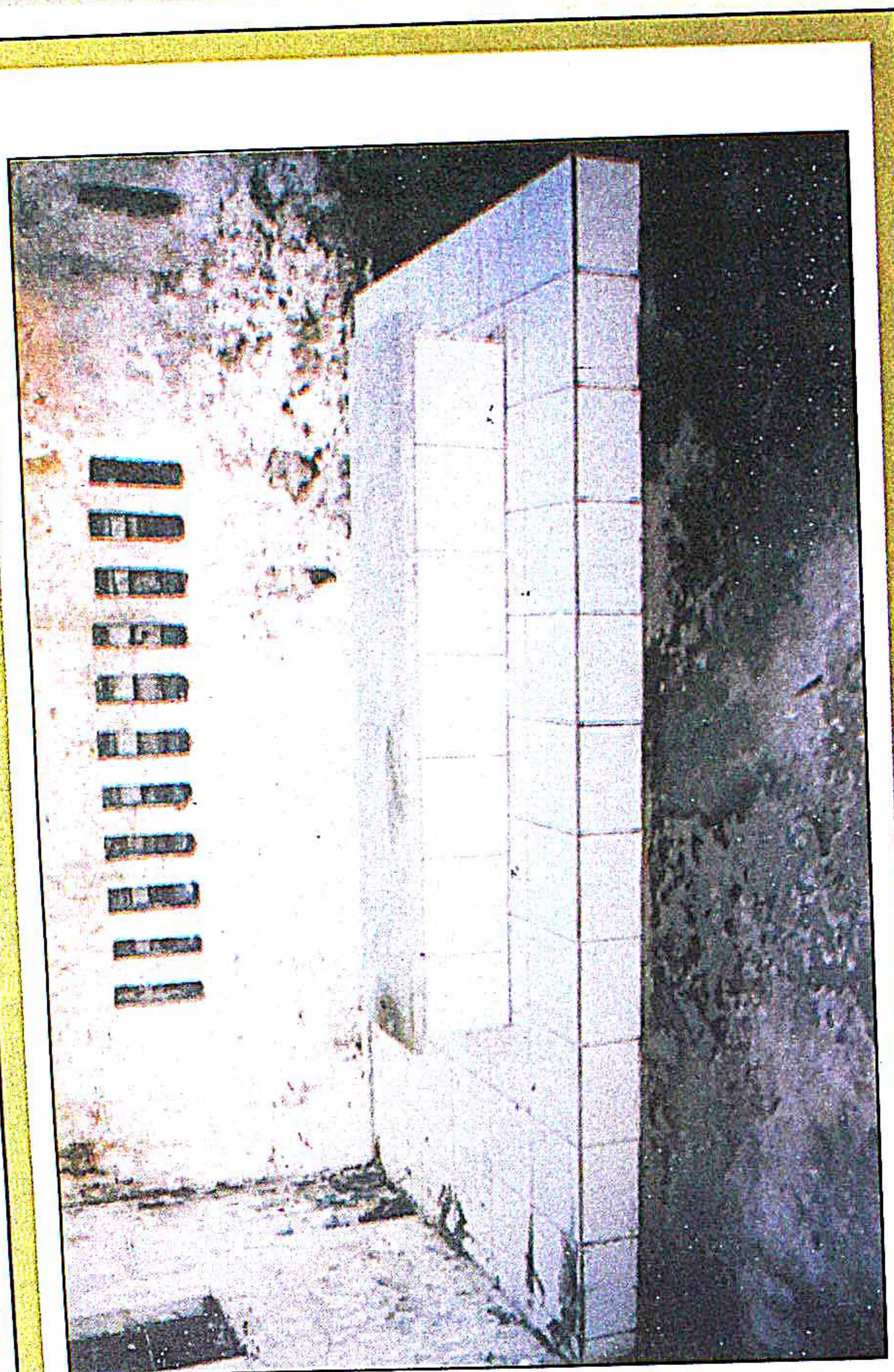

منڈیر سیّداں میں حضرت محبوب ذات کے دادا پاک حضرت قبلہ السیّد حیدر علی شاہ صاحب قدس سرہ کا مزار مبارک

مرآۃ الرحمٰن

الانسان مرآۃ الرحمٰن

حکیمُ الامّت ۔ شیخ الاسلام ۔ غوثِ زمان

حضرت شیخ سیّد افتخار احمد حسین غوث گیلانی القادری قدس سرہٗ العزیز

سجادہ نشین

مغربی دربار عالیہ قادریہ منڈیر سیداں شریف ۔ سیالکوٹ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ، لاہور

(1) احمد حسین محبوب ذات، سید
(2) افتخار احمد حسین، سید

جملہ حقوق بحق

۱۔ ڈاکٹر سیّد مسعود السیّد سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ منڈیر سیّداں شریف سیالکوٹ

۲۔ سیّد نجم السرکار احمد ۳۔ سیّد محمد غوث مقدس

۴۔ سیّد محمد مہدی مقدس ۵۔ سیّد محمد ہادی مقدس

۲۹۷٫۶۹۲
۱۲۷۵۳
109102

اشاعت اوّل : ۱۹۸۱ء

اشاعت دوم : ۲۰۰۳ء

اشاعت سوم وتدوین : ۲۰۰۵ء

تدوین : ڈاکٹر سیّد مسعود السیّد شاہ غوث گیلانی القادری دام برکاتہم العالیہ سجادہ نشین دربارِ عالیہ قادریہ منڈیر سیّداں شریف، سیالکوٹ

ناشر : فقیر اعجاز احمد قادری

تزئین واہتمام : سیّد شجاعت رسول قادریؔ

پبلشرز : نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور فون: 7313885

اللہ جل شانہٗ

غالبٌ علیٰ امرہٖ وکلِّ شیءٍ قدیرٌ

قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی

سبحان اللہ سبوح قدوس علی العظیم

سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہٖ العظیم

سیّد افتخار احمد حسین

انتساب

حضرت مؤلّف (باعث تصنیف وتالیف
مراۃ الرحمٰن
حضرت سیّد احمد حسین
محبوب ذات قدس سرہٗ العزیز)

و

حضرت مؤلّف صاحب مراۃ الرحمٰن
حضرت سیّد افتخار احمد حسین
نقشِ محبوبِ ذات قدس سرہٗ العزیز)

کے نام

مِرآۃُ الرَّحمٰن

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
انتساب	۵
دیباچہ	۱۳
سوانح حیاتِ مبارکہ حضرت مصنف و مولف ''مراۃ الرحمٰن''	۱۵
تعارف شجرۂ احمد حسینیہ	۲۳
افتتاحیّہ	۲۴
اظہار تشکر	۲۹
حسنِ کمال	۳۰
دعائیں	۳۱
دعائے قادری	۳۳
مناجات	۳۴
نعت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۵
الشجرۃ الشریفۃ بزبان عربی	۴۰
شجرۂ نسب منظوم بزبانِ فارسی	۴۲
شجرہ شریف نسبی بزبان اردو	۴۶
شجرہ شریف نسبی بزبان پنجابی	۴۸
الشجرۃ الشریفۃ الطریقۃ بزبان عربی	

مضمون	صفحہ
شجرۂ طریقت بزبان فارسی	۶۱
شجرۂ طریقت بزبان اردو	۶۴
شجرۂ شریف مرشدی بزبان پنجابی	۶۹
باب اوّل	۷۸
فصل اول: تشریح خمسۃ	۷۹
قصیدہ فرزدق ابوالفراس	۸۱
شجرۂ نسب سرور دو عالم	۸۶
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۹۰
حضور رسالت مآب ﷺ کے اوصاف جمیلہ	۹۴
شان محمد رسول اللہ ﷺ	۹۶
مناقب نبی کریم ﷺ	۹۸
از حسان بن ثابتِ ﷺ	۱۰۰
از حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	۱۰۱
معراج النبی ﷺ	۱۰۳
دعائے مغنی	۱۰۵

مضمون	صفحہ
مناجات قرنی	۱۰۷
دعائے سیفی	۱۰۸
سیّدالاستغفار	۱۰۹
خطبہ حجۃ الوداع	۱۱۰
درود النور	۱۱۲
حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ علیٰ وجہہ الکریم	۱۱۴
مناقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱۱۶
مندرہ حضرت علی علیہ السلام	۱۱۸
حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا	۱۲۱
مناقب خاتونِ جنت	۱۲۳
حسنین کریمین علیہما السلام	۱۲۴
حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام	۱۲۴
حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کربلا	۱۲۵
مناقب حسنین علیہما السلام کریمین	۱۲۶
دوسری فصل:	۱۲۹
شجرہ نسب عالیہ غوثیہ وسلسلہ بیعت و خلافت جدیہ سیّدنا غوث اعظم محی الدین ابو محمد السیّد عبدالقادر	۱۲۹
سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	۱۳۲
ارشاداتِ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	۱۳۶
قصیدہ روحی	۱۴۰
صلوٰۃ الغوثیہ	۱۴۳
فارسی کلام سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	۱۴۴

مضمون	صفحہ
سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بارہ سال کی ڈوبی ہوئی دریا میں کشتی برآمد فرمائی	۱۴۵
(مفتی) سیّدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۸
(قاضی القضاۃ) سیّدنا ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۰
(قاضی القضاۃ) سیّدنا ابونصر محمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۲
سیّدنا مطہر محی الدین ابومحمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۳
سیّدنا احمد ضو رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۴
سیّدنا محمد ضو رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۵
سیّدنا عباس رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۶
سیّدنا علی رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۷
سیّدنا محمد ثالث رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۸
(امیر العساکر) آغا بدیع الدین شہیدؒ	۱۵۹
تیسری فصل	۱۲۱
(قاضی القضاۃ) شاہ فیروز الدینؒ	۱۲۱
(قاضی القضاۃ) شاہ شرف الدین موسیٰؒ	۱۲۶
(قاضی القضاۃ) شاہ صفی الدین آدمؒ	۱۶۳
(قاضی القضاۃ) سیّدنا محمد معروفؒ	۱۶۴
(قاضی القضاۃ) سیّدنا علی عارفؒ	۱۶۵
(خان بہادر) (قاضی القضاۃ) سیّدنا میرزاہد عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۶
سیّدنا اشہد باللہ الامجد رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۷
سیّدنا میر علی اسلم رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۹
(حافظ مولوی) سیّدنا میر عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۰

مضمون	صفحہ
سیّدنا میراں محمد جان رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۱
حضرت سالم علی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۲
حضرت حسن شاہ حضور رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۳
(داروغہ) حضرت حیدر علی شاہ قادری	۱۷۴
حضرت نواب علی شاہِ حیدری قدس سرہٗ العزیز	۱۷۵
باب دوم	۱۷۷
فصل اوّل: سوانح حیات حضرت محبوبِ ذات ○ ولادت ○ زمانہ طفولیت ○ جوانی	۱۷۸
اہل قبور کے ساتھ تعلقات	۱۸۹
بعدہٗ ملازمت	۱۹۰
قبلہ سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات قدس سرہٗ العزیز کی سوانح حیات ایک نظر میں	۱۹۲
فصل دوئم: خرقہ مبارک	۱۹۴
شجرہ طریقت	۱۹۵
آدابِ پیری و مریدی	۱۹۷
حضور سرکارِ عالی حضرت محبوب ذات کا طریقۂ بیعت	۱۹۸
فصل سوم: سرکار عالی وقت کے غوث اور محبوب ذات	۱۹۹
فصل چہارم: ارکان اسلام	۲۰۱
تبلیغ اسلام	۲۰۳
فصل پنجم: معمولات سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۷
مریدین سے حسنِ سلوک	۲۱۷
فصل ششم: حلیہ مبارک	۲۲۲
فصل ہفتم: مواعظ حسنہ (سات وعظ)	
حضور سرکار عالی سرہٗ العزیز	۲۲۶
پہلا وعظ نور کی تفسیر	۲۲۷
دوسرا وعظ تخلیقِ کائنات	۲۳۳
تیسرا وعظ انسان کی تفسیر	۲۳۸
چوتھا وعظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ	۲۴۲
پانچواں وعظ اہلِ بیت اطہار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۴۳
چھٹا وعظ فضائل درود شریف	۲۴۵
ساتواں وعظ فضیلتِ جمعہ	۲۴۷
باب سوم	۱۴۹
فصل اوّل: تصوف	۲۵۰
مقامِ فنافی الشیخ، مقام فنافی الرسول و مقام فنافی اللہ کی شناخت و پہچان	۲۵۷
ملفوظات سرکارِ عالی قدس سرہٗ العزیز	۲۵۹
مقاماتِ سلوک	۲۶۰
عالمِ اجسام کی صورت	۲۶۵
شہنشاہِ فقر	۲۶۷
ہفت لطائف	۲۷۱
سماع	۲۷۵

مضمون	صفحہ
فصل دوم:	۲۷۲
قصیدہ غوثیہ کے چند اشعار کی تشریح	۲۷۲
اعمالِ قرآنی	۲۸۰
نقش و وظیفہ نقش حفاظت تیر و تفنگ	۲۸۱
وظائف	۲۸۲
تعویذات لکھنے کی ساعتیں	۲۸۳
تعبیر الرؤیا	۲۸۵
عہدِ ملائک	۲۸۶
عہد جنات	۲۸۷
چند مفید معلومات —	۲۸۸
مقبول عملیات عہدنامہ	۲۹۰
چہل کاف	۲۹۱
رات کو سونے سے قبل پڑھیں	۲۹۲
فصل سوم: کلامِ شیوخ	۲۹۳
تصنیف جناب غلام قادر شاہ صاحب بٹالوی	۲۹۴
تصنیف حضرت سیّد میراں محمد جان شاہ صاحب بٹالوی	۲۹۴
دیوانِ سرکارِ عالی قدس سرہٗ العزیز	۲۹۶
مناجات بہ درگاہِ قاضی الحاجات	۲۹۷
افکارِ عالیہ	۲۹۸
حمد باری تعالیٰ	۳۰۰
بڑا ہی مہربان ہے	۳۰۱

مضمون	صفحہ
شانِ محمدی	۳۰۲
اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۰۳
محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۰۴
رسولِ خدا ایثار	۳۰۵
حبیب خدا	۳۰۷
مورے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۰۸
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیوانی	۳۰۹
بڑی شان والے ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۱۱
زمیں از حب او ساکن فلک از نام او سیّدا	۳۱۲
منقبت مولائے کائنات علیہ السلام	۳۱۵
سلام بہ حضور امام عالی مقام علیہ السلام	۳۱۶
محبوب سبحانی	۳۱۸
سرِ روح	۳۱۹
اللہ	۳۲۰
ہدیہ عقیدت بحضور محبوبِ ذات اقدس سرّہ العزیز	۳۲۱
ہدیہ عقیدت از صاحبزادہ سیّد کمال محی الدین	۳۲۲
انتظام لنگر غوثیہ	۳۲۳
سالانہ ختم شریف	۳۲۴
قطعہ تاریخ مشتمل وصال	
حضرت قدوۃ العارفین السالکین عمدۃ	۳۲۵
حضور سرکارِ عالی کی آل و اولاد	۳۲۶
شرک کی تشریح	۳۳۸

مضمون	صفحہ
دین کی خدمت	۳۴۲
باب چہارم	۳۴۵
فصل اوّل کرامات	۳۴۵
حضور سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت از خلیفہ شیر محمد	۳۵۴
دربار شریف پر حاضری کی برکت	۳۷۱
کرامت (کرنگ) میں جان ڈالی	۳۹۴
قیامِ پاکستان کی پیشین گوئی!	۳۹۵
محبوبِ ذات اقدس سرہ کی نوازشات برخلیفہ علی محمد ریٹائرڈ تحصیلدار	۴۱۰
حضور سرکار عالی محبوب ذات قدس سرہ العزیز کی نوازشات برخلیفہ شیخ محمد شفیع انسپکٹر پولیس لاہور	۴۱۲
فصل دوم مشاہدات	۴۲۲
زیارتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ کرام رضون اللہ علیہم	۴۲۳
فصل سوم کلام مریدین	۴۳۱
منقبت سرکار والا تبار روحی فداہ	۴۳۶

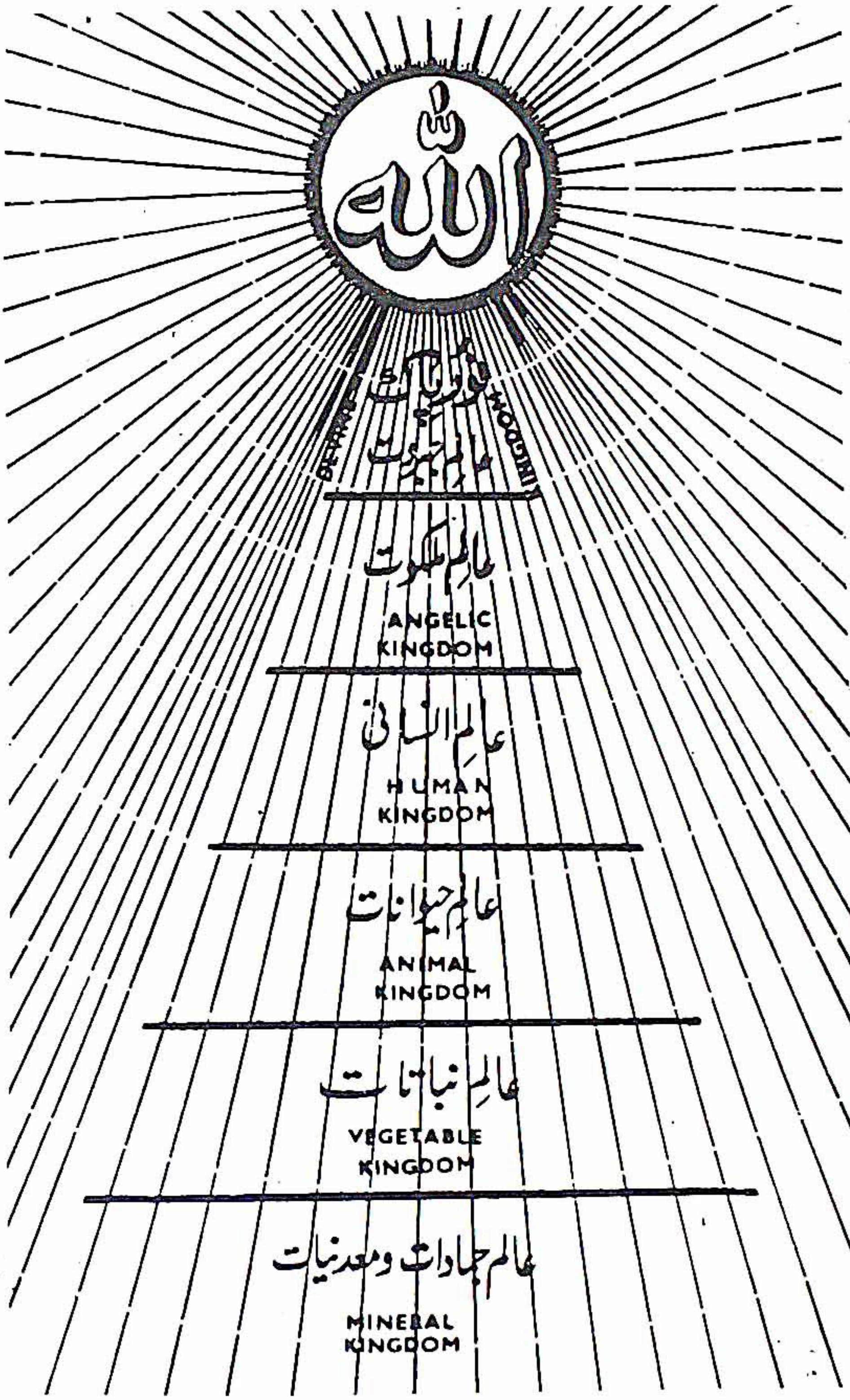
الله
عالم ملکوت
ANGELIC KINGDOM
عالم انسانی
HUMAN KINGDOM
عالم حیوانات
ANIMAL KINGDOM
عالم نباتات
VEGETABLE KINGDOM
عالم جمادات ومعدنیات
MINERAL KINGDOM

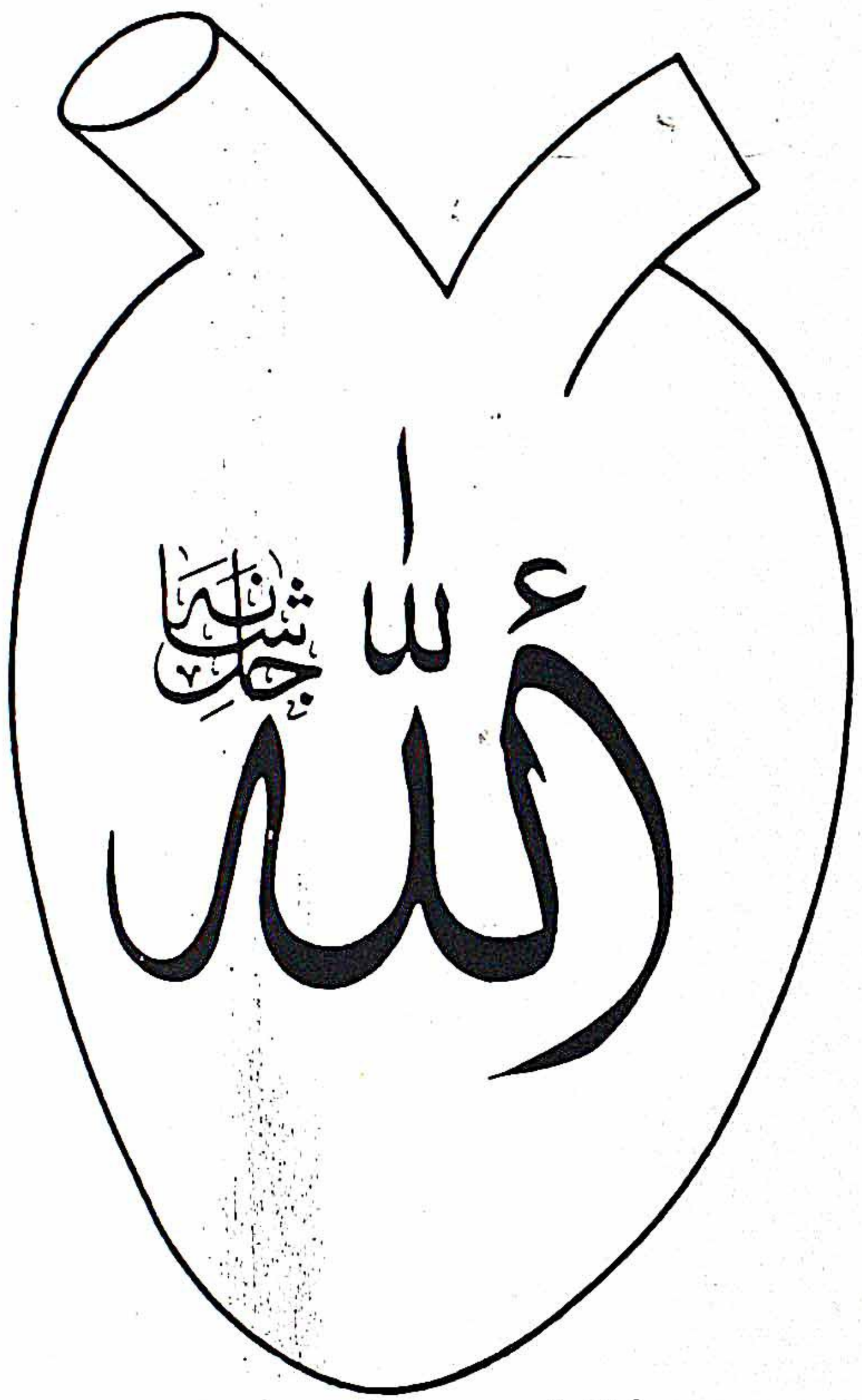

نقشه قلب

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃَ اِلِّلْعٰلَمِیْنَ

آج سے تقریباً ربع صدی قبل مراۃ الرحمٰن (سوانح حیات حضرت سیّد احمد حسین محبوبِ ذات) تصنیف حضرت مفتی سیّد افتخار احمد حسین، سجادہ نشین حضرت محبوبِ ذات) کا پہلا ایڈیشن تیار ہوکر طالبینِ راہِ حق کے ہاتھوں میں آیا۔ یہ والدی ومرشدی حضرت سیّد افتخار احمد حسین قدس سرہ العزیز کی تصانیف کے سلسلے کی ایک کڑی تھی جو ''مشعل راہ'' اور ''شجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' مطبوعہ ۱۹۶۵ء، ۱۹۶۶ء ''راہِ ہدایت'' ۱۹۷۶ء ''علم شریعت'' ۱۹۷۹ء شجرہ ہائے نسب وطریقت ۱۹۸۰ء غیر مطبوعہ خاندانی کتاب ''حدیقہءِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ۱۹۶۸ء کے بعد مریدین اور معتقدین حضرت محبوب ذات کی تشنہ لبی کے لئے آبِ حیات ثابت ہوئی۔ وقت کی ضرورتوں کے پیشِ نظر ''مراۃ الرحمٰن'' مطبوعہ ۱۹۸۱ء میں کچھ اضافے اور تبدیلیاں ناگزیر ہیں۔ جو اس ایڈیشن میں اس طرح کر دی گئیں ہیں کہ کتاب کا اصل حسن برقرار رہے۔

۱۔ اضافے میں ''حضرت مصنف ومؤلف قدس سرہ العزیز'' کی سوانح حیات کو آغاز میں جگہ دی گئی تاکہ کتاب کے مطالعے سے قبل صاحبِ کتاب کے تعارف سے مستفید و مستفیض ہوا جاسکے۔

۲۔ مزارات کی نئی تصاویر اور دیگر تصاویر کے لئے پرنٹ شامل کئے گئے ہیں۔

۳۔ حضرت محبوبِ ذات کے شجرۂ احمد حسینیہ میں اضافہ کر کے اُسے موجودہ شہزادگان تک وسعت دی گئی ہے۔

۴۔ شجرہ ہائے نسب وطریقت عربی، فارسی، اردو اور پنجابی زبان میں شامل کئے گئے ہیں۔

۵۔ کرامات کے باب میں چند پرانے سرکاری ملازمین (مریدین) کے واقعات درج کئے گئے ہیں۔

مجھے ہر ایک مقام پر حضرت مصنف والدی و مرشدی کی علمی فضیلت اور اپنی علمی کم مائیگی کا احساس رہا۔ بہر حال و ماتوفیق الا باللہ

اللہ تبارک تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل اور حضرت محبوبِ ذات کے صدقے میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور اس کے ثمرات سے ہر خاص و عام کو مستفید فرمائے۔

آمین بجاہِ نبی الامین وامجادہ وآلہ اجمعین۔

والسلام

ڈاکٹر صاحبزادہ سیّد مسعود السیّد

(سجادہ نشین)

حضرت محبوبِ ذات و

حضرت نقشِ محبوبِ ذات

درگاہ حضرت محبوبِ ذات

دربار شریف منڈیر سیّداں ضلع سیالکوٹ

۹۔فروری ۲۰۰۵ء

سوانح حیاتِ مبارکہ

حضرت مصنف ومولف ''مراۃ الرحمٰن''

اسم مبارک: حضرت سیّد افتخار احمد حسین غوث المعروف ''سیّد غوثِ زماں'' قدس سرہٗ العزیز آپکے والد گرامی اور تمام خاندان والے آپ کو ''سیّد صاحب'' کہہ کر پکارتے۔ جبکہ مریدین سیّد سرکار کہتے۔

پدرِ گرامی: حضرت سیّد احمد حسین محبوبِ ذات سرکارِ عالی قدس سرہٗ العزیز

ولادت باسعادت: آپ ۱۳ رجب المرجب بمطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۶ء کو بمقام ''انبالہ'' ہندوستان میں پیدا ہوئے۔

زمانہءِ طفولیت: ۶ برس کی عمر میں آپ کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں۔ لہٰذا حضور سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات نے آپ کو والد اور والدہ دونوں کا پیار دیا۔ آپ دلاسہ بھی دیتے اور تربیت بھی فرماتے۔ اس طرح آپ نے اپنے بچپن کا زیادہ تر حصّہ اپنے والدِ ماجد کی صحبت میں گزارہ۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کئی دفعہ خود ہی اپنے کپڑے دھو لیتے اور زیادہ وقت اپنے والد بزرگوار کے پاس گزارتے۔

ابتدائی تعلیم: پرائمری تک تعلیم آپ نے قریبی قصبہ دوڑس میں اپنے برادرِ اصغر حضرت سیّد امجد علی شاہ صاحب کے ساتھ حاصل کی۔ دربار شریف سے تقریباً دو میل کی مسافت آپ دونوں ''گھوڑی'' پر بیٹھ کر طے کرتے یا پیدل جاتے۔ آپ کے ساتھ ایک بزرگ مرید بابا اسماعیل یا سیّد علی اکبر ہوتے۔ جو آپ کو ساتھ لے کر جاتے اور ساتھ لے کر آتے۔

ثانوی تعلیم: اسی طرح گورنمنٹ ہائی سکول اگوکی میں آپ نے ثانوی تعلیم اپنے برادر

اصغر کے ساتھ حاصل کی۔ یہاں آپ ''گھوڑی'' پر یا تانگے پر تشریف لے جاتے اور ہائی سکول کی مسجد میں اکثر نماز ظہر کی امامت بھی فرماتے۔ آپ کے ہم عصر طلباء اور آپ کے اساتذہ دورِ طالب علمی میں بھی آپ کو شاہ صاحب کہہ کر پکارتے اور بہت عزت کرتے۔

حالتِ جذب: ثانوی تعلیم کے آخر میں آپ استغراق میں چلے گئے اور تقریباً ۹ ماہ اسی حالت میں رہے۔ حالتِ جذب میں آپ نے کئی منازل طے فرمائیں یہ ۱۹۵۷ء کا واقعہ ہے جو آپ نے تفصیلاً خود اپنی تصنیف ''مراۃ الرحمٰن'' میں حالتِ جذب کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ''۹'' ماہ کا عرصہ ایک ''نئی زندگی'' (یعنی بچے کی پیدائش سے پہلے کا عرصہ) کی ''ارتقائی منازل'' کا مخصوص وقت ہوتا ہے۔ جس میں حضور سرکارِ عالی نے مجھے منازلِ تصوف طے کروائیں اور مشاہدات سے نوازا۔

آپ نے فرمایا کہ ۹ ماہ میں نے اپنی مرضی سے نہ کھایا پیا نہ پہنا۔ جب یہ حالت شروع ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے دونوں پاؤں شل ہو رہے ہیں اور میں نے سرکارِ عالی کی کرسی کو پکڑا ہوا تھا اور آپ سے فیض طلب کر رہا تھا۔

آپ کے آنکھوں سے دو شعلے نکلتے محسوس ہوتے اور میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔ ۹ ماہ بعد آواز آئی۔ ''سیّد صاحب'' واپس آ جائیں اور میں نے دیکھا تو سرکارِ عالی کے سامنے میں صف پر بیٹھا ہوا تھا۔ سرکارِ عالی نے غسل اور نئے کپڑوں کا حکم دیا اور اس کامیابی پر مریدین کو مدعو کیا اور باقاعدہ کارڈ تقسیم فرمائے اور اس تقریب کو خوشی سے منایا گیا۔ یہ ۱۹۵۸ء کا واقعہ ہے۔

روحانی تعلیم:

۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۱ء: اس جشن کے بعد سرکارِ عالی نے آپ کو دنیوی تعلیم سے کنارہ کش ہونے کا حکم دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے ''ابّا جی سرکار'' سے کہا کہ میں نے

ڈرائنگ رکھنی ہے اور نقشے بنانے والا انجینئر بننا ہے۔ سرکار عالی نے فرمایا بیٹا میرے پاس بیٹھا کرو جو میں تعلیم دوں گا وہ کہیں سے نہیں ملے گی۔

چونکہ میرے بڑے بھائی سیّد افضال احمد حسین شاہ صاحب کاشتکاری اور لنگر کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اور دوسرے بھائی سیّد اقبال احمد حسین شاہ صاحب ٹھیکیداری میں مصروف رہتے تھے۔ چھوٹے بھائی سیّد امجد علی شاہ صاحب کالج چلا جایا کرتے تو پھر سرکارِ عالی مجھے اپنے پاس بٹھاتے اور مجھے علم و عرفان کے گوہر عطا فرماتے۔

یہ دو سال کا عرصہ آپ کی زندگی کا سنہرا دور تھا۔ جس میں آپ شب و روز سرکارِ عالی کی خدمت میں رہتے۔ اس عرصے میں سرکارِ عالی نے آپ کو اپنا خاندانی شجرۂ نسب و طریقت تیار کرنے کا حکم دیا اور خود اس کام کی نگرانی فرمائی اور آپ کی راہنمائی فرمائی۔ اکثر سرکارِ عالی سورہ یوسف آپ کے سامنے تلاوت کرواتے اور اس طرح آپ پر رقت طاری ہو جاتی۔

سرکارِ عالی نے آپ کو حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ العزیز کی تصانیف عطا فرمائیں اور فرمایا کہ بیٹا اسے پڑھا کرو۔ اس میں سرکارِ عالی نے مختلف اقتباسات کی اپنے قلم مبارک سے نشاندھی فرمائی۔

اسی دور میں آپ کو تعویزات کی دو عدد کاپیاں حضور سرکارِ عالی نے بنوا کر عطا فرمائیں دعا اور بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

قصیدۂ غوثیہ: آپ فرمایا کرتے کہ سرکارِ عالی نے مجھے قصیدہ غوثیہ پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور خود اپنی نگرانی اور راہنمائی میں اس کا عامل بنایا۔ صبح سویرے رات کے ٹھنڈے پانی سے نہا کر قصیدہ شریف پڑھنا ہوتا۔ ساتھ چند پرہیز بھی تھے۔ لیکن آپ نے بہت زیادہ پرہیزوں (جمالی + جلالی) سے منع فرما دیا۔ آپ یعنی سرکارِ عالی فرمایا کرتے کہ جب میں نے منڈیر سیّداں میں آ کر قصیدہ شریف پڑھنا شروع کیا تو حضرت صاحب (آپ

کے شیخ اور ماموں حضرت سیّد فتح علی شہباز رحمۃ اللہ علیہ) نے قصیدہ پڑھنا بند کر دیا۔ اب میں آپ کو اجازت دیتا ہوں اس کے بعد سرکارِ عالی نے قصیدہ غوثیہ پڑھنا بند کر دیا، یہ قصیدہ غوثیہ کے اشعار ہی تھے جو آپ نے کافی شاپ لٹا کر پڑھے تو اللہ پاک نے پوری کافی شاپ کر دی اور انہی اشعار کی وجہ سے مسجد کے محراب میں شگاف پڑ گیا اور مسجد کانپنے لگی اور انہی اشعار کی بدولت پلٹن میں لگی ہوئی آگ بجھ گئی (تفصیلات مراۃ الرحمٰن میں ملاحظہ فرمائیں)

آپ فرمایا کرتے قصیدہ غوثیہ پڑھنے کے لئے سب سے ضروری چیز ''نظر کا پاک ہونا ہے''۔ جمالی جلالی پرہیز جسم کا پاک ہونا۔ جگہ کا پاک ہونا اور کپڑوں کا پاک ہونا ذیلی باتیں ہیں۔ لیکن اصل بات نظر کا پاک ہونا ہے۔

راقم الحروف یعنی مجھے (ڈاکٹر صاحبزادہ سیّد مسعود السیّد کو) جب آپ نے داتا صاحب حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس کے سامنے قصیدہ غوثیہ کی مشروط اجازت عطا فرمائی تو ان تمام باتوں کا اعادہ فرمایا۔

آپ تاحیات قصیدہ غوثیہ (اپنے وصال تک) باقاعدگی سے پڑھتے رہے۔

اور مجھے (ڈاکٹر سیّد مسعود السیّد کو) فرمایا کہ میرے بعد پڑھنا۔ جو میں تادم تحریر بفضل تعالیٰ بطفیل محبوبِ ذات بوسیلہ نقشِ محبوب ذات انہی شرائط پر پڑھ رہا ہوں۔

اعضاء کا الگ ہونا: آپ فرمایا کرتے جب میں قصیدہ غوثیہ پڑھتا تو ''شوں'' کی آواز سے میری روح میرے اندر سے نکل جاتی میں خود اپنے جسم کو دیکھتا اور اپنے اعضاء الگ الگ دیکھتا۔ پھر میری روح واپس آتی تو میں دوبارہ عام جسم محسوس کرتا۔

عقد مبارک: رجب المرجب بمطابق ۱۰ جنوری ۱۹۶۰ء کو آپ کی شادی مبارک سرکارِ عالی نے جناب سیّد مظہر حسین رضوی شاہ صاحب کی دختر نیک اختر

سیّدہ ناہید زہرا سے کی۔ آپ سرکارِ عالی خود تمام تقریب میں جلوہ افروز رہے۔ اس سے تین ماہ قبل آپ کا نکاح عرس حضرت غوث الثقلین پر ۱۰ ربیع الثانی کو ہو چکا تھا۔ رخصتی تین ماہ بعد رجب المرجب کو ہوئی۔ حضور سرکارِ عالی دونوں تقریبات میں جلوہ افروز رہے۔ سرکار عالی نے خود کارڈ چھپوائے اور اپنے دستخط ثبت فرما کر مریدین کو ارسال کیئے۔

اولاد: آپ کے ہاں پانچ فرزند اور ایک دختر تولد ہوئی۔ جن کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔	ڈاکٹر صاحبزادہ سیّد مسعود اللہ رجب المرجب	۷۔ جنوری ۱۹۶۱ء
۲۔	سیّد نجم السر کارِ احمد	
۳۔	سیّد محمد غوث مقدس	یکم جنوری ۱۹۶۴ء
۴۔	سیّدہ عالیہ سیّدہ	۳۱ دسمبر ۱۹۶۶ء
۵۔	سیّد محمد مہدی مقدس	
۶۔	سیّد محمد ہادی مقدس	۳۰ ستمبر ۱۹۷۰ء

جانشینی: آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بڑے فرزند ڈاکٹر صاحبزادہ سیّد مسعود اللہ کو اپنا جانشین اور سجادہ نشین مقرر فرما دیا اور تمام مریدین اور گھر والوں کو آگاہ فرما دیا۔

بیعت و دعا: حضور سرکارِ عالی نے اپنی علالت کے آخری ایّام اور وصال سے چند ماہ قبل آپ کو اپنے کمرے میں طلب کر لیا اور بستر بھی وہیں لگوا لیا۔ اس طرح آپ کو آخری ایّام میں حضور سرکارِ عالی کی مزید قربت اور خدمت کے مواقع میسر آئے۔

حضور سرکارِ عالی نے اپنی علالت کے دوران فرمایا:

''سیّد صاحب جو لوگ آئیں ان کو میری طرف سے بیعت کریں اور ان کے لئے دعا کریں۔''

آپ فرماتے کہ سرکارِ عالی مجھے حکم دیتے تو میں زائرین کے لئے دعا کرتا اور طالبین کو بیعت کرتا۔ سرکارِ عالی کے وصال کے بعد آپ نے سب کو بیعت اور دعا کی اجازت عطا فرمائی۔

وصال سرکارِ عالی: ۲۱ شعبان المعظم بمطابق ۸ فروری ۱۹۶۱ء کو حضور سرکارِ عالی نے واصل باللہ ہونے سے قبل آپ کو بلایا۔ آپ فرماتے ہیں جب سرکارِ عالی کی نظر میری نظر سے ٹکرائی تو آپ سرکارِ عالی نے اپنے وجود کو سیدھا فرمایا۔ دونوں بازو مبارک پھر دونوں پاؤں مبارک کو سیدھا فرمایا۔ میں نے سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔ ابھی دوسری مبین پر پہنچا تو سرکارِ عالی واصل باللہ ہو گئے۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

سرکارِ عالی کو غسل صوفی اسماعیل صاحب ذوالفقار شاہ صاحب مسکین خانصاحب اور پیر منور شاہ صاحب نے دیا

سرکارِ عالی کی نماز جنازہ: سیّد محمد حسین شاہ صاحب نے پڑھایا۔

تصانیف و تالیفات: حضور سرکارِ عالی کے حکم کے مطابق آپ نے اپنی خاندانی شجرہ ہائے نسب و طریقت کو جمع کرنے اور تحقیق کرنے کا بیڑا اٹھایا اور اس سلسلے میں مشعل راہ مطبوعہ، شجرۃ النبی مطبوعہ، حدیقہ مصطفیٰ غیر مطبوعہ، راہِ ہدایت مطبوعہ، شجرہ ہائے نسب و طریقت، علم شریعت مطبوعہ، اور مراۃ الرحمٰن مطبوعہ ۱۹۸۸ء کو تحریر فرمایا۔ جو اس خاندان پر آپ کا احسانِ عظیم ہے۔ آپ کی وجہ سے آج اس خاندان کی ایک خاص شناخت ہے۔ جس کا ہر خاص و عام اپنا اور غیر معترف ہے۔

دینی تعلیم: ۱۹۷۴ء میں آپ نے جامعہ غوثیہ وزیر آباد سے دورہ قرآن جامعہ نعمانیہ لاہور سے دورۂ حدیث اور جامعہ نعیمیہ لاہور سے درسِ نظامی اور ۱۹۸۷ء میں قاضی کورس کیا۔ آپ وقت کے مفتی تھے اور آپ سے لوگ فتاویٰ حاصل کرتے۔

خطابت: جمعۃ المبارک، عیدین اور دیگر بزرگانِ دین کے ایّام۔ عید میلاد النبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم۔ ایّام اہلِ بیت خصوصاً امام حسین علیہ السلام کے ایّام عاشورہ پر آپ کے خطبات دلنشین و دلپزیر ہوتے۔

مری/ باڑیاں/ سوار گلی: آپ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۴ء تک باقاعدگی سے گرمیوں میں مری تشریف لے جاتے وہاں آپ سرکارِ عالی کی وظیفہ گاہ پر بھی جاتے وہاں اللہ تعالیٰ کے حضور نوافل ادا کرتے۔ وظائف کرتے اور مسوٹ میں مریدین اور معتقدین سے ملاقات فرماتے۔

۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۰ء کے دوران ہر دفعہ گرمیوں میں آپ نے سنی بنک میں قیام فرمایا۔ پھر ۱۹۷۱ء میں سوار گلی میں ایک مکان تعمیر کروایا کچھ عرصہ خلیفہ تاج عباسی کو شرف میزبانی بخشا اور کچھ عرصہ خلیفہ محمد اسلم صاحب (بڑے اسلم صاحب) کے ہاں مہمان رہے۔ پھر ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۴ء کے عرصہ میں اپنے مکان میں گرمیوں میں تشریف لے جاتے اور جو مخلوقِ خدا آپ سے رجوع کرتی آپ اس کی خدمت کرتے۔ ان ایّام میں آپ کے برادرِ اصغر حضرت سیّد امجد علی شاہ صاحب بھی بمع اہل وعیال ساتھ ہوتے۔ ہمیں ان دنوں باڑیاں سکول میں عارضی داخل کروادیا جاتا جس کے ساتھ مسجد محبوبِ ذات موجود ہے۔

مقام فقر: فقر میں آپ سیّد الفقراء اور غوثِ زمان تھے۔ آپ ہمیشہ خالی جیب رہے اور خالی جیب سے ہی آپ سفر فرماتے۔ (جس کا ذکر بعد میں آئے گا)

جمعیت العلماء پاکستان تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حضرت کبیر علی شاہ صاحب چوراہی، حضرت صاحبزادہ فضل الحسن شریف کے ساتھ مل کر جمعیت العلماء پاکستان کی بنیاد رکھی اور تحریک نفاذِ نظام مصطفیٰ میں نمایاں کام کیا۔

مریدین اور معتقدین کی روحانی تربیت: آپ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ بعد از نمازِ فجر تا نمازِ ظہر حدیث و قرآن کا مطالعہ فرماتے اور مریدین و معتقدین کو درس دیتے۔ ان کے سوالات کے جواب عطا کرتے اور تصوف و روحانیت کے نکات واضح فرماتے بعد نماز ظہر آپ دعا فرماتے۔

نماز مغرب کے بعد آپ وظائف کرتے جو دیر رات تک جاری رہتے۔ نمازِ فجر سے قبل آپ قصیدہ غوثیہ پڑھتے۔

کرامات: (تذکرہ سیّد غوثِ زمان) میں پڑھیں۔

امتحانات: سرکارِ عالی کے وصال کے بعد آپ کے امتحانات شروع اور پھر آپ کے وصال سے ۲ سال قبل اوّل صاحب کے وصال کے بعد تمام خاندان آپ کا مخالف ہو گیا اور ہر ایک نے آپ کے خلاف ایک محاذ قائم کر لیا جس کا آپ اکثر ذکر فرماتے۔

وصال: ۲۶ اور ۲۷ صفر المظفر بمطابق ۳۱ مئی اور یکم جون ۲۰۰۰ء کی درمیانی شب آپ نے اسلام آباد پمز میں وصال فرمایا آپ نے نمازِ عشا ادا کرنے کے بعد تازہ وضو فرمایا اور خود چل کر گاڑی میں بیٹھے اور ٹیسٹ کروانے کے لئے پمز میں اپنے حقیقی بھتیجے ڈاکٹر سیّد احمد سہیل امجد کے ساتھ گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادگان سیّد محمد غوث مقدس اور سیّد محمد ہادی مقدس بھی تھے۔ آپ نے آخری وقت پر بھی خاندان کی عداوت کا ذکر فرمایا اور ایک بجے کے قریب اپنے صاحبزادگان سے فرمایا میں آرام کر لوں۔ آپ نے اپنا جسم مبارک سیدھا فرمایا اور آپ کی روح اقدس قفسِ عنصری سے پرواز کر کے وصل باللہ ہو گئی۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

غسل مبارک: آپ کے غسل میں آپ کے فرزند ڈاکٹر مسعود اللہ گوجرانوالہ کے شاہ صاحب شریک ہوئے۔

نمازِ جنازہ: آپ کے سجادہ نشین ڈاکٹر صاحبزادہ سیّد مسعود السیّد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جو بعد از نماز عصر یکم جون ۲۰۰۰ء کو ہوئی۔

تدفین: آپ کا مزار اقدس آپ کے والد ماجد حضرت محبوبِ ذات کے پہلو میں ہے۔

تعارُف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِيْنَ وَصَلٰوةٌ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ الْمُجْتَبٰى الْاَحْمَدُ الْمُصْطَفٰى الْاَمْجَدُ سَيِّدِنَا الْمُمَجَّدُ حَضْرَتْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمْ

شجرہ احمد حسینیہ

محبوب ذات حضرت سیّد احمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز

- حضرت سیّد افضال احمد حسین
  - سیّد مبارک علی
  - سیّد شاہ کمال محی الدین
    - سیّد شاہ درخ کمال
      - سیّد ذوالنور المعروف دلبر میراں
      - سیّد علی شہزادہ قبال
      - سیّد عبدالقادر شہزاد
      - سیّد محمد شاہ حسن ورود مسعود میراں
      - سیّد محمد شاہ حسین مسعود میراں
      - سیّد محمد غازی حسن
      - سیّد محمد شیر جلیل حیدر
      - سیّد احمد زین کریم
      - سیّد فیضان رسول کریم
- حضرت سیّد اقبال احمد حسین
  - سیّد نیر اقبال
    - سیّد نظامت اقبال
    - سیّد شہزادہ ابن احمد اقبال
    - سیّد علی شہباز اقبال
- حضرت سیّد افتخار احمد حسین
  - صاحبزادہ سیّد مسعود الدین
  - سیّد نجم الدین کاراحمد
  - سیّد محمد غوث مقدس
  - سیّد محمد مہدی مقدس
  - سیّد محمد ہادی مقدس
  - سیّد احمد سہیل امجد
    - سیّد احمد کریم امجد
    - سیّد محمد اکتب حیدر
    - سیّد محمد عنصر عباس
    - سیّد احمد مرسل
- حضرت سیّد امجد احمد حسین

کاوش: ایس مطلوب اتیج کاظمی۔ ایم اے، پنجاب یونیورسٹی

افتتاحیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَ رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی اِمَامِ الْاَنْبِیَاءِ وَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

میرے برادر محترم الحاج مفتی حضرت سیّد افتخار احمد حسین نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں اس کتاب کا افتتاحیہ لکھوں۔ گو میں اس قابل تو نہیں ہوں۔ کہ اتنی عظیم کتاب کا افتتاحیہ لکھ سکوں پھر بھی میرے لئے یہ بڑی سعادت ہے۔ اور میں پوری کوشش کروں گا کہ اس بھاری ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوسکوں۔

مذکورہ کتاب اتنی اہم ہستی کے متعلق ہے کہ اس کے افتتاحیہ کے لئے بھی ایک الگ کتاب چاہیئے۔ لیکن میں کوشش کروں گا۔ کہ میں اس موضوع کے نہایت اہم نکات پر ہی بحث کروں۔

انسان کیا ہے؟

انسان اللہ کا بھید ہے۔ اللہ کے بھیدوں کو ظاہر کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ عرش کے اس پار اور فرش کے نیچے دیکھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ نباتات، جمادات، حیوانات جنات، ملائک غرضیکہ دیگر تمام مخلوقِ خداوندی اس سے کم تر ہے۔ اور اسی کے لئے بنائی گئی ہے۔ یہ اشرف

المخلوقات ہے۔ اس میں ولی، ابدال، قطب، غوث بننے کی صلاحیت ہے۔ بلکہ (اِس اُمت کے علماء) بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے۔ جب انسان معراجِ انسانیت حاصل کرے۔ جب یہ رحم، عجز، فقر، حلم اور علم خداوندی کے چشموں سے سیراب ہو جائے۔ جب اس کو اپنی پہچان ہو جائے۔ اپنے آپ کو سمجھ لے۔ اپنی طاقتوں کو پرکھ لے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے۔ (اللہ تعالیٰ تو سب کے قریب ہوتا ہے۔ مگر انسان کا اس کے قریب ہونا کچھ اور بات ہے) یہی معراجِ انسانیت ہے۔

اب دوسری طرف آیئے انسان جب انسانیت سے گر جاتا ہے۔ اپنے نصب العین سے بھٹک جاتا ہے۔ گمراہیوں میں ڈوب جاتا ہے تو پھر یہ انسان سے حیوان بن جاتا ہے۔ کمینگی پر اتر آتا ہے۔ گراوٹ کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ دوسرے انسانوں کے حق پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ دوسروں کی عزت سے کھیلتا ہے۔ دوسروں کی پگڑی اچھال کر اس کو تسکین ہوتی ہے۔ ظلم کرنا اس کا مشغلہ بن جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں پر غرور اور رعونت کی چربی چڑھ جاتی ہے۔ بزرگوں اور بڑوں کا احترام اس کے دل سے نکل جاتا ہے اپنے دین اپنی روایات کا مذاق اڑانا اس کی خُو بن جاتی ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں بہروپ سجا کر نت نئے ہتھ کنڈوں سے (جن کی تفصیل مضمون کو بہت زیادہ طوالت دے سکتی ہے۔ اس لئے میں یہاں مختصراً چند مثالیں دے کر اپنا مافی الضمیر واضح کرتا ہوں) خلقتِ خداوندی پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتا ہے۔ مکروفریب کی گھاتیں لگا کر مخلوقِ خدا کو شکار کرتا ہے۔

مثلاً عالمِ سُوٗ کو دیکھیں کہ اگر منبر سنبھالتا ہے۔ تو قرآن پاک کی غلط تفسیر کرتا ہے۔ دوسروں پر کیچڑ اچھالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد ڈالتا ہے۔ مسلمانوں کو مختلف فرقوں میں بانٹ کر اپنی مطلب براری کرتا ہے۔ وعظ میں دوسروں کو عمل کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ مگر خود عمل کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ دوسرو کو نماز کی تلقین کرتا ہے مگر اسے خود علم نہیں ہوتا کہ نماز کیا ہے وہ نماز کس طریقے سے پڑھی جائے۔ جو برائیوں سے بچا لے۔ اس کا وعظ طعن و تشنیع پر مبنی ہوتا ہے۔ یہی انسان اگر پیری کا لبادہ اوڑھتا ہے تو صرف نیازیں بٹورنا اس کا کام ہوتا ہے۔ نماز روزے سے اسے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اس کو یہ علم نہیں ہوتا کہ جن لوگوں کا ہاتھ

اس نے پکڑا ہے۔ان کا دل روشنیوں سے معمور ہوا ہے یا نہیں۔ان کے دل کی دھڑکن ذکرِ خداوندی سے بہرہ ور ہے یا نہیں۔جس منزل کے لئے لوگوں نے اس کو ہادی مانا ہے۔کیا وہ اس منزل سے خود بھی واقف ہے یا نہیں۔

جب انسان مراۃ الرحمٰن بن جاتا ہے تو پھر اگر وہ پیر ہوتا ہے تو بے نظیر ہوتا ہے۔اس کے مرید عرفان کی بلندیوں پر ہوتے ہیں۔ان کو پتہ ہوتا ہے کہ منزل کیا ہے۔ان کے دل ہر لمحہ ہر لخظہ ذکر خداوندی میں مشغول ہوتے ہیں دلُ کی ہر دھڑکن کے ساتھ اللہ ہو کی آواز آتی ہے۔ سفر میں ہوں، حضر میں ہوں۔ جاگ رہے ہوں، سو رہے ہوں۔ کاروبار زندگی میں مشغول ہوں یا فارغ ہوں۔ ہمہ وقت ان مریدوں کے دل اللہ کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ان پیرانِ کامل کے چہرے جس طرح زندگی میں چمکتے دمکتے ہیں۔ان کے چہروں پر نور ہوتا ہے۔ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا مشکل ہوتا ہے۔اسی طرح جب یہ لوگ انتقال کرتے ہیں۔تو ان کے مزاروں کی رونق دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔مخلوقِ خدا جوق در جوق آتی ہے۔اور جھولیاں بھر کے لے جاتی ہے۔ان کے گنبد نور سے نہائے ہوتے ہیں۔ان کے مزار روشنیوں کا مرکز ہوتے ہیں۔اور لوگ ان کے روضہ اقدس سے مستفیض ہوتے ہیں۔ان کی یہ حالت نہیں ہوتی کہ قبروں کا نشان ہی نہیں ہے۔دنیاوی شہنشاہوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھنے والا کوئی نہیں۔شاندار مقبرے سنسان کھنڈر معلوم ہوتے ہیں۔یہی انسان اگر خطیب ہوتا ہے تو اللہ کا نقیب ہوتا ہے۔اگر منبر خطابت پر ہوتا ہے تو اس کا کام چیخنا چلانا نہیں بلکہ سوئے ہوئے دلوں کا جگانا ہوتا ہے۔علم کو حلم کے ساتھ بیان کرتا ہے۔شیریں کلامی سے الفاظ نکلتے ہیں۔جیسے پھول جھڑتے ہیں۔منہ سے الفاظ نکلتے ہیں تو نگاہِ دلوں پر ہوتی ہے۔جب یہ عالم ہو تو پھر تقریر میں اثر کیوں نہ ہو۔الفاظ میں ثمر کیوں نہ ہو۔سامعین پر سحر کیوں نہ ہو۔ہر سننے والا بہرہ ور کیوں نہ ہو۔

یہ کتاب جو ایک ایسی ہی ہستی کے متعلق ہے جس کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اور قرآنی ارشادات کے عین مطابق تھا۔جس کے ہر عمل نے بے عمل لوگوں کو باعمل کر دیا۔ جب مقامی سوسائٹی ایک بار پھر جہالت کی گہرائیوں میں گری ہوئی تھی۔ ہر سمت تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی تھی تو ایک شمع موضع منڈیر سیّداں میں روشن ہوئی۔ یہ شمع ہدایت حضرت قبلہ

سیّد احمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روپ میں ضیاء پاشیاں کرنے لگی تو باطل کی قوتیں خوفزدہ ہوگئیں۔ اس روشنی سے چمگادڑوں کی آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔ الوؤں کے دیدے پھٹنے لگے۔ حسد کی بھٹیوں نے شعلے اگلنے شروع کر دیئے۔ مخالفتوں کے طوفان چلے۔ دشمنی کی آندھیاں چلیں۔ باطل کی تمام قوتیں ہمیشہ کی طرح اکٹھی ہوکر مقابلے پر آ گئیں اور اس شمع حق کو بجھانے کی ناکام کوشش ہونے لگیں۔

(خدا کی طاقت بے انتہا ہے۔ اس کو کبھی زوال نہیں وہ ایسا کمال ہے جو لازوال ہے۔ تو جب حق آتا ہے۔ باطل بھاگ جاتا ہے۔ تحقیق باطل بھاگنے والا ہے) مگر یہ شمع حق روشن ہی رہی۔ فروزاں ہی رہی۔ تاریکی چھٹتی گئی اور ہدایت کی کرنوں نے آہستہ آہستہ تمام برصغیر ہندوستان (ابھی پاکستان نہیں بنا تھا) کو منور کرنا شروع کر دیا۔

خطابت کا یہ عالم تھا کہ اگر کبھی قرآن کی تفسیر فرماتے تھے تو مخاطب لوگوں کے ذہنوں میں ادراک کی روشنی پھیل جاتی۔ مسائل کو بیان فرماتے تو رَاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کی آیت کی وجہ نزول سمجھ میں آ جاتی۔

آپ کی آمد سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو منزل نظر آنے لگی۔ بھوک افلاس اور فریب سے ماری ہوئی دنیا کو دارالاماں مل گیا۔ اپنے پرائے دشمن دوست سب ہی اس دریائے سخاوت سے فیض یاب ہونے لگے۔

غریبوں بے کسوں، یتیموں، بیواؤں، بے سہاروں کو سہارا مل گیا۔ کمزور بھی اس دنیا میں جینے لگے۔ انتی مہربانیاں فرمائیں کہ جن کا احاطہ کرنا بھی ممکن نہیں۔ نیز کرامتوں کی انتہا کر دی۔ یہ کتاب ایسے ہی واقعات سے بھری پڑی ہے۔ آپ کی درخشاں زندگی کو الفاظ میں ڈھالنا اور پھر صرف ایک کتاب میں سمونا کوزے میں دریا کو بند کرنے کے مترادف ہے۔ بہر حال پھر بھی برادر گرامی نے صرف اہم واقعات کو اس کتاب میں جگہ دے کر بڑی احسن کوشش کی ہے۔ آپ کے القابات بھی بے شمار ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

محبوبِ ذات قدس سرہٗ العزیز ہادی اکبر، محسنِ اعظم

جس طرح حضور غوث پاک سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ السلام کو محبوبِ سبحانی اور حضرت

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو محبوبِ الٰہی کے درجات سے اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ اسی طرح آپ کو بھی محبوبِ ذات قدس سرہٗ العزیز کے منصب پر فائز فرمایا۔ ہادی اکبر اور محسن اعظم سے مراد یہ ہے کہ آپ کے زمانہ عروج میں آپ سے بڑا ہادی اور آپ سے بڑا رہبر اور آپ سے بڑا محسن کوئی نہیں دیکھا گیا۔

آپ ہندوستان میں کافی عرصہ رہے۔ پاکستان بننے سے قریباً آٹھ سال پہلے آپ دوبارہ اپنے گاؤں منڈیر سیّداں تشریف لے آئے۔ اس وقت آپ کے مریدین اور معتقدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

آپ کا عرس مبارک ۲۰ شعبان المعظم کو منایا جاتا ہے۔ آپ کے مرید ہندوستان بنگلہ دیش، یورپ اور مشرق وسطی کے ممالک سے عرس شریف میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم آپ کے جھنڈے تلے رہیں اور آپ کا جھنڈا ہمیشہ اونچا رہے۔ (آمین)

صاحبزادہ سیّد امجد علی
(حضرت سیّد امجد احمد حسین)

اظہارِ تشکر

ہم حضرت قبلہ علامہ مفتی سیّد افتخار احمد حسین شاہ صاحب کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے حضور سرکار عالی کی سوانح حیات الموسوم ''مراۃ الرحمٰن'' لکھ کر خلفاء اور مریدین پر بڑا احسان کیا ہے۔ رب تعالیٰ ان کو ہم پر سلامت رکھے۔ یہ کتاب مختلف موضوعات پر بہترین معلومات اور مستند مواد کی جامع ہے بلکہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔

امید واثق ہے کہ طالبین حق اس کتاب سے کما حقہ استفادہ کریں گے عامیان کے لئے بھی سود مند ثابت ہوگی۔ اور ان کے لئے صحیح سمت میں رہنمائی کا کام دے گی۔

چوہدری شیر محمد، میاں محمد صدیق، چوہدری خوشی محمد، ظہور کاظمی، کیپٹن محمد یوسف، خادم حسین صدیقی، عاشق حسین شمس، سیّد ذوالفقار علی، بابا رشید سیّد مطلوب حیدر، سیّد شبیر حسین کرمانی، ملک محمد رفیق حسین، سیّد ارشد حسین گیلانی، مرزا محمد نور بیگ، شیخ محمد شفیع ماسٹر محمد انور، غلام رسول، سیّد ناصر علی شمس رقم

حسنِ کمال

از قلم حضرت مصنف قدس سرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاہِرِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ اَبُوْ مَسْعُوْد السَّیِّدُ اِفْتِخَارَ اَحْمَدُ حُسَیْنٌ نے کتاب ھٰذَا مِرْأۃُ الرَّحْمٰنِ ۔ سوانح حیات حضرت سیّد احمد حسین قدس سرہ العزیز کو نہایت تحقیق و محنت شاقہ سے مجتمع کر کے قارئین کے استفادہ کے لئے شائع کیا ہے۔

کتاب ہذا تصوف روحانیت پر مبنی ہے جو طالبینِ راہِ حق کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

میں نے یہ کتاب حسبِ خواہش اپنے برادران حضرت سیّد محمد افضال احمد حسین حضرت سیّد محمد اقبال احمد حسین اور سیّد امجد علی شاہ صاحب تحریر کی ہے۔

میں ان تمام حضرات کا شکرگزار ہوں۔ جنہوں نے تدوین کتاب ہذا میں میری مدد کی۔ خصوصاً یہ حضرات خلیفہ چوہدری شیر محمد صاحب ریٹائرڈ انکم ٹیکس سپرنٹنڈنٹ۔ خلیفہ چوہدری خوشی محمد ریٹائرڈ لیکچرار شعبہ ریاضی، ملک بشیر الرحمٰن صاحب (ایم اے، فلسفہ) راؤ محمد مختار صاحب (ایم اے ہیڈ ماسٹر)، بشیر احمد عزیز صاحب (بی۔اے بی۔ٹی۔) خلیفہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار، خلیفہ بشیر اللہ خان، خلیفہ مرزا محمد امجد بیگ صاحبان میرے معاونین رہے۔

ابو مسعود سیّد افتخار احمد حسین قدس سرہٗ العزیز

مصنف کتاب ھذا

دعائیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَحَلِّنِیْ بِحِلْیَۃِ الصّٰلِحِیْنَ
اَلْبِسْنِیْ زِیَّ الْمُتَّقِیْنَ ○

ترجمہ: اے اللہ محمد وآل محمد پر درود بھیج۔ صالحین کے زیور سے مجھے آراستہ اور متقین کے لباس سے مزین کردے۔

فِیْ بَسْطِ الْعَدْلِ وَ کَظْمِ الْغَیْظِ، وَاِطْفَآءِ النَّائِرَۃِ وَ ضَمِّ اَھْلِ الْفُرْقَۃِ، وَاِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَیْنِ وَ اِفْشَآءِ الْعَارِفَۃِ وَ سَتْرِ الْعَائِبَۃِ وَلِیْنِ الْعَرِیْکَۃِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ وَ حُسْنِ السِّیْرَۃِ، وَ سُکُوْنِ الرِّیْحِ، وَطِیْبِ الْمُخَالَقَۃِ وَالسَّبْقِ اِلَی الْفَضِیْلَۃِ، وَاِیْثَارِ التَّفَضُّلِ وَ تَرْکِ التَّعْیِیْرِ وَالْاِفْضَالِ عَلٰی غَیْرِ الْمُسْتَحِقِّ۔

ترجمہ: عدالت پھیلانے، غصہ ضبط کرنے، فساد ختم کرنے، منتشر لوگوں کو یکجا کرنے آپس کے تعلقات درست کرنے نیکیوں کو عام کرنے، عیبوں کو چھپانے، طبیعت کی نرمی، تواضع و فروتنی، حسنِ سیرت و باوقار ہونے، خوبی اخلاق، فضیلتوں میں پیش قدمی تفضّل کے لئے قربانی کرنے عیب تراشی چھوڑنے، غیر مستحق پر احسان کرنے)

جب صبح ہو تو یہ دعا پڑھیں۔

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الْیَوْمِ فَتْحَہٗ وَ نَصْرَہٗ ○ وَ نُوْرَہٗ وَ بَرَکَتَہٗ وَ ھُدَاہُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْہِ وَ شَرِّ مَا بَعْدَہٗ

ترجمہ: صبح کے وقت میں داخل ہوئے ہم اور سارا ملک اللہ ہی کے لئے ہے جو رب العلمین

ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے اس روز کے نور و برکت اور ہدایت کا سوال کرتا ہوں۔ اور ان چیزوں کے شر سے جو اس دن میں ہیں اور جو اس کے بعد ہوں گی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

جب مغرب کی اذان ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِكَ وَاِدْبَارُ نَھَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِیْ۔

ترجمہ: اے اللہ یہ تیری رات کے آنے اور تیرے دن کے جانے کا وقت ہے اور تیرے پکارنے والوں کی آوازیں ہیں سو تو مجھے بخش دے۔

دعائے قادری

الٰہی! فیوضات و برکات روز افزوں نور ظہور ایں خاندانِ عالیہ، قادریہ، فاضلیہ احمد حسنیہ، ہمیشہ برقرار و علی الدوام قائم و دائم تا یوم قیامت از عنایت کرم تو مانند یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا قَائِمُ یَا دَائِمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذُوْالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ○

واعدائے ایں خاندان مخذول و مقہور و از ہر دربار مردود مطرود مانند یَا مَانِعُ یَا دَافِعُ یَا جَبَّارُ یَا قَہَّارُ بِحَقِّ حم عسق کھیعص۔

الٰہی بحرمت سیّد الکونین و رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشموسِ فیضانِ زیب مسند افاضت و افادت مرشد الوقت مولانا و سیّدنا دکتور پیر شیخ سیّد مسعود السیّد غوث گیلانی قادری را بر افق فرق تفاخر در دارین منور فرما۔ یا نور الانوار یا مظہر الاسرار بحرمت النبی سیّد الابرار والہ الاطہار و اصحابہ الاخیار بحق یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شیء لِلّٰہ۔

منجانب: فقیر اعجاز احمد قادری۔ خلیفہ اخلاق احمد۔
خلیفہ خادم حسین قادری۔ خلیفہ ایاز مقصود۔
خلیفہ طارق محمود گجر۔ خلیفہ سیّد عبدالمجید شاہ صاحب۔
خلیفہ لیاقت علی۔ خلیفہ محمد اسلم۔ خلیفہ سخاوت علی۔
خلیفہ محمد سلیم فیصل آبادی۔ خلیفہ محمد اکرم گوجرانوالہ۔
خلیفہ محمد شاہد دھرم پورہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مناجات

اے خدائے منزّہ پاک بے ہمتا توئی
ہے مُبّرا شرک سے رازقِ یکتا توئی

اے ربِ ذوالجلال خالقِ ارض و سما
شان تیری لازوال مالکِ عرش علیٰ

اے ربّ کریم اے بے نیاز
حیات و عقبیٰ میں ہمارے کار ساز

بخش رحم کر کے اے کرد گار
عصیاں سے بندہ ہے شرمسار

تو جبار بھی قہار بھی یا حاضر و ناظر
توستار بھی غفار بھی یا حافظ و ناصر

تو معبود و مقصود لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
حبیب حامد و محمود مُحَمَّد رَسُوۡلُ اللّٰہ

تو غوث بھی مغیث بھی الغیاث الغیاث
فریاد رس یا ربی الغیاث الغیاث

(کاوشِ فکر مصنف کتاب ھذا حضرت پیر سیّد افتخار احمد حسین غوث قدس سرہ العزیز)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد مصطفیٰؐ شرفِ نبوت فخرِ زمانہ
صدرِ معظم بدرِ منور فردیگانہ

تاجِ رحمت حلہ اطہر نور تجلی
براق مرکب معراج جن کا عرشِ معلیٰ

کانِ کرم نور مجسم مرکز محور
شافعِ محشر دافعِ مشکل حامی و ناصر

نویدِ خلیل معنی لقمان دانائے سُبل
قلزمِ ایماں شانِ مکرم ختمِ رُسُل

امینِ سعادت ملجاؤ ماوی مولائے کل
خضر و سکندر تابعِ سرور داتائے کل

گویا یکتا عقل سلیماں عیسیٰ غلامت
منبعِ مکارم ہمدمِ موسیٰ غوث نامت

(کاوشِ فکر مصنف کتاب ھذا حضرت پیر سیّد افتخار احمد حسین غوث قدس سرہ العزیز)

حضرت اقدس عالی سرکار ذیشان حضور گل گلشنِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، آفتابِ ہدایت، ہادی اکبر محسنِ اعظم، مرشد دوراں، سرخیل اولیاء محبوبِ ذات، شافع مریدان، دستگیر طالبانِ راہ حق، حضرت غریب نواز شیخ المشائخ السیّد احمد حسین شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ العزیز کے دستِ مبارک کی نوشت جو چار صفحات پر مشتمل ہے۔

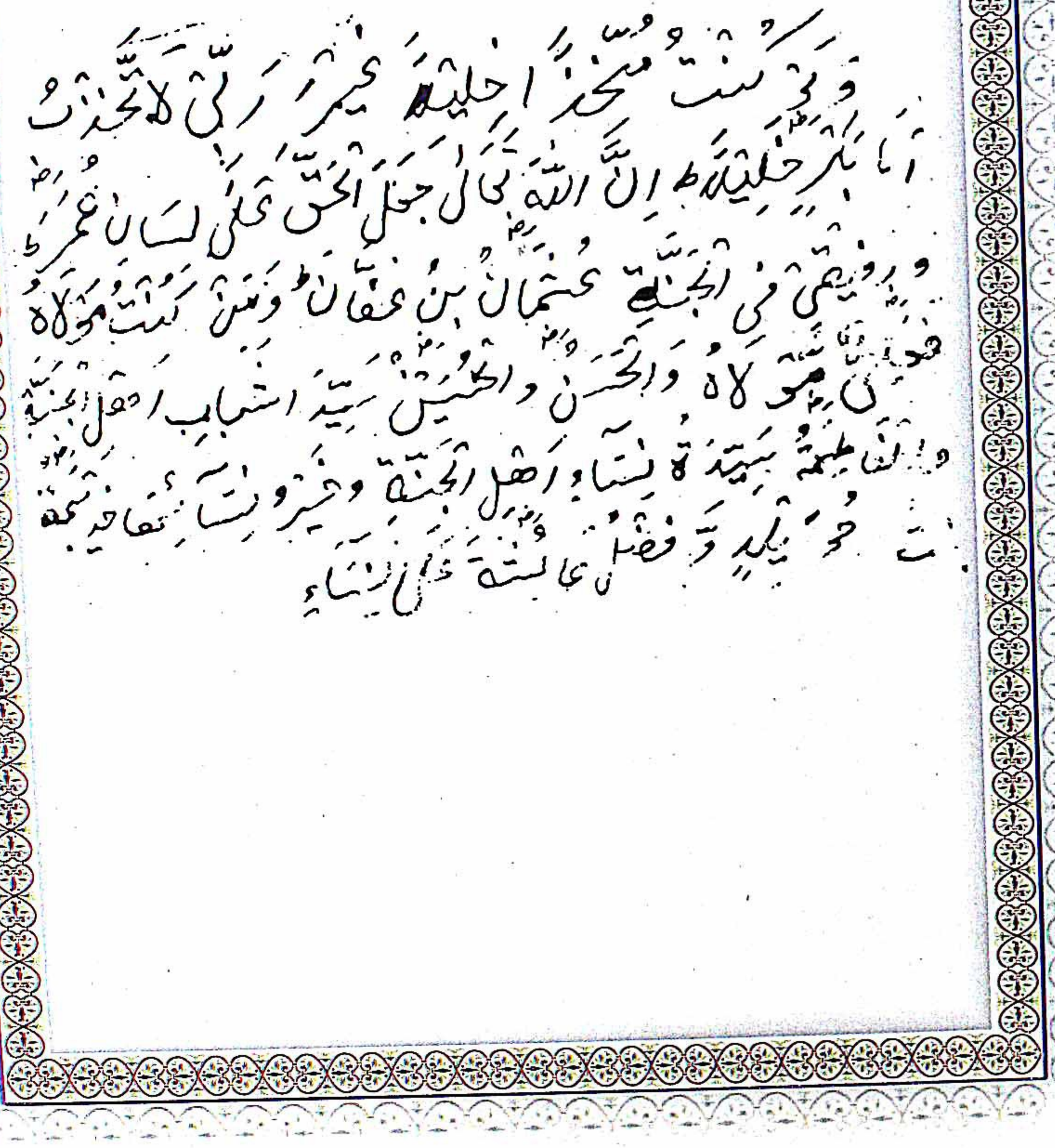

اَقْضَعُهُمْ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا دل سے باز آجا یا دل نواز ہو جا

اور راز سننے والے تقصیر راز ہو جا

اے دل تو راہ گہ میں پائمال ناز ہو جا

دل نظر ناز کرے اور دل نواز ہو جا

فطرت کوئی نتیجہ خود ہی نکال لیگی

[illegible]

٧٨٦

اَلشَّجَرَةُ الشَّرِيْفَةُ

نَسَبِی الْحَسَنِیُّ وَالْحُسَیْنِیُّ وَالْجِیْلِیُّ وَالرَّزَّاقِیُّ وَالْاَحْمَدُ حُسَیْنِیُّ فِی لِسَانِ الْعَرَبِیَّة ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاتِحِ أَقْفَالِ الْقُلُوْبِ بِذِكْرِهٖ وَكَاشِفِ سِتَّارِ الْغُیُوْبِ بِبِرِّهٖ وَ رَافِعِ اَعْلَامِ الزِّیَادَةِ لِلِقَائِهٖ بِشُكْرِهٖ اَحْمَدُهٗ عَلَی اَنْ جَعَلَنَا مِنْ اَهْلِ تَوْحِیْدِهٖ وَ شُكْرِهٖ طَالِبًا بِفَضْلِهٖ وَ مَزِیْدِهٖ وَ صَلَّ وَ سَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ رَمَدِیْدِهٖ ط

اَمَّا بَعْدُ!

فَیَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ أَبُوالْحَسَنِ اَلسَّیِّدُ مَسْعُوْدٌ السَّیِّدُ بْنُ أَبِی الْمَسْعُوْدِ اَبُوالْعَالِیَهِ السَّیِّدُ اِفْتِخَارُ اَحْمَدُ حُسَیْنُ بْنُ أَبِی مُحَمَّدٍ أَبُوالْفَیْضِ مُؤَیِّدِیْنَ السَّیِّدُ اَحْمَدُ حُسَیْنُ اِبْنُ أَبِی اَحْمَدَ سَیِّدُنَا نَوابُ عَلِیؓ حَیْدِرِیُ ابْنُ سَیِّدِنَا حَیْدَرِ عَلِیؓ الْقَادِرِیُّ ابْنُ أَبِی الْعَلٰی سَیِدُنَا حَسَنٌ مَجْلِسِیُّ وَلِیُّ الْقَادِرِیُّ اِبْنُ أَبِی الْحَسَنِ السَّیِّدُ سَالِمُ عَلِی قَادِرِیُّ ابْنُ أَبِی الْبَشَرُ السَّیِّدُ مِیْرَان مُحَمَّدُ جَانَ مَعْدِنُ وَالْعِلْمِ وَالْحِلْمِ اِبْنُ السَّیِّدِ عَبْدِ الْغَفُوْرِ اِبْنِ السَّیِّدِ مُحَمَّدٍ أَسْلَمَ اِبْنِ نَائِبِ غَوْثِ الْعَالَمِیْنَ السَّیِّدِ اَشْهَدِ بِاللّٰهِ الْاَمْجِدِ ابْنِ قَاضِی الْقَضَاةِ أَبِی مُحَمَّدٍ السَّیِّدِ عَنَایتِ اللّٰهِ الدِهْلَوِیّ ابْنِ السَّیِّدِ مُحَمَّدٍ عَارِفِ ابْنِ سَیِّدِ مُحَمَّدٍ مَعْرُوْفِ بِابْنِ السَّیِّدِ صَفِیِّ الدِّیْنِ اٰدَمَ اِبْنِ السَّیِّدِ أَبِی الْمَكَارِمِ شَرَفِ الدِّیْنِ مُوْسٰی اِبْنِ السَّیِّدِ أَبِی الْفَتْحِ فَیَرُوْزِ الدِّیْنِ اِبْنِ السَّیِّدِ الْاَوْلِیَاءِ سَیَدِ الْاَصْفِیَاءِ اَمِیْرِ الْعَسَاكِرِ أَبِی الْحَسَنِ عَلِی الْقَارِیّ السَّیِّدِ آغَا بَدِیْعِ الدِّیْنِ شَهِیْدِ اِبْنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ اِبْنِ اِبْنِ أَبِی مُحَمَّدٍ سَیَّدِنَا عَلِیؓ اِبْنِ أَبِی الْمُحَاسِنِ السَّیِّدِ عِبَّاسٍ مَسْعُوْدِ اِبْنِ أَبِی

يُوْسَفَ السَيِّدِ مُحَمَّدٍ ضو اِبْنِ أَبِى الْفَضَلِ السَيِّدِ اَحْمَدَ ضو اَكْرَمَ اِبْنِ سَيِّدِ أَبِى مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ اِبْنِ قَاضِى الْقُضَاةِ أَبِى النَّصرِ السَيِّدِ مُحَمَّدِ اِبْنِ قَاضِى الْقُضَاةِ الْحَافِظِ الْمُحَدَّثِ عِمَادِ الدِّيْنِ أَبِى صَالِحٍ نَصْرٍ السَيِّدِ اَحْمَدَ اِبْنِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰينَا وَ مُرْشِدِنَا وَ هَادِيْنَا تَاجِ الدِّيْنِ السَّيْدِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ الحَافِظِ الْقُرْآنِ وَالْمُحَدِّثِ اِبْنِ الْمَحْبُوْبِ السُّبْحَانِىّ الْقُطْبِ الرَّبَّانِىّ الغَوْثِ الصَّمْدَانِىّ الِبصْبَاحِ النُوْرَانِىّ أَبِى مُحَمَّدٍ مُحِىّ الدِّيْنِ السَيِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ الجَيْلَانِىّ الْحَسْنِىّ وَالْحُسَينِىّ اِبْنِ أَبِى صَالِحٍ السَيِّدِ مُوْسٰى ؑ اِبْنِ اَبِى عَبْدِ اللّٰهِ جِيْلِىّ السَيِّدِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ حَضْرَةِ السَيِّدِ يَحْيٰى زَاهِدِ اِبْنِ أَبِى الْقَاسِمِ شَمْسِ الدِّيْنِ السَيِّدِ مُحَمَّدٍ مُوَرِّثٍ رُوْحِىّ اِبْنِ أَبِى مُحَمَّدٍ سِرَاجِ الدِّيْنِ السَيِّدِ أَمِيْرِ دَاوٗدَ اَمْجدِ اِبْنِ السَيِّدِ مُوْسٰى ثَانِى اِبْنِ اَبِى الْكِرَامَ السَيِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ ثَانِىْ اِبْنِ أَبِى الْحَسَنِ السَيِّدِ مُوْسٰى الْجَوْنِ اِبْنِ السَيِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَحْضِ ابْنِ السَيِّدِ حَسَنِ مُثَنّٰى اِبْنِ سَيِّدِ الصَّالِحِيْنَ اِمَامِ الْعٰلَمِيْنَ اَمِيْرِ الْاَمَرِ حَضَرَةِ السَيِّدِ حَسَنِ الْمُجتَبٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِبْنِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اَسَدِ اللّٰهِ عَلٰى كُلّ غَالِبٌ بَابِ الْعُلُوْمِ وَ سُلْطَانِ الْفَقْرِ السَيِّدِ االْاِمَامِ حَضْرَةِ عَلِىّ الْمُرتَضٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ وَاَنَّهٗ زَوْجُ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ الْمَخْدُدَّةِ وَالْمَعْصُوْمَةِ السَيِّدَةِ الطَّهرَةِ حَضْرَةِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ صَلٰوةُ اللّٰهِ عَلَيْهَا سَلَامُ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِنْتِ شَفِيْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتِمِ النَّبِيّنَ حَضْرَةِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ دَائِمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔

شجرہ نسب منظوم بزبانِ فارسی

بعد حمدِ حق تعالیٰ ذات بے چون و چرا
می سرائم نعتِ احمدؐ سرورِ ہر دوسرا
خاتمِ نورِ نبوت سیّد خیر البشرؐ
مالک و تاجِ شفاعت تاجدار بحر و بر
می کنم توصیف و مدح آل اولادِ رسولؐ
پس بگویم شجرۂ انسابِ آں پورِ بتولؑ
منم خادم از خدام محبوبِ ذات
السیّد مسعود ذاتی طالبِ اسمِ ذات
شاہِ ما غوثِ زماں نائبِ محبوبِ ذات
افتخارِ غوث سیّد معدنِ آبِ حیات
شاہِ ما احمد حسین آں شاہبازِ لامکاں
وارثِ فیضِ شہِ جیلاںؒ آں قطبِ زماں
مرد میدانِ طریقت خسروِ گردوں وقار
بود پور سیّد نوّاب فرخندہ تبار
سیّد نوّاب کو آمد جہاں را راہبر
بود فرزندِ جنابِ "حیدرِ" والا گہر
شاہ حیدر نورِ چشمِ شاہ حسن مجلسی!
آنکہ روشن کرد نامِ دودۂ سالم علی
شاہ سالم یافت از میراں محمد جان ظہور
آنکہ باشند جانشینِ حضرتِ عبد الغفور

والدِ شاں بود اسلم سیّدِ نیکو سیر
شاہ اسلم بود محی الدین امجد را پسر
طبعِ امجد شد زنورِ میر زاهد مستنیر
میر زاہد بود پور عارفِ روشن ضمیر
سیّد عارف راپدر معروف باتمکین بود
آنکہ نورِ دیدۂ آدم صفی الدین بود
شاہِ موسیٰ آنکہ بودہ سیّدِ آدم را پدر
بود ابنِ بوالفتح فیروز الدین عالی گہر
بوالفتح فیروز دین آں سیّد والا مقام
شدزمیرِ ابو الحسن عالی نسب ذی احتشام
بو الحسن میرِ عساکر بود محمد را پسر
واں محمد گشت از نورِ علی تابندہ تر
واں علیؑ پورِ جناب سیّد عباس بود
آنکہ شاہانِ جہاں را شاہ بے وسواس بود
والد او بود ابو یوسف محمد بے گماں
آنکہ بود فرزندِ بوالفضل احمد اکرم درجہاں
سیّد عبد اللہ بودہ احمد اکرم را پدر
سیّد عبد اللہ ابو نصر معمد را پسر
بود محمد نصر پورِ حافظِ عالی تبار
نورِ چشم سیّدِ رزاق آں گردوں وقار
سیّدِ رزاق پور دست گیرِ بے کساں
غوثِ اعظم شاہِ جیلاں پیرِ پیرانِ زماں

آنکه بوده نام او مشهور در ارض و سما
آنکه بو وه پائے او بردوش جمله اولیاء
آں شہِ جیلاں که اعلامش نصب شدبر جبال
بود نورِ چشمِ بو صالح که بوده با کمال
شاه ابو صالح که مُوسیٰ نام دارد در جهاں
بود پورِ شاه عبد الله جیلی پاک جاں
شاه عبد الله باشد شاه زاهد راپسر
شاه زاهد شدبه فیض شاه مورث نامور
آں محمد مورث که فرزندشه داوَد بود
سیرت و اخلاق او پاکیزه و محمود بود
سیّد داوَد امجد بود موسےٰ راپسر
موسیٰ ثانی که او را بود عبد الله پدر
سیّد عبد الله نورِ چشمِ موسیٰ الجون بود
آنکه او از شر ابلیس لعیں مصوَن بود
محض عبد الله که موسیٰ الجون را آمد پدر
بود پورِ حضرت سیّد حسنؑ عالی گهر
شد لقب او را مثنیٰ بود او را حق قبول
والدش همشکل پیغمبر حسن سبطِ رسولؐ
آں دُرِکانِ امامت حضرت سیّد حسن
آں گلِ باغِ ولایت جدِّ ساداتِ زمن
آں حسنؑ عالی نسب رامادرش آمد بتولؓ
والدش باشد علی عمزاد و دامادِ رسول

شاہِ مرداں شیرِ یزداں کس نبود الا علیؓ
اشرفِ عالم بود آں فاطمہ بنت نبیؐ
شاہ لولاکؐ آں کہ مخدومِ شہانِ عالم است
آنکہ بے سایہ بدو ہم سایہ بانِ عالم است
آں شفیع المذنبین آں نور جاں ختم الرسلؐ
آں محمد مصطفےٰ شاہ زماں دانائے کل

کاوش فکر

مولانا ضیا محمد صاحب

شجرہ شریف نسبی بزبان اردو

حمد ہے بے حد خدائے دوسرا کے واسطے
ہو درود پاک حد مصطفےٰ کے واسطے
جدی شجرہ نور اطہر کا سنین سب غور سے
باعثِ قربِ شہِ ارض و سما کے واسطے
نور احمدؐ کر عطا مجھ کو طفیل فاطمہؓ
نور احمد کر عطا مجھ کو طفیل فاطمہؓ
یا الٰہی مرتضےٰ و مجتبےٰ کے واسطے
حضرت حسن مثنیٰ محض عبد اللہ ولی
شاہ والا جون موسیٰ ناخدا کے واسطے
حضرت عبد اللہ صالح ثانی موسےٰ ولی
شاہ عبد اللہ حضور باصفا کے واسطے
یا الٰہی کر عطا سرکار کی الفت مجھے
حضرت داؤد امجد با خدا کے واسطے
شاہ محمد پیر یحییٰ مخزنِ صدق و صفا
شاہ عبد اللہ جیلی بادشاہ کے واسطے
شاہ ابو صالح دوست جنگی موسیٰ پیرما
آں جنابِ والدِ غوث الوریٰ کے واسطے
پیرِ میراں شاہ قادر بادشاہ اولیاء
سیّد السادات ابن مجتبیٰ کے واسطے

نور چشم غوثؓ الاعظم حضرت عبد الرزاق

شاہ نصر سیّد محمد خوش بقا کے واسطے

شاہ عبد اللہ محمد ضو احمد ضو شاہ دیں

شاہ عباس مسعود و علی محمد با وفا کے واسطے

شاہ بدیع الدین قبلہ قافلہ سالار عشق

شاہ فیروز الدین و موسےٰ باسخا کے واسطے

آدم و معروف و عارف سالکوں کے راہنما

شاہ عنایت میر امجد باحیا کے واسطے

حضرت اسلم شہِ عبد الغفور راہنما!

حضرت میراں محمد جان شاہ کے واسطے

حضرت سالم علی شاہ چراغِ معرفت

شاہ حسن پیر حیدر بے ریا کے واسطے

حضرت نواب علی سلطان بحرِ معرفت

مہتاب اولیاؤ اصفیا کے واسطے

صاحبِ تاج شفاعت سیّد احمد حسین

آفتاب اولیاؤ اصفیا کے واسطے

نائبِ سرکار عالی وارثِ محبوبِ ذات

افتخارِ غوث سیّد بے ریا کے واسطے

سایۂ مسعودِ سیّد سر پر قائم دائم ہو

پانچ خمسہ درازدہ غوث الوریٰ کے واسطے

کاوش فکر

سیّد شبیر حسین کرمانی

شجرہ شریف نسبی ○ بزبان پنجابی

ہر دم درتے میں پکاراں حسنی نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

اللہ مالک کرم کمایا قادریاں سنگ آن ملایا
ڈُبدا بیڑا بنے لایا کیتا پار دیوانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنی نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

دم دم شکر الٰہی آکھاں پڑھاں درود لکھاں صلواتاں
قادریاں وچہ لکھائیاں براتاں بخشیا فیض خزانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنی نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہو ون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سردار نبیاںؑ دا احمد آیا سیّد الشہداء حسین سدایا
''احمد حسین'' اک نام رکھایا آیا ساڈے بخشانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنی نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

احمدؐ سوہنے دا خلق دکھایا کر کے صبر حسین دا آیا
تاہیں احمد حسین سدایا چاہڑیا رنگ گھرانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنی نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

ایہو محبوب ذات خدا دا　　جواس دا ارادہ سواس دا ارادہ
مٹ گیا سانوں خطرہ راہ دا　　آ گیا پار چڑھانے نوں

ہر دم درتے ہیں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

قادری چشمہ ہر دم جاری　　ونڈن شہزادے رجن بھکاری
خلقت آوے درداں ماری　　بیٹھے دکھ مٹانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنی نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

نال پیار جو ویکھن آوَن　　نور شہزادے کرم کماون
ویکھدیاں دکھ دور ہو جاوَن　　ایہہ تاثیر گھرانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

شہزادیاں دا ایہہ شجرہ نوری　　پڑھے جو دل دی نال حضوری
ہووے اس دی منزل پوری　　کرے آباد گھرانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

السیّد مسعودِ ذاتی　　میراں جی ہن پاوَ جھاتی
میرے دل وچ چانن کر دو　　مینوں وی ہن لاوَ چھاتی

ہر دم درتے میں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

شاہ افتخار جی نور پیارے　　نور پاک دے نوری تارے
علم لدونی ٹھاٹھاں مارے　　آئے بیڑی پار لگانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

محبوبِ ذات تشریف لیائے　　نواب علیؒ شاہ نوں رنگ لائے
ملک مبارک دیون آئے　　لکھاں رحمت نور شہانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

حیدر علی شاہؒ سیّد نوری　　مردِ کداسن خاص حضوری
کردے سب دی حاجت پوری　　بھر بھر دیہن پیمانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد حسنؒ شاہ مجلسی پیارے　　کئی ڈبدے پھڑ پھڑ تارے
آ گیا جو کوئی وچ دربارے　　بخشیا ہر انسانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد سالم علیؑ شان ماہی　　خوب فقر دی کھیڈ رچائی
ہر دی بیڑی بنے لائی　　چایا بھار ترانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

میراں محمدؒ جان نورانی　　میراںؒ جی وی ایہہ خاص نشانی
کرن مریداں تے مہربانی　　چوروں قطب بنانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّدنا عبد الغفوریؒ وچ دربار اللہ منظوری
دردد کھاں نوں کردے دوری ایہہ طاقت پیر یگانے دی
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد محمد اسلمؒ شاہ جی کل مریداں تے کرن نگاہ جی
منیں انہاندیاں ذات خدا جی آ گئے گل منوانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

اشہد باللہ الامجد سائیں جسدیاں عرشوں پار نگاہیں
پئے بخشاں مریداں تائیں سمجھ بے سمجھ دیوان نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

عنایت اللہ شاہ ولی الٰہی قادریاں دی ضمانت چائی
رمز توحید دی سب سمجھائی باقی لوڑ نہ رہی سمجھانے دی
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

محمد عارفؒ عرفان دکھایا جو کوئی سائل درتے آیا
وچ دربار حضور پہنچایا نوری لاٹ دکھانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

محمد معروف دے شان نرالے　　بھیٹ پائے سب کملی والے
نال نظر دے دکھڑے ٹالے　　آئے جو درشن پانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

شاہ آدم نے آدمیت دا　　دسیا بھیت انسانیت دا
لبھ گیا راہ وحدیت دا　　دوئی دور ہٹانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد موسیٰ دا شان ہے ایسا　　پار ٹپاون ہووئے جیسا
ہتھ وچ دِتا اوہ یدِ بیضا　　مشکل حل کروانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

ابوالفتح فیروز الدینؒ پیارے　　اوہ گنہگاراں نوں رنگ چاہڑے
دوزخوں کڈھکے جنت واڑے　　سب توفیق گھرانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

بدیع الدینؒ شہید نرالا　　جس تے رضی اللہ تعالیٰ
ترت دکھاوے کملی والا　　محبت بھرے پروانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

نام محمد سیّد دھرایا　　بھیت محمدیؐ سارا پایا
کرن زیارت جو کوئی آیا　　رنگیا پیر نادانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد علی شاہؒ پھیرا پایا　　خوش کیتا جو درتے آیا
او گنہگاراں سنگ رلایا　　چایا بھار چھڑانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد عباسؒ دا شان اُچیرا　　درتے میں ہاں اوہ ضامن میرا
ساتھ کریسی سفر لمیرا　　یاری توڑ نبھانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

شاہ محمد سیّد گیلانی　　کامل مرد تے پیر حقانی
اس دے درتے کھلے دربانی　　رٹھڑا پیر منانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

احمد اکرمؒ میریا سایاں　　سب تے کیتیاں کرم عطائیاں
میں بھی درتے منگتی آیاں　　منگاں سخی گھرانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

عبد اللہ شاہؒ رہبر آیا　　قادریاں تے فضل کھنڈایا
نور دلاں دے وچ چمکایا　　آیا جھلک دکھانے نوں
ہر دمؔ درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد محمد پکڑیاں باہیں　　جسدیاں سانوں اوٹ پناہیں
سب تے کردے کرم نگاہیں　　بھلاں معاف کرانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

شاہ نصر اللہ مدد کریندے　　قادریاں دی لاج رکھیندے
لڑلکیاں دی گل پلیندے　　چھوڑ نہ جان نمانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

عبد الرزاقؒ شاہ سخی بہادر　　جاگ لائی جنہوں عبدالقادرؒ
تاریا کر کے نوری چادر　　لٹیا نور خزانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

میراں عبد القادر ماہی　　جسدی کل فقراں تے شاہی
وانگ بڈھی سب بنے لائی　　آیا ڈبیاں پار لگانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

عبد القادر سیّد جیلانیؒ ہے محبوب سوہنا سبحانی
دو جگ دے وچ ہے لاثانی تاریا کل زمانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

لقب محی الدین سرایا مردے دین نوں پھر جگایا
مریرے پیر دا جگ تے سایا وڈی طاقت نور شہانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

پیر میرے دی ہے سرداری دو جگ وچ حکومت جاری
درتے سائل خلقت ساری جھکدی میراں شاہ سلطانےؒ نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

حضرت ابوصالح شاہؒ سائیں میراں جی دے والد تائیں
دل دے دکھڑے پھول سنائیں سب منظور کرانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

حضرت عبداللہ شاہ جیلیؒ ماہی سیّد پیارا ذاتِ الٰہی
ہر دم ساڈی پشت پناہی اس مقبول یگانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

حضرت یحیٰ زاھدؒ نوری　　رکھدی ساڈی لاج ضروری
جو منہ منگتے کر دے پوری　　ایڈا شرف گھرانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد محمد مورثؒ عالی　　جس دے درتے لکھ سوالی
کوئی نہ جاوے مڑ کے خالی　　ونڈن فیض خزانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

داؤد امجد شاہ سیّد گرامی　　جس دے درتے خلق غلامی
آؤن پاؤن فیض تمامی　　تھوڑ نہ ایس گھرانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

حضرت سیّد موسیٰ ثانی　　نوری پشت تے نور نورانی
میں لکھ وار ہوواں قربانی　　دیواں سرنذرانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

حضرت عبد اللہ شاہ ثانیؒ　　کامل اکمل پیر لاثانی
دساں دل دی درد کہانی　　بوہڑن درد رنجانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد موسیٰ الجونؒ پیارے　　پکڑ ویکھاون نور نظارے
قادریاں دے کھلے دوارے　　بخش کل جہانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

شاہ عبد اللہ محض نورانی　　حسن مثنیٰ دے دل جانی
بخشیا فیض توحید ربانی　　کھولیا نور نشانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

سیّد نا شاہ حسن مثنیٰ　　پوری ہر دی کرن تمنا
جس نے کیتا دلوں امنا　　ویکھیا کل خزانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

امام حسن شاہ نور نبی دے　　جگر زہرا دلبند علی دے
مددگار ہیں امت سبھی دے　　تاریا کل زمانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

اوّل امام علی حیدر دا　　میں ہاں طالب خادم بردا
حیدر توڑ یا قلعہ خیبر دا　　زیر کیتا کفرانے نوں
ہر دم درتے میں پکاراں حسنیؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

حیدر صفدر شاہ فقر دا　　اسم علی دا ورد جو کردا
اسدا ڈبیا بیڑا تر دا　　کلی طاقت شاہ مردانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

اسم علیؑ تے احمد اسمی　　لحمک لحمی جسمک جسمی
نور توحید ہے واحد قسمی　　پڑھو حدیث قرآنے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

علیؑ احمدؐ دے واہ واپہرے　　اک دروازہ اکو شہرے
ھوالباطن ھوا لظاہرے　　آئے رازتوحید سکھانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

رب دا شہر ہے دو جگ سارا　　احمدؐ نور ہے وچ پیارا
ہے دروازہ علی پیارا　　دیوے سخی دربانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

منگن سائل دروازے آندے　　فضلوں خیر تے درجے پاندے
بن دروازے ٹھوکراں کھاندے　　ملے نہ خیر نادانے نوں

ہر دم درتے میں پکاراں حسنؑ نور گھرانے نوں
دو جگ بہتر ہوون میرے منگاں فضل ربانے نوں

کاوش فکر
سیّد منور شاہؒ

الشجرة الشريفة الطريقة

عالیہ قادریہ فاضلیہ احمدؐ حسینیہ

فی السان العربیة

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

ابو الحسن و ابوالحسین السیّد مسعود السیّد جیلانی عن ابیه و شیخه ابوالمسعود ابوالعالیه حضرت السیّد افتخار احمد حسین غوث جیلانی القادری عن ابیه و شیخه سیّدنا ومولیٰنا حضرت محبوب ذات السیّد احمدؐ حسینؑ الحسنی والحسینی الجیلی والرزاقی نور الله تعالیٰ عن شیخه و عمه السیّد حضرت محمد فتح علیؑ جیلانی القادری عن ابیه و شیخه سیّدنا حضرت شرف علی القادری عن ابیه و شیخه حضرت سیّدنا عبد الله الحضوری والقادری عن ابیه و شیخه حضرت سیّدنا سالم علیؓ القادری و عن ابیه و شیخه حضرت سیّدنا محمدؐ جان معدن العلم والعلم و عن شیخه سر ذات آله حضرت سیّدنا غلام قادر قادری و عن ابیه و شیخه حضرت سیّدنا ابو الفرح محمدؒ فاضل الدین قادری بتالوی و عن شیخه حافظ الکلام الاجل شیخ محمدؐ افضل عباسی کلا نوری و عن شیخه و ابیه ابو محمد لاهوری و عن شیخه محمدؒ طاهر لاهوری و عن شیخه سیّد سکندر کیتهلوی و عن جده و

شیخه سلاب الاحوال سیّد کمال و عن شیخه شیخ فضیل بلخی و عن شیخه شیخ شمس الدین و عن شیخه شیخ رحمان و عن شیخه سیّد شمس الدین و عن شیخه شیخ عقیل و عن شیخه سیّد بهاؤ الدین و عن شیخه سیّد عبد الوهاب و عن شیخه حضرت سیّد شرف الدین و عن شیخه حضرت سیّدنا حافظ تاج الدین السیّد عبد الرزاق و عن ابیه و شیخه شیخ المشائخ سیّد السادات نور ختم الانبیاء حضرت ابو محمدؐ محی الدین السیّد عبد القادر جیلی الحسنی والحسینی علیه الصلوة والسلام و عن شیخه ابو سعید مبارك المخرمی و عن شیخه ابو الحسن علی قریشی هنکاری و عن شیخه ابو یوسف طرطوسی و عن شیخه ابو الفضل عبد الواحد تمیمی و عن شیخه ابوبکر عبد الله شبلی و عن شیخه ابو القاسم جنید بغدادی و عن شیخه ابوالحسن سری سقطی و عن شیخه ابو محفوظ معروف کرخی و عن ابیه و شیخه امام موسی الرضا و عن ابیه و شیخه امام موسٰی کاظم و عن ابیه و شیخه امام جعفر الصادق و عن ابیه و شیخه امام محمدؐ باقرؓ و عن ابیه و شیخه سیّد الساجدین امام المتقین سیّدنا امام علی زینؓ العابدین- و عن ابیه و شیخه سیّد الشهداء امام حسین علیه السلام- و عن ابیه و شیخه اخی الرسول و زوج البتول امام العالمین حضرت علی مرتضی علیه الصلوة والسلام و عن شیخه سیّد الانبیاء والمرسلین خاتم النبوت والرسالت و حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه و اله و سلم ؕ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شجرۂ طریقت سلسلۂ عالیہ قادریہ فاضلیہ احمدؐ حسینیہؑ

بزبان فارسی

میکنم از نام حق تجدیدِ ذاتِ کبریا
آنکہ پیدا کرد از امر کُنش ارض و سما
بر زمیں چوں اشرف المخلوق را آباد کرد
جا بجا بہر بنی آدم نبیؑ استاد کرد
ختم شد ایں سلسلہ برخواجۂ ہر دوسرا
رحمت للعالمین حضرت محمدؐ مصطفیٰ!
بعد ازاں شد شیرِ یزداں حسب ارشاد رسولؐ
وارث اقلیم فقر و ارتضیٰ زوجِ بتولؑ
بعد ازاں ہر دو جواناں راکبِ دوش نبیؐ
مرجعِ فیضِ نبیؐ اوّل حسنؑ ابن علیؑ
پس حسینؑ ابنِ علیؑ شبیر شیرِ کربلا
آں بنائے لا الہ شد نائب خیر الوریٰؑ
بعد ازاں آمد امام پاک زین العابدینؑ
مقتدائے عارفین و پیشوائے زاہدین
بعد ازاں آمد محمدؐ باقرؑ عالی صفات
محرمِ رازِ حقیقت واقفِ اسرارِ ذات

جانشینِ جعفرِ صادقؑ امام السالکین!
بعد ازاں موسیٰ کاظمؑ شد امام المتقین
پیشوائے خلق بعدش حضرتِ موسیٰ رضا
بعد ازاں معروف کرخی خادمِ آلِ عباؑ
بعد ازاں سریٔ سقطی طالباں را راہنما!
بعد ازاں حضرتؒ جنید و شیخ شبلی پیشوا
خواجہ عبد الواحد آمد بعد ازاں پیرِ طریق!
فیض او از شیخ یوسف برمریداں شد شفیق
بعد حضرت بوالحسن شد تاجدارِ ہر ولی!
بعد ازاں پیرِ شریعت بو سعید مخزمی
بعد ازاں شیخ المشائخ بادشاہِ اولیاء
شیخ محی الدینِ عبد القادرِ غوث الوریٰ
عبد الرزاق آمدہ برمسندِ او جانشین
خازنِ انوارِ باطن۔ صاحبِ حق الیقین
بعد آمد شاہ شرف الدین مرد خوش لقا
عبد وہاب آمدہ بعدش فقیرِ باصفا!
بعد ازاں آمد بہاؤ الدین شمس العارفین
پس عقیل و شاہ شمس الدین امام الواصلین
عبدِ رحمان شد گدائش باز شمس الدیں گدا
پس فضیل آمد کمال الدین بعدش مقتدا
بعد ازاں قطبِ زماں شاہ سکندر کیتھلوی!
بعد ازاں شد پیرِ کامل شیخ طاہر بندگی
باز حضرت بو محمدؐ ہادیِ گم گشتگاں

بعد ازاں شد شاہ افضل راہنما و سائبان
بعد ازاں سیّد محمدؐ فاضل الدین پارسا!
جانشینِ او غلام قادر آمد راہنما!
بعد ازاں میراں محمدؐ مظہر انوارِ حق
قلبِ او سالم علی شاہ راسپر و اظہار حق
جانشینش سیّد عبد اللہ شاہ قادری
بعد ازاں شرفِ علی شاہ باز شہباز ولی
بعد ازاں ہادیٔ ما۔ مرشدِ عالی صفات
سیّد احمد حسینؒ آں نور حق۔ محبوب ذات
آخر آمد نقشِ محبوبِ ذات آں امیر
افتخارِ غوث سیّد مرشدِ روشن ضمیر
چارہ ساز عصرِ حاضر۔ مرجعِ اہل نظر!
مرقدِ اومورد انوارِ رحمت سربسر!
یک خادم از خدام محبوب ذات
السیّد مسعود ذاتی طالب اسمِ ذات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شجرۂ طریقت سلسلۂ عالیہ قادریہ فاضلیہ احمد حسینیہ

بزبان اُردُو

حمد ہے سب خالقِ ارض و سما کے واسطے
اور ہو صلوٰۃ بے حد مصطفیٰ ؐ کے واسطے
فضل و رحمت کے بھروسے پر ترے مولا کریم
ہاتھ اپنے میں اٹھاتا ہوں دُعا کے واسطے
جان و دل لے کر ہوں حاضر میں تری درگاہ میں
کر منور نور سے ذاتِ بقا کے واسطے
کر عطا باغِ صداقت سے مجھے بوئے یقیں
حضرت مولا علیؑ مشکل کشا کے واسطے
آفتِ دارین سے محفوظ و سالم رکھ ہمیں
حضرت حسنینؑ صاحب اتقیا کے واسطے
کر مری قسمت میں یا رب نعمتیں فردوس کی
حضرت زین العبادؑ عرفان ولی صاحب صفا کے واسطے
مثل آئینہ ہو سینہ نور وحدت سے ترے
حضرتِ باقر امامِ اصفیاء کے واسطے

جامِ عشقِ احمدیؐ سے کر مجھے مدہوش و مست
جعفر صادق امام بے ریا کے واسطے

اتنا حسنات فی الدارین اے رب قدیر
حضرتِ کاظم امام ذوالحیا کے واسطے

آتشِ عشق نبیؐ سے سوختہ ہو جان و دل
حضرتِ موسیٰؑ رضا صاحب لوا کے واسطے

دمبدم ہو ذوق و شوقِ ذکر ذات ذوالجلال
خواجۂ معروف کرخیؒ باصفا کے واسطے

آتشِ شوقِ نبی سے مرضِ عصیاں دُور ہو
سری سقطیؒ ولی حق نما کے واسطے

آرزو ہر دم یہی ہے درد ہو مجھ کو عطا
حضرتِ جنیدؒ بغدادی باسخا کے واسطے

فی الحقیقت پاک اور محمود تیری ذات ہے
بوبکرؒ شاہ شبلیؒ ہادی بے نوا کے واسطے

بلبلِ باغِ حقیقت قمری سیر و بہشت
حضرت عبد الواحد بادشاہ کے واسطے

ماہیِ بحرِ طریقت واقفِ اسرارِ حق
سیّد بو یوسف اہل ھدیٰ کے واسطے

آتشِ عشقِ نبی کی مُہر دل پر ہو مرے
حضرتِ بوالحسن جی پیشوا کے واسطے

شاہبازِ لامکاں و طائرِ باغِ وصال!
بوسعید مخزمی پیر ھما کے واسطے

خازنِ انوار رحمت گنج بخشِ فیض عام
حضرتِ شاہِ جیلانی مقتداء کے واسطے

روئے انور خوئے والا مرحبا صد مرحبا!
مصدرِ فیضِ کرم نجم الہدیٰ کے واسطے

آتشِ کبرو عداوت بخل سے دیجو نجات
تاج دیں عبد الرزاق بادشاہ کے واسطے

اور لباس زہد و تقویٰ بخش اے میرے ودود
شاہ شرف الدین سیّد پارسا کے واسطے!

عجز و مسکینی و درویشی و دلسوزیٔ ہم!
سیّد عبد الوہاب رہنما کے واسطے

بحرِ سلطان حقیقت تیرہ باطن صاف ہو
شاہِ بہاول دین ولی خوش لقا کے واسطے

عفت و عصمت، طہارت پارسائی اتقاء
ہو عطا شاہِ عقیلِ بے ریا کے واسطے

خاتمہ بالخیر با ایمان میرا کیجیؤ!!
شاہ ولایت شمس الدین اعلیٰ گدا کے واسطے

دل کی حسرت ہے یہی اور التجا میری یہی
ہو جمال اللہ کا حاصل رحمٰن گدا کے واسطے

معدنِ علم و ہدایت مظہرِ نور خدا
شمس الدین ثانی گدائے مرتضیٰ کے واسطے

زبدہ ابدال دوراں تاج فقرائے جہاں
شاہ فضیل و شاہ کمال عزو علا کے واسطے

شاہ سکندر گل شگفتہ ہیں ز گلزارِ رسل
واقفِ سرِ علیٰ قدر و قضا کے واسطے
اور ہیں مخدوم حضرت شیخ طاہر بھی شفیع
اور حضرت بو محمدؐ قطب علا کے واسطے
اور محمدؐ افضل مخدوم اکرم ہیں ولی
حضرتِ فاضل محمدؐ ابو الفرح کے واسطے
شیخ عالم قطب اعظم غوث فیاضِ زماں
شاہِ غلام قادر صاحب صفا کے واسطے
حضرتِ میراں محمدؐ جان سرمست و ولی
مصدر فیض کرم نجم الہدیٰ کے واسطے
سیّد سالم علی شاہ مقتداء و رہنما
زینت ہر دوسرا صاحب لوا کے واسطے
سب گناہوں کی میری ہے لاج تجھ کو اے سخی
سیّد عبد اللہ شاہ حضوری باصفا کے واسطے
اور رئیس الاولیاء شاہِ جہاں غوثِ زماں
سیّد شرف علی شاہ مقتداء کے واسطے
زبدۂ ابدال دوراں تاج فقراء جہاں
سیّد شہباز صاحب مقتدا کے واسطے
اس عارفِ حق کے زیرسایہ مجھ کو رکھ کونین میں
اے خدا تو حضرتِ خیر النساء کے واسطے
عفو کر میرے گناہ تو سب طفیل سیّد احمد حسینؒ
ہادی و مرشد ہمارے راہنما کے واسطے

افتخار غوث سیّد و واقفِ اسرارِ حق
نقشِ محبوب ذات ہادی پیشوا کے واسطے
وارث علم لدنی حضرت افتخار پاک
صاحبِ عرفان عالی راہنما کے واسطے
واقف علم نبیؐ صاحب ادراک حق
سیّد غوث افتخار صاحب سخا کے واسطے
سایہ ءِ مسعود سیّد سر پر قائم دائم ہو
پاک خمسہ دوازدہ غوث الوریٰ کے واسطے
عاجز و مسکین کو یارب دے جزائے خیر یوں
خیر دنیا خیر دیں خیر الوریٰ کے واسطے

بسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

شجرۂ شریف مرشدی

بزبان پنجابی

کل حمد خدا وند تائیں فیر درود محمد تائیں
پنجتن پاک نے میرے سائیں جو نے مالک سب جہاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

مرشد پاک انہاندے تارے دل جس دے تابع سارے
امام حسن دے راج دلارے جس دے در تے جھکے زمانہ
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

السیّد مسعود ذاتی میراں جی ہن پاؤ جھاتی
میرے دل وچ چانن کر دو مینوں ہن تے لاؤ چھاتی
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شاہ افتخار نور پیارے نور پاک دے نوری تارے
علم لدنی ٹھاٹھاں مارے سب دی بیڑی بنّے تارے
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

احمدؐ ہو مدینے آون بن حسینؑ وچہ کربل جاون
احمدؐ تے حسینؑ سداون شاہ منڈیر شاہ زمانہ
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

فتح علیؑ شہباز قلندر راز ربانی جس کے اندر
ٹھاٹھاں مارے نور سمندر وجّے ڈنکا وچ اسماناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شرف علی شاہ غوث سداون بے آساں دی آس پہنچاون
ڈبّے بیڑے بنّے لاون ہووے فضل رباناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

عبداللہ شاہ نے پاک حضوری عرضاں کراں میں وچ حضوری
میرا دل ہن ہووے نوری ساڈی آس پہنچاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

پیر سالم علی شاہ ہادی کیتی جنہاں حق منادی
جس دے بوہے ہردم شادی ملن انعام درباناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

سخی محمدؐ ہے جان میراں　　بانہہ اساں دی پھڑ لے میراں
منبع فیض داتوں ہیں میراں　　سرمست ولی سلطاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

غلام قادر شاہ کہاون　　قدرت کمال کر دکھلاون
شیخ قطب فیاض سداون　　منگتیاں بھیک دلاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

قطب زمانی شان جہاندی　　ابو الفرح کنیت انہاندی
میں ول نظر عنایت انہاندی　　فاضل شاہ نے غوث زمانہ
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شیخ محمدؐ افضل والی!　　آں جناب دا رتبہ عالی!
در تیرے تے میں سوالی　　عالی قدر سلطاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

ابو محمدؐ قطب ربانی　　قادر رنگیا رنگ نورانی!
ہر باطن نور رحمانی　　اساں عاصیاں پار لگاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

طاہر شان جنہاں دی ائی　　بندگی خود مخصوص کرائی
خلق شفاعت حصے آئی　　ہوئے کرم شاہاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شاہ سکندر دے در تے جاواں　　جھولیاں بھر عرفان لیاواں
ترت مراد دل دی پاواں　　جے توں مہر کریں سلطاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شاہ کمال نے کینتھل والے　　رہندے اندر جذب جلالے
فضلوں پار لنگھاون والے　　ساڈے تے کرم کماناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شاہ فضیل میریا سائیاں　　منگتی بن کے در تے آئیاں
رو رو کراں میں دہایاں　　میری آس پہنچاناں!
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شمس الدین گدا دروازے　　رووے خلق بلند آوازے
کھولو ہن عرفان دروازے　　حق ذات سبحاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شاہ رحمٰن گدا کہاون　　عقل فکر وچ مول نہ آون
سب نوں جام توحید پلاون　　عاصیاں دل پھیرا پاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

وچ شمس الدین دے نور سمایا　　جلوہ حق دا نظری آیا
فیض یقیناں والیاں پایا　　ہویا کرم شہاناں
یا رب مشکل حل کر میری!

شاہ عقیل میں تیری باندی　　بحر غماں وچہ رُہڑ دی جاندی
مینوں طلب امداد تساندی　　ہن بیڑا بنے لاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شاہ بہاول دین نیں نوری　　خلقت حاضر وچ حضوری
میری آس کرو ہن پوری　　ہووے کرم ربانہ!!
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

سیّد عبد الوہاب پچھاتا　　جہڑا دین دنی دا داتا
عین الیقین وجود سہاتا　　جھنڈے جھولن وچہ آسماناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

شاہ شرف الدین دی سلامی　　حاضر ہووے ملک تمامی
سر تے تاج لولاک دوامی　　ہن دان کرو شاہاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

سیّد عبد الرزاق سلطاناں　　جاری فیض ہے وچ جہاناں
نازگہِ محبوب سبحاناں　　ہن ہووے نظر شاہانہ
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

عبد القادر شیئًا لِلّٰہ　　نور جنہاں دا نور من اللہ
مکھڑا جنہاں دا کرم اللہ　　جو نے غوث زمین اسماناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

حضرت ابو سعید دی بستی　　جتھے رب دی رحمت ستی
مستاں پائی ایتھوں مستی　　وچ گردش جام لیاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

علی قرشی ہے نام ہے نامی　　ابوالحسن کنیت ہے جنہاندی
آتش عشق حبیب مدامی　　ہوئے فضل رباناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

ابو یوسف طر طوسی جہڑے　　رب کریم جنہاں دے نیڑے
وڑیاں میں انہاندے ڈیرے　　خیر اساں نوں پاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

عبد الواحد شان جنہاندی　　واحد کر پہچان انہاندی
مشکل کر آسان اساندی　　ہن ہوئے فیض رباناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

ابوبکر شاہ شبلی ہادی　　کر دے جگ وچ روز منادی
اساں رچائی گھر وچ شادی　　ہے دعوت عام مہماناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

یا حضرت جنید بغدادی　　در تے آیا میں فریادی
وقت مصیبت ہو امدادی　　ساڈی مشکل حل کراناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

سرّی سقطی سنو دوہائی　　میں دروازے تیرے آئی
آتش شوق ہے من سمائی　　میرے دل دی پیاس بجھاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

خواجہ المعروف کہاون وچ بغداد دے ڈیرا لاون
خلقت تائیں فیض پہنچاون پائے رتبے عالی شاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

موسیٰ رضاؑ نے پاک امام جس دے ہوئے ملائک غلام
جن و بشر کہن سلام اوہ خاص محبوب ربانہ
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

عشق امام ہوئے ہن کاظمؑ کل خلقت دے ہن اوہ ناظم
اسم مبارک بھی ہے اعظم ہے والی دوجہاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

جعفر صادق نور ربانی صورت سیرت عین حقانی
شان جہاندی ہے لاثانی وارث ہین سلطاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

پاک امام محمدؑ باقر ہر دم رہن رضا تے شاکر
پردہ پوشی کر دے آخر ہوئے مطلوب زمانہ
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

علیؑ بن حسینؑ سداون　　زینت عابد ایتھوں پاون
تیں بن مولا کتھے جاون　　تیریاں سب توں اُچیاں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

جے رب سائیں سدھیاں پاوے　　وچہ دربار حسنین دے لاوے
کاسہ کیونکر خالی آوے　　اوہ دَر و دربار شاہاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

حیدر تیری شان وڈیری　　علم دروازہ شان ہے تیری
مشکل کر آسان توں میری　　الفقر دیا سلطاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

تاج لولاک سہاڈے سر تے　　نبی، ولی، سب سائل در تے
ویکھ ذرا نبی سرورؐ تے　　جہڑا باعث خلق اسماناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

توں ہادی توں مرشد میرا　　میں عاصی میں بندہ تیرا
پورا ہووے مقصد میرا　　دو جگ دیا سلطاناں
یا رب مشکل حل کر میری!
صدقہ اینہاں شاناں

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
اٰلِہٖ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

باب اوّل

فصل اوّل

تشریح خمسۃ

قطب ربانی۔ شیرِ یزدانی، غوث صمدانی، قندیل نورانی سیّدالافرادشاہِ بغداد، قطبِ کونین، غوث الثقلین، سخی سلطان میراں محی الدین ابومحمد شیخ المشائخ سیّدالسادات سیّدنا سیّدعبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس حدیث کے اسناد کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ حبیب کبریا نور مجسم، شفیع معظم نبی مکرم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کے جسم میں اپنے روح کو پھونکا تو جناب آدم علیہ السلام نے عرش کے داہنے بازو کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ اس میں پنجتن پاک کے جسموں کا نور رکوع وسجود کر رہا ہے۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ ''اے میرے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے'' رب العزت نے فرمایا نہیں'' آدم علیہ السلام نے عرض کیا ''پس یہ کون اشخاص ہیں کہ جن کو میں اپنی ہیئت اور صورت میں دیکھ رہا ہوں'' خدا تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں اور جس چیز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے۔ یہ اس میں سے نہیں ہیں۔ ان کے لئے میں نے اپنے ناموں سے پانچ نام مشتق کئے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت ودوزخ، عرش وکرسی، آسمان وزمین، فرشتے، انسان، جن وغیرہ اشیاء کو نہ پیدا کرتا۔ پس میں محمود ہوں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور میں عالی ہوں یہ علی علیہ السلام ہے۔ میں فاطر ہوں یہ فاطمہ علیہا السلام ہے۔ میں احسان ہوں یہ حسن علیہ السلام ہے میں محسن ہوں یہ حسین علیہ السلام ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی اک خردل کے دانہ کے برابر بھی ان کا بغض لے کر میرے پاس آئے گا میں اس شخص کو ضرور دوزخ میں دھکیلوں گا۔ اور مجھے اس کی

کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ اے آدم علیہ السلام یہ میرے برگزیدہ ہیں۔ میں ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو نجات بخشوں گا۔ اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کروں گا۔ جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو ان کی ذات کے ساتھ میری جناب میں وسیلہ پکڑا کر'' پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔ کہ ہم نجات کی کشتی ہیں۔ جس نے اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پا گیا۔ اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ پس جس کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اس کو چاہئے کہ وہ اہلِ بیت کو درگاہ الٰہی میں وسیلہ لائے۔''

ارجُ المطالب ص ۵۷۵ مصنف مولانا عبید اللہ بسمل

قصیدہ فَرَزْدَقَ ابوالفراس

○

هٰذَ الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْاَتَهٗ
وَالْبَیْتُ یَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمْ

''یہ وہ ہے جس کے قدموں کے نشان تک وادی بطحا، یہ گھر اور حرم اور حرم سے باہر کے علاقے سب پہچانتے ہیں۔''

هٰذَا اِبْنُ خَیْرِ عِبَادِ اللّٰهِ کُلِّهِمْ
هٰذَا التَّقِیَّ وَالنَّقِیَّ الطَّاهِرُ الْعَلَمْ

''یہ خدا کے بندوں میں سے بہترین بندے کا فرزند ہے۔ یہ سب سے پرہیزگار، سب سے پاکیزہ صفت اور سب سے زیادہ بے داغ نشان والا ہے۔''

هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ اِنْ کُنْتَ جَاهِلُهٗ
بِجَدِّهٖ اَنْبِیَاءُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمَ

''اگر تو اسے نہیں جانتا تو سن یہ فاطمۃ الزہرا کا نور نظر ہے۔ یہ وہ ہے جس کے جد امجد پر خدا کے انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا۔''

یَبِیْنُ نُوْرُ الدُّجٰی عَنْ نُوْرِ طَلْعَتِهٖ
کَالشَّمْسِ یَنْجَابُ عَنْ اَشْرَاقِهَا الظُّلَمْ

''یہ وہ ہے جس کی پیشانی کے نور سے ظلمت اسی طرح بھاگتی ہے۔ جیسے سورج کے طلوع ہونے سے تمام اندھیر چھٹ جاتے ہیں۔''

يُغْضِىْ حَيَاءً وَ يُغْضٰى مِنْ مُهَابَةٍ
فَمَا يُكَلِّمُ اِلَّا حِيْنَ يَبْتَسِمُ

''یہ وہ ہے جو حیا کی وجہ سے آنکھ ہمیشہ نیچی رکھتا ہے اور لوگ اس کی ہیبت کی وجہ سے اس کے روبرو آنکھ اونچی نہیں کر سکتے اور بات کرتا ہے تو منہ سے پھول جڑتے ہیں''

اِذا رَأَتْهُ قُرَيْشٌ قَالَ قَائِلُهٗ
اِلٰى مَكَارِمِ هٰذَا يَنْتَهِى الْكَرَمُ

''یہ وہ ہے جسے قریش (مکہ معظّمہ کے لوگ) جب دیکھتے ہیں تو ہر ایک بول اٹھتا ہے کہ بخشش وعطا اور خصائلِ حمیدہ اس پر ختم ہیں۔''

يَنْمِىْ اِلٰى ذَرْوَةِ الْعِزِّ الَّتِىْ قَصُرَتْ
عَنْ نَيْلِهَا عَرَبُ الْاِسْلَامِ وَالْعَجَمُ

''یہ عزت وشوکت کی ان چوٹیوں پر چڑھا ہے جن پر عرب وعجم کے مسلمانوں میں سے کوئی دوسرا نہیں چڑھ سکا ہے۔''

مَنْ جَدُّهٗ دَانَ فَضْلُ الْاَنْبِيَاءِ لَهٗ
وَفَضْلُ اُمَّتِهٖ دَانَتْ لَهُ الْاُمَمُ

''یہ وہ ہے جس کے جدِ امجد تمام انبیاء کے سردار اور جس کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اور تو بھی انہی کی امت ہے۔''

يَكَادُ يُمْسِكُهٗ عِرْفَانَ رَاحَتِهٖ
رُكْنُ الْحَطِيْمِ اِذَا مَا جَاءَ يَسْتَلِمُ

''یہ وہ ہے کہ بعید نہیں کہ جب وہ حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھے تو حجر اسود بھی اس کی خوشبو کو پہچان کر اس کا ہاتھ تھام لے۔''

فِیْ کَفِّہٖ خَیْزُ رَانُ رِیْحُہٗ عَبَقٌ
مِنْ کَفِّہٖ اَرْوَعُ فِیْ عِرنِیْنِہٖ شَمَمُ

''اس کے ہاتھ میں بید مشک کی چھڑی ہے اور اس کی خوشبو خوب پھیل رہی ہے۔ اس کی ناک بلند ہے اور اس کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے کارنامے جرأت و جمال میں حیرت انگیز ہیں۔''

سَھْلُ الْخُلِیْقَۃِ لَا یَخْفٰی بَوَادِرُہٗ
یُزِیْنُہٗ اِثْنَانِ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالشِّمَمُ

''وہ بہت نرم خو ہے اور اس کی خوبیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ وہ حسنِ خلق اور بلندی کردار کی دونوں خوبیوں سے مزین ہے۔''

مُشْتَقَّۃٌ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ نَبْعَتُہٗ
طَابَتْ عَنَاصِرُہٗ وَالْخِیْمُ وَالشِّیَمُ

''اس کی تمام عادات اور اس کے خصائل وعناصر جو سب کے سب اس نے رسولِ خدا سے پائے ہیں بہت ہی عمدہ ہیں۔''

فَلَیْسَ قَوْلُکَ؟ مَنْ ھٰذَا بِضَائِرِہٖ
الْعَرْبُ تَعْرِفُ مَنْ اَنْکَرْتَ وَالْعَجَمُ

''اس لیے تیرا یہ کہنا کہ تو نہیں جانتا کہ یہ کون ہے؟ اسے کچھ نقصان نہیں دے سکتا جب کہ جس کا تو انکار کر رہا ہے اسے عرب وعجم سب جانتے ہیں۔''

کِلْتَا یَدَیْہِ غَیَاثٌ عَمَّ نَفْعُھُمَا
تَسْتَوْکِفَانِ وَلَا یَعْرُوْھُمَا الْعَدَمُ

''اس کے دونوں ہاتھ ایسے ہیں جن کا فیض بارش کی طرح عام ہے ان کی بخشش ہر وقت جاری رہتی ہے حتیٰ کہ سخت بدحالی میں بھی ختم نہیں ہوتی''

عَمَّ الْبَرِيَّةَ بِالْاِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ
عَنْهَا الْغَبَايَةُ وَالْاِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

''تمام مخلوقات پر ان کا احسان عام ہے اور ان کی بدولت جہالت وغفلت، تنگ دستی اور ظلم وزیادتی سب دور ہو گئے۔''

لَا يَسْتَطِيْعُ جَوَادٌ بَعْدَ غَايَتِهِمْ
وَلَا يُدَ انِيْهِمْ قَوْمٌ وَّاِنْ كَرَمُ

''کوئی بڑے سے بڑا سخی بھی ان کی برابری کی استطاعت نہیں رکھتا اور کوئی گروہ بھی خواہ وہ کتنا ہی بخشش کرنے والا ہو ان کے مرتبے کے قریب نہیں پھٹک سکتا۔''

هُمُ الْغُيُوْثُ اِذا مَا اَزمَةٌ اَزَمَتْ
وَالْاَسَدُ اَسَدُ الشِّرىٰ وَالنَّاسُ مُحْتَدِمُ

''یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت بھی بارش کی طرح برستے ہیں جب کہ قحط سالی کے آثار رونما ہوتے ہیں اور جو اس وقت بھی شیر بیشہ ہوتے ہیں جب کہ لوگ لڑائی کے میدان میں آگ جلانے والے ہوں۔''

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِيْنٌ وَ بُغْضُهُمْ
كُفْرٌ وَّقُرْبُهُمْ يُنْجِىْ وَ مُعْتَصَمُ

''یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی محبت دین ہے اور جن سے بغض کفر ہے اور جن کا قرب نجات اور پناہ دینے والا ہے۔''

اِنْ عُدَّ اَهْلُ التُّقٰى كَانُوْا اَئِمَّتُهُمْ
وَقِيْلَ مَنْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ قِيْلَ هُمُ

''اگر اہلِ تقویٰ اور خدا ترس لوگوں کو جمع کیا جائے تو یہی ان کے امام ہوں گے۔ اور اگر یہ پوچھا جائے کہ دنیا میں افضل ترین لوگ کون ہیں تو بھی جواب ملے گا کہ یہی لوگ۔''

سَیّٰانِ ذٰالِكَ اِنْ اَثَرُوْا وَاِنْ عَدَمُوْا
لَا یَنْقُصُ الْعُسْرُ بَسَطًا مِنْ اَکُفِّهِمْ

''ان کے لیے صاحبِ ثروت اور نادار ہونا دونوں برابر ہیں۔ ان کے ہاتھوں کی فراخی کو ان کی تنگ دستی بھی کم نہیں کر سکتی۔''

اَللّٰهُ فَضَّلَهٗ کَرْمًا وَ بَشَّرَفَهٗ
جَرٰی بِذٰالِكَ فِیْ لَوْحٍ لَّهُ الْقَلَمُ

''اللہ تعالیٰ نے اسے بزرگی اور شرف سے نوازا ہے اور لوح و قلم میں یہ حکم جاری ہو چکا ہے۔''

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِکْرِ اللّٰهِ ذِکْرُ هُمُ
فِیْ کُلِّ بَدْوٍ وَ مَخْتُوْمٌ بِهِ الْقَلَمُ

''ان کا ذکر اللہ کے ذکر کے بعد ہر جگہ مقدم ہے اور اس حکم کے بعد قلم نے لکھنا بند کر دیا ہے۔''

مَنْ یَعْرِفُ اللّٰهَ یَعْرِفُ اَوَّلِیَتَهٗ
وَالدِّیْنُ مِنْ بَیْتِ هٰذَا نَالَهُ الْاُمَمُ

''جو شخص اللہ کو جانتا ہو اسے اس شخص کو بدرجہ اولیٰ جاننا چاہیئے کیونکہ اس کا دین اسی شخص کے گھر سے امت تک پہنچا ہے۔''

اَیُّ الْقَبَائِلِ لَیْسَتْ فِیْ رَقَابِهِمْ
اِمَّا لِاٰبَاءِ هٰذَا اَوَّلَهٗ نِعَمُ

''وہ کون سے قبیلے ہیں جن کی گردنوں پر اس کے بزرگوں کی یا اس کی نعمتیں اور بخششیں لدی ہوئی نہیں ہیں۔''

شجرہ نسب سرور دو عالم

لَمَّا قَالَ اَنَّ الْاٰدَمَ مِنَ التُّرَابِ وَالتُّرَابَ مِنَ الْاَرْضِ وَ الْاَرْضَ مِنَ الزُّبَدِةِ الزَّبَدَ مِنَ الْمَوْجِ وَالْمَوْجَ مِنَ الْمَاءِ وَالْمَاء مِنَ الدُّرَّةِ وَالدُّرَّةَ مِنَ الْقُدْرَةِ وَالْقُدْرَةَ مِنَ الْاِرَادَةِ وَالْاِرَادَةَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ.تَعَالٰی عَزَّ شَانُهٗ جَلَّ شَانُهٗ

ایکہ بچون است ذات پاک سبحانہ
درہمہ چون ہاست ظاہر او تعالےٰ شانہ

لیک از کیف مظاہراو کسے آ گاہ نیست
سوئے اسرارِ بطون او کسے راراہ نیست

آن قدر دانیم از علمش کہ ما علمتنا
میر سدا دراک آنجا کہ ما اور کتنا

باعث تکوین راچون ذات حق لولاک گفت
نور ہم خلق از نور من است آں پاک گفت

قولہ کنت نبیا آدم اندر ماء وطین
مستنیر آمدز نورش جملہ افلاک و زمین

لیک ازجملہ رسید آکر بجسیم عنصری
پیش خدمت شاہ را عالم کند فرمانبری

مشرق نور نبوت راست مہر خاوری
ابتداء و انتہا گشتہ بر او پیغمبری

مطلع انوار حق در جسم بشر مثلکم
آمد از لطف خدا بہر کمال دینکم

مثل بشری راچوایزد احسن التقویم دید
سیّد اولاد آدم را ازلیشان برگزید

شجرہ اش زاولاد آدم بوالبشر خواہم نوشت
شرف علمش راز اسما کلہا خواہم نوشت

اوّلین تخلیقش از علم آلہ العلمین
شدارادہ بعد زاں آثار قدرت شدچنیں

قدرت اورا وجود درۂ آمد عیاں
زان من الماء جعلنا کل شے ء حی دان

شد زما موجے عیاں از موج او زبد رسید
از زبد شد ارض پیدازاں تراب آمد پدید

از تراب آمد وجود پاک آدم بو البشر
فضل داد از عمل هر شی تا که با شد باخبر

خلقت آدم ابوالبشر است پیدازان تراب
بعد زان مخلوق شد اولاد آن عالی جناب

اوّلین شیث است اوپسر اوانوش آمدا زو
بعد زان خلف الرشیدش آمد قینان ازو

نام مہلا ئیل بعدش یردوپس ادریس دان
ازمتوشلخ آمدہ لامک پس ازوے نوح خوان

سام و بازار فخشد و پس شالخ وزوعا براست
فالغ وزوارغوہ زوشارع و پس قاصراست

بعدزان تارخ کہ معروف است آذر نام آن
پس خلیل اللہ است انام پاکیش ابراہیم دان

شد ذبیح اللہ ازوظاہر بنام اسمعیل
بعدہ قید اروپس بنت و ازدجمل جمیل

از سلامان شد ہمیع زان اددزواد بخوان
لیک اہل النساب رانا اتفاق آمد بران

متفق هستند زین جمله اسماء الرجال
میشمارم بعد زین اسمائے آن اهل کمال

ابن عد عدنان و پسرا و معد پیدا شده
پس نزارد زو مضرمن بعد الیاس آمده

مدرکه پسرش خزیمه زوکنانه شدعیان
بعده نضر است وزو مالک ازان پس فهرخوان

پس ازان غالب ازولووی وپس کعب آمده
مره و بعدش کلاب وپس قصی پیدا شده

رونقے افرو در عالم حضور عبد المناف
هاشمی گشت از حضور شاه هاشم بے خلاف

مخزن گشت از حصور شاه هاشم بے خلاف
فیض لطف حق بمقبولانش آمد بے طلب

خواست حق راموهبت عظمیٰ زلطف الله پدید
نور ختم الانبیاء در صلب عبد الله رشید

گشت ختم المرسلین آن خواجه هر دوسرا
آن شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نسب مبارک:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بنِ ہاشم بنِ عبد مناف بنِ قصی بنِ کلاب بنِ مرہ بنِ کعب بنِ لوئی بنِ غالب بنِ فہر بنِ مالک بنِ نضر بنِ کنانہ بنِ خزیمہ بنِ مدرکہ بنِ الیاس بنِ مضر نزار بنِ معد ابنِ عدنان۔

مذکورہ بالا شجرہ نسب جو معد ابن عدنان پر منتہیٰ ہوتا ہے۔ نسابین کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ لیکن جب سلسلہ نسب عدنان سے آگے بڑھ کر جناب اسمعیل سے ملتا ہے تو ان دونوں ہستیوں کے درمیان جو اسماء آتے ہیں ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب جناب اسمعیل سے ملتا ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب تمام انساب سے بلند اور اولیٰ تر ہے۔ اس سلسلہ میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مخلوق کو خلق کیا اور مجھ کو بہترین مخلوق میں سے قرار دیا۔ پھر خدا نے قبائل کو منتخب کیا اور مجھے بہترین قبیلہ سے پیدا کیا۔ پھر گھرانوں کو منتخب کیا۔ اور مجھے بہترین گھرانہ دیا اور میں تمام خلائق میں ذاتی اور خاندانی حیثیت سے سب سے بہتر ہوں۔ صلو علیہ والہ ابن اسقع سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اولادِ ابراہیم میں جناب اسمعیل کو منتخب کیا۔ اور اولادِ اسمعیل میں بنی کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ میں قریش کو معزز کیا۔ اور قریش میں بنی ہاشم کو معزز کیا اور بنی ہاشم میں میری ذات کو سب سے بلند قرار دیا۔

جب عربوں کی سرکشی اور بت پرستی حد سے تجاوز کر گئی۔ ادھر یہودیوں نے عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کیا۔ دوسری طرف نصرانیوں نے ایک خدا کے تین خدا بنائے۔ اور زردشتوں

نے دنیا کے ایک تہائی حصہ میں آگ لگادی۔ غرض تمام دنیا میں شرک واستبداد کا اندھیرا چھا گیا۔ اور وہ ارضِ مقدس جہاں سے خدا جانے کتنے لاکھ نبی اٹھے اور وہیں سلا دیئے گئے۔ تمام کفر و ضلالت سے بھر گئی کہ یکا یک غیرت الٰہی جوش میں آئی اور اس نور مقدس کی طرف متوجہ ہوئی جو عرصہ سے کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمَ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ کی تجلیات میں پہلو عرش میں ضوفشاں تھا۔

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمد کا سجدہ کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر ۱۲ ربیع الاوّل روز دوشنبہ بوقت صبح صادق ۱ عام الفیل مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء شہر مکہ سوق اللیل کے مشہور مکان بادشاہِ نوشیروان عادل کے چالیسویں سال عالم نور سے دنیائے ظہور میں تشریف لائے۔ مُصطفٰی مَاجَاءَ اِلَّارَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ صلوعلیہ والہ۔

آپ کا ظہور شفا ام عبدالرحمٰن کے ہاتھوں ہوا جو آپ کی کھلاوی تھی۔ آپ جب پیدا ہوئے تو آسمان کی طرف نظریں اٹھائے ہوئے تھے اور زمین پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ جناب آمنہ سلام اللہ علیہا بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے تو مجھے نہ تو کوئی گرانی محسوس ہوتی تھی اور نہ ہی حمل کے دوسرے اثرات ستاتے تھے جب آپؐ نے ظہور فرمایا تو جنابِ آمنہ مادر گرامی نے کسی کو آپ کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کو بلانے کے لئے بھیجا اور اس وقت عبدالمطلب خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ جب وہ آئے تو آپ کی مادرِ گرامی جناب آمنہ نے فرمایا اے ابوالحارث یہ آپ کے ہاں عجیب لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہ سن کر عبدالمطلب پریشان سے ہو گئے اور کہا کہ کیا بے عیب بچہ نہیں۔ جناب آمنہ نے کہا ہاں وہ بالکل بے عیب ہے۔ لیکن پیدا ہونے کے بعد وہ سجدہ میں گر گیا اور پھر سر کو اٹھایا اور اس کی انگلیاں آسمان کی طرف بلند تھیں۔

حضرت عبدالمطلب ہی نے آپ کا نام نامی اسمِ گرامی محمد رکھا جب لوگو نے کہا کہ آپ کے بزرگوں میں تو کسی کا ایسا نام نہیں تھا۔ تو فرمایا کہ ''محمد'' میں نے اس لئے رکھا ہے۔ کہ مجھے امید ہے کہ ساری دنیا اس کی حمد کرے گی۔ صلوعلیہ والہ

واضح ہو کہ انبیاء کرام علیہ السلام میں سے کسی نبی کا نام بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ وہ نام ہی اپنے مسمّیٰ کے کمالاتِ نبوت کا شاہد عدل ہو۔ بطور نمونہ چند اسماء کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آدم: کے معنی گندم گوں ہیں۔ابوالبشر کا یہ نام ان کی جسمانی رنگ کو ظاہر کرتا ہے۔
نوح: کے معنی آرام ہیں۔باپ نے ان کو آرام وراحت کا موجب قرار دیا۔
اسحٰق: کے معنی ضاحک: یعنی ہنسنے والا ہیں۔ہشاش بشاش چہرہ والے تھے۔
یعقوب: پیچھے آنے والا: یہ اپنے بھائی عیسو کے ساتھ توام پیدا ہوئے تھے۔
موسیٰ: پانی سے نکالا ہوا۔جب ان کا صندوق پانی میں سے نکالا گیا تب یہ نام رکھا گیا۔
یحییٰ: عمر دراز۔بڈھے ماں باپ کی بہترین آرزوؤں کا ترجمان ہے۔
عیسیٰ: سرخ رنگ۔چہرہ گلگوں کی وجہ سے یہ نام تجویز ہوا۔

اسماء بالا کو دیکھو۔اوران کے معنی پر غور کرو۔کہ وہ کسی طرح مسمیٰ کی عظمتِ روحانی یا نبوت کی طرف ذرا سی بھی اشارت نہیں رکھتے۔

مگر اسم ''محمد'' کی شان خاص ہے۔

حضور کا ذاتی نام ''محمد'' بھی ہے اور ''احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' بھی ہر دو اسماء ذاتی میں وحدت مادہ موجود ہے۔یعنی دونوں حمد سے بنے ہیں۔اب معنی حمد کا سمجھنا ضروری ہوا۔جب صفات میں کمال اور لغت میں جلال اور فطرت میں احسان برغیر اور فیضانِ عالم کے فضائل جمع ہو جائیں تو اس کی مجموعی کیفیت ''حمد'' ہوگا۔

ثناؤ تکریم: رفعتِ شان، ورفعتِ ذکر، اور استلزام جواد وعطا کا مجموعہ ''حمد'' کہلاتا ہے۔
حمد کی یہ جملہ صفات بدرجہ اکمل ذات پاک سبحانی میں پائی جاتی ہیں۔

الحمدللہ کا حرف لام یہی بتلا رہا ہے اور اسم پاک حمید بھی اسی راز کا انکشاف کرتا ہے سیّدنا حسان المویدبروح القدس رضی اللہ عنہ نے اپنے مشہور قصیدہ کے مشہور بیت میں گویا اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ؎

رَشَقَّ لَهٗ مِنَ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

مُحَمَّد، احمد (مضاعف) سے مبالغہ کے لئے ہے۔یہ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی محمود ہیں۔ملائکہ مقربین میں بھی محمود ہیں۔زمرہ انبیاء ومرسلین میں بھی محمود ہیں اور اہل زمین کے نزدیک بھی محمود ہیں۔جو لوگ حضور کا کلمہ نہیں پڑھتے وہ بھی

ان سجایا وشیم کے مداح ہی۔ جن کا لزوم وثبوت حضور کے نام کے معنی اور حضور کی ذات گرامی سے بدرجہ اتم ہے۔

ہاں حضور ہی ''مقام محمود'' والے ہیں اور ''لواء الحمد'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے رائت شاہی کا نام ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا نام بھی انہی مناسبات سے ''حمادون'' ہے

محمد واحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معانی میں الگ الگ فرق یہ ہے۔ کہ محمد وہ ہے جس کی حمد ونعت جملہ اہلِ الارض والسماء نے سب سے بڑھ کر کی ہو۔ اور احمد وہ ہے جس نے رب السموات والارض کی حمد وثنا جملہ اہل الارض والسموات سے بڑھ کر کی ہو۔ لہٰذا اسم پاک علم بھی ہے اور صفت بھی وہ اپنے معانی کے اعتبار سے کمالاتِ نبوت پر دال ہے اور مدلول بھی یہ وہ خصوصیت ہے جس سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے اسماء ساکت وخاموش ہیں۔

حضور رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جمیلہ

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرْ (القرآن، الکوثر ۱:۱۰۸)

ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ہے

کوثر بروزن فوعل ہے اور یہ وزن مبالغہ کے لئے آتا ہے۔ لفظ کثرت تو خود ہی فراوانی وافزونی کے معنی کے لئے ہے جب اسے بھی بروزن مبالغہ استعمال کیا گیا۔ تو اس کے معنی کثرت بالائے کثرت اور فراوانی بیش از فراوانی اور افزونی بر افزونی ٹھہرے۔

صحیح بخاری میں ہے

عَنْ اَبِیْ بَشِیْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْكَوْثَرُ الْخَیْرُ الْكَثِیْرِ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ قَالَ اَبُو بَشِیْرٍ قُلْتُ السَّعِیْدِ ابْنِ الْجُبَیْرٍ اِنَّ اُنَاسًا یَزْعُمُوْنَ اِنَّهٗ نَهْرٌ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ السَّعِیْدُ النَّهْرُ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ مِنَ الْخَیْرِ الْكَثِیْرِ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ

ترجمہ: ابو بشیر نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ کوثر کے معنی وہ خیر کثیر ہے جو اللہ نے خصوصیت سے رسول اللہ کو عطا فرمائی ہے ابو بشیر کہتے ہیں۔ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ لوگوں کا گمان تو یہ ہے کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جو جنت میں ہے۔ سعید نے جواب دیا۔ ہاں وہ جنت والی نہر بھی تو اس خیر کثیر ہی میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔

کوثر سے مراد وہ فضائلِ کثیرہ اور محامدِ جمیلہ اور نعوتِ متکاثرہ ہیں جو وجودِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

انابتِ آدم	اور استقامتِ نوح	دادِ داؤد	دعائے یونس
حلم اسمٰعیل	علم خلیل	ایاب ایوب	زہاب زکریا
درس ادریس	وتنفیت شیث	امامت ہارون	ایناس الیاس
حقانیت اسحٰق	عاقبت بنی یعقوب	زاہد عیسےٰ	علوموسےٰ
نورانیت یوسف	صالحیت صالح	احسانیت لقمان	انقیاد خضر
ہدیٰ ہود	جمعیت شعیب	مساعی ایسع	کفالت ذوالکفل
لطافت لوط	عبرت عزیر	جہاد یوشع	مروت دانیال

شکوہ سلیمان اندوہ یحییٰ علیہم الصلوۃ والسّلام

یہ ایسے الوان گوناں ہیں جو اس شمس حقیقت کے پیکر نوری میں مجتمع ہیں رحمۃ اللعالمینی کا وہ رنگ ہے جس نے ان الوان کو اپنے اندر جمع کر لینے کے بعد اپنے رنگ خاص سے رنگین بنا دیا ہے۔

شانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

ہم نے تیرا ذکر تیرے لیے بلند کر دیا

بحرالکاہل کے مغربی کنارا سے لے کر دریائے ہوانگ ہو کے مشرقی کنارا تک کے رہنے والوں میں سے کون ہے جس نے صبح کے روح افزا جھونکوں کے ساتھ اذان کے آواز نہ سنی ہو۔ جس نے رات کی خاموشی میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کی سریلی آواز کو جان بخش نہ پایا ہو۔ یہی وہ الفاظ جو جاگنے اور سونے والوں کو ان کی ہستی کے بہترین آغاز و انجام سے روشناس کراتے ہیں۔ آج کسی بادشاہ کو اپنی مملکت میں کسی ہادی کو اپنے حلقہ اثر میں یہ بات کیوں حاصل نہیں؟ کہ اس کے نام کا اعلان ہر روز و شب اس طرح پر کیا جاتا ہو کہ خواہ کوئی سننا پسند کرے یا نہ کرے۔ لیکن وہ اعلان کہ پردہائے گوش کو چیرتا ہوا تعبر قلب تک ضرور پہنچ جاتا ہے۔ ہاں وہ اعلان صرف اس کے نام ہی کا اعلان نہیں بلکہ اس کے کام کا بھی، صرف کام ہی نہیں بلکہ اس کے پیغام کا بھی اعلان ہے۔ بے شک یہ اعلیٰ شان و رفعت صرف نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔ جس کی شان و رفعت کا ذمہ دار خود اللہ تعاظم و تعالیٰ رب العالمین ہے۔ اور جس کی بابت یسعیاہ نبی کی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ اس کے نام کو برکت اور شان دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سورہ احزاب میں ارشاد فرمایا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے یعنی اس شان والے کے نقش قدم پر چلو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیاری اداؤں پر آپ کو بڑے پیارے سے خطاب

فرمایا ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ اے محبوب کمبلی اوڑھنے والے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ اے محبوب سفید چادر اوڑھنے والے۔ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ○ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کالی زلفوں کی قسم کھائی۔ رب تعالیٰ نے فرمایا وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ○ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی قسم کھائی۔ رب تعالیٰ نے فرمایا یٰسین۔ اے اعصا پکڑنے والے۔

رب تعالیٰ نے فرمایا طٰہٰ اے محبوب پاکیزگی والے۔ جناب مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے جس کا امام احمد رضا خان صاحب نے بھی اپنے ترجمہ قرآن (کنز لایمان) میں ذکر کیا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتی مبارک کے تلے کے نیچے ایک جوں آ کر مرگئی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب اپنے نعلین اتار دو۔ کیونکہ وہ جوں کے خون سے ناپاک ہو گئے ہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ○

تشریح:

عادیات عدد سے بنا ہے۔ جس کے معنے دوڑنے کے ہیں۔ یعنی حد سے نکلنا۔ اس لئے دشمن کو عدو کہتے ہیں۔ یعنی وہ محبت کی حد سے نکل گیا۔ یعنی غازیوں کے ان گھوڑوں کے سموں کی قسم جو جہاد میں اپنی سرحد سے نکل کر کفار حدود میں داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی نے یہ شعر کہا۔

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

مناقبِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعاظم وتعالیٰ کے ہاں میں اس وقت خاتم النبین تھا۔ جبکہ آدم اپنی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے (یعنی آدم کا پتلا بھی تیار نہیں ہوا تھا) اور تم کو بتاؤں میرا پہلا (یعنی میری نبوت کا پہلا) اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (البقرۃ ۲:۱۲۹) اور پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارت۔ جو قرآن میں بایں الفاظ مذکور ہیں) وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِي مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ (الصّف ۶۱:۶۴) اور پھر میری والدہ کا خواب جو انہوں نے مجھے جننے کے وقت دیکھا تھا۔ کہ اُن کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید نے ارشاد فرمایا: یوم قیامت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔ اور میرے ہاتھ میں یوم قیامت حمد کا جھنڈا ہوگا۔ اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔ اور یوم قیامت سب سے قبل میری قبر شق ہوگی۔ اور سب سے قبل میں قبر سے اٹھوں گا۔ اور اس پر مجھے فخر نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف۔ راوی حضرت ابوسعید)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے قبل جنت کا دروازہ میں کھلواؤں گا میرے تابعین کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعاظم وتعالیٰ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے خاندان کنانہ کا انتخاب کیا۔ اور کنانہ میں سے قریش کو۔ اور قریش میں سے بنی ہاشم کو۔ بنی ہاشم میں سے مجھ کو (ایک روایت میں ابراہیم علیہ السلام سے خاندان کنانہ کا انتخاب کیا۔ اور

کنانہ میں سے قریش کو۔ اور قریش میں سے بنی ہاشم کو۔ بنی ہاشم میں سے مجھ کو (ایک روایت میں ابراہیم علیہ السلام سے اسماعیل علیہ السلام کو) (راوی حضرت واثلہ مشکوٰۃ شریف)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایک قصر کی سی ہے۔ جس کی عمارت کی دیواریں نہایت عمدہ ہوں۔ لیکن دیوار میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ وہ اینٹ میں ہوں۔

میں انبیا علیہم السلام کا خاتم ہوں اور میں ہی انبیا علیہم السلام کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ (راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ شریف)

از حسانِ بن ثابتِ رضی اللہ عنہ

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهٖ وَاللَّيْلُ دَجٰى مِنْ وَّ فُرَتِهٖ

صبح ظاہر ہوئی آپ (آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اور رات روشن ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفوں سے پیشانی سے

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّ عُلَا اَهْدَى السُّبُلَا لِدَلَالَتِهٖ

پیش دستی لے گئے پیغمبروں سے بزرگی اور بلندی میں سیدھے ہو گئے رستے آپ کے دکھانے سے

كَنْزُ الْحَرَمِ مَوْلَى النِّعَمِ هَادِیْ الْاُمَمِ لِشَرِيْعَتِهٖ

آپ خزانہ بخش اور صاحب نعمت کے ہیں ہدایت دکھانے والے امت کے اپنی شریعت کے لئے

اَزْكَى النَّسَبِ اَعْلَى الْحَسَبِ كُلُّ الْعَرَبِ فِیْ خِدْمَتِهٖ

بہت پاکیزہ نسب والے بلند خاندان والے تمام عرب (جہاں) آپ کی خدمت میں ہیں

سَعَتِ الشَّجَرَ نَطَقَ الْحَجَرَ شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِهٖ

دوڑتے آئے درخت کلام کی پتھروں نے پھٹ گیا چاند ساتھ اشارے ان کے سے

جِبْرِيْلَ اَتٰى لَيْلَةَ اَسْرٰى وَالرَّبُّ دَعٰى لِحَضْرَتِهٖ

جبریل علیہ السلام آئے رات معراج میں اور پروردگار نے بلایا ان کو اپنے سامنے

نَالَ الشَّرَفَا وَاللّٰهُ عَفَا عَنْ مَّا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِهٖ

پہنچے بزرگوں کو اور اللہ نے معاف کیا وہ گناہ جو ہوئے امت ان کی سے

فَمُحَمَّدُ نَا هُوَ سَيِّدُنَا

پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سردار ہمارے

فَالْعِزُّ لَنَا لِاِ جَابَتِهٖ

پس عزت ہے ہمارے لئے ان کی مقبولیت سے

از حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

اِنْ نِّلْتِ یَارِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی ارضِ الْحَرَمْ

اگر گزرے تو اے بادِ صبا کسی دن حرم کی زمین تک

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

میرا سلام پونچا دے اس روضے میں جس میں نبیؐ عزت والے ہیں

مَنْ وَّجْهُهٗ شَمْسَ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُالدُّجٰی

جن کا چہرہ مبارک سورج کی طرح ہے جن کا رخسار چاند کی طرح چمکتا ہے۔

مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُالْهِمَمْ

جن کی ذات نور ہدایت ہے جن کی ہتھیلی دریا ہمتوں کا ہے

قُرْاٰنُهٗ بُرْهَانُنَا نَسْخًا لِّاَدْیَانٍ مَّضَتْ

ان کا قرآن ہمارے لئے دلیل ہے۔ اگلے دینوں کو منسوخ کرنے والا

اِذْجَآءَ نَا اَحْکَامُهٗ کُلُّ الصُّحُفُ صَارَ الْعَدَمْ

جب ہمارے لئے اس کے احکام آ گئے تمام صحیفے نابود ہو گئے

اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَیْفِ هِجْرِالْمُصْطَفٰی

ہمارے جگر زخمی ہیں۔ تلوار ہجر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

طُوْبٰی لِاَهْلِ مَدِیْنَةٍ فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ

خوشخبری ہو مدینے والوں کو جن میں نبی عزت والے ہیں

لَسْتُ بِرَاجٍ مُّفْرَدًا بَلْ اَقْرَبَائِیْ کُلُّهُمْ

نہیں ہوں میں امید وار اکیلا میرے تمام قریبی رشتہ دار

بِالْحَشْرِ اِشْفَعْ يَا شَفِيْعَ بِالصَّادِ وَالنُّوْنِ الْقَلَمْ

قیامت میں سفارش کرائے سفارش کرنے والے بحرمت صادنون قلم کے

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَنْتَ شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ

اے رحمت جہانوں کے آپ ہیں۔ شفیع المذنبین

اَدْرِكْ لَنَا يَوْمَ الْحَزِيْنِ فَضْلًا وَّجُوْدًا وَ الْكَرَمْ

پا لیجئے ہم کو غمناک دن میں بزرگی اور کرم کے ساتھ

يَا مُصْطَفٰى يَا مُجْتَبٰى اِرْحَمْ عَلٰى عِصْيَانِنَا

اے برگزیدہ و پسندیدہ ذات پاک ہمارے گناہوں پر رحم فرما

مَجْبُوْدَةٌ اَعْمَالُنَا ذَنْبًا وَّطَمْعًا وَالظُّلَمْ

ہمارے اعمال مجبور ہیں گناہ اور طمع اور ظلم سے

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ

اے رحمت تمام جہانوں کے لئے پا لیجئے زین العابدین علیہ السلام

مَحْبُوْسِ اَيْدِىْ الظّٰلِمِيْنَ فِى الْمَوْكِبَاءِ الْمُزْدَحَمْ

جو قیدی ہے ظالموں کے ہاتھ میں لڑائی بہت اژحام والی ہیں

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

آپ ایک شب میں حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک (باوجودیکہ ان میں فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہے)

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَةً مِنْ قَابَ قَوْسَیْنَ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

ایسے ظاہر و باہر و تیز رو کمال نورانیت وارتفاع کدورت کے ساتھ) تشریف لے گئے جیسا کہ بدر تاریکی کے پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے اور آپ نے بحالت ترقی رات گزاری اور یہاں تک ترقی فرمائی کہ

وَقَدْ مَتَّكَ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ بِهَا وَالرُّسُلِ تَقْدِیْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰی خَدَمِ

ایسا قرب الٰہی حاصل کیا۔ جس پر مقربان درگاہ خداوندی سے کوئی نہیں پہچانا گیا تھا بلکہ اس مرتبہ کا بغایت رفعت کسی نے قصد بھی نہیں کیا تھا

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ فِیْ مَرْكَبٍ كُنْتَ فِیْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

اور آپ کو مسجد بیت المقدس میں تمام انبیاء ورسل نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادموں کا امام و پیشوا ہوتا ہے۔ اور (منجملہ آپ کے ترقیات کے یہ امر ہے کہ)

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاوًا لِمُسْتَبِقٍ مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًا لِمُسْتَنِمِ

آپ سات آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر ہے۔ ایسے لشکر ملائکہ میں (جو بلحاظ آپ کے عظمت وشان وتالیف قلب مبارک آپ کے ہمراہ تھا اور) جس کے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے۔

خَفَضْتَ كُلَّ مَكَانٍ بِالْإِضَافَةِ اِذْ نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَم

(آپ رتبہ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے) یہاں تک کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب ومنزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہتا تو (جس وقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ کو پہنچ گئیں تو) آپ نے ہر مقام انبیاء کو یا ہر صاحب مقام کو بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالیٰ سے عنایت ہوا پست کر دیا جب کہ آپ ادن کہہ کر واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص کے پکارے گئے۔

كَيْمَا تَفُوْذُ بِوَصْلٍ اَىَّ مُسْتَتَرٍ عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍ اَىَّ مُكْتَتَم

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(یہ ندا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے تھی) تا کہ آپ کو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا (اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی) اور تا کہ آپ کامیاب ہوں اس اچھے بھید سے جو غایت مرتبہ پوشیدہ ہے۔

دعائے مغنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ وَ بِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاَغِثْنِىْ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ فَاكْفِنِىْ يَا كَافِىْ اِكْفِنِى الْمُهِمَّاتِ مِنَ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ يَا رَحِيْمَهُمَا اَنَا عَبْدُكَ بِبَابِكَ فَقِيْرُكَ بِبَابِكَ سَائِلُكَ بِبَابِكَ ذَلِيْلُكَ بِبَابِكَ اَسِيْرُكَ بِبَابِكَ مِسْكِيْنُكَ بِبَابِكَ ضَعِيْفُكَ بِبَابِكَ ضَيْفُكَ بِبَابِكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ اَلطَّالِحُ بِبَابِكَ يَا غَيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ حَهْمُوْمُكَ بِبَابِكَ يَا كَاشِفَ كُرَبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ عَاصِبُكَ بِبَابِكَ يَا طَالِبَ الْبَآرِّيْنَ الْمُقِرُّبِبَابِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ الْخَاطِئُ بِبَابِكَ يَا غَافِرَالْمُذْنِبِيْنَ الْمُعْتَرِفُ بِبَابِكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ الظَّالِمُ بِبَابِكَ يَا مَامَلَ الطَّالِبِيْنَ الْمُسِئُ بِبَابِكَ الْبَائِسُ بِبَابِكَ الْخَاشِعُ بِبَابِكَ اِرْحَمْنِى يَا مَوْلَاىَ اَنْتَ الْغَافِرُ وَاَنَا الْمُسِئُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الْمُسِئَ اِلَّا الْغَافِرُ مَوْلَاىَ اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا الْعَبْدُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدَ اِلَّا الرَّبُّ مَوْلَاىَ اَنْتَ الْمَالِكُ وَاَنَا الْمَمْلُوْكُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَمْلُوْكَ اِلَّا الْمَالِكُ مَوْلَاىَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ وَاَنَا الذَّلِيْلُ وَهَلْ يَرْحَمُ الذَّلِيْلَ اِلَّا الْعَزِيْزُ مَوْلَاىَ اَنْتَ الْقَوِىُّ وَاَنَا الضَّعِيْفُ وَ هَلْ يَرْحَمُ الضَّعِيْفَ اِلَّا الْقَوِىُّ مَوْلَاىَ اَنْتَ الْكَرِيْمُ وَاَنَا اللَّئِيْمُ وَهَلْ يَرْحَمُ اللَّئِيْمَ اِلَّا الْكَرِيْمُ مَوْلَاىَ اَنْتَ الرَّزَّاقُ وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ اِلَّا الرَّازِقُ مَوْلَاىَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ وَاَنَا الذَّلِيْلُ وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ وَاَنْتَ الْقَوِىُّ وَ اَنَا الضَّعِيْفُ اِلٰهِىْ

اَلْاَمَانُ فِیْ ظُلْمَةِ الْقُبُوْرِ وَضَیْقِهَا اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اِلْاَمَانَ عِنْدَ سُؤَالِ مُنْکَرٍ وَنَکِیْرٍ وَهَیْبَتِهِمَا اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانَ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانَ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانَ یَوْمَ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ الْاَمَانَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانَ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانَ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانَ یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدَاهُ یَقُوْلُ الْکَافِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانَ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانَ یَوْمَ یُنَادٰی مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ اَیْنَ الْعَاصُوْنَ وَ اَیْنَ الْمُذْنِبُوْنَ وَاَیْنَ الْخَائِفُوْنَ وَاَیْنَ الْخَاسِرُوْنَ هَلُمُّوْا اِلَی الْحِسَابِ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ یَا اِلٰهِیْ الْاَمْنَ مِنْ کَثْرَةِ الذُّنُوْبِ وَالْعِصْیَانِ الْاَمْنَ مِنْ کَثْرَةِ الظُّلْمِ وَالْجَفَاءِ الٰهی مِنَ النَّفْسِ الْمَطْرُوْدَةِ اَلْاَمْنَ مِنَ النَّفْسِ الْمَطْبُوْعَةِ لِلْهَوٰی اِلٰهِی اَلْاَمْنَ مِنَ الْهَوٰی اَغِثْنِیْ یَا مُغِیْثُ عِنْدَ تَغَیِّرِ حَالِیْ اِنِّیْ عَبْدُكَ الْمُذْنِبُ مُجْرِمُ الْمُخْطِیْ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَرْحَمْنِیْ فَاَنْتَ اَهْلٌ وَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاَنَا اَهْلٌ فَارْحَمْنِیْ یَا اَهْلَ التَّقْوٰی وَ یَا اَهْلَ الْمَغْفِرَةِ وَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَ یَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

نوٹ: دعائے معنی صرف مرشد پاک کی اجازت سے پڑھی جاسکتی ہے۔

مناجات قرنی

باعثِ برکت وزیارتی رزق۔ مناجات از خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تین بار پڑھیں

اِلٰھِیْ اِنَّ قَلْبِیْ مَرِیْضٌ فَصَحِّحْہٗ وَ فَاسِدٌ فَاَصْلِحْہٗ وَ مُظْلِمٌ فَنَوِّرْہٗ وَ عَمٰی فَبَصِّرْہٗ وَ دَنْسٌ فَطَھِّرْہٗ وَخَرَابٌ فَاَعْمِرْہٗ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

ترجمہ: اے اللہ تعاظم وتعالیٰ میرا دل بیمار ہے۔ اس کو تندرست کو پس اس کو درست کر جو گمراہ ہے اور تاریک ہونے والا ہے۔ پس اس کو روشن کر دے اور اندھا ہے۔ پس اس کو بینائی دے اور ناپاک ہے پس اس کو پاک کر دے اور ناقص ہے۔ پس اس کو درست کر دے۔ اے بڑے رحم کرنے والوں کے رحم کرنے والے۔

دعائے سیفی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ یَا اَصْحٰبَ السِّحْرِ وَالْوَسْوَاسِ وَاعْتَصَمْتُ بِکَ یَا اَللّٰہُ بِحَقِّ الْخِضْرِ وَالْاِلْیَاسِ وَ بِحَقِّ کٓھٰیٰعٓصٓ مَھِیْجٍ کَھٰکٓھٰیٰعٓصٓ جُوْجُوْجٍ مَرْخُوْجِ مَرْمَخُوْخٍ مَھْمَجُوْغٍ وَ بِحَقِّ اٰیٓخٍ اٰیٓخٍ زَجْرٍ ھَیْمُوْغٍ مَخُوْخٍ طَفْعَاجٍ اَزْرٍ اَنْحَاسٍ وَ بِحَقِّ اٰدَمَ وَ نُوْحٍ وَاعْتَصَمْتُ بِکَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْاَھْرَمَنِ وَالشَّیَاطِیْنِ وَالْحُنُوْدِ وَالْاَتْبَاعِ وَ مِنْ اٰفَۃٍ وَعَاھَۃٍ وَاعْتَصَمْتُ بِکَ مِنْ کُلِّ بَلَآءٍ وَّ بِحَقِّ دَانِیَالَ وَ بِحَقِّ اٰیٓخٍ اٰیٓخٍ وَاَرْشٍ وَاَرْشٍ وَ نُوْرَشٍ وَ نُوْرَشٍ وَ بِحَقِّ اِھْیًا اَشْرَ اِھْیَا اِھِیْ اَشْرَ اِھِیْ اَصْبَا غُوْثَ وَ بِحَقِّ عَظْمَتِکَ یَا اَللّٰہُ یَا اللّٰہُ وَاحْفَظْنِیْ مِنَ الْبَلَاءِ وَالْاٰفَۃِ وَالْعَاھَۃِ وَ بِحَقِّ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ بِحَقِّ دَاوٗدَ وَ زَکَرِیَّا وَ بِحَقِّ اِسْمٰعِیْلَ وَ یَحْیٰی وَ بِحَقِّ اِدْرِیْسَ وَ شِیْثَ وَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بِحَقِّ اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ مُرْتَضٰی عَلِیٍّ وَ بِحَقِّ حَضْرَۃِ الْاِمَامِ حَسَنٍ وَ بِحَقِّ حَضْرَۃِ اَلْاِمَامِ حُسَیْنٍ وَ بِحَقِّ حَضْرَۃِ سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ وَ بِحَقِّ اِثْنَیْ عَشَرَ اِمَامًا وَ چَھَارَدَہٗ مَعْصُوْمِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ وَ بِحَقِّ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا بَدَ اٰیَۃَ لَہٗ وَلَا نِھَایَۃَ لَہٗ وَ اعْتَصَمْتُ بِکَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ بِقِرْآءَۃِ سَیْفِیْ وَ اسْتَجِبْ دُعَائِیْ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ یَا مَنْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ، نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ○ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

نوٹ: دعائے سیفی صرف مرشد پاک کی اجازت سے پڑھی جاسکتی ہے۔

سَیِّدُ الاستغفار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْاءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِی فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبِ اِلَّا اَنْتَ۔

ہر مسلمان پڑھ سکتا ہے۔

ترجمہ: اے اللہ تو میرا رب ہے نہیں کوئی معبود مگر تو۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ اپنی طاقت کے موافق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اپنی بدکاریوں سے اور تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو مجھے بخش دے گناہ میرے، پس تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا۔

خطبہ حُجۃُ الوداع

یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاَبَائَکُمْ وَاحِدٌ وَدِیْنَکُمْ وَاحِدٌ وَ نَبِیَّکُمْ وَاحِدٌ۔ یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَکُمْ اَنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ۔ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَالْاَنْبِیَآءُ اِخْوَۃٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّھَا تُھُمْ شَتّٰی وَ دِیْنُھُمْ وَاحِدٌ۔ اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ۔ کُلُّکُمْ لِاٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ اَکْرَمُکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ وَلَیْسَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔ کُلُّ مُسْلِمٍ اخو المسلم وَاِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ اِخْوَۃٌ اَرِقَّاءَ کُمْ اَرِقَّائَکُمْ اطْعِمُوْھُمْ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ وَاکْسُوْھُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ وَقَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَالَنْ تَضِلُّوا بَعْدَہٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ کِتَابُ اللّٰہِ فَاعْبُدُوا رَبَّکُمْ وَصَلُّوا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا صَوْمَکُمْ وَاَدُّوا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ طَیِّبَۃً بِھَا اَنْفُسُکُمْ وَ حِجُّوْا بَیْتَ رَبِّکُمْ وَ اَطِیْعُوا وُلَاۃَ اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ

ترجمہ: اے لوگو! تمہارا رب ایک، تمہارا باپ ایک، تمہارا دین ایک، تمہارا نبی ایک، اے لوگو! نہ تو میرے بعد اور نبی ہے اور نہ کوئی جذبہ امت پیدا ہونے والی ہے۔ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

میں سب لوگوں سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم سے دنیا اور آخرت میں قریب ہوں۔ اور تمام انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں۔ کہ ان کی مائیں جدا جدا ہیں۔ اور دین (جو مثل والد کے ہے) ایک ہے۔

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت۔

تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے تم میں اللہ کے نزدیک محترم و مکرم وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر تقویٰ کے سوا اور کوئی برتری حاصل نہیں ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔ تمہارے غلام تمہارے غلام ہیں جو خود کھاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔

حکم باری تعالیٰ! لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں، برادریاں ٹھہرائیں تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں پرہیز گار ہے۔

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں اگر اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اپنے اللہ کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو۔ مالوں کی زکوٰۃ نہایت دلی خوشی کے ساتھ دیا کرو۔ خانہ خدا کا حج بجالاؤ۔ اور اپنے اولیائے امور و حکام کی اطاعت کرو جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کے فردوس بریں میں داخل ہو گے۔

درود النور

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ هَلْ اَتٰى سَيِّدُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاَوْسَطِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَسَآئِرِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَالْمَكْنُوْنَاتِ وَالْشُهُوْدَاتِ وَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ صَاحِبِ اللِّوَآءِ الْحَمْدِ وَالْجُوْدِ وَالْكَرَمِ۔ وَالنُّوْنِ وَالْقَلَمِ وَالتَطْوَةِ وَالْحَشَمِ اِسْمُهٗ مَسْطُوْرٌ مُّشَرَّفٌ شَفِيْعٌ رَفِيْعٌ فِى الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سُلْطَانُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جِسْمُهٗ طَيِّبٌ طَاهِرٌ مُّعَنْبَرٌ مُنَوَّرٌ فِى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ عَوْنُ الضُّعَفَآءِ وَكَنْزُ الْفُقَرَآءِ نُوْرُ الْعُلٰى۔ عَلَمُ الْهُدٰى۔ خَيْرُ الْوَرٰى۔ نُوْرُ الظُّلَمِ جَمِيْلُ الشِّيَمِ شَفِيْعُ الْاُمَمِ عِمَادُ مَنْ لَّا عِمَادَلَهٗ وَحِرْزُمَنْ لَا حِرْزَلَهٗ وَ سَنَدُ مَنْ لَّا سَنَدَلَهٗ سَجَدَلَكَ نُوْرُ النَّهَارِ۔ سَوَادُ لِلَّيْلِ شُعَاعُ الشَّمْسِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ وَحَفِيْفُ الشَّجَرِ وَرَوِيُّ الْمَآءِ زُيِّنَ الْفَلَكُ بِنُوْرِكَ وَ نُوِّرَالْاَرْضُ بِاَنْوَارِكَ زَيْنَتُ الْعَرْشِ

وَالْكُرْسِيِّ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ۔ مَعْدِنُ الْجُوْدِ وَالسَّخَآءِ
وَالْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْكَرَامَةِ وَالْعَطَاءِ وَالْكِبْرِيَآءِ يَا
صَاحِبَ الشَّفَاعَةِ وَالشَّرَافَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَالْحِكْمَةِ يَا اَفْضَلَ
الْفَاضِلِيْنَ اَكْمَلَ الْكَامِلِيْنَ اَرْشَدَ الْمُرْشِدِيْنَ۔ صَادِقَ
الْمُصَدِّقِيْنَ طَاهِرَ الْمُطَهَّرِيْنَ سَيِّدَ الصَّالِحِيْنَ۔ اِمَامَ
الْمُرْسَلِيْنَ رَحْمَةً لِلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةَ الْعَابِدِيْنَ سِرَاجَ
السَّاجِدِيْنَ مِصْبَاحَ الْمُصَلِّيْنَ۔ شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ۔ اَنِيْسَ
الْحَامِدِيْنَ۔ مُحِبَّ الْمُحِبِّيْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ۔ نَبِيَّ الْكَوْنَيْنِ رَسُوْلَ الثَّقَلَيْنِ اِمَامَ الْحَرَمَيْنِ
وَسِيْلَتَنَا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ مَظْهَرَ الْعَجَآئِبِ
وَالْغَرَآئِبِ مُفَرِّقَ الْكِتَائِبِ وَالشِّهَابِ الثَّاقِبِ مَوْلَى
الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ۔ اِمَامَ الْقِبْلَتَيْنِ جَدَّالسِبْطَيْنِ اَبَا
مُحَمَّدِ نِالْحَسَنِ وَاَبَا عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ مَوْلٰينَا وَ مَوْلَى
الثَقَلَيْنِ اَبَا الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى اَحْمَدَ الْمُجْتَبٰى
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ۔

منجانب!

السیّد افتخار احمد حسین

(صاحب مراۃ الرحمٰن)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ علیٰ وجہہ الکریم

گلستانِ ابراہیم کا ثمر لطیف۔ باغِ ہاشم کا گلِ شگفتہ۔ ابو طالب کا سرورِ جان فاطمہ بنتِ اسد کا قرۃ العین۔ صاحبِ عزو وجاہ۔ دین پناہ۔ نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوجِ بتول۔ باغ خلد عرش بریں، شکمِ مادر میں قرار وکمیں ہوا تو چند ایسے معجزات ظہور میں آئے کہ زمانے کے بڑے مفکر عالم اِس امر عجیب سے حیران ہو گئے۔ جب بھی شمس نبوت سپر خانہ ابو طالب پہ طلوع ہوتا تو قمر امامت تعظیم وتکریم کے لئے شکمِ مادر میں حرکت کناں اپنی امی ذی قدر کو آواز دیتے ہوئے کہ تعظیمِ اشرف الانبیاء باعث تکوین ہر دوسرا کے لئے اٹھو۔ چنانچہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ان کی والدہ تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چچی سے دریافت کیا کہ اے چچی! کیا وجہ ہے کہ جب میں آتا ہوں آپ کھڑی ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ میں چھوٹا ہوں اور آپ بڑی ہیں۔ تو جناب فاطمہ بنت اسد نے جواباً عرض کیا کہ میں خود کھڑی نہیں ہوتی۔ بلکہ جو امانت رب العزت نے میرے شکم میں میرے سپرد کر رکھی ہے۔ یہ مولود مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں آپ کی تعظیم کروں۔ تو اب یہ بڑی غور طلب بات ہے کہ جو ظہور عالم میں ابھی نہیں آیا تو اس کو معرفتِ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ خود ہی نہیں بلکہ اپنی ام گرامی کو بھی اس کی عظمت وتکریم سے روشناس کرائے کہ یہ کتنی عظیم شخصیت ہے لیکن جب منشاء شہود پر آئے گا تو اس کی شان وعظمت کو دنیا سے منوانے کے لئے کیا کچھ نہ کرے گا۔ جب آپ کی ولادت کا وقت قریب ہوا تو آپ کی والدہ مکرمہ فاطمہ بنت اسد کو دردِ زہ عارض ہوئی تو آپ خانہ کعبہ کے قریب گئیں اور طواف کرنے لگیں۔ جب طواف سے فارغ ہوئیں تو دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئیں۔ اور دربار رب قدوس میں یہ دعا کی۔ یارب جلیل تجھے اپنے خلیل کے خانہ کعبہ اور اس مولود کا واسطہ ہے جو میرے شکم میں ہے۔ میں مومنہ ہوں۔ میری مشکل آسان فرما۔ آپ کی دعا سے دیوار

کعبہ شک ہوگئی۔ اور آپ کی والدہ محترمہ خانہ کعبہ میں داخل ہوگئیں تو دیوار کعبہ اپنی اصلی حالت میں آ گئی تو گوہر بحر ممکنات جلوہِ حسنِ کائنات مضراب ساز حیات نور رب الکریم صاحب ارشاد تیرہ رجب المرجب ۳۰ عام الفیل یوم جمعتہ المبارک جلوہ گر ہوا۔

"لم یولد قبله ولا بعده مولود فی بیت الحرام"

آپ سے قبل کوئی نہ بیت الحرام میں تولد ہوا ہے نہ ہوگا۔

مولود کعبہ جناب علی نے تین یوم تک اپنی آنکھیں نہ کھولیں۔ مگر جب اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضرت علی کو اپنی آغوش میں لے لیا تو علی نے آنکھیں کھول دیں اور رخ پیغمبر کو دیکھنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا اے علی! تو ہمارا ہے۔ ہم علی تیرے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان اطہر کو علی کے منہ میں دے دیا۔ جناب علی نے زبان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوسنا شروع کیا تو داہن امامت میں بارہ چشمے جاری ہوگئے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ جناب علی مختون اور ناف بریدہ تولد ہوئے۔

اسم حیدر کی وجہ تسمیہ:

روایت ہے کہ ایک یوم آپ کی والدہ مکرمہ آپ کو جھولے میں لٹا کر کہیں گئیں ہوئی تھیں جھولے پر ایک کالا سانپ چڑھ آیا۔ جناب علی علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیا۔ اور اس کے گلے کو چیر دیا۔ جب آپ کی والدہ واپس آئیں اور یہ ماجراہ دیکھا تو کہنے لگیں۔ بیشک میرا فرزند حیدر ہے۔ حضرت علی علیہ السلام جنگ خیبر میں مرحب کے مقابلہ میں نکلے تو آپ نے اپنی رجز میں یہ مصرعہ پڑھا۔ انا الّذی سمیتنی امی حیدرا" میں وہ ہوں جس کا اسم ماں نے حیدر رکھا۔

کنیت والقاب:

کنیت میں آپ کو ابوالحسن اور ابوتراب کہا جاتا ہے۔ آپؓ القاب کے یہ ہیں۔ مولیٰ و مولی الثقلین۔ امیر المؤمنین المرتضےٰ، کل ایمان، اسد اللہ الغالب، وغالب علی کل غالب، ید اللہ، لسان اللہ، نفس رسول اللہ، کرار غیر فرار، ساقی کوثر اور حیدر مشہور ہیں۔

مناقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا

ترجمہ: ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ

ترجمہ: ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی سے منافق محبت نہیں رکھتا اور مومن علی سے بغض نہیں رکھتا۔ (روایت حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ترمذی شریف ومسند احمد)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

(خم غدیر پر)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہوں۔

(مسند احمد راوی حضرت برار رضی اللہ عنہ)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ اِنَّ عَلِیًّا مِّنِّی وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ مُؤْمِنٍ

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے اور علی ہر مومن کا دوست ومددگار ہے۔ (ترمذی، راوی حضرت عمران بن حیص)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ لعلی اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (مشکوٰۃ شریف راوی حضرت سعد بن ابی وقاص)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی میرے لئے ایسے ہیں۔ جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر کو کہیں بھیجا جس میں علی علیہ السلام بھی تھے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ علی علیہ السلام کا ایک لشکر کے ساتھ چلے جانے کے بعد میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ یعنی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے کہ اے اللہ تعاظم وتعالیٰ مجھ کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ تو مجھ کو علی کو نہ دکھاوے۔ (ترمذی)

حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں میرا رتبہ سب مخلوق سے بلند تھا۔ میں صبح ہی صبح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ دولت پر حاضری دیتا اور کہتا السلام علیک یا نبی اللہ۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کے جواب میں کھنگارتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کھنگارتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہ نبوت میں داخل ہو جاتا۔

مندرہ حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی دا واقعہ سُنو بے نظیر اے سنی کمال ہو یا
دتے رب دے نام فرزند دونویں حاتم چیز کیہہ اے بے مثال ہو یا
سائل موڑیا نہ کدی ،دراتوں آیا جو بھی اوہ مال و مال ہو یا
خیبر گیر حیدر شیر رب دا اے کرم ایس تے ذوالجلال ہویا

ادنے جیہی کرامت حضور دی اے سنو شوق تھیں میں سناوناں ہاں
پڑھی لکھی جیویں روایت ایہہ راویاں نے فوٹو کھچ کے عین دکھاوناں ہاں

درمشکل کشادے کسے سائل ہے سی آن کے اک دن سوال کیتا
اگے کھڑے سن آپ نماز اندر اوہنے پھر بھی نہ خیال کیتا
آکھے راہ خدا کجھ دیو مولا مینوں بھکھ نے بڑانڈھال کیتا
لاہ کے مندری ہتھوں رکوع اندر دے کے سائل دا جی خوشحال کیتا

لے کے مندری آیا بازار اندر نان بائی دی پہنچا دوکان اتے
آکھے عوض انگوٹھی دے دیہ روٹی تیرا ہووے گا بھلا جہاں اتے

نان بائی انگوٹھی نوں دیکھ کے تے لگا دین اک نال پیار روٹی
روٹی ویکھ کے سائل جواب دتا تو لو مندری نال سرکار روٹی
نان بائی جد تول کے دین لگا تل گئی اس نال کئی ہزار روٹی
ویکھ انگوٹھی تے کہن لگا تینوں دنیا میں ٹھہر بد کار روٹی

پاکے پھر اس دے گل اندر آکھے شوق دے نال بنوائی ہوئی سی
لوکو آ گیا اج ہتھ اوہ میرے میری مندری جنہیں چرائی ہوئی سی

پھڑ کے لے گیا قاضی دے کول اس نوں کیتی عرض سب حال سنا کے تے
قاضی آکھیا فیصلہ کراں گا میں پہلے لیاؤ گواہ کوئی جا کے تے
سائل اکھیا غریب بیوطن ہاں میں میرے لئی اکھناں ایں کس نے آکے تے
نانا بائی سنیارے نوں لے آیا آکھے دتی اے ایس بنا کے تے

قاضی فیصلہ اوسدے حق کیتا، سائل ڈر گیا فیر سزا کولوں کٹے گئے جد اوسدے ہتھ دونویں منگے داد جا مشکل کشا کولوں

مولا علی نے سائل دا حال سن کے کر شفقتاں ظاہر دکھایاں نی
ہتھاں نال اوہدے ہتھ جوڑ کے تے اتے لباں مبارکاں لائیاں نی
ویکھ اپنی دست درست دونویں خوشیاں ہو گیاں دون سوائیاں نی
جیویں روز نور روز دا حوراں فلکوں دین مبارکاں آئیاں نی

فیر قاضی دے گئے مکان اتے سائل خوشی تھیں خوش دہ چند ہو یا آکھے کیسدائیں ہو یا شان ایسا، جیسا علی دا شان بلند ہو یا

مولا علی نوں ویکھیا جدوں قاضی سارا دسیا حال سنا کے تے
آکے فیصلہ اوس دے حق کیتا دتی شاہد شہادت جد آکے تے
مولا فیر سنیارے نوں کہن لگے جے توں دتی ہے ہتھیں بنا کے تے
کر کے ایس دے ٹوٹے دکھا سانوں ماری سٹ پھیر اوس ٹکا کے تے

لگی سٹ تے اگ دانکل شعلہ گیا برق دے وانگ جلا اکھیاں!
انھا ہو یا سنیارا تے نانبائی جھوٹ بول کے لیاں گوا اکھیاں

ڈھائیں مار کیرون غدار لگے انھے ہوئے جاں اوہ مکار سارے
حضرت علی نوں آکھدے معاف کردے بھل گئے ہاں اسیں سرکار سارے
غلطی بہت ہوئی اساں عاصیاں تھیں کرو رحم اسیں گنہہ گار سارے
چمن قدم تے رو رو عرض کرُ دے کرو کرم ہاں ہوئے بیزار سارے
سن کے اونہاں دی عرض پھر علی پیارا کر دا دعا رب غفار اگے
ملیاں اکھیاں اونویں فیر اونہاں تائیں توبہ کرن عاصی کرد گار اگے
اللہ پاک قرآن وچہ حکم کیتا کیتے نشر میں ایسے جہان اتے
جیہڑے وچہ نماز خیرات کر دے آئی آیت ایہہ علی مردان اتے
حل مشکلاں ہون ہزار میاں نام علی دا جدآے زبان اتے
علی اسد اللہ علی غالب اللہ علی علی زمین آسمان اتے
علی شاہ مرداں، علی شیر یزداں، علی قوتِ پروردگار ہے جی
لا فتیٰ الاعلی لا سیف الا ذوالفقار ہے جی

نوٹ: مندرہ حضرت علی علیہ السلام صرف مرشد پاک کی اجازت سے پڑھا جا سکتا ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوۃ اللہ علیہا

کتاب بہار الانوار میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب فاطمۃ الزہرا صلوۃ اللہ وسلام علیہا بیسویں تاریخ کو ماہ جمادی الثانی کی جمعہ کے یوم (کہ پانچ سال بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گزرتے تھے) مکہ مکرمہ میں تولد ہوئیں اور پدر بزرگوار اس معصومہ کے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مادر گرامی اس معصومہ کی خدیجہ بنت خویلد اور نام اس معصومہ کا فاطمۃ صلوۃ اللہ وسلام علیہا اور کنیت اس معصومہ کی ام الحسن وام الحسین علیہ السلام ہے۔ صواعق محرقہ میں ابن حجر رقم کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی دختر کا اسم فاطمہ صلوۃ اللہ وسلام علیہا اس لئے رکھا ہے کہا اللہ تعاظم وتعالیٰ اس کو اور اس سے محبت کرنے والوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے۔ البتول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی دختر کو بتول اس لئے کہتا ہوں کہ یہ حیض ونفاس سے مبرا ہے کیونکہ تمام انبیاءؑ کی دختران سے افضل ہے۔ العذرا تابندہ اور روشن کے معنوں میں مستعمل ہے۔ مریم الکبریٰ: آپ کو ام الائحہ ہونے کا شرف حاصل ہے جس سے مریم محروم ہیں۔ کیونکہ مریم کا پدر فاطمہ صلوۃ اللہ وسلام علیہا کے پدر سے افضل نہیں بلکہ مریم کی مادر سے خدیجۃ الکبریٰ افضل ہیں۔ الحوراء الانسیہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری دختر فاطمہ ایک حور ہے۔ خلقت نبی آدم میں، المبارکہ: جناب سیّدہ تمام صفات علم وکمال واکرام واحترام میں صاحب برکت تھیں۔ اس وجہ سے آپ کو مبارکہ کہا گیا۔ المرضیہ الرضیہ: چونکہ آپ ساری عمر راضی برضائے اللہ رہیں۔ اس لئے یہ لقب ہوا۔ المحدثہ: عیون المعجزات میں رقم ہے کہ ایک یوم حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہ صلوۃ اللہ و

سلام علیہا کے پاس آئے۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا یا علی علیہ السلام میں تمہیں خبر دیتی ہوں۔ ان حالات کی جو آئندہ قیامت تک ہوں گے۔ حضرت علی علیہ السلام یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو الحسن علیہ السلام میں خود بیان کروں جو تم مجھ سے کہنا چاہتے ہو یا تم خود بیان کرو گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد فرمانا بہتر ہوگا۔ پس جو حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ وسلام علیہا نے فرمایا تھا وہ پورا پورا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرما دیا۔ اور فرمایا اے علی! فاطمہ علیہا السلام میرے نور سے ہے۔

حضرت امام باقر علیہ اسلام سے منقول ہے کہ جب جناب سیّدہ صلوٰۃ اللہ وسلام علیہا تولد ہوئیں تو اللہ تعاظم وتعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد رب العزت سنایا کہ اپنی دختر کا اسم فاطمہ رکھیں۔ نیز ملک نے یہ بھی کہا کہ فاطمہ کو جہل سے علم کی طرف کیا۔

اور فاطمہ صلوٰۃ اللہ وسلام علیہا کو حائضہ ہونے سے منزار رکھا۔ الصدیقہ: علمائے اہلبیت طاہرین نے اس لقب کو آپ کے القاب مخصوصہ میں اس خصوصیت کے ساتھ شمار کیا ہے جس سے دنیا کی کوئی عورت اس کی مستحق نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ تمام عورتوں کی سردار اور سیّدہ ہیں۔

سیدۃ النساء فی الجنۃ: ارشاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے فاطمہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے (الحدیث)

طیبہ: طاہرہ: قرآن نے آپ اور اہلِ بیت کو پاک فرمایا ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ أَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْرًا (الاحزاب ۳۳:۳۳)

مناقب خاتونِ جنت

حصرت مسور بن مخزمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک حصّہ ہے۔جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کوغضبناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیااورایک روایت میں یوں ہے کہ اضطراب میں ڈالتی ہے مجھ کووہ چیز جوفاطمہ رضی اللہ عنہا کواضطراب میں ڈالتی ہےاور تکلیف دیتی ہے مجھ کووہ چیز جوفاطمہ رضی اللہ عنہا کوتکلیف دیتی ہے۔

(بخاری شریف)

خصائص کبریٰ کی ایک روایت اس طرح ہے۔کہ سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ہم اور ہماری بیٹی فاطمۃ الزہرہ جنت میں داخل ہوں گے۔اورمیری بیٹی کے سر کے تمام بالوں سے نور کی شعاعیں نکلتی ہوں گی اورتمام اہلِ محشر کی نگاہیں جھکادی جائیں گی۔حتیٰ کہ میری بیٹی پل صراط سے گزرجائے گی۔

نوٹ: حدیثوں میں آیاہے کہ جب آپ پل صراط سے گزرنے لگیں گی۔تو آپ کے اردگرد ستر ہزارحوروں کا جھرمٹ ہوگا۔اورآپ اس طرح گزرجائیں گی۔جس طرح بجلی کوند جاتی ہے۔کتبِ احادیث میں یہ بھی آیاہے کہ جب قیامت برپا کی جائے گی تو فرشتہ منادی کرے گا۔اے میدانِ محشر میں جمع ہونے والو!اپنے سروں کوخم کرواورنگاہیں نیچی کرلو۔فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری گزرنے والی ہے اور پھرتمام اہلِ محشر کی گردنیں خم ہوجائیں گی۔حتیٰ کہ آپ کی سواری گزرجائے گی۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشادہے۔کہ سب سے پہلے جنت میں ہماری بیٹی فاطمہ جائے گی۔خاتونِ جنت کا یہ اعزاز بھی ہوگا کہ حوریں جنت کے باغات چھوڑکرمیدان محشرمیں آپ کے استقبال کے لئے آئی ہوں گی۔

حسنین کریمین علیہما السلام

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

حضرت امام حسن علیہ السلام بھی اپنے والد بزرگوار کی طرح حقائق اور علم طریقت میں نہایت بلند مرتبہ کے مالک ہیں۔اس کا کچھ اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ جب قدریوں نے غلبہ حاصل کیا اور معتزلہ کا مذہب بہت پھیل گیا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کمال علم وفضل کے باوجود حضرت حسن علیہ السلام کی طرف حسب ذیل خط لکھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اللہ تعاظم وتعالیٰ کا سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اللہ تعاظم وتعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر ہوں۔گزارش ہے کہ آپ بنی ہاشم کے لوگ ان کشتیوں کی مانند ہیں جو نہایت گہرے سمندر میں چل رہی ہیں اور آپ لوگ وہ درخشاں ستارے، رشد وہدایت کے وہ نشان اور وہ امام وقائد ہیں۔جن کی جو شخص فرمانبرداری اور پیروی کرے گا وہ اسی طرح سے نجات پائے گا۔جیسے حضرت نوح کی کشتی میں سوار ہونے والے مومنین نے نجات پائی تھی۔پس اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند! آپ ہماری اس پریشانی میں جو قدر اور استطاعت (جبر وقدر) کے مسئلہ کو سمجھنے کے بارے میں ہمیں لاحق ہو رہی ہے کیا فرماتے ہیں؟ (آپ اس بارے میں وضاحت فرمائیں) تاکہ ہم جانیں کہ اس معاملے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں۔آپ لوگوں نے اللہ کے علم سے علم پایا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر نگہبان اور گواہ ہے اور آپ لوگ باقی مخلوقات پر نگہبان اور گواہ ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس خط کا حضرت امام حسن علیہ السلام نے حسب ذیل جواب دیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

کے بعد واضح ہو کہ آپ کا خط مجھے وصول ہوا جس میں آپ نے اپنی اور امت کے دوسرے لوگوں کی پریشانی کا اظہار کیا ہے۔ اس مسئلہ میں میری رائے یہ ہے کہ جو شخص اچھی اور بری تقدیر کے اللہ تعاظم تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہونے کو نہیں مانتا ہے وہ کافر ہے۔ اور جو اپنے ارتکاب گناہ کا ذمہ اللہ تعاظم وتعالیٰ کو ٹھہراتا ہے۔ وہ صریحاً بدکار آدمی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعاظم وتعالیٰ نہ کسی کو اطاعت پر مجبور کرتا ہے اور نہ گناہ پر، اور نہ اس نے بندوں کو اپنی سلطنت میں شتر بے مہار بنا کر چھوڑ دیا ہے۔ بندوں کی تمام مملوکات کا اصل مالک اور جن چیزوں پر وہ قدرت رکھتے ہیں۔ ان پر اصل قدرت رکھنے والا وہی (اللہ) ہے۔ اگر بندوں کو اطاعت پر مجبور کر دیا جاتا تو ان کے لئے کوئی اختیار باقی نہ رہتا۔ اور ان کے لئے اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ اور اگر وہ گناہ کرنے لگتے اور اس کی مشیت ان پر کرم کرنا چاہتی یعنی انہیں ایسا کرنے سے زبردستی روک دیا جاتا، تو وہ ان کے اور اس گناہ کے درمیان حائل ہو جاتا۔ مگر اس صورت میں ان کا فعل اور عدم فعل برابر ہو جاتے پس اللہ تعاظم وتعالیٰ نے بندوں کو نہ معصیت اور نہ گناہ پر مجبور کیا ہے اور نہ اطاعت کے لئے ..... اس نے ان کو علم و معرفت اور قوت دے کر ان کے لئے راستہ کھلا چھوڑ دیا ہے۔ پس تم وہ بات اختیار کرو جس کی طرف اللہ تعاظم وتعالیٰ نے بلایا ہے اور اس کو چھوڑ دو جس سے اس نے منع فرمایا ہے۔ یاد رکھو تم اللہ سے بحث وحجت میں بازی نہیں لے جا سکتے۔ بحث وحجت میں وہی غالب رہے گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کربلا

انہیں میں سے شمع آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوعبداللہ حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام اجمعین ہیں جو قبلہ اہل صفاء قتیل دشت کربلا ہیں اور شہزادہ گلگون قبا ہیں۔

اس قصہ میں محققین صحیح حالات کے ماتحت متفق ہیں کہ سیّد الشہداء علیہ السلام نے اس

وقت تک ان پر تلوار نہیں اٹھائی جب تک وہ کچھ بھی مائل بحق تھے اور اتباع کی طرف جھکے رہے۔ اور امام حسین علیہ السلام نے جب تک اقامت حق کے لئے جان و مال اور اعزا سب کچھ قربان نہ کر دیا چین نہ لیا۔

حکایات میں ہے کہ ایک یوم ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی۔ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک حاجت مند آدمی ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ آج رات کی خوراک آپ سے چاہتا ہوں۔ حضرت حسین علیہ السلام جو غالباً خود اسی حالت میں مبتلا تھے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، میرا رزق چلا آ رہا ہے، آ جائے تو آپ کو دیتا ہوں، کچھ دیر بعد ایک ایک ہزار سرخ دینار کی پانچ تھیلیاں ایک شخص لایا اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہ پانچوں تھیلیاں اس حاجت مند کو دے دیں اور ساتھ ہی معذرت کرتے ہوئے فرمایا: بھائی ہم اہل بلا (سخت آزمائش میں مبتلا) ہیں۔ ہم نے دنیا کی تمام خوشیاں ترک کر دی ہیں۔ اور اپنی مرادیں اور ضروریات کم کر لی ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو اتنی دیر انتظار کی زحمت دی اور اس سے زیادہ کچھ نہ دے سکا۔

مناقب حسنین علیہما السلام کریمین

حسنین علیہما السلام کے مناقب میں یہ احادیث ہیں:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَبُوْهُمَا خَیْرٌ مِنْهُمَا

حسن اور حسین علیہ السلام جوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان کے والد بزرگوار ان دونوں سے بہتر ہیں (کنز العمال ج ۷ ص ۱۰۷ صواعق محرقہ ص ۱۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن و حسین علیہما السلام میری دنیا کے دو پھول ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: اہل بیت میں آپ کو کون شخص سب سے زیادہ پیارا ہے۔ آپ نے فرمایا: حسن اور حسین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے۔ میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ۔ پھر آپ حسن اور

حسین علیہ السلام دونوں کے جسم کو سونگھتے اور اپنے گلے سے لگاتے۔ (ترمذی شریف)

عَنْ يَعْلٰى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله و سلم اَلْحُسَيْنُ مِنِّىْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ (رواہ الترمذی ابواب المناقب الحسن والحسین)

حضرت یعلیٰ بن مرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسین علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو محبوب رکھتا ہے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے۔ حسین رضی اللہ عنہ اولاد میں سے ایک فرزند ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰه ابْنِ عِبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ حَامِلًا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه و آله و سلم وَ نِعْمَ الرَّاكِبُ هو

(راوہ الترمذی)

حضرت ابن عباس کہتے ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن بن علی علیہ السلام کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ اے لڑکے! کیسی اچھی سواری پر تو سوار ہوا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور وہ سوار بھی تو اچھا ہے۔

کشف المحجوب میں داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز نقل فرماتے ہیں چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا امام حسین سیّد الشہداء علیہ السلام کو اپنی پشت اقدس پر سوار کر رکھا تھا۔ اور ایک ڈوری اپنے دہن مبارک سے نکال کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں دے رکھی تھی اور امام حسین علیہ السلام ہانک رہے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھٹنوں سے تشریف لے جا رہے تھے تو جب میں نے یہ شان دیکھی تو عرض کیا۔

نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُكَ يَا اَبَا عَبْدُ اللّٰهِ! : اے ابو عبداللہ آپ نے سواری تو بہت عجیب پائی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ نِعْمَ الرَّاکِبُ یَا ابن خطاب !: اے عمر سوار بھی تو ایسے اچھے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں منبر پر دیکھا کہ حسن بن علی علیہ السلام آپ کے پہلو میں تھے۔ اور آپ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن بن علی علیہ السلام کی جانب اور فرماتے جاتے میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں کا اختلاف دور کرادے۔

(بخاری شریف)

دوسری فصل

شجرہ نسب عالیہ غوثیہ وسلسلہ بیعت وخلافت جدّیہ

سیّدنا غوثِ اعظم محی الدین ابو محمد السیّد عبد القادر

قدس سرہ العزیز

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ:

آپ کی ولادت با سعادت طبرستان کے مشہور شہر گیلان میں انتیس شعبان المعظم ۴۷۱ھ کی شب میں تہجد کے وقت ہوئی۔ ماہِ رجب ۴۸۸ھ میں اپنے والد محترم حضرت ابو صالح موسیٰ دوست جنگی سے بیعت ہوکر سلسلہ حسنیہ جدیہ میں خلافت پائی۔ ۱۱ ربیع الآخر یا ۱۷ ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار شریف بغداد شریف میں ہے۔

سیّدنا ابو صالح موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

۲۷ رجب ۴۰۰ھ میں گیلان میں ولادت ہوئی ۴۶۰ھ میں اپنے والد مکرم حضرت ابو عبد اللہ سے خلافت پائی۔ ۱۱ ذیقعد ۴۸۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک گیلان میں ہے۔

سیّد ابو عبد اللہ جیلی رحمۃ اللہ علیہ:

۱۳ رمضان المبارک ۳۶۵ھ میں گیلان ہی میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ۱۴ رجب ۳۸۷ھ میں اپنے پدر بزرگوار حضرت یحییٰ زاہد سے بیعت ہوکر خلافت حاصل کی۔ ربیع الاوّل ۴۷۳ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک گیلان میں ہے۔

سیّدنا یحییٰ زاہد رحمۃ اللہ علیہ:

۱۷ شعبان المعظم ۳۴۰ھ کو مدائن میں آپ کی ولادت ہوئی ۳۷۰ھ میں اپنے والد مکرم ت محمد روحی سے خلافت پائی۔ ۲۴ رمضان المبارک میں وفات پائی۔ مزار مبارک بغداد قدیم میں ہے۔

سیّدنا محمد مورث روحی رحمۃ اللہ علیہ:

۱۲ رمضان المبارک ۲۹۹ھ میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ والدِ گرامی حضرت داؤد میر سے ۳۴۹ھ میں بیعت ہو کر خلافت پائی۔ ۱۷ ربیع الاوّل ۴۱۵ھ مین رحلت فرمائی۔ قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔

سیّدنا داؤد امیر امجد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی ولادت ۱۱ شعبان ۲۴۵ھ میں مدنیہ طیبہ میں ہوئی۔ ذی الحجہ ۲۷۷ھ میں اپنے والد ماجد حضرت موسیٰ ثانی سے خلافت پائی۔ ۱۲ شعبان ۳۲۱ھ میں وصال فرمایا۔ مزار شریف آپ کا مکہ مکرمہ میں ہے۔

سیّدنا موسیٰ ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

۶ محرم الحرام ۱۹۳ھ میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں والدِ مکرم عبداللہ ثانی سے خلافت پائی۔ ماہ صفر ۲۸۸ھ میں رحلت پائی۔ مزار مقدس مدینہ طیبہ میں ہے۔

سیّدنا عبداللہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

۱۴ رمضان المبارک ۱۵۲ھ میں مدینہ طیبہ میں ولادت ہوئی ربیع الاوّل ۱۹۸ھ میں اپنے والد گرامی سے خلافت پائی۔ ماہ ربیع الاخر ۲۱۳ھ میں جمعہ کے دن وفات پائی۔ مرقد پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

سیّدنا موسیٰ جون رحمۃ اللہ علیہ:

رجب ۱۰۳ھ میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ ۱۳۳ھ میں والد محترم حضرت عبد

اللہ المحض نے خلافت جدیہ سے سرفراز فرمایا ماہ جمادی الآخر ۱۵۶ھ میں مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی۔ مزار مقدس اسی سرزمین پاک میں ہے۔

سیّدنا عبداللہ المحض رحمۃ اللہ علیہ:

۱۱ ربیع الآخر بروز دوشنبہ ۷۰ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ شعبان المعظم ۹۲ھ میں والدِ ماجد حضرت حسن مثنیٰ سے خلافت پائی۔ ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۵ھ میں وصال فرمایا۔ مرقدِ مبارک جنت البقیع میں ہے۔

سیّدنا حسنِ مثنیٰ رضی اللہ عنہ:

۱۲ رمضان ۲۹ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ اپنے والد محترم سیّدنا امام حسن علیہ السلام سے ۴۵ھ میں خلافت پائی۔ ۱۷ رجب ۹۷ھ میں رحلت ہوئی۔ مزار شریف جنت البقیع میں ہے۔

امام حسنِ مجتبےٰ علیہ السلام:

۱۵ رمضان المبارک ۳ھ میں بروز پنج شنبہ مدینہ طیبہ میں ولادت ہوئی۔ جنات فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ ربیع اوّل ۳۵ھ والدِ ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خلافت و امامت کا شرف پایا ۲۸ صفر ۴۵ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔

سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت باسعادت ملک ایران کے صوبہ طبرستان کے علاقہ گیلان یا جیلان کے نحیف نامی قصبہ میں سادات خاندان (جو دو تین پشتوں سے یہاں آباد تھا) میں ہوئی۔ جس کی وجہ سے آپ جیلانی یا گیلانی کے لقب سے ملقب ہوئے۔

ایک روایت میں آپ کی پیدائش انتیس شعبان المعظم ۴۷۱ھ میں ہے۔ لیکن آپ کی صحیح تاریخ پیدائش یکم رمضان المبارک ۴۷۱ھ بوقت شب ہے۔ حضور غوثِ اعظم کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی قدر سیّدہ فاطمہ ام الخیر امت الجبار تھا جو خاندان سادات رضوی سے تھیں۔ آپ کی والدہ طاہرہ کا شجرہ نسب ذیل میں ہے۔

السیّد عبدالقادر جیلانی بن سیّدہ ام الخیر امۃ فاطمہ بنت سیّد عبداللہ صومعی بنابی جمال الدین محمد بن سیّد محمود بن سیّد ابی العطاء عبداللہ بن سیّد کمال الدین عیسیٰ بن سیّد ابی علاؤ الدین محمد الجواد بن امام علی الرضا بن امام موسیٰ الکاظم بن امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن الامام الہمام الحسین شہید کربلا بن الامام الہمام امیر المؤمنین سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم واجمعین وعلیہم السلام۔

آمد بغداد:

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی جب عمر شریف ۴۸۸ھ میں کم وبیش اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے حصولِ علم کے لئے بغداد جانے کی خواہش اپنی والدہ محترم ام الخیر امتہ الجبار سیّدہ فاطمہ کے گوش گزار کی۔ بغداد جیلان سے کم وبیش چار سو میل کی دوری پر واقع ہے۔ اس طویل سفر میں ہزار ہا صعوبتیں اور خطرات پنہاں تھے۔ لیکن جس عزم کا اظہار سیّدنا سیّد عبدالقادر نے

کیا۔آپ کی والدہ محترمہ جو پاک باطن کی مالک تھیں۔اپنے فرزند ارجمند کو کیسے روک سکتی تھیں۔ چنانچہ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنی والدہ محترمہ سے رخصت ہو کر بغداد جانے والے قافلے کے ہمراہ ہو لئے۔قافلہ ہمدان تک تو بخریت پہنچ گیا لیکن جب ہمدان سے آگے ترتنک کے سنسان کوہستانی علاقہ میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا۔اس جتھے کے سردار کا نام احمد بدوی تھا۔قافلہ کے لوگوں میں ان خوں خوار قزاقوں کے مقابلہ کی سکت نہ تھی۔قزاقوں نے قافلہ کا تمام مال واسباب لوٹ لیا۔اتفاقاً ڈاکوؤں کی نظر سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر پڑی۔انہوں نے آپ سے پوچھا۔کیوں لڑکے تیرے پاس کچھ ہے۔آپ نے بلا خوف و ہراس جواب دیا۔میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ڈاکو آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔آپ نے وہی جواب ڈاکوؤں کے سردار کو بھی دیا۔اور اپنی گدڑی پھاڑ کر چالیس دیناران کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ میری ماں کا حکم تھا کہ جھوٹ نہ بولنا۔سچ کا دامن کبھی نہ چھوڑنا۔چنانچہ تمام قزاق یہ کہتے ہوئے آپ کے قدموں میں گر پڑے کہ ہم نے اتنے سال عہد اللہ تعالیٰ کو توڑا ہے قزاقوں نے قافلے کا لوٹا ہوا سامان واپس کیا اور ڈاکہ زنی سے توبہ کی۔

مجاہدات وریاضات:

شیخ احمد بن ابو کبر حریمی فرماتے ہیں کہ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں پچیس سال تک تن تنہا عراق کے بیابانوں اور ویرانوں میں چلتا رہا۔نہ ہی لوگ مجھے جانتے تھے اور نہ میں کسی کو جانتا تھا۔البتہ جنات رجال الغیب علمِ طریقت کی تعلیم حاصل کرتے۔

شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود فرماتے ہیں کہ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابتدائے سیاحت میں مجھ پر بہت احوال طاری ہوتے تھے۔میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا اور اکثر اوقات بیہوشی میں دوڑا کرتا تھا۔جب وہ حالت مجھ سے اٹھ جاتی تو میں اپنے آپ کو ایک دور دراز مقام میں پاتا تھا۔

شیخ ابو العباس احمد بن یحییٰ بغدادی فرماتے ہیں کہ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں چالیس سال عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا اور پندرہ سال ساری ساری رات ایک

پاؤں پر کھڑے ہوکر صبح تک پورا قرآن مجید فی شب ختم کرتا رہا۔

شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں برج عجمی (اس برج کا نام حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے طویل قیام کی وجہ سے برج عجمی ہوگیا تھا) گیارہ سال رہا۔ میں نے اس میں اللہ تعاظم وتعالیٰ سے عہد کیا کہ جب تک تو نہ کھلائے گا میں نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ اس عہد کے چالیس ایام بعد شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعاظم و تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے آپ کو کھانا کھلاؤں۔

محی الدین کی وجہ تسمیہ:

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک یوم میں بغرضِ سیر وسیاحت شہر بغداد سے باہر ہوگیا۔ واپسی پر راستہ میں ایک آدمی بیمار زندگی سے لاچار۔ خستہ وخراب حال میرے سامنے آموجود ہوا۔ نحیف وناتوانی کی حالت میں زمین پر گر پڑا اور اس نے التجا کی۔ یاسیّدی میری دستگیری کرو۔ اور میرے اس برے حال پر رحم فرما کر مسیحا نفس سے پھونک ماروتا کہ میری حالت درست ہوجائے۔ میں نے اس پر دم کیا۔ دم کرنا ہی تھا کہ وہ پھول کی مانند تروتازہ ہو گیا اور اس کی لاغری کافور ہوگئی۔ جس میں فربی اور توانائی آ گئی۔ بعدازاں اس نے مجھ سے کہا۔ یاعبدالقادر! مجھ کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں تو میرے نانا حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین اسلام ہے۔ اس نے کہا: آپ نے درست فرمایا۔ اب مجھے اللہ تعاظم و تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے زندہ کیا ہے۔ آپ محی الدین ہیں۔ دین کے مجددِ اعظم اور اسلام کے مصلح اکبر ہیں۔ بعدازاں میں شہر بغداد کی جامع مسجد میں گیا۔ جامع مسجد کے راستہ میں ایک شخص نے باآواز بلند کہا۔ یاسیّدی محی الدین۔ میں نے مسجد میں پہنچ کر دوگانہ نوافل شکرانہ ادکیئے۔ اور مسجد میں اپنے وظائف میں مصروف ہوگیا۔ بعد فراغتِ وظائف مسجد سے نکلا تو ایک بڑا ہجوم دوقطار و میں کھڑا ہوگیا۔ اور ہر ایک نے باآواز بلند محی الدین پکارنا شروع کیا۔ اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔

تفویضِ سجادہ:

جناب شیخ ابومحمد بطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بوقت شہادت اپنا سجادہ ایک معتمد بزرگ کے حوالے کر کے وصیت فرمائی تھی کہ پانچویں صدی کے آخری میں اولاد امام حسن علیہ السلام سے ایک بزرگ سیّد عبدالقادر بن موسیٰ تولد ہوں گے۔ یہ سجادہ ان کے لئے ہے ان کے ظہور تک ایک دوسرے سے منتقل ہوتا ہوا ان کے پاس پہنچنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ سجادہ حضور غوثیت مآب کے ظہور تک امانتاً منتقل ہوتا رہا۔ آخر ماہ شوال ۴۹۷ھ میں ایک عارف نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی کرامات:

سیّدنا غوث اعظم السیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی قدس سرہ نعزیز کی لاتعداد و بے شمار کرامات ہیں۔ چنانچہ شیخ علی بن ابی نصر الہیتی نے ۵۶۲ھ میں فرمایا۔ میں نے اپنے اہل زمانہ میں سے کسی کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر صاحبِ کرامت نہیں دیکھا۔ جس وقت کوئی شخص آپ رضی اللہ عنہ کی کرامت دیکھنے کی خواہش کرتا تو دیکھ لیتا۔ اور کرامت بھی آپ سے ظاہر ہوتی۔

شیخ ابوعمر عثمان صریفینی کا قول ہے کہ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات سلکِ مروارید کی مثل تھیں جس میں یکے بعد دیگرے لگاتار موتی ہوں۔ اگر ہم میں سے ہر یوم کوئی شخص کئی کرامات دیکھنی چاہتا تو دیکھ لیتا۔ شیخ عزیز الدین بن عبدالاسلام اور امام نووی فرماتے ہیں۔ کرامات سیّد غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بہت کثرت سے ہیں۔

مندرجہ بالا اولیا اللہ کے اقوال سے ظاہر ہے کہ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے لاتعداد و بیشمار کرامات کیں۔

ارشاداتِ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

۱۔ ولی اللہ کی نشانی ہے کہ وہ اللہ تعاظم وتعالیٰ پر توکل کر کے دنیا کی ہر شے کو چھوڑ دیتا ہے۔

۲۔ سچا وہ ہے جو اللہ تعاظم وتعالیٰ سے سچی دوستی کرے۔

۳۔ مالدار بننے کی آرزو مت کرو۔

۴۔ علم بغیر عمل کے مفید نہیں۔

۵۔ بوالہوس مت بنو۔

۶۔ اللہ تعاظم وتعالیٰ کا شکوہ بندے سے مت کر۔

۷۔ غرور سے باز آجا۔

۸۔ عبادت پر گھمنڈ نہ کرو۔

۹۔ اپنے نفس کا ساتھ نہ دو۔

۱۰۔ علماء، صلحا اور اولیاء پہاڑوں کی طرح ہیں۔ جن کو آفات ومصائب کی آندھیاں متزلزل نہیں کر سکتیں۔ وہ توحید کے مقام سے مطلق جنبش نہیں کرتے۔

۱۱۔ تم پیٹ بھر کے کھاتے ہو اور تمہارے پڑوسی بھوکے ہوتے ہیں اور پھر دعویٰ کرتے ہو۔ مسلمان ہونے کا۔

۱۲۔ نصیحت وہی کارگر ہوتی ہے جو عمل کی زبان سے ہو۔

۱۳۔ ہمیشہ ایسی نماز پڑھ جیسی دنیا سے رخصت ہونے والا پڑھتا ہے۔

۱۴۔ اپنے اقوال وافعال میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کر۔

۱۵۔ اتباعِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجات کا راستہ ہے۔

۱۶۔ تم دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہو کہ وہ تم کو کچھ دے دے اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے خود بھاگ رہی ہے تا کہ ان کو کچھ دے دے۔

۱۷۔ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو۔

۱۸۔ مالدار اور مسکین کے درمیان امتیاز رکھو۔

۱۹۔ دین کو کمائی کا ذریعہ مت بناؤ۔

۲۰۔ اللہ سے ڈرنا کامیابی کی کنجی ہے۔

۲۱۔ واعظ بننا زیبا نہیں جب تک باطن صاف نہ ہو۔

۲۲۔ بدکاروں کی صحبت سے پرہیز کرو۔

۲۳۔ شریعت کی پابندی سے روحانی ترقی ہوتی ہے۔

۲۴۔ اگر تو جاہلوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو ان کی جہالت تجھ تک پہنچے گی۔

۲۵۔ خدمت کرو مخدوم بن جاؤ گے۔

۲۶۔ تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔

۲۷۔ افسوس کہ تو قرآن کا حافظ تو بنتا ہے۔ لیکن اس پر عمل نہیں کرتا۔

۲۸۔ حدودِ شریعت کی حفاظت کرو۔

۲۹۔ حقیقی تصوف شریعت کی پابندی میں ہے۔

۳۰۔ عالم باعمل اللہ تعاظم وتعالیٰ کا نائب ہے۔

۳۱۔ برداشت اور قطعِ شر کی عادت ڈال۔

۳۲۔ تو مخلوق کی غمخواری کر اللہ تعاظم وتعالیٰ تیری غمخواری کرے گا۔

۳۳۔ تو اہل زمین پر رحم کر آسمان والا تجھ پر رحم کرے گا۔

۳۴۔ فقر وصبر اور سلامتی کے برابر نعمت کسی شئے کو نہ سمجھ۔ اپنے فقر میں اللہ کے ساتھ تو نگر نبارہ۔

۳۵۔ اپنے سروں کو اللہ کے سوا دوسروں کے سامنے جھکانے سے محفوظ رکھو۔

۳۶۔ کاہل ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

۳۷۔ اللہ سے شرماؤ غفلت میں نہ پڑے رہو۔

۳۸۔جس نے اپنے اعمال مخلوق کے لئے کیے اس کا کوئی عمل نہیں۔

۳۹۔عارف مصیبتوں میں مبتلا رہ کر بھی دم نہیں مارتا۔

۴۰۔ بغیر عمل کے تحصیل علم میں عمر ضائع نہ کر۔

۴۱۔ باطن سے جہاد ظاہری جہاد سے زیادہ سخت ہے۔

۴۲۔کوشش تو کر مدد اللہ کرے گا۔اس سمندر میں ہاتھ پاؤں مار موجیں تجھے اٹھا کر کنارے تک لے آئیں گی۔

۴۳۔علم کی زکوٰۃ علم کو نشر کرنا اور لوگوں کو راہِ حق کی طرف بلانا ہے۔

۴۴۔اللہ کا وہی دوست ہے جو اس کی مخلوق سے محبت کرے۔

۴۵۔اصلی عیش آخرت کی عیش ہے۔

۴۶۔قریبی عزیز برا ہے تو بیگانہ نیک کی صحبت اچھی ہے۔

۴۷۔اپنی مصیبت کو چھپانا نیکی کا بہت بڑا خزانہ ہے۔

۴۸۔اگر تیرا دل غیر اللہ میں اٹکا ہوا ہے تو ستر ہزار برس کا سجدہ بھی تجھے جنت میں نہیں لے جا سکتا۔

۴۹۔ عمل کر اور اجر کا ایک ذرہ نہ مانگ۔عمل سے تیرا مقصود صرف اور صرف رضائے الٰہی ہو۔

۵۰۔ سچی حدیث کو لازم پکڑ۔تاویل نہ کر، کیونکہ تاویل کرنے والا دغا باز ہے۔

۵۱۔ اجالا ہے تو توحید کے آفتاب کا۔

۵۲۔رنج ہو یا خوشی ہر حال میں اللہ کی رضا پر شاکر رہو۔

۵۳۔اللہ کے کاموں پر زبان یا دل سے اعتراض شیوہ تسلیم و رضا کے منافی ہے۔

۵۴۔حرص کا نتیجہ اللہ کے پاس بھی رسوائی اور بندوں کے پاس بھی رسوائی ہوتا ہے۔

۵۵۔مومن اپنے غم پر خوشی کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے۔

۵۶۔مومن کی نصیحت گوشِ ہوش سے سن وہ تیرے اندر وہ باتیں دیکھ لیتا ہے جو تو خود نہیں دیکھ سکتا۔

۵۷۔ایمان کا فقدان ظاہری آنکھوں کو تو اندھا نہیں بناتا مگر دل کی آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے۔

۵۸۔مومن اپنے باطن کی اِصطلاع سے آغاز کرتا ہے اور پھر ظاہر کی تعمیر کرتا ہے۔

۵۹۔دنیا پرست مصیبت کو اپنے خالق سے کنارہ کشی کرنے کا بہانہ بنا لیتا ہے۔

۶۰۔ ایمان وہ ڈھال ہے جو سب دینی اور دنیاوی آفتوں سے حفاظت کرتی ہے۔

۶۱۔ صبر وہ پہلوان ہے جو سب مصائب وآفات کو پچھاڑ دیتا ہے۔

۶۲۔ عمل عقیدہ کا آئینہ دار ہوتا ہے اور ظاہر باطن کا۔

۶۳۔ تو اپنی حکمت ودانائی سے قدرت پر فتح حاصل نہیں کرسکتا۔

۶۴۔ ظلم دل کو تاریک بناتا ہے اور چہرہ کو سیاہ کرتا ہے۔ نہ خود ظلم کر اور نہ ظالم کا مددگار بن۔

۶۵۔ دنیا میں ہمہ وقت مشغول رہنا چھوڑ دے وہ تجھے کفایت نہیں کرے گی۔

۶۶۔ اے جاہل علم حاصل کر علم کے بغیر عبادت اچھی نہیں۔

۶۷۔ علم حیات ہے اور جہالت موت۔

۶۸۔ محض بدنی طہارت تجھے کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی جبکہ دل میں نجاست ہو۔

۶۹۔ اپنے نفس کو شہوتوں سے روک اور اس کو حلال کھانے کی عادت ڈال۔

۷۰۔ عمل بے اخلاص محض طمع ہے اور طمع کے تمام حروف خالی ہیں۔

۷۱۔ عالی ہمت بن تجھے بلندی ملے گی۔

۷۲۔ یاد رکھو اولیاء اللہ نبیوں کے خلیفہ ہیں جس چیز کا امر کریں قبول کرو۔ کیونکہ وہ وہی حکم دیتے ہیں۔ جو اللہ تعاظم وتعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ہو۔

۷۳۔ دل کی اصلاح تقویٰ سے ہوتی ہے۔

۷۴۔ اگر تم مصیبتوں پر صبر کرو۔ تو فتح قریب ہی ہے۔

۷۵۔ کلام الٰہی پر عمل کرو۔ اس کے حرفوں کی سیاہی میں وہ سفیدی چھپی ہوئی ہے جو تمہارے گناہوں کی سیاہی کو دور کر کے تمہارے دل کو نور ایمان سے روشن کردے گی۔

قصیدہ روحی

یہ قصیدہ حضرت سیّدنا غوث اعظم سیّدنا عبد القادر جیلانی شیاء اللہ کے ملفوظات سے ہے۔صرف مرشد پاک کی اجازت سے پڑھا جاسکتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شَهِدْتُ بِاَنَّ اللّٰهَ وَالِیْ وَلَا یَتِیْ
وَ قَدْ مَنَّ بِالتَّصْرِیْفِ فِی کُلِّ حَالَتِیْ
سَقَانِیْ رَبِّیْ مِنْ کَاءُ وْسِ شَرَابِهٖ
وَاَسْکَرَنِیْ حُقُبًا فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ
وَمَلَّکَنِیْ جَمِیْعَ الْجِنَّاتِ وَمَا حَوْتَ
وَ کُلُّ مَلُوْكِ الْعَالَمِیْنَ رَعِیَّتِیْ
وَ شَاؤُسُ مُلْکِیْ صَارًا شَرْقًا وَغَرْبًا
وَصِدْتُ لِاَهْلِ الْکَوْنِ غَوْثًا بِرَحْمَتِیْ
وَ بَیْتَنَا اُدْخُلْ تَرَا لْکَاسَ دَائِرًا
عَلٰی سَائِرِ الْاَقْطَابِ صَحَتْ وَلَایَتِیْ
اَنَا قَادِرُ الْوَقْتِ قُطْبًا مُسَجَّلًا
وَلَا شَرَبَ الْعُشَاقُ اِلَّا بَقِیَّتِیْ
رُفِعْتُ عَلٰی مَنْ یَّدَّعِی الْحُبَّ وَالْهَوٰی
تَطُوْفِ بِیَ الْاَفْلَاكُ فِیْ حِیْنَ حَضْرَتِیْ
نَعَمْ نَشَاتِیْ فِی الْحُبِّ مِنْ قَبْلِ اٰدَمَ
وَقَرَّبَنِیْ الْمَوْلٰی فَصِرْتُ بِدَوْلَتِیْ
اَنَا کُنْتُ فِی الْعُلَیَاءِ وَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ
بِمَکْنُوْنِ عِلْمَ اللّٰهِ قَبْلَ نَبُوَّتِیْ

اَنَا كُنْتُ مَعَ اِدْرِيْسَ لَمَا ارْتَقَى الْعُلٰى
وَاسْكَنْتُهُ الْفِرْدَوْسَ اَحْسَنَ جَنَّتِىْ
اَنَا كُنْتُ مَعَ نُوْحٍ بِفَلْكٍ اِذَا جَرَتْ
وَطُوْفَانَ حَفِظْتُهُ عَلٰى كَفِّ رَاحَتِىْ
اَنَا كُنْتُ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ فِى النَّارِ مُلْقِيًّا
وَمَا اُطْفِئَتِ النَّارُ اِلَّا بِفَتْلَتِىْ
اَنَا كُنْتُ مَعْ رُؤْيَا الذَّبِيْحِ مُشَاهِدًا
وَمَا اُنْزِلُ الْكَبْشُ اِلَّا بِفَتْوَتِىْ
اَنَا كُنْتُ مَعَ اَيُّوْبَ فِىْ زَمَنِ الْبَلَاءِ
وَمَا بَرِءَ تْ بَلْوَاهُ اِلَّا بِدَ عْوَتِىْ
اَنَا كُنْتُ مَعَ فِىْ حُزْنِ يُوْسُفَ
وَمَا اجْتَمَعَ الْاِثْنَانِ اِلَّا بِبَرْكَتِىْ
وَعَصَا مُوْسٰى مِنْ عَصَائِىْ سْتَمَدَّبِهٖ
وَمَا عَصَاهُ اِلَّا عَصَائِىْ وَ سَنَدَتِىْ
اَنَا كُنْتُ مَعَ عِيْسٰى فِى الْمَهْدِ نَاطِقًا
وَاعْطَيْتُ دَاؤدَ حَلَاوَةِ نِعْمَتِىْ
اَنَا اَوَّلُ الْقُدْسِ فِىْ عِلْمِ خَالِقِىْ
اَنَا اٰخِرُ الْمَبْعُوْثِ فِى سَرْمَدِيَّتِىْ
وَمِنْ قَبْلُ قَبْلَ الْاٰنَ فِى دَرَجَ الْعُلٰى
مُقِيْمًا فِى الْفِرْدَوْسِ مَسْمُوْعٌ كَلِمَتِىْ
نَظَرْتُ اِلَى الدُّنْيَا جَمِيْعًا وَّجَدْ تُهَا
كَخَرْدَلَةٍ فِىْ وَسْطِ كَفِّى وَرَاحَتِىْ
وَاَعْطَانِى الرَّحْمٰنُ فِىْ غَيْبِ عِلْمِهٖ

ثَمَانِیْنَ عِلْمًا غَیْرِ عِلْمِ حَقِیْقَتِیْ
وَلَا مِنْبَرٌ اِلَّا وَ لِیَ فِیْهِ خُطْبَةٌ
وَلَا مَسْجِدٌ اِلَّا وَلِیَ فِیْهِ رَکْعَتِیْ
مُرِیْدِیْ تَمَسَّكْ بِیْ وَ کُنْ بِیْ وَاثِقًا
اَنَا اَحْمِیْكَ فِی الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَتِیْ
وَاَعْلَمُ بِمَوْجِ الْبَحْرِ وَاُحْصِیْ عَدَدَهَا
وَاَعْلَمُ بِرَمْلِ الْاَرْضِ کَمْ هِیَ رَمْلَتِیْ
وَاُوْصِیْکُمْ ۔ لَا تَقْعُدُوْا بِتُکَبَّرٍ
وَاُوْصِیْکُمْ تَمْشُوالطَّرِیْقَ لِحَمِیْرِیَّتِیْ
وَمَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَ اِنَّمَا
اُوْتِیَ الْاِذْنُ حَتّٰی یَعْرِفُوْنَ حَقِیْقَتِیْ
وَمَا قُلْتُ حَتّٰی قِیْلَ لِیْ وَلَا تَخَفْ
لِاَنَّكَ وَلِیُّ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ حَالَتِیْ
وَوَلَدَتِیْ زُهْرَآءُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ
وَاَبِیْ اَمِیْرُ الْخَیْلِ دَامَ بِهِمْ بَرْکَتِیْ
وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ طٰهٰ مُحَمَّدٌ
اَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ شَیْخُ کُلِّ طَرِیْقَتِیْ
مُرِیْدِیْ تَمَسَّكْ بِیْ وَکُنْ بِیْ وَاثِقًا
قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیَّتِیْ

نوٹ: قصیدہ روحی صرف مرشد پاک کی اجازت سے پڑھا جاسکتا ہے۔

صلوٰۃ الغوثیہ

اِذَاسَئَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ بِیْ وَقَالَ مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ وَ مَنَ نَادَانِیْ بِاِسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فُرِجَتْ عَنْہ، وَ مَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ لَہٗ وَ مَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ سُوْرَۃَ الْاِخْلَاص اِحْدٰی عَشْرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ یُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ وَ یَذْکُرُنِی ثُمَّ یَخْطُوْ اِلٰی جِھَۃِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشْرَۃَ خُطْوَۃً یَذْکُرُ فِیْھَا اِسْمِیْ

جب خدا سے سوال کروتو میرے وسیلہ سے سوال کرو۔اورفرمایا جوکسی تکلیف میں مجھ سے فریادکرے۔ وہ تکلیف رفع ہواور جوکسی سختی میں میرانام لے کرندا کرے وہ سختی دور ہواور جوکسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ ہاجت برآئے۔ اور جو دو رکعت نمازادا کرے۔ ہررکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ پھر سلام پھیرکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اور مجھے یادکرے۔ پھرعراق (بغدادشریف) کی طرف گیارہ قدم چلے اور ان میں میرانام لیتا جائے۔اوراپنی حاجت یادکرے۔

فارسی کلام سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

تبرکاً آپ کی دو فارسی غزلیں درج کی جاتی ہیں۔

(۱)

تا ابد یا رب! ز تو من لطفہا دارم امید
از تو گر امید برم، از کجا دارم امید

ہم فقیرم، ہم غریبم بے کس و بیمار زار
یک قدح زاں شربت دار الشفا دارم امید

نا امید م از خودوز جملہ خلق جہاں
از ہمہ نو میدم اما از توئی دارم امید

ہم بدم، بدگفتہ ام، بد ماندہ ام بدکردہ ام
باوجود ایں خطا ہا من عطا دارم امید

محی می گوید کہ خونِ من حبیبِ من بریخت
بعد ازیں کشتن ازومن لطفہا دارم امید

(۲)

بے حجابانہ درآ، درکاشانہ، ما
کہ کسے نیست بجز درد تو درخانہ ما

فتنہ انگیز مشوکا کل مشکیں مکشا
تاب زنجیر ندارد دل دیوانہ ما

مرغ باغ ملکوں تیم دریں دیر خراب
میشود نو تجلائے خدا دا نہ ما

گر نکیر آید و پرسد کہ بگورب تو چیست
گویم آں کس کہ ربودایں دل دیوانہ ما

محی بر شمع تجلائے جمالش می سوخت
دوست میگفت رہے ہمت مردانہ ما

سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بارہ سال کی ڈوبی ہوئی دریا میں کشتی برآمد فرمائی

راقم الحروف کتاب مرۃ الرحمٰن کو روایت اپنی جد امجد سے پہنچی جس کی تصدیق کئی کتابوں میں موجود ہے جناب غلام سرور صاحب خلف مفتی الشرع الامجد مفتی غلام محمد قریشی صاحب (لاہور) کی تصنیف گلدستہ کرامت میں یوں تحریر کیا۔

حضرت محبوب سبحانی غوثِ صمدانی سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز دریائے دجلہ کے کنارے پر اپنے مریدوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ دہقانی عورتیں دریا سے پانی بھرنے کے لئے آئیں اور پانی بھر کر سب عورتیں واپس چلی گئیں۔ لیکن ایک ضعیفہ رہ گئی۔ حضور نے اپنے مرید کو بھیجا کہ اس ضعیفہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب ضعیفہ حاضر ہوئی تو حضور کو دیکھ کر آہ و بکا اس نے شروع کر دی۔ حضور نے فرمایا ''کس سنگدل نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟'' ضعیفہ نے عرض کیا کہ میرا ایک لڑکا تھا، جب وہ جوان ہوا تو میں لڑکے کے بیاہنے کے لئے دریا کے دوسرے کنارے ایک گاؤں میں گئی۔ اور لڑکے کی شادی کر کے دلہن براتیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئی۔ تو کشتی گرداب میں پڑ گئی اس وقت ملاحوں نے بہت چارہ کیا کہ کسی طرح کشتی گرداب سے نکلے۔ مگر نہ نکلی اور غرق ہو گئی۔ کشتی میں جس قدر آدمی تھے غرق دریائے فنا ہو گئے۔ سوائے مجھ بدنصیب کے۔

حضور نے فرمایا: تم اپنا واویلا کرنا غل مچانا چھوڑ دو ہم بارگاہِ رب العزت میں دعا کے لئے

ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اگر تم واویلا شور مچانا نہ چھوڑو گی تو ہم دعا نہ کر پائیں گے۔ حضور کے اس ارشاد کے بعد ضعیفہ مطمئن ہوگئی۔

حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعاظم وتعالیٰ کے حضور ضعیفہ کے لئے دعا فرمائی۔ لیکن کشتی دریا کی سطح پر نمودار نہ ہوئی۔ ارشاد رب العزت غوثِ پاک کو ہوا کہ اے محبوب اس قدر توقف اس کام میں بسبب تغافل نہیں بلکہ راہ حکمت ہے کہ کارخانہ مشیت ایزدی کے کام سب بسہولت ہوتے ہیں۔ تعجیل کو اس میں دخل نہیں ہوتا۔ ہم چاہتے تو عالم کائنات کو ایک لمحہ میں ہویدا کر دیتے۔ مگر پھر براہ حکمت چھ دن کے عرصہ میں اس کا ظہور ہوا تا کہ لوگ جانیں کہ امور تقدیر میں تعجیل بکار نہیں ہے۔ تسہیل مطلوب ہے اور عرصہ بارہ سال ہے کہ یہ کشتی غریق دجلہ فنا ہو چکی ہے۔ تجھ محبوب کی خاطر کل اجزا جزو کل ان کے جمع ہوئے۔ اور ہر ایک کے رگ وپوست واستخوان مرتب ہو کر روحیں ان میں داخل ہوئیں اور اتنے برسوں کے مردوں کو حیات کا لباس پہنایا اب قدرت قادر حقیقی دیکھ کہ کس طرح وہ کشتی جس کا نشان عالم موجودات میں موجود نہ تھا۔ اسی مقام سے جہاں غرق ہوئی تھی نکلتی ہے اور کشتی سوار بقدرت پروردگار زندہ ہوتے ہیں۔ ہنوز حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کلام فرحت انجام کو سن رہے تھے۔ کہ یکا یک دریا نے جوش مارا اور کشتی پانی کی سطح پر اسی شان وشوکت سے جیسے کہ غرق ہوئی تھی ظاہر ہوگئی۔ وہی دلہا وہی دلہن وہی براتی وہی سامان وہی کشتی وہی کشتیبان سطح آب پر نمودار ہوئے اور کنارہ کی طرف جدھر بڑھیا بکمال انتظار تاک لگائے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی آئی۔

ضعیفہ یہ حال دیکھ کر ایسی خوشی میں آئی کہ کپڑوں میں پھولی نہ سمائی وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ حالت بیداری میں دیکھ رہی ہوں یا خواب میں آخر جب کشتی کنارہ پر آ لگی دولہا دولہن بھی کشتی سے اتر کر بڑھیا کو ملے۔

ضعیفہ کو اس مراد کے حصول کا پکا یقین ہو گیا اور بیٹا بہو سے بھی وہ مل چکی تو حضرت کی خدمت میں گردن جھکائے سلام کے لئے حاضر ہوئی۔

حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے رب العزت کے حضور شکرانے کا سجدہ کیا۔ اور ضعیفہ اور اس کے بہو بیٹے اور تمام ہمراہیوں کے حق میں دعا فرمائی۔ جب اس کرامت کا شہرہ دور

نزدیک ہوگیا تو ہزاروں لوگ حضور کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے سینکڑوں کفار نے اسلام قبول کیا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰه ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ترجمہ: یہ اللہ تعاظم وتعالیٰ جل شانہ کا فضل ہے عطا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تو بے انتہا اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے۔

دارالعلوم کا تذکرہ ''ازعرفانِ قادر'':

چالیس برس کی عمر میں آپ بغداد شریف واپس تشریف لائے اور سیدھے اپنے شیخِ طریقت حضرت ابوسعید المخزمی کی خدمتِ اقدس میں تشریف لائے۔ آپ کے مرشدِ پاک فرطِ جذبات سے کھڑے ہوکر آپ کو اپنے سینہ مبارک سے لگایا۔ پھر عملی طور پر شیخ الجامعہ بنا دیا۔ آپ کے مرشد پاک ۱۸ محرم الحرام ۵۱۳ھ کو وصال فرما گئے اور جامعہ کی جملہ ذمہ داریاں آپ کے سپرد ہوگئیں۔ آپ نے جامعہ کی مستقل آمدنی میں اضافہ کے لئے متصل مکانات خرید کر جامعہ کو ہبہ کر دیئے۔ صبح کے اوقات میں آپ خود قرآن وحدیث، عربی ادب اور فقہ کی تعلیم دیتے۔ بعد نماز ظہر صرف ونحو اور تجوید کی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا۔ آپ کے تلامذہ اہم آسامیوں پر فائز ہوئے۔ آپ کے ممتاز تلامذہ میں شیخ عبداللہ الجبائی، شیخ عبدالمنعم الحرمانی۔ شیخ عبداللہ بسطامی، شیخ عثمان الیاسری، شیخ تاج الدین بطحا، شیخ عمر المداثنی، شیخ عبد العزیز الجنیدی اور شیخ یوسف دمشقی زیادہ مشہور ہیں۔

(مفتی) سیّدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف عبد الرزاق کنیت ابو الفرح اور لقب تاج الدین ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت اٹھارہ ذیقعدہ ۵۲۸ھ میں بغداد شریف میں ہوئی۔

ظاہری باطنی علوم آپ نے اپنے والد محترم سے حاصل کئے۔ آپ نے بچپن میں ہی قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور دینی علوم کی سند اور اجازت اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ آپ نے لوگوں کو حدیث پڑھائی لکھوائی اور اسناد دیں۔ آپ سے اسناد حاصل کرنے والے شیوخ کے چند نام ذیل ہیں:

شیخ سمس الدین عبدالرحمٰن شیخ کمال عبدالرحیم۔ شیخ احمد بن شیبان، شیخ اسماعیل العسقلانی۔

اخلاقِ حسنہ:

آپ ثقاہت وصداقت، تواضع وانکساری، عصمت وعفاف اور صبر وشکر میں مشہور تھے۔ آپ عموماً عوام الناس سے کنارہ کش رہتے اور ضروریات دینی کے سوا کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔ باوجود عسرت کے بھی آپ مجسمہ سخاوت تھے۔ طلباء کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آتے۔

آپ مفتی تھے:

ملک عراق میں آپ مفتی مقرر ہوئے۔ آپ کو علوم پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ رسالہ جلاء الخاطر (جو ملفوظات سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر مشتمل ہے۔ اس) میں آپ نے اپنے والد محترم سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ملفوظات قلم بند کئے ہیں۔ جس میں سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد یہ بھی ہے۔

کہ طامع (لالچی) تہی دامن اور محروم رہتا ہے۔ جیسے لفظ طمع کے حروف نقاط سے خالی ہیں۔"

رحلت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۷ شوال المکرّم ۶۰۳ھ یوم شنبہ بغداد شریف میں ہوا۔ ابن نجار نے

بیان کیا ہے۔ کہ جب آپ کے جنازہ کا اعلان کیا گیا۔ تو بڑی خلقت جمع ہوگئی۔ اور بیرون شہر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔ بعدازاں آپ کا جنازہ رصافہ میں لایا گیا یہاں بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس طرح کئی مقامات پر نماز جنازہ ادا کی گئی۔

آپ کے صاحبزادگان میں سے ایک سیّد جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو شکل و شباہت میں سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے۔ جن کو سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی گود میں بٹھا کر ارشاد فرمایا۔ کہ جب تمہاری امام محمد مہدی علیہ السلام سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا چنانچہ سیّدنا جمال عراق کے کوہستان میں موجود ہیں۔ مشرف شدہ اولیاء اللہ سے سیّد شاہ خیر الدین محمد ابو المعالی نے ''تحفہ قادریہ'' میں (جو آپ کی تصنیف ہے) یہ واقعہ تحریر فرمایا ہے۔

حضور غوث الثقلین کے بعد آپ دارلعلوم جامعہ کے منتظم و مہتمم ہوئے۔

۸ ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو ولادت ہوئی۔ علوم شرعیہ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ بغداد کے اکابر محدثین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ قبلہ والد ماجد کی وفات کے بعد محلّہ حلبہ میں سکونت اختیار کی اور اسی نسبت سے حلبی مشہور ہو گئے۔ طبیعت گوشہ نشینی کی طرف مائل تھی لہٰذا بہت کم اپنے دولت کدۂ عالیہ سے باہر تشریف لاتے تھے۔ مالی حالت گو زیادہ اچھی نہ تھی، لیکن حضرت قدس سرّہ العزیزؒ سے ورثے میں پائی ہوئی سخاوت کسی سائل کو در سے خالی نہ جانے دیتی۔ حتیٰ المقدور غرباء مساکین اور حاجت مندوں کی اعانت فرماتے رہتے تھے۔ بروز ہفتہ مورخہ ۷ شوال ۶۰۳ھ اس دارفانی سے رحلت فرما گئے۔ لوگوں میں آپ کی مقبولیت عام کی بناء پر جنازے میں شرکت کے لیے ایک انبوہِ کثیر چلا آ رہا تھا لہٰذا جوں جوں لوگ آتے جاتے تھے شریک ہوتے جاتے تھے۔ ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی کہ وہ نمازِ جنازہ میں شرکت کرے۔ اس طرح آپ کی تین مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھائی گئی۔ بابِ حرب بغداد میں آپ کی تدفین ہوئی۔

آپ کے صاحبزادگان میں شیخ ابو صالح نصر، شیخ ابو المحاسن فضل اللہ، شیخ عبدالرحیم اور شیخ اسمٰعیل کا بغداد کے اکابرین مشائخ و علماء میں شمار ہوتا تھا۔ شیخ ابو صالح نصر، بغداد کے قاضی القضاۃ بھی مقرر کیے گئے۔

(قاضی القضاۃ) سیّدنا ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف ابوصالح نصر کنیت ابومحمد عہدہ قاضی القضاۃ۔ آپ کی ولادت با سعادت چودہ ربیع الاوّل ۵۵۵ھ کو بغداد شریف میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد محترم سے بالخصوص اور فضلائے وقت ابوالعلا ہمدانی ابوالموسیٰ الحدینی وغیرہ سے بالعموم حدیث سنی اور تفقہ حاصل کیا۔

آپ اعلیٰ درجہ کے محقق۔ عارف، حافظ، ثقہ، خوش طبع نہایت شیریں کلام اور متین تھے۔ فروعات مذہب میں نہایت وسیع معلومات تھیں۔ آپ شیخ الوقت، فقیہ، محدث، واعظ، اعلیٰ درجہ کے مقرر۔ محرر اور فاضل تھے۔ آپ اپنے جد اعلیٰ حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مدرسہ کے متولی تھے۔ آپ آٹھ ذیقعد ۶۲۲ھ کو خلیفہ الظاہر بامر اللہ کے وقت اپنی قابلیت کے باعث قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ اور خلیفہ موصوف کی زندگی تک عہدہ قضا پر تعینات رہے۔ آپ کو مدارسِ شافعیہ وحنفیہ وجامع السطان وجامع ابن المطلب ومدرسہ نظامیہ وغیرہ کا ناظم بھی مقرر کر کے پورے اختیارات دیئے تھے۔ آپ ترمیم وتنسیخ وبحالی وبرطرفی کے مجاز تھے۔ آپ نہایت سرگرمی سے یہ کام سرانجام دیتے تھے۔ آپ کے اجلاس میں اذان دی جاتی۔ آپ کے اجلاس میں شہادتیں قلم بند کی جاتیں اور فیصلہ جات کے دینے میں نہایت انصاف کیا جاتا۔ آپ یوم جمعۃ المبارک پا پیادہ جامع مسجد تشریف لے جاتے۔ اور وعظ کے بعد امامت کے فرائض انجام دیتے۔

جب آپ کو خلیفہ المستنصر باللہ نے عہدہ قضا سے ہٹایا تو آپ نے بوجھ (یعنی عہدہ قضا) اتر جانے سے یہ شعر پڑھے۔

حمدت اللّٰه عزوجل لما قضیٰ لی بالخلاص من لقضاء
وللمستنصر المنصورا شکر وادعوا فوق معتاد الدعاء

معزولی عہدہ قضا کے بعد آپ کے اخلاق وعادات آپ کے حلم وعفو اور تواضع وانکساری میں مطلقاً کچھ تغیر نہ آیا۔

آپ تاحیات درس وتدریس کا کام اپنے جدِ محترم کے مدرسہ میں کرتے رہے۔ آپ کی تصنیف ارشاد المبتدئین ہے۔

جماعت کثیرہ نے آپ سے تفقہ حاصل لیا۔ انہیں امور کا بیان کرتے ہوئے سرسری نے آپ کی شان میں ایک لامیہ وجامعیہ قصیدہ تحریر کیا ہے جس کا ایک شعر مندرجہ ذیل ہے۔

وَفِیْ عَصرِ نَاقَد کَانَ فِی الفقه قدرةً ابُو صَالِح نصر لکلِّ مومل

وصال شریف:

آپ کا وصال مبارک چھ شوال المکرّم ۶۳۳ھ کو بغداد شریف میں ہوا۔ اور آپ کا مزارِ مقدس بابِ حرب میں ہے۔

(قاضی القضاۃ) سیّدنا ابونصر محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم مبارک ابونصر محمد کنیت ابوعبداللہ اور عہدہ قاضی القضاۃ ہے۔ آپ اپنے جد امجد سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے۔

ابوالفرح حافظ زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں رقم کیا ہے کہ سیّدنا ابونصر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد محترم سیّدنا ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سنی اور اسناد حاصل کیں۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم کے عہدہ قضاء پر بھی مأمور رہے۔ اور اپنے جدامجد کے مدرسہ میں درس وتدریس بھی کیا کرتے تھے۔

حافظ الامیانی نے آپ سے حدیث سنی اور اپنی کتاب ''منجم'' میں ذکر فرمایا ابن الاویس نے بھی آپ سے حدیث سنی اور تفقہ حاصل کیا۔

وصال شریف:

آپ کا وصال بارہ شوال المکرّم ۶۵۶ھ کو ہوا۔

مرقد پاک:

آپ کا مرقد پاک سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں بنا۔

سیّدنا مطہر محی الدین ابو محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی اسمِ گرامی قدر عبداللہ لقب مطہر محی الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔
کنیت ابو محدم، وطن بغداد شریف
آپ کی ولادت باسعادت ۶۰۱ھ میں ہوئی۔

فارس:

آپ نے پانچ ربیع الثانی ۶۴۲ھ میں بغداد شریف سے ملکِ فارس (ایران) کو ہجرت فرمائی۔ اور اسی ملک میں بود و باش اختیار فرمائی۔ اور یہیں عقد مبارک بھی فرمایا۔

مرقد پاک:

آپ کی رحلت ملک فارس (ایران) میں ہوئی اور یہیں مرقد پاک بھی بنا۔
آپ کا سن وصال پندرہ رجب المرجب ۶۹۶ھ ہے۔
آپ کے اکلوتے فرزندِ ارجمند صرف سیّدنا احمد ضو ہیں۔

سیّدنا احمد ضو رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف احمد ضو رحمۃ اللہ علیہ

کنیت: ابوالفضل ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۶۵۳ھ میں فارس (ایران) میں ہوئی۔ اور آپ کا وصال پندرہ شوال المکرّم ۷۷۲ھ کو اسی شہر میں ہوا۔ آپ کا مرقد پاک آپ کے والد محترم کے پہلو میں بنا۔

آپ سے سیّدنا ابو یوسف محمد ضو ملقب شمس الدّین مکتی تولّد ہوئے۔

سیّدنا محمد ضو رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم مبارک محمد ضو

کنیت۔ابو یوسف لقب شمس الدین مکتی ہے

آپ کی ولادت باسعادت پچیس محرم الحرم ۶۸۵ھ میں ہوئی۔

آپ کا وصال مبارک گیارہ ذیقعدہ ۷۴۵ھ میں ہوا۔

آپ کے دو فرزند تولد ہوئے۔ سیّدنا عباس عرف مسعود اور سیّدنا حسن، سیّدنا حسن کے فرزند سیّدنا محمد صالح، سیّدنا محمد صالح کے دو فرزند تولد ہوئے۔ سیّدنا آدم سیّدنا علی۔

سیّدنا آدم سیّدنا علی کی اولاد ملک فارس (ایران) میں بکثرت موجود ہے۔

سیّدابوالمحاسن عباس عرف مسعود ہمارے جدامجد ہیں جن کا تذکرہ آگے کریں گے۔

سیّدنا عباس رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی قدر عباس عرف مسعود۔
کنیت۔ابوالمحاسن ہے۔
آپ کی ولادت باسعادت ماہ صیام (رمضان المبارک) ۷۱۵ھ میں ہوئی۔
آپ کا وصال مبارک ۸۱۵ھ میں ہوا۔ ماہ جمادی اوّل کا تھا۔
آپ سے تین صاحبزادگان تولد ہوئے۔
سیّدنا علی۔ سیّدنا میمون سیّدنا حسن
سیّدنا میمون کی اَولاد جیسلمیر میں موجود ہے۔
سیّدنا حسن کی بھی تاحال موجود ہے۔
سیّدنا علی ہمارے جدامجد ہیں۔
جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔

سیّدنا علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی قدر علی رحمۃ اللہ علیہ

کنیت۔ابو محمد ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۵۷۷ھ میں ہوئی۔

بغداد شریف:

آپ نے ملک فارس (ایران) سے ہجرت فرمائی اور واپس بغداد شریف چلے گئے۔اور آپ کا وصالِ مبارک بغداد شریف میں ہوا۔

آپ کے اکلوتے فرزند ارجمند سیّدنا محمد ثالث رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

جن کا تذکرہ ہم آگے کریں گے۔

سیّدنا محمد ثالث رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف محمد اور کنیت ابو علی ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت گیارہ ربیع اوّل ۷۹۷ھ کو ملک ایران میں ہوئی۔

آپ کے والد محترم نے جب ملک ایران سے بغداد شریف ہجرت فرمائی تو آپ کی عمر شریف پینتیس سال تھی۔

اور آپ اپنے والد محترم کے ہمراہ بغداد شریف تشریف لائے۔

بابِ حرب:

آپ کی رحلت نہم ذوالحجہ ۸۸۸ھ کو بغداد شریف میں ہی ہوئی۔ اور باب حرب میں مدفون ہوئے۔

آپ کے اکلوتے فرزند ارجمند حضرت ابوالحسن آغا قاری بدیع الدین سیّدنا علی شہید بغدادی ہیں۔

جن کا تذکرہ ہم مفصل بیان کریں گے۔

(امیر العساکر) آغا بدیع الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف ''علی'' کنیت ابوالحسن۔ لقب بدیع الدین۔

خطاب آغا:

کیونکہ آپ عربی لباس پہنا کرتے تھے۔ اور اسی لباس عربی کی بناء پر آغا مشہور ہوئے۔

ولادت:

آپ بغداد شریف میں حضر سیّدنا محمد ثالث کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔

اوصافِ حمیدہ:

آپ اپنی جدامجد سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے قاری اور حافظ القرآن تھے۔

فن سپہ گری:

آپ اوائل عمری میں ہی فن سپاہ گری کے شوقین تھے۔ چنانچہ سترہ سال کی عمر میں ہی ایک بلند پایہ جرنیل بن گئے۔

ورودِ ہندوستان:

حضرت سیّدنا بدیع الدین مع اکثر اولیاء کرام ۹۰۲ھ میں بغداد شریف سے ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں تشریف لائے اور علاقہ منگیری میں سکونت اختیار کی۔ آپ کے ہمراہ حضرت امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ بھی ہندوستان میں تشریف لائے تھے اور انہوں نے

اپنی سکونت سیالکوٹ میں اختیار کی۔ یہ دونوں علاقہ جات ہندوستان میں کفر کا گڑھ تھے۔ بسلسلہ تبلیغ اسلام ان دونوں اولیائے کرام کی جنگ کفار سے ہوئی اور اپنے اپنے علاقہ میں شہید ہو گئے۔

حضرت آغا بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت یوم پنجشنبہ ۵ ربیع الثانی ۹۰۴ھ میں ہوئی تھی۔ آپ کا سر مبارک تن اطہر سے بوقت شہادت جدا ہو گیا تھا۔ مگر پھر بھی تن مبارک اکیلا ہی میدان کارزار میں لڑتا رہا کہ جس کی وجہ سے کفار پر آپ کی ہیبت طاری ہو گئی۔ اور میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ سر مبارک موضع گھونہ تحصیل شکر گڑھ میں تن مبارک سے جدا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے سر مبارک کا مزار شریف موضع گھونہ میں ہی بنا۔ اور تن مبارک اکیلا لڑتا لڑتا موضع سہاری تک پہنچ کر زمین پر گر پڑا تھا۔ لہٰذا تن مبارک کا مزار موضع سہاری میں بنا۔

نوٹ: تقریباً ربع صدی قبل حضرت راقم الحروفِ مراۃ الرحمٰن کی معیت میں ہم سب نے شکر گڑھ مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اس وقت وہاں کے اسسٹنٹ کمشنر دربار شریف کے مرید اور عقیدت مند تھے۔

تیسری فصل

(قاضی القضاۃ) شاہ فیروز الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف شاہ فیروز الدین اور کنیت ابوالفتح ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت پانچ ربیع الثانی ۸۶۲ھ یوم دوشنبہ کو سیّدنا ابوالحسن علی قاری بدیع الدین آغا شہید کے گھر بغداد شریف میں ہوئی۔

(قاضی القضاۃ) آپ کو شہنشاہ ہند جلال الدین محمد اکبر نے مبارک نامی ایک کنیز اور پانچ سو طلائی اشرفیاں اور اکبر پور مبارک نامی موضع جاگیر دی اور علاقہ منگیری کا منصب قضاۃ مع اضافہ علاقہ صوبہ پنجاب وسیالکوٹ، کابل، کشمیر، وغیرہ بھی ان کے سپرد کئے۔

آپ نے دو شادیاں کیں۔ ایک ضلع سیالکوٹ میں بخانہ سیّد عبد القادر، حسن احمد بدر الدین کی دختر نیک اختر سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سے کی مگر اس خاتون سے اولاد نہ ہوئی۔

آپ نے دوسری شادی معین الدین پور مدنیہ میں فاطمہ نامی خاتون سی کی جس سے آپ کی اولاد ہوئی۔

اولادِ نرینہ: (۱) حضرت سیّدنا ابوالمکارم شرف الدین موسیٰ

(۲) حضرت سیّدنا ابوالمحاسن عیسیٰ روحانی

(قاضی القضاۃ) شاہ شرف الدین موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف: موسیٰ۔ کنیت ابو المکارم۔ لقب شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ کی ولادت باسعادت ماہ محرم الحرام ۹۲۴ھ یوم شنبہ کو سیّدنا ابوالفتح فیروز الدین کے ہاں ہوئی۔
آپ صوبہ پنجاب میں قاضی القضاۃ رہے۔

چک قاضیاں:

آپ کا وصال مبارک ۱۲ ربیع اوّل ۹۸۲ھ کو اکبر پور مبارک (چک قاضیاں میں ہوا) آپ کے اکلوتے فرزندِ ارجمند سیّدنا صفی الدین آدم ہیں۔

(قاضی القضاۃ) شاہ صفی الدین آدم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف آدم اور لقب صفی الدین ہے۔
آپ کی ولادت باسعادت ۹۶۲ھ میں سیّدنا ابوالمکارم شرف الدین موسیٰ کے ہاں ہوئی۔
آپ بحیثیت قاضی القضاۃ پرگنہ منگیری رہے۔

چک قاضیاں:

آپ کا وصال مبارک ۱۰۱۵ھ اکبر پور مبارک (چک قاضیاں) میں ہوا۔ تاریخ وصال ۵ ربیع الثانی ہے۔

(قاضی القضاۃ) سیّدنا محمد معروف رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی قدر محمد معروف ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۹۸۴ھ میں سیّدنا صفی الدین آدم کے ہاں ہوئی۔ آپ بھی قاضی القضاۃ رہے۔

سوہدرہ:

آپ کو سوہدرہ کا علاقہ بطور پرگنہ ملا ہوا تھا اور اس کے علاوہ مبلغ ساٹھ ہزار درہم بطور وظیفہ شاہی خزانہ سے ملتے تھے۔

آپ کا وصال مبارک ۱۰۶۴ھ میں ہوا۔

(قاضی القضاۃ) سیّدنا علی عارف رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی علی عارف ہے۔
آپ کی ولادت باسعادت سیّدنا محمد معروف کے ہاں ۱۰۰۲ھ میں ہوئی۔
آپ بحیثیت قاضی القضاہ پنجاب بھی رہے۔
آپ کا وصال مبارک بروز یکشنبہ نہم ذوالحجہ ۱۱۰۱ھ میں ہوا۔
آپ نے اکبر پور مبارک (چک قاضیاں) میں وصال پایا اور یہیں مدفون ہیں۔
آپ کے چار فرزندان ہیں جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت سیّدنا عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ حضرت سیّدنا ابوعبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ حضرت سیّدنا عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت سیّدنا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(خان بہادر) (قاضی القضاۃ)

سیّدنا میر زاہد عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف عنایت اللہ، کنیت ابو محمد اور لقب میر زاہد ہے۔ آپ کی ولادت با سعادت ہفتم رجب المرجب سنہ ۱۰۳۱ھ میں ہوئی۔ آپ نے علوم عربی و فارسی کی تحصیل اپنے والد محترم سیّدنا علی عارف سے کی۔

آپ نے اپنے والد محترم کے علاوہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے نواسہ فتح محمد اور میاں محمد غوث لاہوری سے بھی استفادہ علم کیا۔

آپ ایک عالی پایہ عالم و فاضل ہونے کے علاوہ بڑے متقی اور زاہد شب زندہ دار بھی تھے۔

قاضی القضاۃ:

آپ شہنشاہِ ہند شہاب الدین محمد شاہ جہان اور محی الدین اورنگ زیب کے عہد میں کشمیر، کابل، دہلی وغیرہ مقامات پر متفرق اوقات میں قاضی القضاۃ رہے ہیں۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب بھی ملا ہوا تھا۔

مزارِ اقدس دہلی:

آپ اپنے اوصاف حمیدہ اور اخلاقِ جمیلہ کے باعث بڑے مقبول تھے۔ آپ کا وصال مبارک سنہ ۱۱۲۱ھ نہم ذوالحجہ میں ہوا۔ آپ کا مزار مقدس دہلی میں ہے۔

اولادِ نرینہ:

سیّدنا محمد امجد ملقب بہ اشہد باللہ الامجد، سیّدنا محمد اکرم، سیّدنا محمد باقر، سیّدنا محمد جعفر، سیّدنا

محمد افضل، سیّدنا محمد اشرف، حضرت محمد فاضل ملقب بہ فاضل الدین۔

القابات:

شمس العلما۔ فخر الفضلا، زبدۃ العارفین، رئیس المفسرین

آپ کا مقام:

آپ کو حضرت رسول خدا سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوا کرتی۔ مقامِ حضوری حاصل ہوا۔ آپ مفتی تھے۔ آپ کا فتویٰ چلتا تھا۔ مہروں کے نشان مندرجہ ذیل ہیں۔

نقشِ اوّل

نقشِ دوم

سیّدنا اشہد باللہ الامجد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی محمد امجد، لقب اشہد باللہ الامجد، عرف میر علی امجد ہے۔ آپ نائب غوث العالمین تھے۔ آپ کے تین صاحب زادگان تھے۔

آپ نے علوم شرعیہ کی تحصیل اپنے والدِ مکرم قاضی القضاۃ خان بہادر میر زاہد محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور اپنے زمانے کے علماء وفضلاء اور محدثین مں نام ور ہوئے۔ آپ ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ عوام الناس نے آپ کی ذاتِ گرامی سے بڑے روحانی فیض حاصل کئے۔ آپ کثیر الکرامات ولی اللہ گزرے ہیں۔

وقتِ وصال آپ نے اپنے فرزندِ ارجمند سیّدنا میر علی اسلم کو وصیت فرمائی کہ تجہیز و تکفین کے بعد میری میت رکھ دینا۔ نماز جنازہ کے لئے ایک شخص سیاہ رنگ کا نقاب پہنے گھوڑے پر سوار آئے گا۔

اپنی نماز جنازہ خود پڑھائی:

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعدہ از نماز جنازہ میر علی اسلم نے گھوڑے کی باگ تھام لی اور پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ نقاب پوش نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دیا، تو یہ دیکھ کر لوگوں کی حیرانی کی انتہا نہ رہی کہ نقاب پوش خود محمد امجد ہی ہیں۔

دونوں مزارات دہلی میں ہیں:

بعدازاں آپ نے ارشاد فرمایا میرا راز افشا ہو گیا ہے۔ لہٰذا یہ میت دفن کر دی جائے میں آپ میں مزید پچاس سال اشہد باللہ الامجد کے نام سے رہوں گا۔ آپ کے دونوں مزار قبرستان بنی صاحب پہاڑ گنج دہلی میں ساتھ ساتھ موجود ہیں۔ اولادِ نرینہ میں صرف سیّد میر علی اسلم صاحبِ اولاد ہوئے۔

سیّدنا میر علی اسلم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی قدر میر علی اسلم ہے۔

آپ کے دو بھائی سیّدنا میر احمد رحمۃ اللہ علیہ اور سیّدنا عاصم کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

سیّدنا میر علی اسلم نے اپنے والد گرامی قدر حضرت اشہد باللہ الامجد سے علومِ شرعیہ کی تحصیل کی۔

آپ بڑے سخی، شفیق اور عابد و زاہد بزرگ تھے۔

آپ حج بیت اللہ اور زیارات سے مشرف ہوئے۔

آپ کے والد محترم نے آپ کی شادی خاندان سادات بارہ کے ایک بزرگ سیّد بڈھے شاہ صاحب کی دختر نیک اختر سے کر دی۔

آپ کے اکلوتے فرزند سیّدنا میر عبد الغفور ہیں جو اپنے والد گرامی کے دستِ اقدس پر بیعت تھے۔

سیّدنا میر علی اسلم کے وصال کے بعد سیّدنا میر عبد الغفور جانشین ہوئے۔

مزار مقدس دہلی:

آپ کی جائے ولادت و وصال دہلی شہر ہے۔

(حافظ مولوی) سیّدنا میر عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف میر عبدالغفور ہے۔

آپ سند یافتہ مولوی تھے۔ تفسیر پر آپ کو کامل عبور تھا۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ عبادت وریاضت میں آپ کا انہماک اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ آپ کسی نفلی نماز کو بھی ترک نہ فرماتے تھے۔ آپ کی جائے ولادت محلّہ کھڑکی خراش خانہ دہلی شہر اور جائے وصال لکھنو محلّہ گزر بنگلہ ہے۔ یہیں آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت میراں محمد جان سرمست قادری نے بھی بڑا نام پایا۔

سیّدنا میراں محمد جان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی میراں محمد جان، کنیت ابوالبشر اور لقب سرمست ہے۔ آپ نے اپنے بہنوئی حضرت غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی (جو مورث اعلیٰ بٹالہ شریف ابولفرح محمد فاضل الدین کے فرزند ارجمند تھے)۔

آپ بڑے مدبر اور اعلیٰ درجہ کے منتظم تھے۔ اس وجہ سے حضرت کے پیرو مرشد نے دربار شریف کا تمام انتظام آپ کے سپرد کیا ہوا تھا۔

حضرت غلام قادر نے جو مثنوی ''رمزالعشق'' کے نام سے رقم کی ہے اس کے کاتب بھی حضرت میراں محمد جان رحمۃ اللہ علیہ سرمست قادری ہیں۔

خود حضرت میراں محمد جان سرمست قادری تصوف میں صاحبِ تصنیف اور اردو فارسی کے شاعر بھی ہیں۔ آپ کے کلام میں دہلی کا پرتو نظر آتا ہے اور فارسی بحروں کا رواج ہو جاتا ہے۔ کلام کا نمونہ کلام شیوخِ میں دیکھیں۔

مزار انور بٹالہ شریف:

آپ کا مزار اقدس بٹالہ شریف ضلع گورداسپور میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت سالم علی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف: سالم علی، کنیت ابوالحسن اور لقب حیدری ہے۔

آپ قائم اللیل وصائم الدھر تھے۔ آپ علوم قرآنیہ کے ماہر اور صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ آپ زندگی بھر فیوض و برکاتِ قادریہ کے خزانے لٹاتے رہے۔ آپ صاحبِ کشف و کرامت مردانِ خدا میں سے ہوئے ہیں۔

بٹالہ شریف:

آپ کا مزار مبارک آپ کے والد محترم حضرت سیّد میراں محمد جان سرمست قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں بٹالہ شریف ضلع گورداسپور میں بنا۔

آپ کے تین فرزند ہوئے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّدنا غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّدنا حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ تینوں حضرات اپنے والد محترم سے مشرف بیعت ہو کر صاحبِ ارشاد ہوئے۔

حضرت حسن شاہ حضوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی قدر حسن شاہ، کنیت ابوالعلی، اور لقب حضوری اور مجلسی ہے۔

آپ سیّدنا سالم علی شاہ قدس سرہ العزیز کے سب سے چھوٹے فرزندِ ارجمند اور مرید رشید ہیں۔ آپ کے والد محترم ومکرم کی کنیت آپ کے اسم پر ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

آپ بڑے سادہ مزاج اور صاحبِ کشف وکرامت بزرگ تھے۔

آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیّدنا غوث اعظم قدس سرہ العزیز دونوں درباروں یعنی دربارِ رسالت اور دربار ولایت میں مقام حضور حاصل ہوا۔

اولادِ نرینہ میں سیّدنا سیف علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سیّدنا حیدر علی شاہ صاحب ہیں۔

(داروغہ) حضرت حیدر علی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف حیدر علی، آپ کی کنیت اپنے والد مکرم کی طرح ابو العلی تھی۔ آپ بڑے عابد و زاہد، حلیم الطبع، بردبار، سخی اور کریم النفس بزرگ تھے۔

آپ بٹالہ شریف ضلع گورداسپور میں ۱۲۵۷ھ کو حضرت ابو العلی سیّدنا حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضوری قدس سرہ العزیز کے ہاں تولد ہوئے۔

آپ اپنے والد محترم کے وصال کے بعد اپنے برادرِ اکبر سیّدنا سیف علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بٹالہ سے نقل مکانی کر کے منڈیر کلاں آئے۔ یہاں آپ نے زمین خریدی (جو چاہ بوڑہ ہے)۔ اس کے علاوہ آپ نے زمین رہائشی مکانات کے لئے نمبردار منڈیر کلاں سے خریدی اور مکان تعمیر کئے اور سکونت اختیار کی۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے دست مبارک پر بیعت کی اور سلوک کی منازل طے کر کے خرقۂ خلافت پہنا۔ آپ رسول نگر ضلع گوجرانوالہ دریائے چناب کے پتنوں پر داروغہ کے عہدہ پر فائز رہے۔ آپ کا وصال ۹ ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ کو ہوا۔

اعلیٰ حضرت سیّدنا حیدر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کے لوح کی عبارت یہ ہے:

وجہ احمد / عمر شریف: ۶۷ آمد حجتِ آخر / ولادت: ۱۲۵۷ھ

وصلش اکبری حج مہدیہ صفات واحد / وصال: ۱۳۲۴ھ

مزار اقدس:

آپ کا مزار مبارک ہمارے آبائی قبرستان منڈیر سیّداں میں ہے۔

حضرت نواب علی شاہِ حیدری قدس سرہٗ العزیز

آپ کا اسم شریف نواب علی، کنیت ابو احمد اور لقب حیدری ہے۔ آپ کی ولادت با سعادت یہیں منڈیر کلاں (المعروف منڈیر سیّداں شریف) ۱۳ ربیع اوّل ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔

آپ ہمارے خاندان کے جدامجد ہیں۔ آپ ہی وہ پہلے فرد ہیں جو منڈیر کلاں میں تولد ہوئے کیونکہ آپ کے والد محترم قبلہ بزرگوار سیّدنا حیدر علی شاہ صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور سے نقل مکانی کر کے منڈیر کلاں تشریف لے آئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ سیّدنا نواب علی شاہ صاحب کے والد محترم قبلہ سیّدنا حیدر علی شاہ صاحب نے اپنے برادر عم زاد حضرت سیّدنا میر شرف علی شاہ صاحب کی دختر نیک اختر سے ۱۳ نومبر ۱۸۹۴ء کو آپ کا عقد کیا۔

منڈیر سیّداں: (منڈیر کلاں کا نام منڈیر سیداں ہمارے جداعلیٰ کی وجہ سے ہوا۔) دادائے محترم و مکرم سیّدنا نواب علی شاہ صاحب بڑے خلیق، سادہ مزاج، قد آور اور شہہ زور مرد گزرے ہیں۔ دوسروں کی خدمت کر کے آپ نہایت خوش ہوتے۔ آپ کے بازو میں طاقت حیدری تھی۔ آٹھ من بوجھ کو اٹھا لینا آپ کے لئے معمولی بات تھی۔ اس کے باعث آپ کا لقب حیدری ہوا۔ آپ کا ورد حضرت علی علیہ السلام کے مناقب پڑھنا تھا جس کی برکت سے بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ اب بھی اگر کوئی مریض آپ کے مزار مبارک کی پائنتی کی طرف کھڑا ہو جائے تو شفایاب ہو جاتا ہے۔ کیوں نہ ہو آپ مردان خدا میں سے اپنے وقت کے قطب تھے۔ آپ کا وصال مبارک پانچ جمادی اوّل ۱۳۴۲ء میں منڈیر سیّداں میں ہوا اور یہیں قبرستان خاندان سادات جیلانیہ میں مزار مقدس بنا۔ آپ کی لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے۔

بااوز کی رعمر شریف: ۴۷ آخری حجت یزداں رولادت: ۱۲۹۵ھ

پدیدآمد: ۶۵ بااونواب المغارب روصال: ۱۳۴۲ھ

دادائے مکرم و معظم حضرت سیّدنا نواب علی شاہ صاحب کی اکلوتی اولاد محترم و مکرم حضرت محبوب ذات سیّد احمد حسین قدس سرہ العزیز بانی مغربی دربار مقدس منڈیر سیّداں ہیں۔

باب دوم

فصل اوّل

سوانح حیات حضرت محبوبِ ذات رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ○ زمانہ طفولیت ○ جوانی

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اسم مبارک: سیّد احمد حسین (قدس سرہ العزیز)

کنیت: ابو محمد

القاب: موید الدین، محبوبِ ذات، نور اللہ

تخلص: عاجز

ولادت باسعادت: ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ بروز جمعۃ المبارک

نسب:

سیّد احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد نواب علی رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد سالم علی رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد میراں محمد جان رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد میر عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد میر علی اسلم رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد صفی الدین آدم رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد شرف الدین موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن سیّد شاہ فیروز الدین رحمۃ اللہ علیہ بن آغا بدیع الدین شہید۔ آغا بدیع الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ عراق سے ہندوستان تشریف لائے اور ان کا نسبی تعلق نو واسطوں سے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔

عہد طفولیت

مکھن نکلنا شروع ہوگیا:

حضور سرکار عالی مادرزاد ولی تھے۔ بچپن میں آپ اپنے تمام گھروں کی بالائی اتار کر نوش فرماتے۔ یہ بات خاندان کو گوارہ نہ ہوئی۔ آپ نے بالائی کھانا چھوڑ دی۔ نتیجتاً تمام گھروں میں مکھن نکلنا بند ہوگیا۔ اب سب نے منت سماجت شروع کی تو آپ مان گئے اور مکھن پہلے کی طرح وافر مقدار میں نکلنے لگا۔

اللہ اللہ:

آپ کے والد مکرم و معظم اعلیٰ حضرت سیّدنا نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے روڑس کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل کرادیا۔ استاد صاحب نے کہا کہ پڑھئے: الف آم۔ آپ نے فرمایا۔ الف اللہ! استاد صاحب نے جب یہ الفاظ سنے تو حیرت سے کہا کہ آج تک میں نے ایسا طالب علم نہیں دیکھا جو اس کم سنی میں ایسا باطنی شعور رکھتا ہو۔ چنانچہ آپ کے اس واقعہ کی دھوم روڑس اور اپنے گاؤں میں مچ گئی کہ خاندان سادات کا ایک فرزند ارجمند بچپن سے ہی عارف ہے۔

گھگھو گھوڑے:

ایک دفعہ ایک گھگو گھوڑے بیچنے والی نے صدا دی: بچو گھگو گھوڑے لے لو۔ آپ بھی بچوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گئے لیکن کوئی کھلونا نہ لیا۔ آپ بچپن ہی سے کھیل کود سے اجتناب فرماتے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سونے کی بالیاں:

آپ چونکہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے جس کے باعث والدین نے آپ کے کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالی ہوئی تھیں جن کو دیکھ کر گھگو گھوڑے بیچنے والی عورت نے

حسرت بھری نگاہ سے کہا کہ کاش میں بھی اپنی بیٹی کو ایسی بالیاں مہیا کر سکوں۔ یہ سن کر حضور نے اس کی تمنا پوری کر دی یعنی اپنے کانوں سے بالیاں اتار کر اس کو دے دیں۔ عورت کو بالیاں لینے میں تذبذب ہوا کہ مبادا پکڑی جاؤں۔ آپ نے فرمایا: مائی صاحبہ میں کھلونوں کا ٹوکرا اٹھوا کر آپ کے سر پر رکھ دیتا ہوں۔ آپ بے دھڑک چلی جائیں۔ جب تک تم میری نظروں سے اوجھل نہ ہو جاؤ گی میں گھر نہ جاؤں گا۔ چنانچہ آپ اپنے عہد کے مطابق وہیں کھڑے رہے تا آنکہ مائی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی اور آپ گھر تشریف لے آئے۔ اس عمر میں ہی آپ کو یہ ادراک تھا کہ انسانی دل سونے سے زیادہ قیمتی ہے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

آپ نے روڑس، اگوکی اور سیالکوٹ کے مدارس میں نویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ آپ کو جو جیب خرچ ملتا وہ غریب طالب علم ساتھیوں میں تقسیم فرما دیتے اور بعض اوقات کرایہ بھی غرباء کو دے دیتے اور خود سیالکوٹ پیدل آتے جاتے۔

والدہ صاحبہ کا انتقال:

حضور سرکار عالی کا سن شریف ابھی آٹھ سال چار ماہ سات یوم کا ہوا تھا کہ آپ کے نانائے محترم حضرت سیّد میر شرف علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب چار ذوالحجہ ۱۳۲۲ھ کو وصال کر گئے اور ابھی آپ دس سال کے بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ کی والدہ مکرمہ بتاریخ ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ ہجری کو رحلت کر گئیں۔ اور ان کے صرف چھ ماہ بعد ہی بتاریخ ۹ ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ یوم جمعۃ المبارک (یوم اکبری حج) آپ کے دادائے محترم حضرت قبلہ سیّد حیدر علی شاہ صاحب بھی راہی ملک عدم ہوئے۔

ہنڈیا نہ کھائی:

آپ کی دادی صاحبہ بوڑھی تھیں لیکن آپ کا کھانا خود پکاتی تھیں۔ وہ مسلسل تین ماہ کے روزے رکھتی تھیں: رجب، شعبان، رمضان۔

ایک یوم آپ کی دادی صاحبہ نے کسی خادمہ سے ہنڈیا تیار کروائی۔ خادمہ نے غلطی سے چمچ اٹھا کر دیوار کے ساتھ رکھ دیا۔ حضور اتفاقاً ادھر سے گزرے تو آپ نے اس روز سالن سے روٹی نہ کھائی اور خود سرخ مرچیں کوٹ کر اس سے روٹی تناول فرمائی۔

اللہ کو سجدہ کرو:

حضور سرکار عالی مشن ہائی اسکول گندم منڈی سیالکوٹ میں تعلیم حاصل فرما رہے تھے۔ اور فٹ بال ٹیم کے کیپٹن تھے۔ آپ کی ٹیم میچ کھیلنے مرے کالج کی گراؤنڈ میں گئی۔ مدمقابل ٹیم خاصی سخت جان تھی۔ پہلے تو آپ روایتاً کھیلتے رہے اور جب میچ ختم ہونے میں چند منٹ باقی رہ گئے تو آپ کے ساتھی کچھ مایوس ہو گئے اور آپ سے مخاطب ہو کر بولے ''شاہ جی'' اگر ہار گئے تو بڑی بے عزتی ہوگی ہماری۔ آپ نے فرمایا بھائیو! اگر تم سب اسی گراؤنڈ میں اللہ تعاظم و تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سامنے جھک کر سجدہ کر دو تو تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ شکست فتح میں بدل سکتی ہے۔ یہ سنتے ہی تمام کی تمام ٹیم جن میں کٹر ہندو اور سکھ بھی تھے اور تثلیث کے قائل عیسائی بھی تھے ایک دم اسی گراؤنڈ میں آپ کی امامت میں سربسجود ہو گئے اور اللہ اللہ پکارتے رہے۔ سجود سے قیام میں آتے ہی آپ نے اللہ تعاظم و تعالیٰ کا نام لے کر کک لگائی۔ کک اتنی زوردار تھی جو سیدھی گول میں پہنچ کر فتح کا چاند بن گئی۔ یہ سارا واقعہ جو زیادہ سے زیادہ دو منٹ میں ہوا تھا دیکھنے والوں کے دماغ ماؤف کر گیا۔ ہر شخص ششدر رہ گیا۔ ٹیم کے ارکان اور ناظرین نے آپ کو والہانہ طور پر گھیر لیا۔ کوئی آپ کے قدم چومتا اور کوئی ہاتھ اس طرح روزمرہ کی زندگی میں آپ ظاہر ہو چکے تھے۔

عہدِ جوانی

حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ جوانی کے ایام میں بھی تمام رات عبادت الٰہی میں محو رہتے تھے۔ آپ رات کو آنکھوں میں مرچیں بھی ڈال لیا کرتے تھے تاکہ نیند نہ آئے۔ تمام دن ملازمت کے فرائض میں گزارتے اور رات خوشنودی ربانی میں۔

مری کے جنگلات:

مری کے پہاڑوں میں جہاں آبادی نہ تھی جنگلات میں تمام رات گزارتے آج سے تقریباً ستر (۷۰) سال قبل (۱۹۱۴ء تا ۱۹۲۱ء) مری کے گھنے جنگلات شیروں، چیتوں اور دیگر موذی جانوروں سے بھرے پڑے تھے (آج مری کے جنگلات کا بڑا حصہ کاٹا جا چکا ہے) اب وہاں درندے وغیرہ بہت کم ہیں۔ مری کے باشندے آج بھی وہاں جاتے ہوئے گھبراتے ہیں جہاں آپ تمام رات عبادتُ الٰہی میں محو رہتے۔ آپ نے جنگل میں ایک چشمہ جاری کیا جہاں بعد میں انگریزوں نے باولی بنادی۔

شیروں والی باؤلی:

ایک دفعہ رات کے وقت آپ یادِ الٰہی میں محو تھے کہ ایک شیر نے اپنا پاؤں آپ کے پاؤں پر رکھ دیا۔ جب شیر کا پاؤں آپ کے پاؤں پر آیا تو شیر کے جسم میں ایک بجلی کا سا اثر ہوا اور وہ باولی میں گر کر مر گیا۔ اس واقعہ کے بعد اس باولی کا نام شیر کی باولی پڑ گیا اور اب یہ نام شیروں کی باولی مشہور ہے۔

برف باری میں عبادت الٰہی:

مری سے دور کوہالہ کے مقام پر آپ دریائے جہلم میں اپنے پاؤں ڈبوئے تمام رات عبادت الٰہی میں گزار دیتے۔ سردی کا ٹھٹھرتا موسم بھی آپ کو یادِ الٰہی سے نہیں روک سکتا تھا۔ آپ نے برف باری میں بھی جب پانی جم جاتا ہے اپنے معمول میں فرق نہ آنے دیا اور بدستور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔

کالے ناگ کا پہرہ:

پرٹوپہ میں جہاں آپ عبادت فرماتے تو ایک ناگ آپ کے حجرہ پر پہرہ دیتا تھا۔ جب آپ عبادت کے لئے تشریف لاتے تو وہ دروازے سے ہٹ جاتا اور راستہ دیتا۔ یہاں پر آپ تلاوتِ قرآن مجید فرماتے اور وظائف وغیرہ پڑھتے۔ باہر ناگ پہرہ دیتا رہتا۔ اور صبح جب آپ نماز فجر ادا فرما کر باہر تشریف لاتے تو آپ کے سامنے سے ہٹ جاتا اور آپ کے

باہر جانے کے بعد اپنا فرض ادا کر کے چلا جاتا لوگ اس خوف کی وجہ سے رات کے وقت وہاں نہ جاتے تھے اور اگر کوئی کوشش کرتا تو وہ رکاوٹ پیدا کرتا۔ جانے ناگ کے روپ میں کوئی جن ہو جو آپ کے پہرے پر اللہ تعاظم وتعالیٰ نے مقرر فرمایا ہو جو اپنی وفاداری ظاہر کرنے کے لئے روزانہ سرخم کر کے تسلیمات بجالاتا۔ جب سے حضور سرکار عالی وہاں سے چلے آئے ہیں آج تک اسے کسی نے کبھی وہاں نہیں دیکھا۔

اپر باریاں کی سابق چھاؤنی جس کی کچھ عمارت ابھی تک موجود ہے۔ وہاں بھی آپ اکثر صبح کو عبادت کرتے اور پھر ملازمت کے فرائض میں مصروف ہو جاتے۔

ملازمت

واٹر ورکس میں ملازمت:

۱۹۱۴ء میں تکمیل تعلیم کے بعد حضور سرکار عالی واٹر ورکس جو سیالکوٹ میں پانی کی سپلائی کے لئے تیار ہو رہا تھا میں ملازم ہو گئے۔ ایک کنواں جو کہ تیار ہو جانے کے بعد تسلی کے لئے دیکھا جانے والا تھا۔ اس کے لئے آپ کو منتخب کیا گیا۔ آپ نیچے اترے اور ایسا غوطہ لگایا کہ تقریباً ایک گھنٹہ تک باہر نہ آئے۔ چند لمحات تو اوپر کھڑے لوگوں نے صبر کیا پھر انہیں تشویش ہونی شروع ہوئی اور جب یہ تشویش بے قراری میں تبدیل ہو گئی تو واٹر ورکس کے سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع دی گئی۔ اس نے آتے ہی غوطہ زن کو حکم دیا کہ غوطہ لگا کر شاہ صاحب کی تلاش کریں۔ ابھی یہ ارادے ہو ہی رہے تھے کہ قبلہ شاہ صاحب پانی کی سطح پر نمودار ہوئے، اوپر کھڑے تمام لوگ خوف سے اٹھ بھاگے، اتنے میں شاہ صاحب قبلہ ابا حضور نہایت اطمینان کے ساتھ باہر آ کر بیٹھ گئے۔ جب آپ نے آوازیں دے کر سب کو بلایا تو وہ خوف زدہ سے تھے ہر کوئی قریب جانے سے ڈر رہا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ تم مجھے حیران کن نگاہوں سے کیوں دیکھ رہے ہو؟ واقعہ سنایا گیا تو خاموش ہو گئے اور استعفیٰ دے کر واپس اپنے گاؤں منڈیر سیداں تشریف لے آئے لیکن ٹھہرے نہیں واپس سیالکوٹ چلے گئے۔

مزار مونگا شاہ ولی: ابھی سیالکوٹ کے باہر حضرت مونگا ولی شاہ کے مزار شریف پر پہنچے تو شام ہو چکی تھی۔ مجاوروں نے کہا کہ یہاں ٹھہرنا خطرے سے خالی نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں تو یہاں ہی رہوں گا۔ جب صبح ہوئی تو مجاور آپ کو زندہ سلامت دیکھ کر حیران ہوئے۔ آپ یہاں بھی نہ ٹھہرے اور یہاں سے چل دیئے۔

مزار حضرت ملک شاہ ولی: جب موضع اگوکی کے قریب پہنچے تو سبز پیرہن پہنے سفید ریش بزرگ راستہ میں ملے جنہوں نے آپ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے کہا: یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں۔ یہ حضور غوث پاک بزرگ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے آپ کا بازو پکڑا اور فرمایا: آپ میری اولاد ہیں جہاں بھی جاؤ گے ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

چیانوالی کی چلّہ گاہ: چنانچہ یہاں سے حضور سرکار دو عالیٰ لاہور کے قریب موضع چیانوالی کی مسجد میں پہنچ کر چالیس ایام تک معتکف رہے۔

مزار حضرت داتا صاحب پیر مکی پر حاضری: پھر آپ نے حضرت داتا گنج بخش سیّدنا علی ہجویری قدس سرہ العزیز کے مزار مبارک پر حاضری دی اور پھر حضرت پیر مکی سیّدنا عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضری دی۔

مزار حضرت سیّد صوف: ابا حضور کے خلیفہ بابا عبدالرشید صاحب لاہوری کہتے ہیں کہ میں جب بیعت ہونے کے لئے آیا تو سرکار عالی نے فرمایا کہ حضرت سیّد صوف کو میرا اسلام عرض کرنا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ میں حضور کے دربار میں چلہ کاٹ چکا ہوں جب رات میں وہاں پہنچا تو لوگ کہتے تھے کہ آپ یہاں نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ رات کو ادھر شیر آتا ہے جس کی بڑی دہشت ہوتی ہے۔ میں نے مجاوروں کو کہا کہ تم تالا لگا کر چلے جاؤ اور مجھے یہاں رہنے دو جس پر مجاوروں نے ایسا ہی کیا اور دوسرے یوم میں صحیح وسالم تھا یہ دیکھ کر مجاور حیران ہو گئے۔ ایک واقعہ سرکار عالی نے اپنے چشمہ لگانے کا یوں سنایا کہ میں حضرت سیّد صوف رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ سے باہر نکل رہا تھا اور باہر قوالی ہو رہی تھی۔ ایک لڑکے پر میری نظر پڑ گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا میں نے انارکلی سے عینک خرید کر لگا لی۔

مزار امام بری: حضرت سرکار عالیٰ لاہور سے راولپنڈی تشریف لے گئے اور یہاں پر شیخ عبد

الرحمٰن اینڈ برادرز کے ہاں ملازمت اختیار کر لی۔ آپ ہر روز حضرت بری امام شاہ سیّدنا عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک حاضری دیا کرتے آپ اتنے سجیلے اور گٹھے ہوئے جوان تھے کہ قریباً ۱۵ میل سفر پیدل کرتے لیکن تھکن کے آثار چہرہ مبارک پر نہ ہوتے۔

عقد مبارک

آپ کا عقد مبارک آپ کے والد مکرم و معظم حضرت قبلہ سیّدنا نواب علیٰ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۳۳ھ بمطابق ۴ نومبر ۱۹۱۵ء کو بٹالہ شریف میں خاندان سادات گیلانیہ کے ایک معزز بزرگ حضرت سیّدنا مظفر علی شاہ بن سیّدنا رجب علی شاہ (اولاد آغا بدیع رحمۃ اللہ علیہ الدین شہید) کی دختر نیک اختر سے کیا۔

اولاد:

ابا حضور سرکار عالی محبوب ذات قدس حضرت سیّد احمد حسین کی اولاد نرنیہ حضرت سیّد محمد افضال احمد، حضرت سیّد محمد اقبال احمد، اور میں راقم الحروف سیّد افتخار احمد حسین اور میرے چھوٹے بھائی سیّد امجد علی شاہ صاحب ہیں۔

ہماری سات ہمشیرگان تھیں۔ جو سب فوت ہو چکی ہیں۔ ہمشیرگان میں سے صرف سب سے بڑی ہمشیرہ صاحب اولاد ہوتی ہیں۔ اور ان کا عقد ابا حضور کے ماموں زاد سیّد میر عبد الغفور سے ہوا جن سے تین فرزند اور چار بنات تولد ہوئیں۔ فرزنداں کے نام سیّد افضل علی، سیّد احسان علی اور سیّد اجمل شہباز محی الدین ہیں۔

ملازمت:

بسلسلہ ملازمت آپ شیخ عبدالرحمٰن اینڈ برادرز (ملٹری سپلائرز) کی کافی شاپ میں مینجر ہو گئے۔ اس دوران آپ کا قیام نواح پنڈی اور مری (پرٹوپہ کالا باغ، اپر باڑیاں) میں زیادہ تر رہا۔ اس زمانہ میں آپ پر جذب کا عالم طاری ہوا۔ آپ دن کو تو ملازمت کے فرائض انجام دیتے اور رات کو پہاڑوں اور جنگلوں کی خلوتوں میں اللہ تعاظم وتعالیٰ وجدہ لاشریک کی ذات سے لو لگاتے۔ جہاں سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور خود

اپنی رہنمائی میں تمام منازل طے کرائیں۔ کچھ عرصہ بعد سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو ظاہری بیعت کرنے کا حکم فرمایا مگر چونکہ آپ کی تکمیل ہو چکی تھی۔ اس لئے ظاہری بیعت کرنے میں آپ کو تردد ہوا۔ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے انسانوں کی ایک بڑی جماعت کا مشاہدہ حضور کو کرا کر فرمایا کہ ان تمام لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کرنا ہے۔ اس لئے ظاہری بیعت کرنا آپؒ کے لئے لازمی ہے تا کہ ان لوگوں کا شجرہ بیعت چلے۔ چنانچہ آپ نے اپنے حقیقی ماموں محترم ومکرم حضرت سیّدنا محمد فتح علی شہباز کے اصرار پر کہ آپ خاندان ہی میں بیعت کرلیں انہی کے ہاتھ پر بیعت کی اور صاحب ارشاد ہوئے۔

تحصیل مری میں آپ سے ایک مشہور کرامت کا اظہار ہوا۔ یعنی آپ نے تمام کافی شاپ اور جنرل سٹور گورا پلٹن کے سپاہیوں میں یہ کہہ کر لٹا دی کہ کہو اللہ ایک ہے اور جو چاہو لے لو مگر جب کافی شاپ کے مالکان شیخ عبدالرحمٰن اینڈ برادرز کو تشویش ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سامان سٹاک رجسٹر کے مطابق جوں کا توں پورا موجود پایا گیا۔

مسجد کے محراب میں شگاف پڑ گیا:

کافی شاپ کے معاملے سے نپٹ کر حضور اپر باڑیاں کے بازار سے گزر رہے تھے کہ فقیر اللہ نے مسجد کے چبوترے سے آواز دی تو آپ اس کے پاس چلے آئے۔ فقیر اللہ نے یہ طعنہ دیا کہ آپ نے پرایا مال لٹا دیا۔ آپ اس وقت جوش وجلال کی حالت میں تھے آپ نے فرمایا: فقیر اللہ تو صاحبِ نظر ہے، تجھے ایسا سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا، جس نے لٹایا اس نے اپنا مال لٹایا اور ٹھیکیداران کا مال پورا کر دیا۔ فقیر اللہ کا ہاتھ پکڑ کر حضور نے قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر پڑھا:

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَال

مسجد کانپنے لگی، فقیر اللہ صاحب ڈر گئے اور بھاگنے لگے کہ مسجد گر رہی ہے۔ آپ نے ہاتھ نہ چھوڑا اور جھٹکا دے کر نیچے بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد مسجد ساکن ہوگئی مگر اس کی محراب کے اوپر جس طرف شعر پڑھتے وقت انگشت شہادت کا اشارہ تھا دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ ۱۹۶۰ء میں میں نے خود جا کر مسجد کے محراب کا شگاف دیکھا۔

سدا سہاگن:

حضور سے مری کے لوگوں نے التجا کی کہ آپ کے بعد ہم کس طرح مستفیض ہوں گے آپ نے شیروں کی باولی کے قریب اپنی وظیفہ گاہ کے ساتھ اُگے ہوئے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ہر بیماری کے لئے اس درخت کا ایک پتہ کھا لینے والا شفایاب ہوگا۔ انہوں نے عرض کی: برف باری میں تو اس کے پتے نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا: یہ سدا سہاگن رہے گی۔ اس دن سے اس درخت کا نام سدا سہاگن مشہور ہو گیا اور موسمِ خزاں میں بھی اس کے پتے نہیں جھڑتے۔ آپ کی یہ زندہ کرامت آج بھی موجود ہے یہ وہی درخت ہے جس کے پاس آپ تمام تمام رات یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

آگ بجھ گئی:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فوجی بارک میں آگ لگ گئی۔ خطرے کا بگل بج گیا۔ حضور بھی موقعہ پر پہنچ گئے اور آگ کی طرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر پڑھا:

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِی

آگ بجھ گئی۔

ایسی بے شمار اور لاتعداد کرامات ہیں جن کا آگے تفصیلاً ذکر کیا جائے گا۔

مہاراجہ گوالیار کو وارث مل گیا:

۱۹۲۱ء میں حضور سرکار عالی نے شیخوں کی کافی شاپ لٹا کر پوری کر دی اور پھر استعفےٰ دے دیا تھا۔ اس کے بعد آپ میسرز اے اینڈ ایم وزیر علی (ملٹری کونٹریکٹرز لاہور) کے پاس ٹرپ مینجر اور پھر کافی شاپ مینجر کی حیثیت سے ملازم رہے۔ اسی دوران میں حضور سرکار عالی ۱۹۲۹ء میں جبل پور تشریف رکھتے تھے کہ راجہ گوالیار مع رانی کے بغرض اولادِ نرینہ دعا کے لئے حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ سرکار عالی نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعاظم وتعالیٰ کے حضور میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں اور اس کی درگاہ سے امید رکھتا

ہوں کہ وہ مالکِ کل خالق کائنات وحدہ لاشریک تمہاری مراد پوری کرے گا۔ رب تعالیٰ نے کچھ عرصہ کے بعد کرم فرما دیا۔ چنانچہ راجہ اور اس کی رانی بذاتِ خود ایک ہاتھی اور ایک لاکھ روپیہ نقد نذرانے کے طور پر لے کر حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا: فقیر دعا کا معاوضہ نہیں لیتا۔ بلکہ خلق اللہ کے لئے صرف فی سبیل اللہ دعا کرتا ہے۔ یہ فرما کر سب کچھ راہ لٹا دیا۔ راجہ اور رانی اس عالی ظرفی اور بلند کرداری کے جوہر کو دیکھ کر بے حد حیران بھی ہوئے اور خوش بھی۔ حضور نے ارشاد فرمایا: فقیر بادشاہ ہوتا ہے جو مانگنا ہے مانگو۔ راجہ نے عرض کی سرکارِ عالی! کرشن جی مہاراج کے درشن کرا دیں۔ سرکار عالی نے اس کی تمنا پوری کر دی۔ کرشن جی مہاراج کو راجہ نے گائے کا دودھ دوہتے ہوئے دیکھا۔

مری والے سیّد لعل شاہ کو مجذوب کر دیا:

حضور سرکار عالی ۱۹۲۱ء میں شیخ عبدالرحمٰن کی کافی شاپ میں جنرل منیجر تھے۔ پلٹن کا قیام اپر باڑیاں تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں تھا۔ حضور کی خدمت عالیہ میں سیّد لعل شاہ تشریف لائے اور آپ کے پاس لانگری کے طور پر ملازم ہو گئے۔

ایک دن لعل شاہ نے عرض کی حضور آپ بھی سیّد میں بھی سیّد، باطنی فیوضات میں کچھ عطا فرما دیں۔ سرکار عالی نے ارشاد فرمایا آپ اپنے نانا کی امت کے گھوڑے کے بننا قبول کریں گے تو ہم آپ کو ولایت بخش دیں گے۔ لعل شاہ نے عرض کی حضور مجھے منظور ہے۔ سرکار عالی نے نگاہ کی لعل شاہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے، منہ سے خون جاری ہو گیا اور کئی گھنٹے بیہوشی میں گزر رے گئے۔ حضور نے پانی دم کر کے لعل شاہ کے منہ پر چھینٹے پھینکے تو لعل شاہ ہوش میں آ گئے اور کہنے لگے:

من خدا را آشکارا دیدہ ام
گاہ مولا گاہے بندہ دیدہ ام

سرکار عالی نے لعل شاہ صاحب کو نئے کپڑے عنایت کئے اور حکم فرمایا کہ غسل کے بعد ان کو پہنو اور ہمیشہ جنگل کی تنہائیوں اور خاموشیوں میں ساری زندگی گزارنا ہو گی۔

لعل شاہ صاحب نے ۳۶ سال تک مری کے پہاڑوں میں اپنے مرشد کے حکم کے تحت

گزار کر دم آخریں بھی انہیں فضاؤں میں جذب کر کے رکھ دیا۔ لعل شاہ صاحب سب کو مارتے لیکن اگر کوئی پیر بھائی (جس کا تعلق حضور سرکارِ عالی سے ہوتا) آتا تو قریب بٹھا لیتے اور ایک ہی نعرہ مارتے: لال ٹوپی والے شاہ جی۔

اہلِ قبول کے ساتھ تعلقات

اجمیر شریف میں سجادہ نشین کی تواضع:

خلیفۂ سوم میر حسرت علی شاہ صاحب الہ آبادی بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکار عالی ۱۹۲۷ء میں حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس واقع دہلی کی زیارت کرنے کے بعد اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔ حضور سرکارِ عالی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ وہاں کے سجادہ نشین مجھے لینے کے لئے نہیں آئے۔ میں نے مراقبہ کیا تو خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہا کہ میں مدینہ منورہ گیا ہوا تھا۔ میں ابھی مجاوروں اور سجادہ نشین کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ آپ کی عظمت پہنچانیں اور آپ کی شان کے مطابق رہائش اور خوراک کا انتظام کریں۔ اس مراقبہ کے تھوڑی دیر بعد سجادہ نشین مع تمام مجاوروں کے میرے پاس آئے اور مجھے علیحدہ کمرہ دیا جس میں رہائش کا تمام سامان موجود تھا اور دو وقت کھانا سجادہ نشین خود بھیجتے تھے۔ میں نے یہاں تین چار ایام قیام کیا اور واپس دہلی آ گیا۔

مجاور میری اولاد نہیں:

سیّد میر حسرت علی شاہ صاحب خلیفہ سوم الہ آبادی نے بیان کیا کہ ۱۹۲۷ء میں حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں دہلی گیا تو حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضری دی حضرت باقی اللہ صاحب نے مجھے کہا کہ میرے مزار پر جو مجاور ہیں وہ میری اولاد سے نہیں ہیں لوگوں کو غلط بتاتے ہیں کہ ہم صاحبِ مزار کی اولاد میں سے ہیں۔ میں نے یہ بات مجاوروں کو بتائی لیکن وہ نہ مانے میری طبیعت جوش میں آ گئی۔ میں نے حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے تعویز کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور مجاوروں کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم باقی باللہ کو اولاد سے ہو تو یہ تعویز پکڑ کر بتاؤ۔ یہ سن کر تمام مجاور خائف ہو گئے اور کسی کی ہمت نہ

ہوئی کہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے تعویز کو پکڑے۔ حالانکہ حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ العزیز کا نسبتی تعلق حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نہ تھا لیکن روحانیت میں آپ کا مقام اتنا بلند تھا کہ ہر صاحب مزار آپ کی قدر و منزلت کو سمجھتا۔

مشہور ہے کہ خوشبو چھپی نہیں رہ سکتی۔ اس طرح آپ کی کرامات اور فیوضات کے چرچے تمام برصغیر میں پھیلنے لگے اور دور دراز سے اللہ تعاظم وتعالیٰ کی مخلوق آپ کی خدمت میں اپنی روحانی و مادی تکالیف کی شفایابی کے لئے حاضر ہونے لگی۔ اب دفتری اوقات کے بعد آپ کا تمام وقت اللہ تعاظم وتعالیٰ کی مخلوق کے لئے فی سبیل اللہ دعاؤں میں گزر جاتا۔ لہٰذا آپ نے سوچا کہ کہیں یہ مصروفیات دفتری اوقات میں بھی حارج نہ ہونے پائیں اور فرائض کی انجام دہی میں رکاوٹ نہ بنیں۔ آخر ۱۹۳۴ء میں آپ نے ملازمت کو خیر باد کہا اور اپنے آبائی گاؤں منڈیر سیّداں میں تشریف لا کر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ اور کم و بیش ایک سال قیام فرمانے کے بعد انبالہ شریف لے گئے۔ ۱۹۳۹ء میں واپس آبائی گاؤں منڈیر سیّداں میں تشریف لائے اور مستقل سکونت اختیار فرمائی۔

بعدۂ ملازمت

میری تحقیق کے مطابق والد محترم حضرت محبوب ذات کے انبالہ شریف کے قیام کا زمانہ آپ کی روحانیت کے معراج کا زمانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ محبوب ذات کے منصب اور مرتبے کا انکشاف یہاں پر ہوا۔ حضور کا یہ مقام صاحبِ مقام ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مختصر الفاظ میں مقام فقر کے تینوں حروف کا جوہر روح ہی کا مقام ہے جو دنیا میں گنتی کے چند عظیم انسانوں کو حاصل ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا عظیم مقام جو آپ کو انبالہ شریف میں ملا وہ ایک عظیم درجہ قرب رسالت کا ہے (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو قبا اور دستار بھیجی)۔

تبرکات:

جناب حاجی روشن دین صاحب اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ دوران قیام مدینہ

منورہ ایک شب مجھے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میری طرف سے ایک دستار اور قبا سیّد احمد حسین شاہ کی خدمت میں پیش کرو اور ساتھ ہی یہ پیغام دو کہ انہیں زیب تن کریں چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی اور حج بیت اللہ کی سعادت سے واپس آ کر دونوں تبرکات حضور قبلہ محبوبِ ذات حضرت سیّد احمد حسین شاہ صاحب کی بارگاہ عالیہ میں پیش کر کے حضور اقدس رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام دیا۔ جس پر حضور قبلہ محبوبِ ذات قدس سرہ نے ان تبرکات کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ وہ تبرکات آج بھی دربار شریف میں محفوظ ہیں جن کی زیارت مریدین کو اکثر کروائی جاتی ہے۔

انبالہ شریف میں ہر روز آپ کے ہاں بے شمار فقراء کا اجتماع رہتا ہر کوئی اپنا اپنا دامن لے کر آتا اور روشن نصیب لے کر جاتا۔ کوئی یوم خالی نہ ہوتا جس یوم دو صد سے کم انسانوں کو ظاہری اور باطنی (روحانی) غذا نہ ملتی۔

۱۹۳۶ء کے آخر میں حضور سرکار عالیٰ نے حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ منشا کے مطابق نیاز کا انتظام فرمایا۔ فیضان کا یہ عالم تھا دو دیگ تبرک ساری انبالہ شریف کے لئے کافی ہے۔

آپ کا ارشاد پاک ہے کہ قرآن کریم اور اسوۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے بڑی دولت ہے اسے حاصل کر لو۔ اللہ تعاظم وتعالیٰ کی وحدانیت کو صحیح قلب سے تسلیم کر لو تو تم بھی کرامت کر سکتے ہو۔

شاہ جی کا کنواں انبالہ شریف:

۱۹۳۶ء میں حضور سرکار عالی انبالہ شریف محبوبیت کا تاج پہنے مسند نشین ہوئے تو چند دنوں میں ہی آپ مرجع خلائق ہو گئے۔ ہر وقت لوگوں کا تانتا بندھا رہتا۔ لوگ بیماروں کو لاتے آپ پانی دم فرما کر دیتے۔ مریض شفایاب ہوتے۔ آپ کی اس شفائے خاص سے آپ کا چرچہ اس قدر ہو گیا کہ سینکڑوں صراحیاں پیش ہوتیں آپ دم فرماتے اور لوگ واپس لے جاتے۔ شفا کا فیضان اس قدر ہوا کہ انبالہ کے ڈاکٹروں نے حکام ضلع سے شکایت کر دی کہ

چھاؤنی میں ایک بزرگ آ گیا ہے جس کی وجہ سے ہمارے کاروبار کو خاصا دھچکا لگا ہے۔ حکام کی تو خیر جرأت نہ ہوئی مگر آپ نے خود ہی لوگوں سے کہہ دیا کہ یہ پانی لے کر فلاں کنویں میں پھینک دیں اور اس سے پانی لے جا کر مریضوں کو دے دیا کریں۔ اللہ تعاظم وتعالیٰ شفا عطا فرما دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آج تک ہو رہا ہے۔ اس کنویں کا نام ''شاہ جی کا کنواں'' پڑ گیا ہے فیض اب تک جاری ہے اور اللہ تعاظم وتعالیٰ کی مہربانی سے ہمیشہ جاری رہے گا۔ (حضرت مصنف قدس سرہ العزیز کی جائے پیدائش بھی انبالہ شریف ہے۔)

قبلہ سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات قدس سرہٗ العزیز کی سوانح حیات ایک نظر میں

سنہ ۱۸۹۸ء ولادتِ باسعادت

سنہ ۱۹۰۴ء تا سنہ ۱۹۰۹ء روڑس سے پرائمری تعلیم

سنہ ۱۹۱۰ء تا سنہ ۱۹۱۴ء ثانوی تعلیم۔ مشن ہائی سکول بارہ پتھر سیالکوٹ

سنہ ۱۹۱۴ء مختلف مزارات پر حاضری اور چلّہ کشی

سنہ ۱۹۱۴ء تا سنہ ۱۹۲۱ء میسرز شیخ عبدالرحمٰن آرمی کنٹریکٹر میں بحیثیت منیجر مری/راولپنڈی میں تعیناتی

سنہ ۱۹۱۵ء عقد مبارک بٹالہ شریف

سنہ ۱۹۲۱ء تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں کافی شاپ/جنرل سٹور غریبوں میں بانٹنے کی کرامت

سنہ ۱۹۲۱ء تا سنہ ۱۹۲۳ء منڈیر سیّداں شریف سیالکوٹ میں قیام

سنہ ۱۹۲۳ء تا سنہ ۱۹۲۷ء سر مراتب علی کے پاس لاہور میں جنرل منیجر کی حیثیت سے تعیناتی۔ اس دوران آپ قدس سرہٗ العزیز نے پتھراں والی حویلی اندرون موچی گیٹ لاہور میں قیام فرمایا۔

سنہ ۱۹۲۶ء ولادتِ اوّل صاحب سیّد افضال احمد حسین شاہ صاحب

سنہ ۱۹۲۷ء تا سنہ ۱۹۲۸ء دانا پور

سنہ ۱۹۲۹ء راجہ گوالیار کی آپ قدس سرہٗ العزیز کے درِ اقدس پر حاضری اور اولادِ نرینہ کے لئے دعا کی خواہش۔

۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۱ء میسرز سیّد اے اینڈ ایم وزیر علی میں جبل پور کے مقام پر بحیثیت جنرل منیجر تعیناتی۔

۱۹۳۱ء ولادتِ دوئم صاحب سیّد اقبال احمد شاہ صاحب

۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۳ء میسرز سیّد اے اینڈ ایم وزیر علی اینڈ سنز میں بحیثیت جنرل منیجر لنڈی کوتل میں تعیناتی

۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۴ء الہ آباد

۱۹۳۴ء تا ۱۹۳۶ء منڈیر سیّداں شریف سیالکوٹ

۱۹۳۶ء ولادتِ باسعادت مصنف کتاب ہذا سیّد افتخار احمد حسین المعروف حضرت سیّد غوثِ زماں قدس سرہٗ العزیز

۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۹ء انبالہ

۱۹۳۶ء غوثیت کا تاج۔ انبالہ شریف

۱۹۴۲ء محبوبیت کا تاج منڈیر سیّداں شریف سیالکوٹ

۱۹۴۱ء ولادت چہارم صاحب سیّد امجد علی شاہ صاحب

۱۹۶۱ء وصال شریف

فصل دوئم

خرقہ مبارک

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی رات خرقہ عطا ہوا۔ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلا کر فرمایا کہ مجھے پروردگار کی طرف سے خرقہ ملا ہے اور حکم ہوا ہے کہ تم میں سے کسی ایک کو دوں۔ اب ایک بات پوچھوں گا جو اس کا صحیح جواب دے گا اسی کو خرقہ دوں گا۔ پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابوبکر! اگر میں یہ خرقہ تجھے دوں تو تو کیا کرے گا؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ خرقہ مجھے عنایت ہوگا تو میں صدق اختیار کروں گا اللہ تعالیٰ کیا طاعت کروں گا اور جو دنیاوی مال میرے پاس ہے سب راہِ خدا میں صرف کروں گا۔

بعدازاں حضرت بن عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے عمر! اگر یہ خرقہ تجھے عنایت ہو تو کیا کرے گا۔ عرض کی کہ عدل کروں گا اور بندگان خدا سے انصاف سے پیش آؤں گا اور مظلوموں کی دادرسی کروں گا۔ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر یہ خرقہ تجھے عنایت ہو تو تو کیا کرے گا۔ عرض کی کہ اتفاق سے مل جل کر کام کروں گا اور جو حق ہو اسے بجالاؤں گا۔ حیا اختیار کروں گا اور سخاوت کروں گا۔ پھر امیر المومنین حضرت مولا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو فرمایا: اے علی! اگر یہ خرقہ تجھے دوں تو تو کیا کرے گا۔ عرض کی: یارسول اللہ میں پردہ پوشی کروں گا اور بندگانِ خدا کے عیب پوشیدہ رکھوں گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اے علی! یہ خرقہ میں تجھے دیتا ہوں۔ اور مجھے پروردگار کا حکم بھی یہی تھا کہ یاروں میں سے جو بھی یہ جواب دے گا۔ خرقہ اسے دینا۔

(از تصنیف حضرت شیخ المشائخ محبوبِ الٰہی محمد نظام الدین اولیاء)۔

شجرہ طریقت

مقامِ نبوت کے مرکز اعلیٰ فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اسی طرح مقامِ ولایت کے مرکز اعلیٰ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ حضرت غوثیت مآب شیخ المشائخ سیّد عبدالقادر جیلانی نے جو اپنے نام سے سلسلہ عالیہ قادریہ جاری فرمایا ہے اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے سلسلے کا مورثِ اعلیٰ تحریر فرمایا ہے۔ اور ہمارے خاندان کے جد امجد حضرت اشہد باللہ الامجد رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھائی حضرت سیّد محمد فاضل الدین ابوالفرح نے بھی غوثیت مآب کی تصدیق میں ہی تحریر فرمایا ہے۔

میرے والد ماجد مرشدِ برحق حضرت قبلہ وکعبہ سیّد احمد حسین قدس سرہ العزیز کے مرشد حضرت قبلہ وکعبہ سیّد محمد فتح علی شہباز نے بھی حضرت محمد فاضل الدین ابوالفرح بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو نقل فرمایا ہے۔

میرے مرشد برحق محبوب ذات سیّدنا احمد حسین قدس سرہ العزیز نے بھی اپنے شیخ کی تصدیق فرمائی۔

چاروں بھائیوں نے بھی اسی سلسلہ کی تصدیق کی ہے ہماری اولادیں بھی اسی سلسلہ کی تصدیق کریں گی جو میں راقم الحروف سیّد افتخار احمد حسین غوث مندرجہ ذیل سلسلہ رقم کرتا ہوں:

میرے یعنی سیّد افتخار احمد حسین کے شیخ میرے والد ماجد اور مرشد کامل حضرت سیّد احمد حسین محبوبِ ذات ابوالفیض قدس سرہٗ العزیز کے پیر طریقت حقیقی ماموں حضرت ابوالغضنفر سیّد محمد فتح علی شہباز ہیں اور ان کے شیخ اور والد میر سیّد شرف علی اور ان کے شیخ اور والد حضرت سیّد عبد

اللہ شاہ اوران کے شیخ اور والد حضرت سیّد سالم علی شاہ اوران کے شیخ اور والد حضرت سیّد میراں محمد جان سرمست قادری اوران کے شیخ حضرت سیّد غلام قادر اوران کے شیخ اور والد حضرت سیّد ابو الفرح سیّد محمد فاضل الدین بٹالوی اوران کے شیخ محمد افضل کلانوری اوران کے شیخ اور والد حضرت ابو محمد اوران کے شیخ حضرت شیخ ظاہر بندگی لاہور اوران کے شیخ حضرت شاہ سکندر اور ان کے شیخ اور دادا محترم حضرت سیّد شاہ کمال کیتھلوی۔ اوران کے شیخ سیّد شمس الدین اوران کے شیخ سیّد رحمان گدا اوران کے شیخ سیّد شمس الدین اعلیٰ گدا۔ اوران کے شیخ حضرت سیّد شاہ عقیل اوران کے شیخ حضرت سیّد بہاؤ الدین اوران کے شیخ حضرت سیّد عبدالوہاب اوران کے شیخ نائب غوث العالمین فرزند غوث العالمین حافظ حضرت سیّد عبدالرزاق اوران کے شیخ اور والد ماجد قطب کونین غوث الثقلین سیّد لافرادشاہِ بغداد حضرت میراں محی الدین سخی سلطان سیّد عبدالقادر جیلانی اوران کے شیخ حضرت ابوسعید مبارک مخذومی اوران کے شیخ حضرت ابوالحسن اوران کے شیخ سیّد ابو یوسف اوران کے شیخ حضرت عبدالواحد اوران کے شیخ ابوبکر شبلی اوران کے شیخ حضرت جنید بغدادی اوران کے شیخ اور ماموں حضرت سری سقطی اوران کے شیخ حضرت خواجہ معروف کرخی۔ اوران کے شیخ حضرت سیّدنا امام موسیٰ رضا اوران کے شیخ اور والد حضرت سیّدنا امام موسیٰ کاظم اوران کے شیخ اور والد حضرت سیّدنا امام جعفر صادق اوران کے شیخ اور والد حضرت سیّدنا امام محمد باقر اوران کے شیخ اور والد حضرت سیّدنا امام علی زین العابدین اور ان کے شیخ اور والد سیّد الشہدا شہید کربلا حضرت سیّدنا امام حسین و امام حسن علیہما السلام اوران کے شیخ اور والد امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اوران کے عم زاد سیّد الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

نوٹ: (میں یعنی ڈاکٹر صاحبزادہ سیّد مسعود السیّد اپنے والد ماجد اور مرشدِ کامل حضرت غوثِ زماں سیّد افتخار احمد حسین غوث کے شجرہءِ طریقت کی تصدیق کرتا ہوں)۔

آدابِ پیری ومریدی

آدابِ پیر:

۱۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْتَ تَمُوْتُوْا ہوکر حَتّٰی یَاتِیَكَ الْیَقِیْنَ کے درجہ کو پہنچے، وہی مرشد کامل ہے اور وہی بیعت لینے کا حقدار ہے۔

۲۔ کسی کو دنیا کے واسطے قبول نہ کرے۔

۳۔ مرید کے ظرف اور استطاعت کو پیش نظر رکھے۔

۴۔ مرید کو غیر ضروری آزمائش میں نہ ڈالے اور فوراً معاف کردے۔

۵۔ مہربان اور شفیق ہو۔

۶۔ فرائض اور سنت کا تارک نہ ہو۔

آدابِ مریدین:

۱۔ خوب غور وفکر اور چھان بین کے بعد شیخ کا انتخاب کرے اور پھر ہر طرف سے نظر پھیر کر ایک محکم گیر پر عمل کرے۔

۲۔ شیخ کے امر کو بلا تعمل اور بغیر غور وفکر کے قبول کرے۔

۳۔ مرید کو یہ یقین ہونا چاہیئے کہ شیخ کا ہر امر مرید کے فائدے میں ہے خواہ بظاہر فائدہ نظر نہ آئے۔

۴۔ مرید سب کچھ اللہ کی طلب میں چھوڑ دے۔ اس کے بعد قصد اور پھر عمل کا مقام ہے۔

۵۔ مرید کو چاہیئے کہ کم کھائے، کم سوئے اور کم گفتگو کرے۔

۶۔ اپنی کیفیت اور واردات کو چھپائے۔

۷۔ خلافت یا کسی درجہ کا خواہشمند نہ ہو۔
۸۔ اپنے سنگی بھائیوں کو اپنے سے بہتر سمجھے۔ان سے حسد نہ کرے۔
۹۔ شیخ کی غیر حاضری میں بھی یہی تصور کرے کہ شیخ سامنے ہے تا کہ برائیوں سے دور رہے۔
۱۰۔ اپنے سلسلہ کے علاوہ بھی باقی تمام سلسلوں کی تعظیم کرے۔

حضور سرکارِ عالی حضرت محبوب ذات کا طریقۂ بیعت

جب کوئی شخص مرید ہونے کے لئے آتا تو ابا حضور ارشاد فرماتے کہ تم بیعت کرنے کے لئے آئے ہو تو سنو: جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی طالب صادق مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہے تو وہ وقت کے اولیاء عظام کے پاس جائے ان کی صحبت اختیار کرے۔اگر اس کے پاس وقت نہیں تو ان کی تعریف سنے۔جس بزرگ کی تعریف سے دل مطمئن ہو جائے تو طالبِ صادق اس کو وہاں سے ہٹانے کی کوشش کرے۔لیکن دل اگر اس بزرگ پر مطمئن رہے تو وہ اس کے لئے مرشد کامل ہے میں اس کے فیض کا ذمہ دار ہوں۔ اس ارشاد کے بعد مرید ہونے والا مطمئن نظر آتا تو بیعت فرماتے وگرنہ بیعت نہ کرتے۔پہلے اس کو سامنے بٹھا کر آپ اللہ کے حضور اس کی مغفرت کی دعا فرماتے۔دعا کے بعد اس شخص سے کہتے کہ آنکھیں بند کرے۔چنانچہ طالب صادق آنکھیں بند کر لیتا اور اتنے میں اس شخص کو ذکر قلبی کا مقام حاصل ہو جاتا اس کا دل منور ہو جاتا اور وہ نور کی بارش ہوتے دیکھتا۔سرکار فرماتے آنکھیں کھولو، اب تم بیعت کر سکتے ہو۔یہ حضور کا طریقہ بیعت تھا۔

فصل سوم

سرکار عالی وقت کے غوث اور محبوبِ ذات

غوث العصر:

ماہ جون ۱۹۳۶ء میں سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ چھوٹی لال کڑتی شہر انبالہ میں اقامت گزیں تھے تو ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ ایک مرد قلندر حاضر خدمتِ اقدس ہوا۔ سرکار عالی قدس سرہٗ العزیز نے بوجہ گرمی اپنی دستار مبارک سر اقدس سے اتار کر اپنے داہنی طرف رکھی ہوئی تھی۔ اس مرد قلندر نے جو وقت کا غوث تھا سرکار عالی قدس سرہٗ العزیز کی دستار مبارک کو اٹھا کر سرکار عالی کے سر اقدس پر رکھا اور اپنی جیب سے ایک روپے کا نوٹ نکال کر پیش کر کے عرض کرنے لگا کہ ایک دودھ کا گلاس منگوا دیجئے سرکار عالی قدس سرہٗ العزیز نے دودھ کا گلاس لانے کے لئے سیّد میر حسرت علی شاہ صاحب (خلیفہ سوم) کو حکم دیا۔ سرکار قدس سرہٗ العزیز کے حکم پر میر صاحب نے مرد قلندر کو دودھ کا گلاس لا کر دیا۔ مرد قلندر نے دودھ کا گلاس مؤدبانہ طریقہ سے پیش کر کے عرض کی کہ حضور اس کو نوش فرمائیں۔ سرکار عالی قدس سرہٗ العزیز نے دودھ کے گلاس میں سے ایک گھونٹ دودھ نوش فرمایا۔ بعد ازاں اس مرد قلندر نے دودھ کا ایک قطرہ اپنی ہتھیلی پر ڈال کر پیا۔ باقی دودھ ایک ایک قطرہ تمام اہل مجلس کو تبرکاً دیا۔ بعد ازاں اس مرد قلندر نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر تین دفعہ مار کر منہ سے یہ الفاظ پہلی دفعہ کہے کہ ہے کوئی اعتراض کرنے والا ملائک میں۔ یہ تاج ہم نے رکھا ہے۔ دوسری دفعہ یہ الفاظ کہے کہ ہے کوئی جنات میں اعتراض کرنے والا۔ یہ تاج ہم نے رکھا ہے۔ اور تیسری دفعہ یہ الفاظ کہے۔ کہ ہے

کوئی انسانوں میں اعتراض کرنے والا۔ یہ تاج ہم نے رکھا ہے۔ چونکہ یہ مرد قلندر وقت کے غوث تھے جنہوں نے اپنی جگہ پر سرکار عالی کو اللہ کے حکم سے وقت کا غوث بنایا کیونکہ مرد قلندر کا وقت اس دنیا سے جانے کا آ گیا تھا۔

محبوب ذات قدس سرہٗ العزیز:

حضور سرکار عالی کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ شفیق احمد صاحب گورکھپوری جو کراچی میں مقیم ہیں انہیں چار افراد ولایت باطنی سے ملے اور انہوں نے خلیفہ صاحب کو یہ خوشخبری سنائی کہ ان کے پیر و مرشد درجہ رفیعہ محبوب ذات پر فائز ہونے والے ہیں۔ چنانچہ اس نویدِ مسرت کی تکمیل ۲۵ جولائی ۱۹۴۸ء بمطابق ۳ ذیقعد ۱۳۶۸ھ میں ہوئی۔

۱۷ اگست ۱۹۴۲ء کی بات ہے کہ حضور ذوالاحتشام کے تمام مریدین جہاں جہاں جس جس شہر میں آباد تھے وہاں وہاں کے مستوں (جوان دنوں مامور برامر ولایت تھے) نے یہ نوید روح پرور سنائی۔ کوئی گوشہ فلک ایسا نہ تھا جہاں یہ آواز نہ سنائی دی ہو کہ آپ بڑے خوش نصیب ہیں آپ کے ہادی و رہبر درجہ محبوبیت پر فائز ہونے والے ہیں۔ چنانچہ لنڈا بازار لاہور میں ایک ڈیرا جو زیر نگرانی خلیفہ سیّد ظفر یاب حسین صاحب مرحوم و مغفور اور خلیفہ بابا عبدالرشید صاحب مرکز ذکرِ سرکار عالی تھا۔ وہاں ایک شخص مست باغ علی (جو باطنی طور پر لاہور کا گورنر تھا) نے تمام اہلِ ڈیرا کو یہ مژدہ جاں پرور سنایا کہ آپ کے پیر و مرشد ایک محبوب ذات ہیں۔ اس قسم کی خوشخبریاں سرکارِ عالی کے تمام مریدین (جو کہ تمام برصغیر ہندو پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں) کو ملیں اور یہ سب لوگ مقررہ دن اپنے آپ ہی دربار شریف پہنچ گئے۔

یہ تھی تقریب جشن محبوبِ ذات۔ اس طرح حضور سرکارِ عالی کو غوثیت کے بعد محبوبیت عطا ہوئی۔

(صاحبزادہ سیّد امجد علی قادری)

فصل چہارم

ارکان اسلام

ارکان اسلام پانچ ہیں:

اسلام کا پہلا رکن کلمہ طیب ہے: لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں)۔

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: نماز مومنین کی معراج ہے۔

صبح کی اذان پر تمام دنیا کے کام چھوڑ کر نماز کی طرف آئے۔ نماز میں تیرا قیام عرش عظیم کے سامنے ہو اور تیری حالت رکوع ان ملائک کے ساتھ ہو جو عرش کی داہنی جانب حالتِ قیام میں ہیں۔ تیری حالت قیام ان ملائک کے ساتھ ہو جو عرش کی دائیں جانب حالتِ رکوع میں ہیں اور تیری تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم ان کی تسبیح کی مطابقت میں ہو۔ اور اسی طرح تیری حالتِ سجدہ ان ملائک کے ساتھ ہو جو عرش کی داہنی جانب حالت سجدہ میں ہیں اور تیری تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ان کی تسبیح کی مطابقت میں ہو۔ حالت سجدہ نماز کی معراج ہے۔ اس لئے اس میں تجھے رب تعالیٰ جواب دے گا:

لَبَّيْكَ يَا عَبْدِیْ۔ لَبَّيْكَ يَا عَبْدِیْ۔ لَبَّيْكَ يَا عَبْدِیْ۔

اس نماز کے بعد مومن ننگی تلوار سے فجر سے ظہر تک اور ظہر سے عصر تک اور عصر سے شام تک اور شام سے عشاء تک اور عشاء سے تہجد تک اور تہجد سے صبح تک پہرہ دیتا ہے کہ اللہ کے

سوا کوئی دوسرا اکبر نہیں اور اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور عبادت کے لائق بے شک اللہ ہی معبود ہے۔ بے شک اللہ ہی معبود ہے، بے شک اللہ ہی معبود ہے۔

اسلام کا تیسر رکن روزہ ہے۔ روزہ نصف طریقت ہے جو اللہ تعاظم وتعالیٰ کے بندوں کا شیوہ ہے۔ جس کی کوتاہی وہ کسی حال میں نہیں کرتے۔ کیونکہ انہیں بھوکے رہنے میں لذت حاصل ہوتی ہے اور یہ اُن کی روح کی معراج ہے۔

اسلام کا چوتھا رکن زکوٰۃ ہے۔ چونکہ صوفی درویش ہر وقت فکر وفاقہ میں رہتا ہے اس لئے اس پر زکوٰۃ ساقط ہے۔ جب کہ دوسرے نصاب کے مطابق زکوٰۃ دیں۔

اسلام کا پانچواں رکن حج بیت اللہ شریف ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ: لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

غوثیت مآب شیخ المشائخ سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے فتح الربانی اپنی تصنیف میں تحریر فرمایا ہے تجھ پر افسوس مجھ سے بھاگتا ہے حالانکہ میں تجھ پر کوتوال ہوں۔ میرے پاس مکان میں تیری حفاظت ہے ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ جاہل پہلے میرے پاس آ پھر بیت اللہ کا حج کر۔ میں کعبہ کا دروازہ ہوں میرے پاس آ۔ میں تجھے حج کرنا بتاؤں میں تجھے خطاب کرنا بتاؤں کہ جس سے تو رب کعبہ کو خطاب کرے۔

تبلیغِ اسلام

بچپن سے لے کر وصل باللہ تک حضور سرکار عالی محبوب ذات قدس سرہ العزیز تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ آپ کے افعال اور کردار دونوں باعثِ تبلیغ اسلام تھے۔ ۳۰ سال تک ہندوؤں میں شمع اسلام روشن کرتے رہے۔ آپ نے تمام ہندوستان کا سفر (تقسیم سے پہلے) کیا۔ شائد ہی کوئی ایسا شہر ہو جہاں آپ نے تبلیغ اسلام نہ کی ہو۔ بنارس، انبالہ، نینی تال، جبل پور، الہ آباد، الموڑہ، لکھنو سب شہروں میں آپ گئے۔ انبالہ میں تو آپ کافی عرصہ مقیم رہے۔ ہندو، سکھ، عیسائی جوق در جوق آپ کی محافل میں آتے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے دلوں میں قندیلِ اسلام روشن کر کے واپس جاتے۔

خطبات:

غیر مذاہب میں اسلام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ آپ ہر جگہ جمعۃ المبارک کے خطبات دیتے اور مسلمانوں کو مومن بننے کی تلقین کرتے۔ آپ نے کئی متنازعہ مسائل کو حل فرمایا۔ آپ کے پاس ہر مذہب اور ہر فرقے کے لوگ آتے اور جب واپس جاتے تو سب کا ایک ہی دین ہوتا یعنی اسلام نہ اس میں کوئی فرقہ ہوتا اور نہ مذہب۔

آپ اکثر خطبات میں فرماتے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت دونوں قابل احترام ہیں لہٰذا دونوں کا احترام کرو۔ اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کی طرف سے زمانے کی تصحیح کے لئے آتے ہیں۔ اور غوث الثقلین سیّد الاولیا ہیں لہٰذا ان کا احترام بھی واجب ہے۔

مری میں تبلیغ:

تقاریر کے علاوہ آپ میدان عمل میں بھی اتر آتے۔آپ نماز کے وقت بازاروں میں تشریف لے جایا کرتے اور لوگوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرتے چونکہ ہر جگہ لوگ آپ کے عقیدت مند تھے۔لہٰذا اکثر آپ کی پیروی کرتے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔

جن دنوں آپ ملازمت کے سلسلہ میں مری میں مقیم تھے۔آپ مری مال روڈ پر جا کر لوگوں کو اکٹھا کرتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔نماز کے بعد آپ کی تقریر سن کر لوگ راہ راست پر آنے کی پوری سعی کرتے۔

مسجد کی بنیاد:

آپ کا اپنے ہر عقیدت مند کو حکم ہے۔کہ وہ فرائضِ اسلام سے کبھی روگردانی نہ کرے آپ کی منڈیر سیّداں میں آمد کے بعد جب فیض کا چشمہ یہاں سے شروع ہو گیا تو لوگ یہاں آنے شروع ہو گئے۔یہاں آپ نے جمعہ کا اجرا فرمایا اور مسجد بنوائی۔یہاں بھی ہر مذہب کے لوگ آپ کے پاس آتے اور دامن میں مرادیں بھر کے جاتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں:

اکثر علماء بھی آپ کے پاس آتے اور مختلف مسائل دریافت کرتے اور اپنی تشنگی کو پورا کر کے ہی لوٹتے۔ایک دفعہ کچھ علماء حضرات آئے۔انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے کا مسئلہ دریافت کیا۔آپ قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ وہ نور مجسم اور نورِ ہدایت تھے۔اہل حدیث علماء نے قرآن پاک سے ثبوت چاہا۔حضرت محبوب ذات قدس سرہٗ العزیز نے قرآن کے دلائل دے کر انہیں قائل کر لیا۔وہ قائل ہو گئے اور حلقہ ارادت میں آ گئے۔

غیر مسلموں کو دین محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لانے کا ایک واقعہ اس وقت میرے ذہن میں ہے کہ ایک دہریہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔اس نے سوال کیا:

''اگر خدا تعالیٰ موجود ہے تو نظر کیوں نہیں آتا؟''

اللہ موجود ہے دہریہ مسلمان ہو گیا:

آپ نے فرمایا ضروری نہیں کہ ہر وہ چیز جو موجود ہے اور جس کا جسم ہے انسانی آنکھ اسے دیکھ سکے۔ آپ نے ایک ماچس منگوائی اور دہریے سے فرمایا ماچس کا یہ تنکا تمہیں نظر آ رہا ہے اس کا مطلب ہے یہ موجود ہے۔

اس نے کہا حضور درست فرماتے ہیں۔

آپ نے ماچس کا وہ تنکا جلا دیا اور اس کی خاک ہوا میں اڑا دی۔

اب آپ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ دیکھو ماچس کا وہ تنکا اپنی دوسری حالت میں ابھی تک ہوا میں موجود ہے۔ لیکن نظر نہیں آتا۔ اور ہم اس کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے۔ اسی طرح خداوند تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات بھی موجود ہے لیکن نظر نہیں آتی۔ یہ سنتے ہی وہ دہریہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور آپ کا مرید بن گیا۔ تبلیغِ اسلام کے سلسلے میں آپ کے بہت سے واقعات ہیں۔ آپ کی تمام حیاتِ طیبہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ و اشاعت میں گزری ہے۔ آپ سے کرامات بھی ظہور پذیر ہوئیں بلکہ میری نظر میں حضور غوث الثقلین کے بعد آج تک کوئی ایسا ولی نہیں گزرا جس سے اتنی کرامات ظہور پذیر ہوئی ہوں۔

کرپان سونا بن گئی:

ایک دفعہ حسن ابدال میں آپ وعظ فرما رہے تھے کہ قرآن حکیم نسخہ کیمیا ہے یہی وہ کتاب ہے جو تمام علوم پر محیط ہے۔ اس میں ہر خشک و تر موجود ہے۔ ہر شخص اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن حکیم مومنوں کے لئے شفاعت ہے اس کا دولتِ ایمانی سے غنی ہونا ضروری ہے۔

ابھی آپ وعظ فرما ہی رہے تھے کہ ایک سکھ اٹھا (کیونکہ آپ کے خطبات کو سننے کے لئے ہندو، سکھ، عیسائی سبھی آتے تھے) اور کہا کہ شاہ صاحب کیا اس میں سونا بنانے کا طریقہ بھی ہے؟ آپ اس کو نسخہ کیمیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! تم کوئی چیز بھی لاؤ وہ سونا بن جائے گی۔ سکھ نے اپنی کرپان نکالی اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی حضرت محبوب ذات سرکار عاصی نواز نے اس کرپان پر پھونک ماری تو وہ سونے کی ہو گئی۔ سکھ حیران ہوتے ہوئے

دیکھنے لگا اور یہ کہنے لگا مجھے بھی بتائیں آپ نے کیا پڑھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا ہے لیکن تم ''احمد حسین'' کی زبان کہاں سے لاؤ گے جس نے زبان سے اگر اس کو وحدہ لاشریک کہا ہے تو دل نے تصدیق کی ہے اور جسم کے تمام حصوں سے اس کا اظہار ہوا ہے جس پنڈال میں آپ وعظ فرما رہے تھے کہ تمام لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے آپ کے حلقہ ارادت میں آ گئے غیر مسلم مسلمان ہو کر اپنے مستقبل کو درخشاں کر گئے۔ اس وقت آپ کی دس لاکھ سے زائد پیروکار تبلیغ اسلام میں مصروف تمام دنیا میں موجود ہیں اور آپ کے مشن کی تکمیل کرتے ہوئے غیر مسلموں کو دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل کر رہے ہیں۔ (صاحبزادہ سیّد مسعود السیّد ۱۹۸۱ء)

فصل پنجم

معمولات سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ

یاد الٰہی:

خاندان کے عمر رسیدہ لوگوں سے سنا ہے کہ آپ چھ سال کی عمر میں ہی وصوم وصلوٰۃ کی ادائیگی بڑی پابندی سے فرمانے لگے آپ دن کو ملازمت کے فرائض انجام دیتے اور رات کو کوہ مری کے جنگلوں کی خلوتوں میں وحدہ لاشریک کی ذات سے لو لگاتے۔ (یہاں آپ کو حضرت غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور آپ کو سلوک کی تمام منازل طے کرائیں۔)

آپ اپنے رب تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کئی بار چالیس دن، تین تین مہینے، چھ چھ مہینے، نو نو مہینے کا روزہ رکھتے۔ ان ایام روزہ میں دو اوقات صبح وشام ایک ایک پیالی چائے اور ایک بھنے ہوئے آلو میں اتنی ہی مرچیں اور پانی ڈال کر پی لیتے۔ حسب طلب پانی اپنے اوپر روا رکھتے۔ اس کے علاوہ کوئی چیز خوراک کے طور پر استعمال نہ فرماتے۔ ان ایام میں کوئی شخص یہ گمان تک بھی نہیں کرسکتا تھا کہ آپ روزہ سے ہیں بلکہ روزمرہ کے معمول میں کوئی فرق نہیں لاتے تھے۔ نیند نہ آنے کے لئے کئی دفعہ آپ نے سرخ مرچیں آنکھوں میں ڈالیں اور کئی دفعہ آپ سرخ مرچیں پانی میں گھول کر پیتے۔ چارپائی پر بستر کر کے خود کرسی نشین رہتے اور اپنے نفس سے کہتے اچھا ابھی سوتے ہیں۔ اس طرح ساری رات آنکھوں میں گزر جاتی۔

سخت سردی کے ایام میں صرف ایک کمبل پر اکتفا فرماتے۔ ساری رات اپنے تخت پر یاد

الٰہی میں مصروف رہتے اور کبھی اپنی کرسی پر بیٹھ جاتے۔ صرف سردی کے دو ماہ دسمبر اور جنوری میں اپنا تخت مبارک کمرے میں بچھواتے۔

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے مرشد برحق اور والد ماجد کے معمولات یہ دیکھے ہیں۔

وظائف:

اذان کے لئے ایک عرب کے صاحب رکھے ہوئے تھے جن کو آپ قدس سرہٗ العزیز باقاعدہ تنخواہ دیتے تھے وہ صبح اسی طرح صلوٰۃ پڑھتے جیسے مدینہ طیبہ میں پڑھی جاتی ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد مؤذن صاحب فجر کی اذان دیتے۔ سرکارِ عالیٰ قدس سرہٗ العزیز نماز پڑھاتے اور پھر اپنے حجرہ پاک میں وظائف میں مصروف ہو جاتے۔ وظائف کے بعد چائے نوش فرماتے اور اس کے بعد دربار عالیہ میں تشریف لے جاتے۔ سرکار عالی قدس سرہٗ العزیز، ''توہی تو'' کا ذکر فرماتے جس میں کئی آدمی شامل ہو جاتے اور پھر مناجات پڑھی جاتیں۔ نعت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سرکار علی کرم اللہ وجہہ اور مناقب سرکارِ بغداد رضی اللہ عنہٗ پڑھی جاتیں پھر سرکارِ عالی پان تقسیم فرماتے اور دو گھنٹے تک پھر یاد الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ گیارہ بجے نعتوں کا معمول ہوتا جو بارہ، ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہتا۔ بعدازاں آپ قدس سرہٗ العزیز تازہ وضو فرماتے نماز ظہر ادا فرماتے بعد میں مریضوں کے لئے دعا فرماتے پھر نماز عصر ادا کرتے۔ بعد نماز عصر ہم چاروں بھائیوں اور مریدین کے ساتھ چائے نوش فرماتے۔ پھر مریدین سے گفت وشنید کرتے اور مغرب کی نماز پڑھاتے۔ پھر اندر تشریف لے جاتے۔ شام کے وظیفہ کے بعد نماز عشاء کے بعد کا وظیفہ فرماتے جو رات کے دو بجے کے قریب ختم ہوتا۔ تہجد کی نماز کے بعد چوبیس گھنٹوں کی آدھی باسی روٹی لنگر کی دال، سبزی یا چائے کے ساتھ کھاتے تھے، بعدازاں باہر تشریف لے جا کر صبح کی نماز تک مریدین کو ملاقات کا شرف بخشتے، آپ کے ملفوظات وعظ ونصیحت پر مبنی ہوتے۔ پھر گھر کے اندر تشریف لے جاتے اور تازہ وضو فرما کر صبح کی نماز پڑھاتے۔ پھر ایک آدھ گھنٹہ اپنے تخت پر استراحت فرماتے یہی آپ کا چوبیس گھنٹوں میں آرام کا وقت ہوتا تھا۔

مہمان نوازی

آپ دن رات عبادت اور تبلیغ میں گزارتے۔ خوراک نہ ہونے کے برابر تھی۔ چائے اور روٹی کے چند لقموں پر کئی کئی ایام گزار دیتے۔ ایک دن آپ کے ہاں سرزمینِ حجاز سے کچھ عرب مہمان آئے۔ آپ نے اپنی نگرانی میں ان کے لئے آٹھ قسم کے کھانے تیار کروائے، جب رات کو کھانا تناول فرمانے کے لئے ان کے ساتھ بیٹھے تو دسترخوان لذیذ ترین کھانوں سے چن دیا گیا۔ کھانا شروع ہوا تو آپ کا کھانا بھی آپ کے آگے چن دیا گیا جو آدھی تنوری روٹی اور چائے پر مشتمل تھا۔ ساتھیوں کو بار بار کھانے کی تلقین فرماتے اور خود اپنا کھانا کھاتے رہے۔ یہ تھا آپ کا ضبطِ نفس اور مہمان نوازی کا مقام۔ آپ کے اوصاف حمیدہ میں ایک نہایت احسن صفت مہمان نوازی کی تھی جس کی صرف ایک مثال درج ذیل ہے:

حضور سرکار عالیٰ کے ایک مرید خاص ڈاکٹر احمد علی قریشی (پی۔ایچ۔ڈی) صاحب نے خود بیان کیا کہ ۱۹۳۹ھ میں وہ اپنی بیماری کے سلسلہ میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مایوس و ناکام ہو کر حضور اقدس کی بارگاہ میں دعا کی غرض سے دربار شریف منڈیر سیّداں پہنچے۔ سیّد احتشام الدین کاظمی صاحب خود مجھے یہاں لے کر آئے۔ حضور سرکارِ عالیٰ نے میری بیماری کی تفصیلات سن کر مجھے خاک کی ایک پڑیا دی اور فرمایا کہ نئے گھڑے میں پانی بھر کر خاک کر پڑیا اس میں حل کر کے پانی پینا۔ تعمیلِ ارشاد ہوئی اور میں جلد صحت یاب ہو گیا۔ صحت یابی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میں اپنی والدہ اور سیّد احتشام الدین صاحب کے فرزند سیّد مجتبیٰ حسن صاحب کے ہمراہ دوبارہ دربار شریف حاضر ہوا۔ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نہایت اخلاق سے پیش آئے اور کھانے سے ہماری تواضع فرمائی جو صرف پودینہ کی چٹنی اور دو چپاتیوں پر مشتمل تھا۔ اگلی صبح میری والدہ نے مجھے بتایا کہ درحقیقت اس وقت وہ کھانا بھی بچوں کے لئے تھا جو آپ نے ہمیں کھلا دیا اور بچوں کو ان کی والدہ محترمہ نے تھپک تھپک کر بھوکا ہی سلا دیا۔ اس سے بہتر ایثار اور مخلوق خدا سے پیار کی مثال ماسوائے خانوادۂ رسالت کے کسی دوسری جگہ نہیں ملے گی۔ میری والدہ نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے ایران اور اعراق میں بھی ایسی کوئی

مثال نہیں دیکھی۔ حضور پاک کی گفتار، اخلاق اور عمل اخلاقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح اور عملی نمونہ دیکھا۔

ہم تینوں نے حضور پاک کے اس اخلاقِ حسنہ سے متاثر ہوکر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

عجز وانکساری

حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام مبارک میں ہمیشہ کسر نفسی پائی جاتی تھی۔ اگر کبھی مریدین آپ کی تعریف کرتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد فرماتے۔ اسی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرو جو وحدہ لاشریک ہے اور سب تعریفوں کا سزاوار ہے اور وہی خالق کائنات اور قادر مطلق ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے اللہ تعاظم وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرے محبوب کیا تحفہ لائے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا: یااللہ! عجز لایا ہوں۔ اس پر رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ میرے خزانوں میں نہ تھا۔

حضور سرکار عالی نے بھی جیسا کہ آپ کے ارشادات سے ظاہر ہے عجز ہی کو پسند فرمایا اور اپنا تخلص بھی عاجز رکھا۔ آپ کے ملفوظات میں یہ بات بہت اہمیت رکھتی ہے کہ آپ سامعین کو یہ حدیث اکثر سناتے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَد عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کے فنا کو پہنچان لیا اس نے اپنے رب کی بقا کو جان لیا۔

اور تلقین فرماتے کہ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے عجز وانکساری بہت ضروری ہے۔ روحانیت کی ارفع واعلیٰ منازل تک پہنچنے کے لئے ہر طالب مولا کے لئے عجز وانکساری کو اپنانا لازمی ہے۔ کیونکہ جس نے اپنا انا (ہونے کو) کو نہ مارا ہو اس کی روح نہ لطیف ہوسکتی ہے نہ اس کی پرواز بلندیوں پر ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس پر اسرارِ توحید کھل سکتے ہیں۔ جس نے انا چھوڑ کر انکساری اختیار نہ کی ہو وہ معرفت میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ آپ روزہ مرہ کی عام گفتگو میں بھی کسر نفسی کو ملحوظِ خاطر رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کے باوجود آپ نے کبھی دم نہ

مارا۔آپ کے شعری کلام میں بھی عجز ہی پایا جاتا ہے۔قارئین کو اسلامی لٹریچر میں ایسی مثال کم ملے گی۔الغرض آپ کا ہر قول بے نظیر تھا۔

سلوکِ لواحقین

حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کی عاداتِ حسنہ میں یہ صفت تھی کہ آپ اپنے لواحقین سے عموماً ان کے خیر و عافیت دریافت فرماتے۔محبت بھرا کلام فرماتے اور حتیٰ المقدور ان کی ہر غرض پوری فرماتے خواہ روحانی ہو یا مادی۔ہمیشہ ان کے دکھ درد میں کام آتے۔آپ کا خویش واقربا سے برتاؤ ایسا تھا جس کو رشتے دار اب تک یاد کرتے ہیں۔اور آپ کی شفقت و مہربانی کا اکثر اعتراف وتذکرہ کرتے ہیں۔آپ ہر حاجت مند لواحقین کی در پردہ مالی امداد فرماتے رہتے۔ آپ میں انتقامی جذبہ بالکل مفقود تھا۔اگر کسی رشتہ دار یا برادری کے کسی فرد سے کبھی کوئی زیادتی ہو جاتی تو درگزر فرماتے۔اگر کسی قربت دار سے ظاہری یا اندرونی کدورت کا اظہار ہو جاتا تو پ اس عزیز کو زیادہ سے زیادہ لطف وکرم سے نوازتے۔ہر قسم کے دینی و دنیاوی مفادات قربت داری کو حاصل ہوتے رہے۔

اپنی ملازمت کے دوران جبکہ آپ تنخواہ پانچ صد روپے تھی گھر والوں کے لئے پندرہ روپے رکھ کر تمام تنخواہ رشتہ داروں اور جاحت مندوں میں تقسیم فرما دیتے اور کبھی یہ پندرہ روپے بھی سخاوت کر دیتے اور قرض پر گزارہ فرماتے۔

خدمتِ خلق

آپ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ کم وبیش چار پانچ گھنٹے کا وقت بعد ادائے نماز ظہر خاص طور پر عوام کے لئے وقف کر رکھا تھا۔بیماروں کے لے دعائے صحت یتیموں، بیواؤں کی امداد کپڑوں اور روپیہ پیسہ سے فرماتے۔انقلاب ۱۹۴۷ء میں دل کھول کر مہاجرین کی امداد فرمائی ۱۹۵۰ء کے سیلاب میں سیلاب زدگان کی بھرپور امداد فرمائی۔اس کے علاوہ اگر کوئی سائل مقررہ وقت سے ہٹ کر بھی آ جاتا تو اس کی پوری پوری دادرسی واعانت فرماتے کوئی بھی سائل خالی ہاتھ آپ کے در دولت سے واپس نہ جاتا۔

جسم کے کپڑے بھی سخاوت فرما دیتے:

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے لاہور سے بٹالہ شریف جاتے ہوئے سردی کے موسم میں ے اسٹیشن لاہور کے پلیٹ فارم میں ایک آدمی کو دیکھا جو برہنہ سردی میں ٹھٹھر رہا تھا۔ آپ نے اپنے تمام کپڑے اتار کر اس کو پہنا دیئے۔ صرف ایک تولیہ اپنے پاس رکھا جس کو لپیٹ کر گھر (سسرال) چلے آئے۔ اگر غریب مریدین کے پاس کرایہ نہ ہوتا تو آپ عطا فرماتے۔ غرضیکہ حضور نے ہر ایک سے اتنی محبت وشفقت فرمائی کہ ہر ایک یہ کہتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کسی اور پر مہربان نہ تھے۔ آپ کا اصول تھا کہ امیر غریب کو بلا تمیز یکساں بٹھاتے۔ یکساں گفتگو فرماتے۔ ایک جیسا کھانا کھلاتے ہر مرید کو دوست کہہ کر پکارتے۔ حضور سرکار عالی ہمیشہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا نمونہ پیش کرتے رہے۔

اللہ کی عبادت کرو رقم مجھ سے لو:

سرکار عالیٰ محبوبِ ذات قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ جب میں علاقہ مری میں تھا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ لوگ بہت غریب ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے میں نے اپنی تنخواہ لے کر ایک صندوقچی میں ڈالی اور لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ جس کو جتنی ضرورت ہو وہ آ کر مجھ سے لے لے۔ خدا کی قدرت جو شخص آتا اپنی حاجت کے مطابق ہی مانگتا۔ میں انہیں زائد دینے کی کوشش کرتا لیکن وہ اتنا ہی لیتے جتنی ان کو ضرورت ہوتی۔ کئی ایام تک صندوقچی والا روپیہ تقسیم ہوتا رہا اور ختم نہ ہوا۔ ایک یوم میرے دل میں خیال آیا لوگ تو اپنی ہی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ پھر بھی اللہ کو یاد نہیں کرتے۔ بعدہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے ایک روپیہ طلب کیا۔ میں نے بہت اصرار کیا کہ وہ زائد مانگے لیکن وہ ایک روپے لینے پر مصر رہا۔ میں نے صندوقچی کو کھولا تو اس میں ایک ہی روپیہ تھا جو میں نے اسے دے دیا۔ اس کے بعد رقم لینے کے لئے کوئی نہ آیا۔

پورا تولو:

حضور سرکار عالی محبوبِ ذات قدس سرہ العزیز نے اپنی زبان اطہر سے ارشاد فرمایا کہ

مخلوق کو ولا تخسروا المیزان کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ چنانچہ میں اپنی تنخواہ لے کر راولپنڈی کے ایک بازار میں آیا اور دوکان کرایہ پر لی اور کرایہ پیشگی ادا کر دیا۔ پکے باٹ اور ترازو خریدا اور سودا کریانہ لے کر دوکان میں ڈال دیا۔ گاہک آنے شروع ہوئے تو جو باٹ ہاتھ میں آتا۔ ترازو میں ڈال دیتے اور عین ترازو کی ڈنڈی بالکل سیّدھی رکھ کر سودا گاہک کو دے دیتے۔

دوکان لٹا دی:

کچھ ایام کے بعد دل میں خیال آیا کہ میرے صحیح تولنے سے تو ساری دنیا کی اصلاح نہ ہوگی۔ چنانچہ دوکان کے باہر کھڑے ہو کر راہِ اللہ میں ساری دوکان لٹا دی اور واپس اپنی ملازمت پر چلے گئے۔

حضور سرکارِ عالیٰ نے اپنی زبان اطہر سے ارشاد فرمایا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مخلوق خدا کی خدمت کرنی چاہیئے۔ میں نے روالپنڈی میں ایک دوکان لے کر ہوٹل کھول دیا۔ صبح آٹا، سبزی اور گوشت خود لاتا اور ہنڈیا روٹی پکاتا خود ہی گاہکوں کو کھانا کھلاتا۔ شام کو غلے سے اتنی ہی رقم نکلتی جتنی صبح خرچ کی تھی نہ ایک پیسہ کم نہ ایک پیسہ زیادہ کچھ ایام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بعدہ یہ ہوٹل بھی راہ اللہ لٹا دیا اور پھر اپنی ملازمت پر چلے گئے۔

علم معرفت کے خزانے:

حضور سرکار عالی ذی شان قدس سرہ سخاوت میں اپنی مثال آپ ہی تھے۔ آپ نے معرفت کے خزانوں کو بے دریغ اور بغیر حساب لٹا دیا۔ مریدین کو بیعت کرنے کا طریقہ انوکھا اور بے مثل تھا آپ پہلے ہی دن مرید کو واصل الی اللہ فرما دیتے۔ رب العزت اور سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف فرما دیتے۔ تمام اذکار و وظائف سے مستثنیٰ فرما کر اسرار خفی و جلی سے آشنا کروا دیتے مرید اِلانسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ کی رمز سے واقف ہو جاتا۔ یہ وصال کی انتہائی منزل ہے۔ ہجر نام کی کوئی شئے باقی نہ رہتی۔ عرفان کی ایسی دولت عطا فرماتے کہ ڈھونڈنے سے ساری دنیا میں اس کی مثال نہ ملے گی۔ آپ کے

تمام مریدین صاحب حال بقا کی منزل میں ہیں۔ بیشتر خلفا حضرات حضوری ہیں۔ پہلے ہی دن تمام مریدین کے وجود پر ولایت کی مہریں ثبت ہو جاتی تھیں۔

قلم عطا کر دیا:

آپ کی ظاہری سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی سائل کا سوال رد نہ کیا آپ کے پاس پارکر کا قیمتی قلم تھا۔ ایک قاضی نامی مرید کی نظر اس قلم پر پڑ گئی تو اس نے قلم کا مطالبہ کر دیا۔ آپ نے اسی وقت وہ قلم اس کے حوالے کر دیا۔

بندوق عنایت کر دی:

آپ کے پاس ایک جرمنی ساخت کی بہت قیمتی بندوق تھی جو آج کل نایاب ہے ایک روز صفائی کے لئے باہر نکالی تو چمپین سپیئر پارٹس نیلا گنبد کے مالک کی نظر اس پر پڑی تو اس کا دل للچایا اور بندوق کا مطالبہ کر دیا۔ آپ نے اس وقت وہ بندوق اس کے حوالے کر دی۔

یہ دونوں تبرکات آج بھی متذکرہ بالا حضرات کے پاس موجود ہیں۔

ایسی دیگر سینکڑوں مثالیں ہیں جو حضورؒ پاک قدس سرہ کی وسیع القلبی، سخاوت اور انسان دوستی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

آرام ترک کرو:

آپ خلقِ خدا کی رشد و ہدایت، رہنمائی، مشکل کشائی اور فیض رسانی کی خاطر اپنے تمام آرام و آسائش قربان کر دیتے بسا اوقات آپ کو اپنے ذاتی اور روزمرہ کے کاموں کے لئے ہفتوں مہلت نہ ملتی۔ آپ اکثر فرماتے کہ کوئی شخص اس وقت تک خلقِ خدا کی خدمت نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی تمام مصروفیات اور آرام و آسائش کو ترک نہ کرے۔ اپنے کسی کام کو خلقِ خدا کی خدمت پر ترجیح نہ دے۔ آپ خود نہ کھاتے دوسروں کو کھلاتے۔ خود نہ سوتے بلکہ خلقت کو اپنے فیضان سے ہر وقت سیراب فرماتے رہتے۔ آپ کے چند فرمودات دوستوں کی رہنمائی کے لئے یہاں درج کرتا ہوں:

ملفوظاتِ محبوبِ ذات

۱۔ مرشد کو عین ظل ذات سمجھو اس کے بغیر فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ فرماتے:

ہر کہ پیر و ذاتِ حق را یک نہ دید
نے مرید دنے مرید و نے مرید

۲۔ مرشدِ پاک کے فرمودات کو حرفِ آخر سمجھ کر ان پر پورا عمل کرو۔ دین اور دنیا دونوں سنور جائیں گے۔ فرماتے:

گور گونگے گور بانورے گور ہیرے کی کان
سر دتیاں جے سر ملے اجے بھی ستا جان

۳۔ اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مساکین، غربا، یتیموں اور بے کسوں کی سرپرستی کرو۔

۴۔ کسی شخص کا دل نہ دکھاؤ۔ دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔

۵۔ ہمیشہ سچ بولو۔ جھوٹ سے اجتناب کرو۔ جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے۔

۶۔ رزقِ حلال کھاؤ۔ اس میں برکت ہے۔ رزق موعود جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وعدہ کیا ہے ہر حالت میں تمہیں مل جائے گا۔ آپ ہمیشہ مریدین اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں رزقِ حلال کی فراوانی کے لئے دعا فرمائے۔

۷۔ صبر و تحمل کا مادہ پیدا کرو اور یاد رکھو کہ یہ صرف والہانہ ذکر الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔

۸۔ مرشد کے فرمان پر شک و شبہ نہ کرو ہو سکتا ہے اس میں کوئی بھید پوشیدہ ہو یا مرید کی آزمائش مقصود ہو۔ فرماتے:

بہ مے سجادہ رنگین گن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالکِ بے خبر نبودِ زراہ و رسم منزلہا

۹۔ جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حساب لئے بغیر اس کو جنت میں داخل کر دے تو وہ اس کی مخلوق کی خطائیں معاف کر دیا کرے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہا کرو۔ اس سے رحمان خوش ہوتا ہے اور نعمتوں میں مزید اضافہ کرتا ہے۔

۱۱۔ خدمت، ادب اور محبت درویشی میں کامیابی کے بنیادی اصول ہیں ان پر سختی سے عمل کرو۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
با ادب با مراد بے ادب بے مراد

۱۲۔ حفظِ مراتب کا ہمیشہ خیال رکھو۔ مالک مالک ہے اور غلام ہر صورت میں غلام۔ غلام خواہ مالک کی گود میں بیٹھ جائے ہوا میں اڑنے لگے یا پانی پر تیرے پھر بھی غلام ہی ہے۔

۱۳۔ مالک کی کمال شفقت پر بھی ادب کو ملحوظِ خاطر رکھو۔

۱۴۔ مرشد کی فرمانبرداری کرو اس سے رحمان خوش ہوتا ہے۔

ہر کہ فرمانبرداری کند رسول را
پس آنکہ فرمانبرداری خدا کرد

۱۵۔ اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔

۱۶۔ اخوت، مروت، اور اخلاقِ حسنہ کو اپنا لو۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ کو مخلوق بہت پیاری ہے ماں کی نسبت ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے۔ اس لئے غیبت نہ کرو۔ بہتان تراشی سے اجتناب کرو۔

۱۸۔ افواہیں پھیلانے سے گریز کرو۔ یہ قوموں کی تباہی کا باعث بن سکتی ہیں۔

(سیّد محمد افضال احمد حسین)

مریدین سے حسنِ سلوک

سرکار عالی قدس سرہ العزیز کا مریدین سے حسنِ سلوک کا ہمیشہ یہ انداز رہا کہ حضور پاک نے ہمیشہ ان کو دوست کہہ کر مخاطب کیا اور ہر مرید سے ایسے مہربانہ و مشفقانہ سلوک سے پیش آتے کہ ہر مرید یہ دعویٰ کرتا کہ جس قدر پیار آپ نے اس سے کیا شاید ہی کسی دوسرے مرید سے کیا ہو۔ حضور کے اخلاق کا یہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔

معاف فرما دیتے:

مریدین سے اگر کوئی غلطی یا ناپسندیدہ فعل سرزد ہو جاتا تو حضور درگزر فرماتے۔ کبھی گرفت نہ کرتے بلکہ واشگاف الفاظ میں معاف کر دیتے۔ دعاؤں سے نوازتے۔ ہر ایک کی اصلاح فرماتے آئندہ کے لئے اس کو نیکی کی راہ اختیار کرن کی تلقین کرتے۔ خلیفہ میر حسرت علی صاحب نے اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر یہ اظہارِ خیال کیا ہے۔ چوہدری شیر محمد نے اس کی مزید تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ حضور سرکار عالی قدس سرہ العزیز اکثر فرمایا کرتے کہ مریدین کے اعمال کی فلم ہر وقت آپ کے سامنے رواں رہتی ہے اگر کوئی مرید کسی وقت گناہ کی طرف مائل ہونے لگتا تو آپ اس کو صحیح راستہ دکھاتے۔ کبھی کسی مرید سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جاتا تو آپ اس کو صرف معاف ہی نہ کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی اس کے لئے مغفرت طلب فرماتے اس طرح وہ سرزش سے بچ جاتا۔ حضور مزید فرماتے کہ اگر آپ مریدین کے افعال کے مطابق پکڑ کریں تو وہ ایک قدم بھی نہ چل سکیں، یہ ظرف، ضبط، تحمل، بردباری اور حوصلہ حضور سرکار عالی کے اوصاف حمیدہ کا درخشندہ باب ہے جس کی مثال کسی دوسری جگہ نہیں ملے گی حضور پاک کی سخاوت ہر خاص و عام کے لئے یکساں تھی آپ نے برصغیر کے کروڑوں انسانوں کو بلا امتیاز مذہب و ملت ظاہری اور باطنی فیوض سے سیراب فرمایا۔ کبھی کوئی سائل

آپ کے در سے خالی ہاتھ نہ گیا۔ آپ اس قدر کریم اور رحم دل تھے کہ بلا امتیاز نیک و بد سب کی جھولیاں مرادوں سے بھر دیتے۔ فیوضات و برکات کی سخاوت صرف مریدین تک محدود نہ تھی بلکہ جمیع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور تمام خلائق پر رحمت و بخشش کے موتی بکھیرتے رہتے اور ان کی ترقی سرفرازی اور مغفرت کے لئے ہمیشہ دعا گو رہتے۔ مریدین کے حق میں ہمیشہ عام فہم الفاظ میں اس طرح دعا فرماتے۔

دعا کے الفاظ:

''اللہ تعالیٰ ان کے دونوں جہاں بہتر کرے۔ دونوں جہانوں کی خوشیاں عطا فرمادے۔ بہترین درجات سے سرفراز کرے۔ ان کا حافظ و ناصر ہو جائے ہر میدان میں فتح و نصرت عطا فرماوے۔'' مریدین کو بجا طور پر یہ ناز ہے حضور پاک ان کو تمام ظاہری و باطنی خزانوں سے ہمیشہ سرفراز فرماتے رہے وہی فیض اب بھی بدستور جاری ہے۔ لواحقین و مریدین کے غم میں برابر کے شریک ہوتے۔ کسی کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھ کر مداوا فرماتے۔

نوٹ: یہ مضمون چوہدری شیر محمد نے خلیفہ میر حسرت علی صاحب کے کہنے پر لکھا۔ راقم الحروف کتاب ہذا نے حضور سرکار عالی قدس سرہ العزیز حضرت سیّد احمد حسین محبوب ذات کی زبان اطہر سے کئی بار مریدین کو یار کے لفظ سے نوازتے سنا۔ یہاں تک ہی موقوف نہیں ابا حضور نے مریدین کو اپنی والاد کہہ کر بھی پکارا ہے۔ یہ صحیح ہے کیونکہ مریدین بھی روحانی اولاد ہوتی ہے۔

توکل

توکل کے معنی اللہ تعاظم وتعالیٰ پر، اس کے طیبہ وعدہ اور وعید پر بھروسہ کرنا اور غیر اللہ سے کوئی بھی امید نہ رکھنا ہے۔ حضور سرکار عالی قدس سرہ العزیز اپنی تمام حیات میں متوکل رہے اور قرآن پاک کی آیت ''ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ'' پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ آپ نے اپنی مرضی کے مطابق کبھی کوئی چیز اپنے ذاتی استعمال کے لئے نہ خریدی۔ آپ کے پاس جو رقم بھی ہوتی یا آتی آپ تمام کی تمام راہ اللہ خرچ کر دیتے اور اکثر فرماتے کہ فقیر کو اگلے روز کے لئے کوئی چیز پس ماندہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اس توکل پر اس کو یقین رکھنا چاہیئے

کہ جس خدا نے آج دیا ہے وہی کل دے گا۔ آپ تمام عمر اس توکل پر رہے۔ جو روپیہ پیسہ یا دیگر سامان وغیرہ نذرانے کی صورت میں آپ کی خدمت میں پیش ہوتا وہ سب کا سب شام تک تقسیم کر دیتے اور کوئی شے بچا کر نہ رکھتے اور اکثر فرماتے کہ کل پھر اللہ وارث ہے۔

آپ کے اس توکل کی مثال اسلامی تاریخ میں بہت کم ملے گی۔ آپ فرماتے کہ توکل تین طرح کا ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا توکل، اولیاء عظام کا توکل اور عام مخلوق کا توکل۔

آپ نے فرمایا: کہ انبیا علیہم السلام اور اولیاء عظام کے توکل کی عام مخلوق متحمل نہیں ہو سکتی۔

ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ حضور پاک اپنے تن کے نئے کپڑے، بستر، پیسے الغرض ہر قسم کی چیز اللہ کی راہ میں غریبوں کو دے دیتے اور فرماتے کہ میرا اللہ وارث ہے۔

میرا اللہ وارث ہے:

آپ کا لنگر شب و روز جاری رہتا۔ لنگر کے لئے کبھی خوردنی اشیاء جمع کر کے نہ رکھتے جس روز لنگر پکانے کے لئے کوئی چیز (آٹا، چاول، گوشت، گھی، دالیں، سبزی وغیرہ) نہ ہوتی تو فرماتے جس کا لنگر ہے وہ خود انتظام کرے گا اور ایسا ہی ہوتا کہ چند ہی ساعت بعد تمام خوردنی اشیاء لے کر لوگ حاضر ہو جاتے۔ فاقے کی حالت میں آپ کبھی شکوہ نہ کرتے۔ آپ کی تمام حیاتِ طیبہ کا انحصار توکل پر رہا۔ سبحان اللہ

آپ نے تمام عمر کوئی دوائی استعمال نہ کی۔ آپ ہمیشہ توکل پر انحصار کرتے اور فرماتے کہ بیماری اور تندرستی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں ہوتی۔

علم

اللہ تعاظم و تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو علم لدنیّ سے نوازا ہے۔ انبالہ شریف میں اہلِ حدیث آپ سے نور و بشر، حاضر و ناظر، علم غیب، جسمی معراج جیسے مسائل کے متعلق بحث کرتے، آپ انہیں بڑے احسن طریقہ سے ان مسائل کی صحیح نشاندہی فرماتے جسے وہ قبول کرتے۔ آپ زبان پشتو، زبان عربی، زبان اردو، زبان فارسی، زبان انگریزی میں یکساں گفتگو فرماتے، ان تمام زبانوں میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو بیان فرمایا۔

آپ کے مریدوں میں کئی عرب، کئی فارسی دان، کئی انگریز اور کئی پٹھان شامل ہیں۔ آپ کے مواعظ میں سے چند وعظ کتاب ہذا میں قلم بند کئے گئے ہیں۔

حجر اسود کا بوسہ:

ایک مرتبہ انبالہ شریف میں حضور محبوب ذات کا گزر ایک جم غفیر پر ہوا تو آپ نے لوگوں کے وہاں جمع ہونے کی وجہ دریافت فرمائی جس پر آپ کو بتایا گیا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین اس بات پر بحث چھڑ گئی ہے۔ کہ ہندو کہتے ہیں کہ مسلمان بھی پتھر (حجر اسود) کو پوجتے ہیں۔ تو پھر مسلمانوں کا مذہب ہندوؤں کے مذہب سے افضل کیونکر ٹھہرا۔ ہمارے تمام علما جواب دینے سے قاصر رہے۔ حضور سرکار عالیٰ نے ہندوؤں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ان کی یہ دلیل بالکل عبث ہے کیونکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے حجر اسود کو صرف بوسہ دیتے ہیں اس کو اپنا معبود تصور نہیں کرتے۔ جبکہ ہندو پتھروں کو پوجتے ہیں اور ان کو اپنا معبود تصور کرتے ہیں۔

حضور سرکار عالی کی اس وضاحت سے ہندو مطمئن ہو گئے اور آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

آپ کے ایک عقیدت مند محمد جان بہت عالم و فاضل تھے ان کو عربی اور فارسی میں بہت دسترس حاصل تھی وہ اکثر کہا کرتے کہ جس قدر فصاحت و بلاغت حضور سرکارِ عالی کے کلام میں پائی جاتی ہے انہوں نے ایسی وضاحت بلاغت بہت کم اولیاء اللہ کے کلام میں دیکھی ہے۔

اخلاق

آپ کبھی کسی شخص پر ناراض نہ ہوتے۔ اگر مریدین میں سے کسی سے کوئی غلطی ہو جاتی تو عفو و درگزر فرماتے۔ اگر کسی رشتہ دار نے آپ کی شان میں گستاخی بھی کی تو آپ اسے معاف فرماتے بلکہ اسے لطف و کرم سے نوازتے۔ لواحقین و دیگر حاجت مندوں کی مالی امداد فرماتے۔ آپ میں اپنے جدِ امجد حضرت علی المرتضیٰ کا وہ اسوۂ حسنہ موجود تھا جس کی طرف مولانا جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی شریف میں ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے:

از علی آموز اخلاصِ عمل
شیر حق ردان منزہ از دغل

ترجمہ: سیکھ تو حیدر سے اخلاصِ عمل
شیر حق کو جان بیشک بے دغل

درغزا بر پہلوانے دست یافت
رود شمشیرے بر آورد و شتافت

ترجمہ: جنگ میں ایک پہلواں کو کر کے زیر
لے کے شمشیر آئے وہ مرد دلیر

اوخدواانداخت برروئے علیؓ
افتخارِ ہر نبی و ہر ولی

ترجمہ: اس نے تھوکا جانب روئے علیؓ
تھے جو فخر ہر نبی و ہر ولی

اوخدو نداخت بروئے کہ ماہ
سجدہ آرد پیش اودر سجدہ گاہ

ترجمہ: ایسے منہ پر تھوک بیٹھا رو سیاہ
سجدہ کرتا تھا جسے گردوں پہ ماہ

درزمان انداخت شمشیرآں علیؓ
کرد واندر غزالیش کاہلی

ترجمہ: پھینک کر تلوار کو ٹھہرے علیؓ
اور سستی جنگ میں دشمن سے کی

گشت حیران آں مبارز عمل در
از نمودن عفو و رحم بے محل

ترجمہ: پہلواں اس سے بہت حیراں ہوا
بے محل یہ رحم مجھ پر کیوں کیا

فصل ششم

حلیہ مبارک

حضور سرکار عالی کا قد مبارک اٹھتا ہوا میانہ کہ سب میں کھڑے ہوتے تو بلند نظر آتے۔ رنگ گندمی، دلکش جسم، چوڑی پیشانی، باریک ابرو پیوستہ جن کا باہمی فاصلہ بہت کم، لمبی پلکیں، سیاہ چشم، ناک اونچی اور خوبصورت وسیع رخسار جو نہ تو پھولے ہوئے تھے اور نہ اٹھے ہوئے تھے۔ لب مبارک باریک اور دیدہ زیب، کشادہ دہن، دندان مبارک چمک دار اور علیحدہ علیحدہ، ریش مبارک گھنی اور بقدر مٹھی بھر، زلف مبارک گھنگھریالی، سینہ کشادہ گٹھا ہوا، جسم شکم خمیدہ، ہاتھ کی ہتھیلی کشادہ اور بھاری، انگشت مبارک نرم، بازو مبارک لمبے، قدم مبارک نرم و نازک اور نہایت مناسب۔

آواز و گفتار:

کلام شیریں، آواز بلند و بالا، لہجہ خوش گوار، مسکراتی ہوئی ٹھوس شائستگی جو ہر مذہب و ملت کے انسان کے دل پر اتر جاتی اور وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

چال و رفتار:

آپ کی رفتار سبک اور خراماں خراماں تھی۔ پر وقار اور تیز لوگ ہر قدم پر قربان ہوتے اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دینے کی کوشش کرتے اور صرف لباس مبارک کو چھو کر اپنے ہاتھ چوم لیتے۔

لباس:

حضور سرکار عالی سادہ اور سفید رنگ کا لباس پسند فرماتے۔ آپ عربی وضع کا کھلی آستینوں

والا لمبا سوتی کپڑے کا کرتہ اور لٹھے کی شلوار پہنتے۔ سر پر مشہدی لنگی نوکدار کلاہ پر بندھی ہوتی تھی یا رومی ٹوپی پہنتے یا رومی عربی رومال مع دستار ہوتا۔ کرتے کے اوپر واسکٹ یا لمبا کھلے کالر والا فراک کوٹ پہنتے یا شیروانی سفید یا سیاہ رنگ کی زیب تن فرماتے جو حضور کو بڑی زیب دیتی۔

واسکٹ کی اوپر والی جیبوں میں بزرگان دین کے تبرکات اور وظائف ہوتے۔ آپ ہاتھ مبارک میں تسبیح بھی رکھتے۔

حضور سنہری چشمہ بھی لگاتے۔

آپ مجاہدانہ ہتھیاروں کے لیے پیٹی باندھتے اور فرماتے میں اللہ کا مجاہد ہوں پیٹی میں تلوار اور خنجر ہوتا اور پستول بھی پہنتے۔ آپ کے گلہ مبارک میں قرآن مجید بھی حمائل ہوتا۔ سیاہ رنگ کا عربی جبہ بھی پہنتے اور گلہ مبارک میں سبز رنگ کا دوپٹہ بھی ہوتا۔ آپ دائیں دستِ مبارک کی چھنگلیا میں چاندی کی انگوٹھی پہنتے جس کا نگینہ یمنی یاقوت کا ہوتا۔ آپ اپنے دستِ مبارک میں عصا بھی رکھتے۔ پاؤں میں سادہ مکیشن مع جراب کے پہنتے۔

آپ کا آئینہ، کنگھی، سرمہ دانی، لباس، مصلہ، تسبیح، قرآن حمید اور تمام تبرکات بحفاظت موجود ہیں جن کی مریدین زیارت کرتے ہیں۔

آپ کبھی بستر لگا کر چارپائی پر نہ سوتے۔ اپنے تخت پر بیٹھ کر وظائف پڑھتے سخت سردی کے ایام میں صرف ایک کمبل پر اکتفا فرماتے تخت تمام سال صحن میں بچھاتے صرف دسمبر اور جنوری کے سرد ترین مہینوں میں اپنا تخت مبارک کمرے میں بچھواتے۔

ملاقات حضرت خضر علیہ السلام:

خلیفہ محمد اعظم عباسی بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۱۷ء میں کالا باغ (راولپنڈی) میں حضور سرکار عالی قدس سرہ العزیز اکتالیس یوم کے لئے معتکف تھے کہ حضور نے ارشاد فرمایا میں آج اعتکاف سے باہر آ رہا ہوں اور تم سب غربا کے لئے کھانا تیار کراؤ جس میں ایک سو ایک قسم کا کھانا حضرت امام حسین شہید کربلا علیہ السلام کے ایصال ثواب کے لئے بھی ہونا چاہیئے۔ یہ ۱۰ محرم الحرام کا واقعہ ہے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔ حضور سرکار عالی نے مجھے اور

سب دوستوں کوفرمایا (آپ مریدوں کودوست کہتے تھے) کہ آپ لوگوں کومبارک ہوکہ اللہ تعاظم وتعالیٰ کے خاص ایلچی حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اورانہوں نے مجھے ارشاد فرمایاہے کہ آپ کواللہ تعاظم وتعالیٰ نے اپنی درگاہ میں منظور کرلیا۔سرکارعالیٰ نے ارشادفرمایا کہ جناب خضر علیہ اسلام اپنے ہمراہ مجھے کھلانے کے لئے کھانا بھی لائے تھے جوہم دونوں نے مل کر کھایا۔حضورؒ نے جناب خضر کے متعلق فرمایا وہ نہایت خوبصورت وضع کے سفید کپڑوں میں ملبوس بزرگ تھے۔

خوراک:

حضورسرکارعالی قدس سرہ العزیزؒ کی خوراک بہت سادہ ہوتی۔جوایک باسی تندوری روٹی اوردال سبزی یاچائے پر مشتمل ہوتی۔جس کوآپ چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک مرتبہ سحری کے وقت تناول فرماتے اور باقی اوقات میں صرف چائے پراکتفافرماتے۔خوراک اتنی سادہ اورکم ہونے کے باوجودحضور پاک کا جسم اطہر بہت قوی تھا۔حضورسرکارزیجاہ کے وجوداطہر میں بہت زیادہ طاقت تھی۔آپ کا جسم اطہر بہت مضبوط تھا۔آپ کبھی تھکاوٹ محسوس نہ کرتے۔ عام پیران عظام کی طرح کبھی مٹھی چاپی نہ کرواتے نہ ہی دن کے وقت آپ کبھی استراحت فرماتے۔صرف نماز فجراداکرنے کے بعدتھوڑے سے وقت کے لئے لیٹتے اورپھراٹھ کراپنے روزمرہ کے معمول میں مشغول ہوجاتے اکثرفرماتے کہ کوئی انسان جب تک اپنے آرام و آسائش کوقربان نہ کرے وہ مخلوقِ خدا کی خدمت اورفیض رسانی نہیں کرسکتا۔آپ کئی مرتبہ نونو ماہ، چھ چھ ماہ اورتین تین ماہ کے مسلسل روزے رکھتے۔سحری اورافطاری میں صرف پانی یاایک پیالی چائے نوش فرماتے۔مگرآپ کے جسم مبارک میں بظاہرکوئی کمی محسوس نہ ہوتی۔آپ روزمرہ کے معمول میں کوئی فرق نہ آنے دیتے۔

تقویٰ وپرہیزگاری:

حضورعالی سرکارتقویٰ وپرہیزگاری میں بلندترین مقام رکھتے تھے۔صفائی اور پرہیز گاری میں بہت احتیاط برتتے تھے۔بازارکی چیزیں کھانے سے احتراز فرماتے۔اپنے

کپڑوں، کھانے اور پینے کے برتنوں کو بغیر وضو اور طہارت کے کسی کو ہاتھ نہ لگانے دیتے۔ ہمہ وقت خود باوضو رہتے۔ آپ کو اگر کسی بے وضو شخص سے مصافحہ کرنے کا اتفاق ہوتا تو اپنے ہاتھ صابن اور پانی سے دھوتے کیونکہ مصافحہ کرنے والے شخص کے ہاتھ ناپاک ہونے کا شائبہ ہوسکتا تھا۔ اگر آپ کے جسم مبارک یا کپڑوں پر کسی ناپاک شے کے چھینٹے پڑ جانے کا شبہ ہوتا تو آپ فوراً دوسرے کپڑے زیب تن فرما لیتے۔ آپ اکثر فرماتے کہ تقویٰ فتویٰ سے بالاتر چیز ہے جس کی آپ نے عمر بھر سختی سے پابندی فرمائی۔ آپ کے استعمال کی چیزیں مثلاً کھانے کے برتن، چائے کے برتن، غسل کرنے کے برتن، وضو کرنے کے برتن الغرض ہر چیز علیحدہ اور صرف آپ کے لیے مخصوص ہوتی۔ ان اشیاء کو دوسرا کوئی استعمال نہ کرسکتا تھا حتیٰ کہ بغیر وضو آپ کی چیزوں کو کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔

آپ عام طور پر مغرب کی نماز کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے بااوقات چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک مرتبہ وضو فرماتے۔ خوشبو آپ کو بہت پسند تھی۔ ہمیشہ عطر کا استعمال کرتے۔

فصل ہفتم

مواعظ حسنہ

(سات وعظ)

حضور سرکار عالی سرہ العزیز

پہلا وعظ

نور کی تفسیر

ایک مرتبہ انبالہ چھاؤنی میں بہت سے اہل حدیث علما حضور سرکار عالی حضرت محبوب ذات قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ مسئلہ اٹھایا کہ (نعوذ باللہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہونا قرآن پاک سے ثابت نہیں ہوتا۔ جس پر حضور سرکار عالی نے مندرجہ ذیل آیات پڑھ کر ثابت فرمایا اور علماء نے تسلیم کیا۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ (پارہ۶، سوراۃ المائدہ۔آیت۴۴)

ترجمہ: بے شک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے۔

وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (پارہ۶۔سورۃ المائدہ۔آیت۴۶)

ترجمہ: اور ہم نے ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسےٰ بن مریم کو لائے تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق فرمائی ہے توریت کی کہ اس سے پہلے تھی اور ہدایت اور نصیحت پرہیز گاروں کو۔

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (پارہ نمبر۶۔سورۃ المائدہ۔آیت ۴۸)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرمائی اور ان پر محافظ و گواہ۔

وَاِنَّهٗ فِیْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِیٌّ حَكِيْمٌ ۝ (سورۃ الزخرف، آیت۴، پارہ۲۵)

ترجمہ: بیشک وہ اصل کتاب میں ہمارے پاس ضرور بلندی و حکمت والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَا كُنْتَ تَدْرِى مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ط (پارہ۲۵۔سورۃ الشوریٰ آیت۵۲)

ترجمہ: اور یونہی ہم نے آپ کو وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے۔اس سے پہلے نہ آپ کتاب جانتے نہ احکام شرع کی تفصیل۔ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں۔

نور مجسم:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (پارہ۶۔سورۃ المائدہ۔آیت۱۵)

ترجمہ: تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور کتاب ظاہر (بیان کرنے والی) جو ہدایت اور نور کا مجموعہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ○

(پارہ۶،سورۃ النساء آیت۱۷۴)

ترجمہ: اے لوگو تحقیق آئی تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے اور اتارا ہم نے طرف تمہارے کھلا نور۔

نور ہدایت:

اللہ تعالیٰ نے برھان اور نور مبین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا ہے۔

اَنْزَلْنَا الْكِتٰبَ وَ نُوْرٌ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ: کتاب نازل کی جو ہدایت اور نور کا مجموعہ ہے۔اور نور ظاہر۔

ان آیات کی تلاوت کے بعد حضور سرکار عالی نے ان علماء کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو نور اور ہدایت کا مجموعہ کہا ہے اس کے علاوہ نور مبین نور ظاہر فرمایا۔واوَ حرفِ عطف ہے جو دو آیتوں کو ملاتی ہے مگر دونوں کا مطلب اور مفہوم الگ الگ ہوتا ہے۔لہٰذا دوسری آیت میں نور مبین قرآن پاک کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کون نور ہو سکتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے بالکل واضح فرمایا کہ الکتاب (قرآن مجید) نور ہے اور جناب نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ظاہر نور ہیں۔

ان آیات قرآنی کی رو سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہونا ثابت ہے۔ان اہل حدیث علماء نے تسلیم کیا جس کی تائید میں حضور سرکار عالی نے مزید مندرجہ ذیل آیات پڑھیں۔

نورِ مبیں:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (پارہ۲۔سورۃ البقرہ۔آیت ۱۵۱)

ترجمہ: ہم نے بھیجا رسول تم میں تمہیں میں سے جو پڑھتا ہے اوپر تمہارے میری آیات اور پاک کرتا ہے تمہیں سکھاتا ہے تمہیں کتاب اور دانائی۔

احسان خداوندی:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(پارہ۴۔سورۃ آل عمران۔آیت ۱۶۴)

ترجمہ: احسان ہے اللہ کا مومن پر جس نے بھیجا رسول انہی میں سے ان کے پاس جو پڑھتا ہے اوپر ان کے میری آیات اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور دانائی اور اس سے پہلے البتہ تھے وہ بیچ گمراہی کے (تاریکی میں تھے، اندھیرے میں تھے)

حضور پاک نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا ہے کہ میرا رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تمہیں پاک کرتا ہے اور دانائی سکھاتا ہے۔نور ہی کثافت کو پاک کرسکتا ہے۔بشر کثافت کو پاک نہیں کرسکتا۔تاریکی اور گمراہی سے نکال روشنی میں لانا نور ہی کی شایان شان ہے۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ○ رَسُوْلًا يَّتْلُوْ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

(پارہ۲۸۔سورۃ الطلاق۔آیت ۱۰۔۱۱)

ترجمہ: تحقیق اتارا ہے۔ اللہ نے طرف تمہارے ذکر، پیغمبر ہے پڑھتا ہے اوپر تمہارے نشانیاں اللہ کی بیان کرنے والی تا کہ نکالے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے اندھیروں سے طرف روشنی کے۔

آپ نے فرمایا: نور ہی اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال سکتا ہے۔

سراج منیر:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ○ (پارہ۲۲۔سورہ الاحزاب آیات۴۵۔۴۶)

ترجمہ: اے نبی تحقیق بھیجا ہے ہم نے تجھ کو گواہ ہے اور خوشخبری دینے والا ہے اور ڈرانے والا اور پکارنے والا طرف اللہ کے ساتھ اس کے حکم اور ہے چراغ روشن۔

آپ نے فرمایا سراج منیر (روشن چراغ) نور روحی ہوسکتا ہے۔

نور ازل:

واقعہ کے وقوع میں آنے سے قبل، وقوع کے وقت اور وقوع کے بعد گواہ کا گواہی دینے کے لئے موجود ہونا ضروری امر ہے یعنی گواہی دینے والا ماضی۔ حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں موجود ہو تو گواہی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر زمانے کے لئے ہر امت کے لئے شاہد بنا کر بھیجا ہے۔ ایسا گواہ اور ایسی گواہی دینے والا صرف اور صرف نور ہی ہوسکتا ہے۔ عام بندہ جو زمانہ حال میں موجود ہو ماضی اور مستقبل میں اس کی موجودگی ناممکن ہے۔ یہ شرف صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا۔ چونکہ آپ قرآنی آیات کی رو سے نور تھے نور ہیں اور مستقبل میں نور ہوں گے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

رحمۃ اللعلمین:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (پارہ۱۷۔سورۃ الانبیاء۔آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت واسطے عالموں کے۔

اٹھارہ ہزار عالمین کے لئے رحمت صرف نور ہی ہوسکتا ہے رحمت بھی ہر زمانے میں اور ہر عالم کے لئے۔ سبحان اللہ یہ شرف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَه‘ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (پارہ۲۲۔سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

ترجمہ: تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں (صیغہ جاریہ یعنی ہر وقت) اوپر نبی کے اے لوگوں جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اس کے اور اچھی طرح سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک نور ہے۔ نور اپنے جیسے نور پر ہی درود سلام بھیج سکتا ہے۔ رب العزت بہت بزرگ و برتر، عظمت وفضیلت کی شان کا مالک ہے۔ بشر پر کیونکر درود سلام بھیجنے کا حکم دے کر فرض کرسکتا ہے۔ جو اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں رسول اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمانبرداری کو فرض قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ○

(پارہ۵۔سورۃ النساء آیت ۸۰)

ہر کہ فرمانبرداری کند رسول را — پس آنکہ فرمانبرداری خدا کرد

ہر کہ اعراض کرد پس نہ فرستادیم ترا — برالیشان — نگہبان

ترجمہ: جس نے فرمانبرداری کی رسول کی۔ تحقیق اس نے فرمانبرداری کی خدا کی اور جو کوئی اس سے حکم سے پھر جاوے (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فرمانبرداری سے پھر جاوے پس نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اوپر ان کے نگہبان۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کو فرض کے ساتھ ساتھ اوّلیت بھی دی ہے۔ یعنی خدا کی فرمانبرداری سے پہلے رسول اللہ کی فرمانبرداری لازمی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری سے پھر جانے والے کے حضور پاک

نگہبان ہی نہیں رہتے ہر زمانے میں اور ہر وقت کل عالمین کی نگہبانی (اللہ کے حکم کے تحت) صرف نور ہی کر سکتا ہے بشر میں یہ قدرت نہیں ہو سکتی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی سے خارج کر کے امت مسلمہ سے ہی خارج کر دیا ہے۔

نور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو ترجیح دے کر یہ ثابت کر دیا کہ ذات اپنے حسن یعنی نور (نورِ احمدی) پر خود عاشق ہے۔ اسی لئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب کہا ہے۔

ان اہل حدیث علما نے تسلیم کیا کہ مندرجہ بالا آیاتِ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں جس پر سرکارِ عالی نے ان سے عہد لیا کہ وہ آئندہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ نور تسلیم کریں گے اور اس ایمان پر قائم رہیں گے۔

(بزبانِ خلیفہ شیر محمد)

دوسرا وعظ

تخلیقِ کائنات

مخفی خزانہ:

قَالَ تَبَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ: كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَعْرَفَ، فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِكَىْ اُعْرَفَ

فَلِهٰذَا تَبَيَّنَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْاِنْسَانَ لِمَعْرِفَةِ۔

ترجمہ: اللہ تعاظم وتعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا: میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔

لہٰذا یہ بات واضہ ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت (پہچان) کے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ کا بھید:

قَالَ تَبَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ: اَلْاِنْسَانُ سِرِّى وَاَنَا سِرُّهٗ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا انسان میرا بھید ہے اور میں انسان کا بھید ہوں۔

باعث تخلیق:

قَالَ تَبَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو): اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

قَالَ تَبَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَرْضَ

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو): اگر آپ

نہ ہوتے تو میں زمین کو پیدا نہ کرتا۔

اظہار ربوبیت:

قَالَ تَبَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْحَدِیْثِ الْقُدْسِیِّ: لَوْلَاكَ لَمَا ظَهرت رَبُوبِیّتِیْ۔

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو): اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

قَالَ تَبَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْحَدِیْثِ الْقُدْسِیا وَلَا خَلَقْتُ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنْ نُوْرِ جَمَالِهٖ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا حدیث قدسی: میں سب سے پہلے میں نے روحِ محمد کو اپنے نور جمال سے پیدا کیا۔

قَالَ تَبَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْحَدِیْثِ الْقُدْسِیِّ: خَلَقْتُ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنْ نُوْرِ وَجْهِیْ بَعْدَ اَرْبَعَةُ الافِ سَنَةٍ خُلِقَ الْعَرْشَ مِنْ نُوْرِ عَیْنِ مُحَمَّدٍ وَبَوَاقِیَ الْكَائِنَاتِ مِنْهُ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا حدیث قدسی میں: میں نے روح محمد کو اپنے ذاتی نور سے پیدا کیا چار ہزار سال بعد محمد کی چشم کے نور سے عرش کو اور باقی کائنات کو عرش سے پیدا کیا۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ رُوْحِیْ۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا کیا۔

نورِ ازل:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَ الْخَلْقَ كُلُّهُمْ مِنْ نُوْرِیْ۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں۔ اللہ کے نور سے اور میرے نور

سے ساری مخلوق۔

نبوت محمدی قبل از آدم:

كُنْتُ نَبِيًّا وَّادَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

كُنْتُ نَبِيًّا وَّادَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ۔

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

لاہوت۔ جبروت۔ ملکوت:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ: ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ اَوَّلًا مِّنْ عَالَمِ اللَّاهُوْتِ اِلٰى عَالَمِ الْجَبَرُوْتِ، فَاَلْبَسَهُمْ بِنُوْرِ الْجَبَرُوْتِ كِسْوَةُ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ وَهُوَ الرُّوْحُ السُّلْطَانِىْ، ثُمَّ اَنْزَلَهُمْ بِهٰذِهِ الْكِسْوَةِ اِلٰى عَالَمِ الْمَلَكُوْتِ وَكَسَاهُمْ بِنُوْرِ الْمَلَكُوْتِ وَهُوَ الرُّوْحُ الرُّوْحَانِىْ، ثُمَّ اَنْزَلَهُمْ اِلٰى عَالَمِ الْمَلَكِ وَكَسَاهُمْ بِنُوْرِ الْمَلَكِ وَهُوَ الرُّوْحُ الْجِسْمَانِىُّ ثُمَّ خَلَقَ الْاَجْسَادَ مِنْهَا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس کو پھیر دیا نیچی سے نیچی حالت میں، پہلے عالم لاہوت سے عالم جبروت تک حرمین کے مابین نور جبروت کا لباس پہنایا اور وہ روح سلطانی ہے پھر انہیں اس لباس میں عالم ملکوت کی طرف بھیجا اور ان کو نور ملکوت کا لباس پہنایا اور وہ روحانی ہے۔ پھر انہیں عالم ملکوت میں بھیجا اور ان کو نور ملک کا لباس پہنایا اور روح جسمانی ہے پھر اس سے جسموں کو پیدا کیا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنَ الْمَجِيْدِ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالُوْا بَلٰى"

(سورۃ الاعراف۔ پارہ ۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے۔

تشریح تخلیقِ کائنات:

نہ شجر تھا نہ ہجر تھا، نہ لوح تھا نہ قلم تھا نہ عرش نہ کرسی تھی نہ جنگل تھے نہ پہاڑ تھے نہ ندی تھی نہ نالے تھے، نہ دریا تھے نہ سمندر تھے نہ جڑی تھی نہ بوٹی تھی۔ نہ جن تھے نہ پریاں تھیں نہ حوریں تھیں نہ فرشتے تھے۔ نہ زن تھی نہ مرد تھا۔ غرضیکہ کچھ بھی نہ تھا ایک نور تھا۔ جس کی آواز یہ تھی: ہوں لا الہ میرے سوا کچھ نہیں۔ اس نور سے ایک نور جدا ہوا جس نے کہا الا اللہ سمیع بصیر علیم۔ حی، کلیم، قدیر، مرید۔ سات صفاتی نام لئے اور سجدے میں پڑ گیا۔ ہزار ہا برس یہ نور اس طرح سجدے میں رہا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں یہ میرا نور تھا جو ایک نقطے کی شکل میں تھا۔ جب میرا نور قیام کی حالت میں ہوتا تو ایک ستون کی شکل میں ہوتا۔ جس کی بلندی زمین اور آسمان کی خلا کے برابر تھی۔ چنانچہ میرے نور کو اللہ تعاظم وتعالیٰ نے منظور فرما کر ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ

پھر میرے نور کو سامنے رکھ کر رب العزت نے عرش کرسی لوح وقلم سات آسمانوں (ستاروں سے مزین) جن پر چاند سورج اور نوری مخلوق ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ یہ تمام ظہور میں آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ میرے نور کی طرف متوجہ ہوا زمین خلق کرنے کا ارادہ فرمایا اور میرے نور کو جوش آ گیا اور ارادے کی تکمیل ہوگئی۔

اسی طرح تیسرے ارادے میں ذات میرے نور کی طرف متوجہ ہوئی اور تمام روحوں کے ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا۔ میرے نور کو جوش آیا اور ارادے کی تکمیل ہوئی۔

ذات نے چوتھا ارادہ مقامات لاہوت، جبروت، ملکوت، اندالملوک الملک اور مقام محمود خلق کرنے کا فرمایا۔ میرے نور کو جوش آیا اور ارادے کی تکمیل ہوئی۔

پانچویں ارادہ میں اللہ تعالیٰ میرے نور سے متوجہ ہوا اور باطنی مخلوق کی تکمیل کا ارادہ ظاہر کیا میرے نور کو جوش آیا اور ارادے کی تکمیل ہوئی۔

چھٹے ارادے میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کو چلانے کے لئے چار حصوں میں تقسیم کیا۔ چنانچہ میرے نور کو جوش آیا تو کائنات چار حصوں میں بٹ گئی۔

کائنات کا یہ عالم مقامِ لاہوت ہے جس پر حضرت اسرافیل صور پکڑے ہوئے تعینات ہیں۔ کائنات کے دوسرے عالم پر جناب جبرائیل مقام جبروت پر احکام سننے پر مقرر ہیں۔ کائنات کے تیسرے عالم پر حضرت میکائیل جو تمام کائنات کو رزق تقسیم کرتے ہیں اور بارش برساتے ہیں۔ ان کے ماتحت رعدو برق دو فرشتوں کو رکھا۔ رعد گرجتا ہے جو بادل کی گڑگڑاہٹ ہوتی ہے اور برق کے دانتوں سے چمک پیدا ہوتی ہے جو بجلی چمکتی ہے۔

چوتھا عالم۔ عالمِ ناسوت ہے جس کو دنیا کہتے ہیں۔ اس پر حضرت عزرائیل مقرر ہیں جو تمام مخلوق کی روحوں کو قبض کرتے ہیں۔

ساتویں تجلی میں اللہ تعالیٰ میرے نور سے متوجہ ہوا کہ نور محمد ایک تجلی میں لپیٹ کر عرش کے سامنے قندیل میں لٹک جائے۔ چنانچہ ساتویں تکمیل بس میرے نور کے جوش آنے پر ہوئی۔

نوٹ: (مقام اندالملوک الملک) جہاں پر روحوں سے عہد لیا گیا تھا۔

تیسرا وعظ

انسان کی تفسیر

۱۔ فی انفسکم افلا تبصرون ○

ترجمہ: میں تمہاری جانوں کے اندر ہوں مگر افسوس کہ تم میری طرف نہیں دیکھتے۔

(۲) حدیث نبوی (قلب مومن):

۱۔ قلب مومن عرش اللہ تعالٰی۔ مومن کا دل اللہ کا عرش ہے۔

۲۔ قلب مومن بیت ربی۔ مومن کا دل اللہ کا گھر ہے

۳۔ رأیت فی قلب ربی۔ میں نے اپنے رب کو اپنے دل میں دیکھا۔

٤۔ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ

اس کا مفہوم یہ ہے کہ زبان سے توحید کا اقرار کرنے سے انسان مسلمان ہو جاتا ہے مگر جب تک دل سے توحید کی تصدیق نہ کرے، بندہ مومن نہیں ہوسکتا اور جب تک مومن نہ ہو نجات نہیں ہوسکتی۔

۳۔ و نفخة فیه من روحی فقعوا له سٰجدین۔

ترجمہ: اور جب ہم (اللہ) نے اپنی روح آدم کے قالب میں پھونکی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ پس ہو جاؤ سجدہ کرنے والوں میں۔

پس ملائکہ نے نورِ ذات کو سجدہ کیا نہ کہ قالبِ آدم کو جیسا کہ مولانا روم نے کہا ہے کہ

گر نہ بودے نورِ حق اندر وجود

آب و گل را کے کرد ملکِ سجود

(اگر قالب آدم میں اللہ کا نور نہ ہوتا تو مٹی اور پانی کے (بت) قالب کو فرشتے کیونکر سجدہ کرتے)

٤۔ و نحن اقرب اليه من حبل الوريد ○ (پارہ۲۶۔سورۃق۔آیت۱۶)

ہم انسان کی شہ رگ سے بھی قریب تر ہیں۔

سرکار عالی قدس سرہ العزیز نے اس قرآنی آیت کی اس طرح تشریح فرمائی روح کا مقام سینے میں گہری جگہ سے دائیں طرف دوانگل کے فاصلے پر ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ کا مقام قلب میں گہری جگہ سے بائیں طرف دوانگل کے فاصلے پر ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ روح کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے روحِ انسان میں تمہاری شہ رگ سے قریب تر ہوں کیونکہ مقام روح سے شہ رگ ایک یا سوا بالشت کے فاصلے پر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا مقام روح سے صرف چار انگل کے فاصلے پر ہے۔روح سر سے پاؤں کی انگلیوں تک ہوا کی مانند حرکت کرتی ہے۔جو روح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے وہ لطیف ہو جاتی ہے۔جب لطیف ہو جاتی ہے تو پرواز کرتی ہے تو ذات سے واصل ہو جاتی ہے۔اس پر اسرار کھلتے ہیں اور معرفت الٰہیہ سے ممتاز ہو جاتی ہے جو روح اپنے رب کی طرف متوجہ نہیں ہوتی لطیف نہیں ہو سکتی اس کی پرواز نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے وصل سے محروم رہتی ہے۔

۵۔جنازے کا احترام:

حضور سرکار عالیٰ اکثر فرماتے کہ جنازے کا ہر شخص احترام کرتا ہے۔یہ کبھی کوئی امتیاز نہیں کرتا کہ میت نیک انسان کی ہے یا کسی گنہگار یا بدکار کی ہے۔اس کی وجہ پر غور کرنے کی بات ہے۔حضور سرکار عالیٰ نے فرمایا کہ روح کو اچھے یا برے کام، نیک یا بد کے ارتکاب کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے جب اس روح کو قبض کر لیا جاتا ہے اب وہ میت کے وجود سے علیحدہ ہو چکی ہے۔مگر میت کے وجود میں نور حق موجود رہتا ہے جس کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے۔اگر نور حق میت کے وجود میں نہ ہو تو میت قائم نہ رہ سکے اور آنِ واحد میں پاش پاش ہو جائے۔اس لئے رب العزت کا ارشاد ہے کہ:

جلوہ ہوں نور ہوں میں سر نہاں ہوں
مسجودِ ملائک کی میں ہی رمز عیاں ہوں

میرے ہی ہونے سے ہوا آدم مسجود ملائک
تعظیم بھی ہیں کیا سر عیاں ہوں

حدیث قدسی:

یتقرب العبد الی بالنوافل حتی اکون عینیه یبصربی و اذنیه یسمع بی و لسانه الذی ینطق بی و ایدیه یبطش بی ورجلیه یمشی بی

ترجمہ: بندہ کثرتِ نوافل یعنی زائد عبادت کی وجہ سے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کی وجہ سے میری طرف قریب ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے دیکھتا ہے اور میں اس کے کان بن جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے سنتا ہے اور میں اس کی زبان بن جاتا ہوں، میرے ساتھ بولتا ہے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے چلتا اور پکڑتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف)

لہٰذا میں اس کو برگزیدہ کر دیتا ہوں خلقت کو اس کی طرف رجوع کر دیتا ہوں۔ اس کی تعظیم و تکریم ہونے لگتی ہے۔

مندرجہ بالا ارشاداتِ عالیہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے اندر اپنے نور سے موجود ہے مگر افسوس کہ ہم اس طرف غور نہیں کرتے حضور سرکار عالی اکثر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرا ذکر فکر کے ساتھ کرو۔ فکر یہی ہے جس کا تفصیلاً اوپر ذکر آ چکا ہے۔

۷۔ ہر طرف اللہ:

فاینما تولو فثم وجه اللّٰه

ترجمہ: جس طرف تم منہ کرو اللہ ہی کا چہرہ ہے۔

حضور سرکارِ عالی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں چونکہ وہ ہر انسان کے اندر اپنے نور سے موجود ہے اس لئے بندہ جس طرف منہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا رخ ہوگا مزید فرمایا کہ احدیت، وحدت اور کثرت میں اللہ تعالیٰ ہی موجود ہے دوسرا کوئی نہیں۔ اس لئے ارشاد ہے کہ

گھٹ میں ہوں (اللہ) پر گھٹ بھی ہوں اور گھٹ بھی اپنا میں ہی ہوں
ہر شے کے اندر شے کے ساتھ جو ہے وہ میں (اللہ) ہی تو ہوں۔

۸۔ تقدیر:

حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔

لَا تَحَرَّکَتْ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہ۔

ترجمہ: ایک زرہ بھی حرکت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر۔

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ایسا ہے تو پھر گناہ اور ثواب کی سزا جزا کیوں ہے۔ حضور سرکار عالی نے اس کی تشریح اس طرح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فعل کا مختار بنایا ہے اور نیکی اور بدی کا تعین بھی ہر فعل کے مطابق فرمایا ہے۔ اس لئے اگر انسان نیکی کی راہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیکی کا اجر دے گا جو بدی کی راہ پر چلے گا وہ سزا کا مستحق ہوگا۔ اس لئے ہر شخص کے فعل کے مطابق اس کو اجر یا سزا دے گا کیونکہ انسان فعل کا مختار ہونے کی وجہ سے اپنے فعل کا ذمہ دار ہے۔

صفات ایمان:

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْت۔

حضور سرکار عالی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ تقدیر والی ہر نیکی اور بدی خیر اور شر اللہ کی طرف سے ہے۔ اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ ایک شخص کی طبعی موت واقعہ ہو جاتی ہے یہ اس کی تقدیر میں تھی دوسرا کوئی شخص خودکشی کر لیتا ہے موت تو اس کی بھی واقعہ ہوگئی۔ چونکہ اس کی عمر ہی اتنی تھی۔ ایسی موت کو تقدیر سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قدرت کاملہ نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے اور ایسا کرنا احکامات خداوندی کی خلاف ورزی ہے جو گناہ ہے۔ اس لئے شر کو تقدیر سے منسلک نہیں کیا جا سکتا۔ خودکشی کے فعل کا ارتکاب دین اسلام میں حرام ہے۔ جس شخص سے ہوا ہو وہ مجرم ہوگا۔

چوتھا وعظ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

ترجمہ: محمد، اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ کہ ساتھ اس کے ہیں سخت ہیں اوپر کفار کے رحم دل ہیں درمیان اپنے، دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے، چاہتے ہیں فضل خدا کا اور رضامندی، اس کی نشانی ان کی بیچ موہوں ان کے کی ہے اثر سجدے کی ہے۔ یہ ہے صفت ان کی بیچ تورات کے اور صفت ان کی بیچ انجیل کے۔۔

تشریح:

جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر آوے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ اور ان کا بانا یعنی تہجد کی نمازوں سے صاف نیت سے چہرے پر ان کے نور ہے۔ حضرت اصحاب لوگوں میں پہچانے پڑتے چہرے کے نور سے اور کھیتی کی کہاوت یہ کہ اوّل ایک آدمی تھا۔ اس دین پر پھر دو ہوئے پھر قوت بڑھتی گئی۔ حضرت کے وقت اور خلیفوں کے وقت اور یہ کہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان لائے اور بھلے کام کرتے ہیں حضرت کے اصحاب سب ایسے ہی تھے۔ مگر خاتمے کا اندیشہ رکھا۔ حق تعالیٰ بندوں کو ایسی خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جاویں۔ مالک سے اتنی شاباشی بھی غنیمت ہے۔

پانچواں وعظ

اہلِ بیتِ اطہار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پاکیزگی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ○

(پارہ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تا کہ دور کرے تم سے پلیدی اے گھر والوں اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔ (آپؐ نے امام حسن امام حسین، حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو چادر کے اندر لے لیا اور فرمایا یہ میری اہلِ بیت ہیں۔)

پنجتن پاک:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ وَ نِسَآءَ نَا وَ نِسَآءَ کُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ○ (آل عمران۔ پارہ۳۔ آیت ۶۱)

ترجمہ: پس کہہ آؤ بلائیں ہم بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہارے کو اور بیبیوں اپنی کو اور بیبیوں تمہاری کو اور جانون اپنی کو اور جانوں تمہاری کو پھر التجا کریں پس کر دیں ہم لعنت اللہ کی اوپر جھوٹوں کے۔

اس آیت کی تشریح کے لئے آپ امام حسن، امام حسین، جناب سیّدہ اور جناب امام علی علیہم السلام کو ساتھ لے کر گئے۔

محبت اہل بیت فرض ہے:

قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی (سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

ترجمہ: کہہ نہیں مانگتا میں تم سے اوپر اس کے کچھ بدلا مگر دوستی بیچ قرابت کے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَه‘ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (پارہ۲۲۔الاحزاب۔آیت۵۶)

ترجمہ: تحقیق اللہ اور فرشتے اس کے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اس کے اور اور اچھی طرح سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔

اہلِ بیت پر درود کے بغیر نماز مکمل نہیں:

اللھم صل علٰی محمد و علی اٰل محمد کے ذریعے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کے لیے اللہ سے رحمت مانگی جاتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور دس رحمتیں اترتی ہیں مانگنے والے پر۔ جتنا چاہے اتنا حاصل کرے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر درود بھیجے بغیر نماز نہیں ہوسکتی۔

چھٹا وعظ

فضائل درود شریف

بلندیٔ درجات:

عَنْ اَنَس اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ! مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلْیُصَلِّ عَلَیَّ وَمَنْ صَلَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: مَّن صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰاتٍ وَّحَطَّ عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَہٗ بِھَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ

(رواہ احمد والنسائی واللفظ لہ وابن جان فی صحیحۃ کذانی الترغیب)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جس کے سامنے میرا تذکرہ آئے اس کو چاہیئے کہ مجھ پر درود بھیجے۔ اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تعاظم وتعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اور اس کے دس خطائیں معاف کرے گا۔ اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

روزِ محشر حضور پاک کی قربت:

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشک قیامت میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ آدمی ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے۔ (ترمذی شریف، راوی ابن مسعود)

شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ حِیْنَ یُصْبِحُ عَشْرًا وَّحِیْنَ

یُمْسِیْ عَشْرًا اَدْرَکَتْہُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو آدمی صبح اور شام مجھ پر دس دس دفعہ درود پڑھے اس کو قیامت کے دن میری شفاعت پہنچ کر رہے گی۔ (طبرانی راوی ابی درداء)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جمعۃ المبارک کو خصوصی طور پر درود پاک کی کثرت رکھا کرو اس دن تمہارا درود میرے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ حشر کے دن میری شفاعت کا حقدار وہی اشخاص ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں۔ وہ بہت بخیل آدمی ہے جو میرا نام سن کر درود نہ بھیجے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعاظم وتعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھجتا ہے۔

امیر المؤمنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص دعا کے آغاز اور آخر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود نہ بھیجے گا اس آدمی کی دعا آسمان اور زمین کے مابین معلق رہے گی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

امیر المؤمنین خلیفہ چہارم مولائے کائنات امام المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دعا کرنے والا اگر میرے حبیب باعث تخلیقِ کائنات (حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر درود نہ بھیجے گا اس کی دعا ہرگز مستجاب نہ ہوگی۔

درود شریف تو بہت ہیں لیکن میرے والد ماجد نے دو درود شریف ارشاد فرمائے ہیں:

درودِ خضری:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلِّمْ ○

درود شریف ہزارہ:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِأَۃَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ ط۔

ساتواں وعظ

فضیلتِ جمعہ

فرمانِ خداوندی:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَیْهَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا ط قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ط وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ○

(سورۃ جمعہ پارہ ۲۸۔آیت ۹ تا ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اور اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ اور جب انہوں نے دیکھا کوئی تجارت یا کھیل تو اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے۔ تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ہے۔

ابا حضور سرکار عالیٰ حضرت محبوبِ ذات قبلہ سیّد احمد حسین قدس سرہ العزیز سورۃ جمعہ کی آخری آیات کی یوں تشریح فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعظ فرماتے ہوئے سورۃ جمعہ کی فضیلت میں یوں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے دنیا کے تمام کام چھوڑ کر نماز جمعہ ادا کرے تو اللہ تعاظم وتعالیٰ اس کے وہ کام خود سرانجام دیتا ہے۔

توکل علی اللہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے جمعہ کی اذان سنی وہ کنواں چلانے کے لئے اپنی اونٹنی تلاش کر رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمعہ کی فضیلت کے الفاظ سن کر اس کے دل میں خیال آیا کیوں نہ میں جمعہ ادا کروں اور اپنی آٹھ روزہ کنواں کی باری چھوڑ دوں۔ اگر کھیتی جلتی ہے تو جل جائے اللہ وارث ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگہبان ہیں جنہوں نے ہمیں بشارت دی ہے کہ دنیا کا کام رب کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ اس صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی۔ جمعہ پڑھنے کے بعد صحابی سیدھا کنویں پر گیا تو دیکھا کہ اس کے کھیت کو ایک آدمی کسی (بیلچہ) سے پانی لگا رہا ہے اور ایک بیل کنواں چلا رہا ہے اس نے سمجھا کہ دوسرے کھیت والے کا مہمان غلطی سے میرے کھیت کو پانی دے رہا ہے۔ اس نے جسارت کر کے پوچھا کہ اے بھلے انسان میری باری تو ختم ہو گئی تھی تو میرے کھیت کو کیوں پانی دے رہا ہے اگر تو نے میرے ساتھ والے کھیت کو پانی لگانا ہے تو وہ دوسرا کھیت ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم میرے ساتھ والے کھیت کے مہمان ہو۔ اس نے جواب دیا کہ اے نیک بخت ہم مہمان نہیں ہیں ہم تو چوتھے آسمان کے فرشتے ہیں۔ میں کسی سے تیرے کھیت کو پانی لگا رہا ہوں اور دوسرا فرشتہ بیل بن کر کنواں چلا رہا ہے۔ ہم دونوں شیر کی ہیت میں تیری اونٹنی کو گھیر کر تیرے گھر چھوڑ آئے ہیں۔ صحابی جب گھر پہنچا تو بیوی نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ دو شیر اونٹنی کو گھیر کر میرے پاس گھر چھوڑ گئے ہیں۔ میں نے اس کو پکڑ کر باندھ لیا ہے۔ صحابی نے یہ سارا ماجرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔

تصدیق:

جمعہ کی فضیلت برحق ہے۔ اگر ایمان مکمل ہو اور یقین محکم ہو تو اب بھی ایسا ہو سکتا ہے یہ وعظ حضور سرکار عالی قدس سرہ العزیز نے نماز جمعہ سے پہلے اور خطبہ اوّل کے بعد سنایا پھر آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ثانیہ پڑھا اور ہم سب نے ابا حضور کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی بیس برس گزرنے کے بعد بھی یہ واقعہ راقم الحروف نے یہاں درج کیا ہے جس کی تصدیق برادر اکبر سیّد افضال احمد حسین، خلیفہ میر حسرت علی، خلیفہ وزیر علی، شیخ محمد شفیع، چوہدری شیر محمد اور سیدنا صر علی شاہ صاحب نے فرمائی۔

باب سوم

فصل اوّل

باب سوم

تصوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة على رسوله وآله اجمعين۔ یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شَیۡئًا لِلّٰہِ۔ جاننا چاہیئے کہ حضرت وجود کے جو سب حقیقتوں کی حقیقت ہے تین مرتبے ہیں کہ جن کو غیب کے مرتبے کہتے ہیں۔ پہلا مرتبہ احدیت کا ہے جو فقط ذات ہے اور ایسی ہستی ہے جو سمجھ میں ہرگز نہیں آ سکتی۔ لا یدرك الا العباد (آنکھیں اس کو ادراک نہیں کرسکتیں) حق تعالیٰ کی ذات کو کوئی عبارت یا اشارہ بیان نہیں کرسکتا۔ اور نہ ہی عقل اور وہم اس تک پہنچ سکتے ہیں اس لیے ذات میں غور کرنا (کہ وہ کیسی ہے) منع ہے اور خلافِ طریقہ ہے۔ دوسرا مرتبہ وحدت کا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفتیں سب اکٹھی جمع ہیں۔ ایک دوسری سے جدا جدا نہیں۔ صرف قابلیت ہے جس کو حقیقتِ محمدیؐ کہتے ہیں۔ یہ مرتبہ احدیت اور وحدت کے بیچ کا ہے یعنی ان دونوں کے برزخ کا ہے۔ تیسرا مرتبہ وحدیت کا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفتیں ایک دوسرے سے جدا جدا پہچانی جاتی ہیں۔ اس مرتبہ کو الوہیت کا مرتبہ کہتے ہیں۔ اور اللہ جل شانہ کے جمال اور جلال کا کمال اسی مرتبہ میں ہوتا ہے۔ یہ تینوں مرتبے (احدیت، وحدت اور واحدیت) وجوب اور قدم کے ہیں اور معبودیت اور سجودیت ان مرتبوں کا خاصہ ہے۔ نقصان اور امکان اور محدودیت اور محصوریت کو ان مرتبوں میں دخل نہیں۔ ان تینوں مرتبوں کو حق کے اندرونی مرتبے کہتے ہیں۔ تین مرتبے اور ہیں کہ جن میں وجودِ مطلق اعیان کی صورتوں میں ظاہر ہو رہا ہے یعنی وہ اعیان جو عالم موجودات کی حقیقتیں ہیں اور جن کو کونیہ، مجرد، بسطیہ، مرکبہ اور جسمانیہ کہتے ہیں اور جو

طرح طرح کے لباسوں میں ظاہر ہورہے ہیں۔ان کا پہلا مرتبہ ارواح کا ہے جولطیف جوہر ہیں اور تصور میں نہیں آ سکتے۔ اور جو ملاوٹ قبول کرتے ہیں نہ ٹکڑے ہوتے ہیں۔فرشتے، عقلیں، ناطقہ روحیں اور منطبعہ روحیں اس مرتبہ میں داخل ہیں۔ دوسرا مرتبہ مثال کا ہے۔اس مرتبہ میں روحیں لطیف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور جدا جدا ہونا اور بٹ جانا ان میں نہیں ہوتا۔ یہ مرتبہ عالم خیال کا ہے جو مقید اور مطلق ہوتا ہے (مقید وہ ہے جو خیال میں آ جاوے۔ اور مطلق وہ ہے جو ابھی خیال میں نہیں آیا)۔اور تیسرا مرتبہ جسم کا ہے جو کثیف جوہر ہے اور اس کو مرکب اور اربعہ عناصر کہتے ہیں جو تین قسم کا ہے: کانی، نباتی اور حیوانی۔اور انسان حضرت وجود کا آخری ظہور ہے جس میں اوپر کے لکھے ہوئے تمام مرتبے داخل ہیں۔اس کے بعد پھر کوئی مرتبہ ظہور کے لیے باقی نہیں رہتا۔حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی چیز اپنے کمال کو جا پہنچتی ہے تب وہ چیز اپنی ضد کی طرف پلٹ جاتی ہے۔حضرت انسان قدم کے مرتبوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے مرتبہ کے بعد ہے۔لیکن حدوث کے مرتبہ میں ذات کے مرتبے کا ظہور انسان کے بعد ہوتا ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ ان مرتبوں کو اچھی طرح سمجھ کر یقین کر لے۔ حقیقت میں وجود ایک ہی ہے غیر اعتباری (یعنی مانا ہوا) ہے لیکن وجودِ مطلق کے ظہور میں ایک ظہور دوسرے ظہور کا اصلی غیر ہے۔صرف وہم ہی نہیں ہے اس لیے ظہور میں ہر ایک مرتبہ کا پورا لحاظ رکھے۔ حدوث اور امکان کے مرتبوں میں عابدیت اور ساجدیت اور نقصان اور تباہی (ختم ہوجانا) کو دیکھے۔اور وجوب کے مرتبوں میں معبودیت اور سجودیت اور کمال کو لازم جانیں اور یہ بھی جانے کہ بندہ کتنا ہی باکمال ہوجاوے یہاں تک کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفتیں ظاہر ہوجاویں تو بھی وہ خدا نہیں ہوجاتا۔اور الوہیت اور ربوبیت کے درجہ کو نہیں پہنچتا العبُد اَوَاَنَّ تَرقّی اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے ظہور میں جس کا آخری لباس انسان ہے ظاہر ہووے۔تب بھی وہ بندہ نہیں ہوجاتا اور عبودیت اور نقصان کو نہیں پہنچتا۔ اَلرّبُ رَبٌّ وَاَنْ نّزل اس لیے چاہیے کہ ظاہر اور باطن کے مرتبوں کو نہ چھوڑے اور موجود کو عین خدا کا جانے اور دوئی کو یہاں تک مٹا دیوے کہ اس کا خیال تک نہ آوے اور حق تعالیٰ کا ہونا اس قدر غلبہ پا جاوے کہ خود کو نفی کرنے کا علم بھی نہ رہے۔ الآ آن کَمَا کَانَ بخوبی روشن ہوجاوے انسانی

تعلق جب تک باقی نہ رہے۔ شریعت کے حکموں کو لازم اور واجب جانے۔ شرعی تکلیف لازمی ہے مٹ نہیں سکتی کیونکہ اس کا مدار عقل پر ہے۔ لیکن اگر محویت میں عقل نہ رہے تو معذور اور معاف ہے۔

احمدؐ تا نگم نگروی ہوشدار

اس لیے سالک کو چاہیئے کہ عینیت اور غیریت دونوں کو اپنی اپنی جگہ میں رکھے اور حقیقت کے دریا میں ایسا غوطہ مارے کہ ''میں'' اور ''تو'' کا کوئی اثر نہ رہے اور عینیت اور غیریت دونوں اٹھ جاویں اور خدائی اور بندگی کو جگہ نہ رہے۔

باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضرت نبوت ورسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب مرتبوں کے ظہور کے اصل ہیں۔ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِّنْ نُوْرِیْ (میں نور خدا سے ہوں اور سب خلقت میرے نور سے ہے) ان کی حقیقت وحدت ہے اور وہ احدیت کا مظہر ہے (مظہر ظاہر ہونے کی جگہ) اور وحدیت وحدت کا مظہر ہے اور ان کی پاک روح ظہور کے عالم میں احدیت کا مظہر ہے اور ان کا صاف قلب وحدت کا مظہر ہے اور ان کا جسم شریف واحدیت کا مظہر ہے۔ یہ تینوں مرتبے حضرت رسالت پناہی کے اندرونی مرتبے ہیں۔

عالم ارواح ان کی پاک روح کا مظہر ہے۔ عالم مثال ان کے پاک قلب کا مظہر ہے اور عالم اجسام ان کے نفیس جسم کا مظہر ہے۔

وحدت کا مراقبہ اور شغل کامل مرشد سے تحقیق کر کے کرنا چاہیئے۔

یا تو ہستی مطلق کو عالم کی سب چیزوں میں دیکھے یا اس کو حقیقتِ محمدیؐ کے ظہور کے ساتھ سب مظاہر میں ملاحظہ کرتا رہے۔

ہر جا کہ بنگری ہمہ نورِ محمدؐ است

ھُوَ الْاَوَّلَ وَالْاٰخَرَ والظَّاھِرَ وَالبَاطِنَ وَھُوَ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیْم۔ اَللّٰھُمَّ وَقفنَا کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَارْزَقْنَا متا بعَتہ ممدن المُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

پوشیدہ تر ہے کہ حضرت وجودِ مطلق جیسا کہ وہ اصل میں ہے کہ کسی صفت یا تعریف میں

نہیں آ سکتا۔ وہ ہر قسم کی قید اور لگاؤ سے بری ہے۔ صفت بے صفتی، وجوبیت و وجوب یا کوئی امکانیت کا حکم اس پر نہیں لگ سکتا۔ اس کو مطلق بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ ہر لگاؤ سے پاک ہے۔ کوئی اشارہ یا کوئی عبارت خواہ کیسی ہی ہو اس کو ہرگز بیان نہیں کر سکتی اور عقل سمجھ اور بوجھ اس تک نہیں جا سکتے۔ صفتوں میں اس کو موصوف کرنا اس کے مرتبوں کے ظہور کرنے کے سبب سے ہے۔ وجوب کے مرتبوں میں اس کو وجوبی صفتوں سے موصوف کرتے ہیں اور امکانی مرتبوں میں اس کو اعتبارات (مناوت) سے جانتے ہیں۔ کسی بزرگ نے مبشرہ (بشارت خواب) جناب سیّدنا فخر الانبیاء سے سوال کیا: یا رسول اللہ! آپ ابنِ عربی کے قول میں کیا حکم فرماتے ہیں کہ وہ لکھتا ہے کہ حضرت وجودِ مطلق مرتبہ قدم میں قدیم ہے اور مرتبہ حدوث میں حادث ہے؟ تو جواب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جیسا ابن عربی لکھتا ہے ویسا ہی ہے۔'' سو خالص ذات حق تعالیٰ پر احدیت اور تنزیہ کی صفتوں کا لگانا بھی عبارت میں اس کے نہ آ سکنے کے سبب سے ہے حقیقت میں وہ مرتبوں میں سما نہیں سکتا اور ان میں اس کا شمار کرنا تعین اوّل کے ظہور کے سبب سے ہے۔ جس کو وحدت کہتے ہیں اور وحدت برزخ کبریٰ کا مرتبہ ہے (جو درمیان احدیت اور واحدیت کے ہے) اور جو اسطہ ہے احدیت اور واحدیت کے ظہور کا۔ سو جان لو کہ وحدت وہی احدیت ہے جس کی صفتوں نے ظہور کی طرف اجمال (اکٹھا) اور کلیت (جامع) کا تعین لیا ہے اور جس نے وجوبی صفتوں میں (جو اللہ تعالیٰ کو جدا جدا صفتیں ہیں اور ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں) تعین لیا ہے اور اعیانِ ثابتہ جہان کی سب چیزوں کی حقیقتیں ہیں جنہوں نے مرتبہ علم میں صورت پائی ہے (تعین لیا ہے) اور ہر ایک صفت دوسری صفت سے علیحدہ تمیز پا کر مرتبہ تفضیل میں الگ قائم ہو گئی ہے جیسا کہ اعیانِ روحیہ و مثالیہ و جسمانیہ و فلکیہ اور عنصریہ اور مرکبہ علیحدہ علیحدہ قائم ہو گئے ہیں اور جب حضرت وجود نے چاہا کہ عین ظاہر میں شہودی ہستی میں ان علمی صورتوں کو ظاہر فرما دے کہ جنہوں نے شہادی وجود کی بو تک نہیں سونگھی اور نہ آئندہ کبھی ایسی بُو لے گی۔ اور وہ علم قدیم میں بدستور چھپے ہوئے ہیں ایسا ظہور کر دے کہ جو عقل اور خیال اور حس میں معلوم ہو اور محسوس ہووے تو اس نے خود ہی ان اعیان کی صورتوں میں عالم ارواح اور عالم مثال اور عالم اجسام

میں تجلی فرمائی کیونکہ اس کے غیر کا ہونا محال ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کان اللہ ولم یکن معہ شی (تھا اللہ اور نہ تھی ساتھ اس کے کوئی چیز) اور یہ بھی فرمایا (ان کما کان) اب بھی ویسا ہی ہے کہ جیسے وہ تھا اپنی وحدت پر۔ اگر عالم کا وجود غیر اللہ ہوتا تو الآن کما کان کیسے درست ہوتا؟ بلکہ خلقت کے ظہور کی حالت میں جو الآن ہے وہ وحدتِ مذکورہ پر ہرگز نہ رہتا کیونکہ اس پر غیر موجود ہو گیا ہوتا۔ لہٰذا یہ امر مستحق ہو گیا کہ حق تعالیٰ کا حقیقی غیر موجود نہیں ہے۔ یہ وہی حضرت وجودِ مطلق ہے کہ جو جہان میں مخلوق کی صورتوں میں جلوہ گر ہو رہا ہے۔

کجا غیر کو غیر کو نقشِ غیر　　هو الله سوا الله مافی الوجود

وہی وجود ہے جس کا روحی صفتوں کے لباس کے سبب روح نام ہے اور مثالی صفتوں کے رنگ سے مثال نام ہے اور جسم کی قید کے لحاظ سے جسم نظر آتا ہے لیکن موجود سوائے ذات خداوند تعالیٰ کے اور کچھ بھی نہیں ہے اور اعیان پر جو وجود کا لفظ بولا جاتا ہے اس کا یہ سبب ہے کہ جب اعیان کے حکم اور اثروں کا ظہور حق تعالےٰ کے وجود کے آئینہ میں عاریتی ہستی سے قیام لیتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس پر وجود کا لفظ بولا جاوے نظیر اس کی ایسی ہے کہ جیسے کسی نے مکان بنانا چاہا تو سب سے پہلے وہ مکان کے نقشے کو اپنے ذہن میں جما دے گا۔ مکان کی دیواروں، ستونوں، چھتوں اور دروازوں کی تفصیل ایسی ذہن میں لاوے گا کہ مکان میں کوئی نقص یا خلل نہ آ سکے۔ تب وہ مصالحہ سے مکان کی عمارت بنا دے گا اور یہ کہے گا کہ جس مکان کو میں بنانا چاہتا تھا اس کا نقشہ یہ ہے حالانکہ اس مکان کا نقشہ اس کے ذہن میں بدستور موجود ہے اور وہ خارج میں کبھی نہیں آوے گا لیکن مکان کی صورت غیر حقیقی میں وہ خارج میں معلوم ہوگا۔ وہی وجود مطلق اپنی ذات سے قسم قسم کے لباسوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ علم کے اعتبار سے وہ اوّل کہلاتا ہے اور ظہور کے اعتبار سے آخر، عین میں اوّل ہے مطلق ہونے کے اعتبار سے اور آخر ہے صورت میں آنے کے اعتبار سے۔

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار　　متجلی است از در و دیوار

وجود میں ایک عین کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ هُوْ هُوْ هُوْ مُحَمَّد رَسُوْل اللّٰہ الخلق معقول والحق محسوسًا جو کچھ کہ عقل میں معقول ہے وہ خلقت

ہے اور جو محسوس ہوتا ہے یعنی جو ٹوہنے میں آتا ہے وہ حق تعالیٰ ہے۔

گم ہو رہے ہو مجھ میں اگر تم تو کیا ہوا
میں بھی تو ہوں نگاہ سے اپنی چھپا ہوا

ناسوت عالم اجسام کو کہتے ہیں یعنی دنیا اور یہ جہان اور مجازاً بمعنی شریعت اور عبادت ظاہری بھی آیا ہے۔

ملکوت عالمِ ارواح اور ملائک اور ملائک کی عبادت کے مقام کا بھی نام ہے۔

جبروت عالم عظمت وجلال و عالم اسماء وصفات الٰہی و مرتبہ وحدت جو حقیقتِ محمدیؐ سے عبارت ہے اور مرتبہ صفات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

لاہوت عالمِ ذات الٰہی جس میں سالک کو مقام فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔

حضرت محمد امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عروج اور انبساط کا کیا بیان کیا جائے۔ جو کچھ تحریر ہوگا دریا میں سے قطرہ بھی نہیں۔

چنانچہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

از درمہا نام شاہاں برکنند　　نامِ احمد تا قیامت مبرند

بادشاہوں کے نام انقلابِ سلطنت کے وقت سکہ سے مٹا دیے جاتے ہیں لیکن جناب احمدؐ کا اسم تا قیامت نقش ہوتا رہے گا اور درالوح اور کتب میں برابر تحریر ہوگا کیونکہ آپ کی شریعت قیامت تک قائم رہے گی۔

نام احمدؐ نام جملہ انبیاء ست
چونکہ صد آدم نو دہم پیشِ ماست

حضرت احمدؐ کا نام تمام انبیاء کا نام ہے۔ ہمارے پاس سو ہیں تو اس میں نوے بھی ہیں۔

شرح: جس طرح سو کا عدد نوے کو محیط کرتا ہے۔ اور نوے سو میں داخل ہے۔ اس طرح ذاتِ احمدیؐ تمام انبیاء علیہم السلام کی ذاتوں کو محیط ہے۔ یعنی ان میں جتنے کمالات الگ الگ آپ میں بطور مجموعہ ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے تاروں میں چاند کہ تمام تاروں کی حقیقت کو محیط ہے۔ جب چاند نکلتا ہے تو تاروں کے نور

کوڈھانپ لیتا ہے۔اسی طرح آپ کی ذات نے تمام انبیاء کی ذات کواور آپ کی شریعت نے تمام شریعتوں کوڈھانپ رکھا ہے۔

حقیقتِ محمدیہ جامع جمیع خلائق اور فیض رساں تمام خلائق ہے اور ولایت محمدیؐ جامع جمیع ولایات اور مقام جامع جمیع مقامات ہے اور آپ کی نبوت اور رسالت جامع جمیع نبوت و رسالت ہے۔غرضیکہ تمام موجودات کے لیے علت غائی ہیں۔

پہلے اللہ تعاظم وتعالیٰ نے قلم کوتخلیق کیا اوراس کوکہا: لکھ پس قلم نے تمام گزشتہ اور آئندہ حالات تحریر کردیئے۔پھر قلم کوکہا: لا الہ الا اللہ لکھ۔پس اس نے لکھ دیا۔پھراس کوکہا: لکھ محمد رسول اللہ۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل طور پر مظہر اور اسرار عشقِ الٰہی ہیں۔

بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مقامِ فنافی الشیخ، مقام فنافی الرسول و

مقامِ فنافی اللہ کی شناخت و پہچان

جاننا چاہیئے کہ مقام فنافی الشیخ و مقام فنافی الرسول و مقام فنافی اللہ کی کیا شناخت ہے اور ان مقامات کو کس طرح پہچاننا چاہیئے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ مقام فی الشیخ یہ ہے کہ جب طالبِ اللہ صورت شیخ کا تصور کرے صورت شیخ حاضر ہو کر طالب کو جس مقام پر چاہے پہنچا دے۔ درحقیقت مقام فنافی الشیخ اسے کہتے ہیں ورنہ صرف صورت شیخ کا تصور کرنا بت پرستی میں داخل ہے مقام فنافی الرسول یہ ہے کہ جب طالب اسم محمدؐ کا تصور کرے فوراً مجلس محمدی میں حاضر ہو جائے اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملازمت سے مشرف ہو اور اس کے اخلاق و عادات میں خلق محمدی کی خوبو پیدا ہو جائے اور اس کا نفس باطل سے بالکل جدا ہو جائے۔ اور مقام فنافی اللہ یہ ہے کہ طالب اللہ جب اسم اللہ کا تصور کرے تو اسم اللہ اس کے وجود میں ایسا اثر کرے کہ اس کا وجود سر سے پیر تک معرفت الٰہی سے پر ہو جائے اور اس میں وحدت مطلق جلوہ گر ہو، اور اگر معرفت کے دریا میں غوطہ لگائے تو ازل سے ابد تک مدہوش رہے۔ یہ بھی عطائے مرشد کامل سے ہے جو شخص کہ راہ باطن میں شک کرے راندۂ درگاہ ہو۔ نعوذ باللہ منہ جو شخص کہ اس طریقہ سے راہ باطن نہ جانے وہ ناحق اور باطل پر ہے۔ اور یاد رکھو کہ علم پڑھنے اور عبادت و ریاضت ظاہری اٹھانے میں نفس بہت محظوظ ہوتا اور حلاوت پاتا ہے۔ ناموری اور جوعات خلق سے خوش ہو کر فربہ ہو جاتا ہے اور تصور اسم اللہ اور ذکر و فکر، غرق استغراق اور مراقبہ سے بھاگتا ہے۔ اور حضور مجلس محمدی اور راہ باطنی نہیں اختیار کرتا۔ راہِ باطنی اس کے حق میں سم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ تصور اسم اللہ اور معرف الا اللہ اور حضور مجلس محمدیؐ سے فقیر کے وجود میں نور توحید اور راز الٰہی پیدا ہوتا ہے جس سے معرفتِ الٰہی و مرتبہ الہام و حضور مطلق مقام ربوبیت حاصل ہوتا ہے۔ حضورِ مقام فنافی اللہ اور قرب الٰہی سے

نفس مقہور ہوتا ہے۔ ادب اور حیا و علم و صفائی باطن و خلوص و اخلاص مجلس محمدیؐ نفس کو قید اور محاسبہ میں ڈالتی ہے۔ عدل و انصاف حقیقی وہی ہے جو تقویٰ و پرہیز گاری سے حاصل ہو۔ عارفوں کا نفس شکم سیری کے وقت شکر و ثنائے الٰہی میں رہتا ہے اور بھوک کے وقت صبر اور ذکر کرتا ہے اور فکر سے غنی و بے پرواہ رہتا ہے اور حضور مجلس محمدیؐ میں مشاہدہ انوار الٰہی سے غرق معرفت الٰہی ہو کر جمعیتِ کلی حاصل کرتا ہے۔ بدون غرق و استغراق کے اسے اقرار نہیں ہوتا جس طرح مچھلی دریا میں آرام پاتی ہے اور خشکی میں ہلاک ہو جاتی ہے سخاوت میں ان کا نفس اولوالعزمی اور ہمت و کرامت سے کام لیتا ہے۔ خلق اللہ پر مادر و پدر سے زیادہ شفیق رہتا ہے۔ شہوت و خواہش نفسانی کے وقت اہل شعور رہتا ہے۔ مقام فنا فی اللہ اور مقام حضور کو مدنظر رکھتا ہے۔ اسی لئے منظورِ نظر اور صاحب حیا ہونے کی وجہ سے شہوت و خواہش نفسانی سے دور رہتا ہے۔ اور محض بوجہ اللہ اور خوفِ خدا کے سبب سے ہوا و ہوس کے پاس نہیں جاتا۔ جیسا کہ خداوند کریم نے اپنے کلامِ پاک میں فرمایا ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰى ○

(لیکن جس شخص نے مقامِ ربوبیت سے خوف کھا کر اپنے نفس کو خواہشوں سے روکا اس کی جگہ جنت ہے) عارفوں کو خدائے تعالیٰ اس قدر قوت اور توفیق عطا کرتا ہے۔ کہ وہ مقامِ طریقت کو تحقیق کر کے ذوق و شوق و محبت میں رہ کر روشن ضمیری حاصل کرتے ہیں۔

ملفوظات سرکارِ عالی قدس سرہ العزیز

۱۔ اللہ ایک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔ دونوں جہانوں کی ہر شے اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے کر لیتا ہے۔

۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب اور خاتم النبیین ہیں۔ دونوں جہان آپ کے ظہور کے لیے ہی معرض وجود میں لائے گئے۔ جس نے آپ پر نازل ام الکتاب اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا اس نے دونوں جہانوں کی دولت سمیٹ لی۔

۳۔ فقراء کا طبقہ اشرف المخلوقات ہے اور یہی وہ طبقہ ہے جو اسلام کی ظاہری اور باطنی تبلیغ کرتا ہے اور گفتار سے ہی نہیں بلکہ روحانی کردار سے دلوں کو خدا کی طرف مائل کر دیتا ہے۔

۴۔ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہ سرتاج اولیاء ہیں۔ آپ ان انسانوں میں سے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ نہیں جانتے جو میرے بندے ہیں وہ میرے ہی رہیں گے۔

۵۔ مرشد کامل کے فرمودات کو حرفِ آخر سمجھ کر ان پر عمل کرو۔ قبر بھی روشن رہے گی اور آخرت بھی سنور جائے گی۔

۶۔ کسی شخص کے دل کو تکلیف نہ دو کیونکہ دل اللہ کا گھر ہے۔

۷۔ مساکین، غرباء اور یتیموں کی سرپرستی کرو۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کا باعث ہیں۔

۸۔ ہمیشہ سچ بولو چاہے کوئی ناراض ہی کیوں نہ ہو جائے۔

۹۔ متوسط الحال طبقے کی غائبانہ مدد کرو۔ اللہ اور اس کے رسولِ مقبولؐ بہت خوش ہوں گے۔

۱۰۔ صبر و تحمل کا مادہ پیدا کرو اور یاد رکھو یہ صرف والہانہ ذکر الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔

۱۱۔ انسان سے پیار کرو۔ یہ اللہ کا نائب فی الارض ہے۔

۱۲۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو۔ یہ تزکیہ نفس کی ابتدا ہے۔

مقاماتِ سلوک

سلوک کے خاص خاص بارہ مقامات ذیل میں درج ہیں۔ سالک کے لیے لازم ہے کہ ہر حالت میں عبادات کو وقت مقررہ پر انجام دیتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حساب ضرور لیں گے چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے کہ رائی کے دانہ کے برابر بھی نیکی بدی جو بھی کرے گا اس کا اجر ضرور پائے گا۔

۱۔ توبہ۔ اس عمل سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے بندہ نادم و خائف رہتا ہے اور اس سے استغنا کی کثرت ہوتی ہے۔

۲۔ انابت۔ یہ عمل سستی چھوڑنا اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا ہے۔

۳۔ عفت۔ یہ شہوتوں کو ترک کرنا ہے۔

۴۔ ورع۔ اللہ تعالیٰ کے بندے مکروہ اور مباح سے بھی بچتے ہیں اور یہی ان کی بلندی ہے۔

۵۔ ارادہ۔ اللہ تعالیٰ کے بندے آرام چھوڑتے ہیں۔ محنت اور ریاضت کا اپنے جسم کو عادی بناتے ہیں اس لیے مخلوق ان سے پیار کرتی ہے۔

۶۔ فقر۔ اللہ تعالیٰ کے بندے کسی بھی چیز کی ملکیت نہیں رکھتے۔ ہر شے کا مالک اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہی مانتے ہیں۔

۷۔ صدق۔ یہ سلوک ظاہر و باطن میں ایک ہی جیسا رہنا ہے۔ ان کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہی طریق رب تعالیٰ کو حاضر و ناظر تسلیم کرتا ہے۔

۸۔ تصبر۔ نفس کو زندگی کی تلخیوں اور ناپسند چیزوں کا عادی بنانا ہے۔

۹۔ صبر۔ یہ غیر اللہ سے شکایت ترک کرنا ہے۔

۱۰۔ رضا۔ یہ مصیبت میں خاموش رہنا ہے۔

۱۱۔ اخلاص۔ یہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں خلق کو دور رکھنا ہے۔

۱۲۔ توکل۔ یہ اللہ تعالیٰ پر اس کے وعدہ اور وعید پر بھروسہ کرنا اور غیر اللہ سے کوئی بھی امید نہ رکھنا ہے۔

بھوک اور اس کے احکام:

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ۔ (البقرہ)

یعنی اللہ آزمائیں گے تمہیں خوف، بھوک اور نقصانِ مال وجان وثمرات سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بطن جائع احباء الی اللہ تعالیٰ من سبعین عابدا عاقلا۔

بھوکا پیٹ اللہ کا پیارا ہے ستر عابد عاقلوں سے۔

واضح رہے کہ بھوک کو بڑا اشرف ہے اور تمام مذہبوں اور امتوں میں پسندیدہ ہے اس لیے کہ بھوکے کا دل زکی ہوتا ہے۔ طبیعت مہذب اور تندرستی زیادہ حاصل ہوتی ہے جو پینا بھی کم رکھے وہ ریاضت میں سب سے زیادہ آراستہ کر لیتا ہے۔ اگرچہ بدن بھوک سے بلا میں مبتلا ہوتا ہے لیکن دل کو روشنی حاصل ہوتی ہے اور جان میں صفائی اور سر میں لقائے حق کا سودا حاصل ہوتا ہے۔ جب سر کو سودا حاصل ہو جائے اور جان میں صفائی آ جائے، دل میں روشنی آ جائے تو تن اگرچہ بلا میں پڑے مگر کچھ نقصان نہیں۔

تزکیہ نفس:

احادیث سے ثابت ہے کہ انسان کو عبودیت بجالانے اور نفس کو پاک اور صاف کرنے کا اختیار ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بالکل صاف صاف ارشاد فرمایا ہے البتہ اس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ یعنی مجاہدہ کی تلوار اور خواہشاتِ نفس کی مخالفت سے نفس کی کدورتوں اور آلائشوں کو کاٹ کر صاف کر دیا۔

جہادِ اکبر:

شیخ المشائخ میراں محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ''فتوح الغیب'' کے مقالہ نمبر ۶۷ میں فرماتے ہیں: جیسا کہ تو ایک مرتبہ نفس سے مجاہدہ کر کے مخالفت کی تلوار سے اس کو قتل کر دے گا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کو جلا دے گا تا کہ وہ نفس پھر تجھ سے لڑے۔ اور حرام و حلال اور خواہشوں اور لذتوں وغیرہ کا طالب ہو۔ مطلب یہ کہ دوبارہ مجاہدہ کرے اور یہ ثواب دائمی لکھا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بھی یہی معنی ہیں۔

رَجَعنَا مِنْ جِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰی جِهَادِ االْاَکْبَر

ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد جہاد بالنفس ہے اس لیے کہ وہ ہمیشہ شہوتوں لذتوں اور نافرمانیوں میں غرق رہتا ہے اور یہی معنی ارشادِ الٰہی کے ہیں۔

یقین کامل:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَا تِیَكَ الْیَقِیْنَ۔

ترجمہ: اپنے رب کی عبادت کر حتیٰ کہ تجھ کو یقین (یعنی موت) آ جاوے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبادت کا حکم فرمایا ہے اور وہ عبادت نفس کی مخالفت ہے کیونکہ نفس تمام عبادتوں کا انکار کرتا ہے اور اس کی ضد کا طالب ہوتا ہے حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہوا اور نفس ہی نہیں۔ چنانچہ ارشاد تبارک وتعالیٰ ہے[1]۔ میرا حبیب نہیں بولتا اپنی خواہش سے۔

یعنی وحی سے بولتا ہے اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس خطاب واعبد ربك حتی یاتیك الیقین سے مخاطب فرمایا ہے کہ اس کی شرع مقرر ہو جائے اور امت کے درمیانِ حکمِ عام ہو جائے حتیٰ کہ قیامت ہو جائے اور اپنے نبی کو ہوا پر قوت عطا فرمائی کہ اس کو ضرر نہ پہنچا سکے اور اس کو جنگ اور لڑائی کی جانب

[1] وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ○

محتاج نہ کریں۔ بخلاف اس کی امت کے۔ پس اگر ہمیشہ مومن نفس کے ساتھ مجاہدہ کرتا رہے حتیٰ کہ اس کو موت آ جائے اور اللہ تعالیٰ سے ملے مع اس تلوار کے جو خواہشوں کے خون میں بھری ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائے گا۔

خلوت:

''راحت القلوب'' ملفوظات بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج کا یہ ارشاد زری زر بخت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رقم فرماتے ہیں کہ میرے شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اسرار العارفین میں لکھا ہے کہ خلوت چالیس روز کی ہوتی ہے اور بعض نے کہا ستر روز کی۔ بعض کی رائے ہے کہ ننانوے یوم کی۔ لیکن معتبر وہی ہے جو شیخ عبداللہ فشتری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے مگر طبقہ جنیدیہ میں بارہ سال ہے اور بصریہ کے نزدیک بیس سال۔ اہلِ سلوک کے قول کے مطابق یقین سے مقصود یہ ہے کہ نفس امارہ کو عبادت کے سبب زیر کیا جائے اور نفس کے کتے کو قید کیا جائے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج کا یہ ارشاد محبوب الٰہی زری زر بخت نظام الدین اولیاء تحریر فرماتے ہیں کہ بابا فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بغداد کے باہر غار میں ایک درویش دیکھا جس کے بدن پر ہڈیاں اور چمڑا تھا۔ گوشت کا نام تک نہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ بزرگ جنگل میں رہتا ہے۔ اس کی کیا حالت ہوگئی ہے۔ مجھے مخاطب کر کے بزرگ نے فرمایا۔ اے فرید چالیس سال سے میں اس غار میں رہتا ہوں۔ گھاس تنکوں پر میرا گزارہ ہے۔ جب بھید کھلا تو میں آداب بجالایا اور کہا کہ فی الواقعہ ایسا ہی ہے۔ چند روز رہ کر وہاں سے چل دیا۔

نفسِ انسانی:

''کشف المحجوب'' تصنیف حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ العزیز

حضرت محمد بن علیان نسوی جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے لائق احترام دوستوں میں سے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے نفس کو لومڑی کے بچے کی شکل میں دیکھا۔ اور اس پر پاؤں رکھ کر اس کو روندے رکھا مگر وہ پھیلتا ہی گیا۔ میں نے پوچھا اے نفس ہر چیز

مارنے اور مجروح ہونے سے ہلاک ہو جاتی ہے لیکن تو کیوں پھیلتا جا رہا ہے۔ نفس نے کہا اس لیے کہ میری پیدائش الٹی ہے اور دل کو جو چیزیں تکلیف پہنچاتی ہیں اس سے مجھے راحت ہوتی ہے اور جو چیزیں دوسروں کو راحت دیتی ہیں ان سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ ایک دوسرے بزرگ نے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا اور پوچھا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا میں غافلوں کو ہلاکت میں پھنسانے والا اور شرارت اور برائی کی راہ پر چلانے والا ہوں مگر خدا کے دوستوں کی نجات بھی ہوں کیونکہ میرا وجود آفت سے ہے۔ اگر میں اس کے ساتھ نہ ہوں تو وہ اپنی پاکیزگی اور طہارت پر مغرور ہو کر اپنے افعال پر تکبر کرنے لگیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو فضا میں اڑتے ہوئے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ درجہ کیسے حاصل ہوا اس نے جواب دیا میں ہوائے نفس پر پاؤں رکھ کر ہوا میں اڑا جاتا ہوں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق یہ ہوا تین سو ساٹھ قسم کی الوہیت کا لباس پہن کر انسان کو ہر روز گمراہی کی طرف بلاتی ہے۔

عالمِ اجسام کی صورت

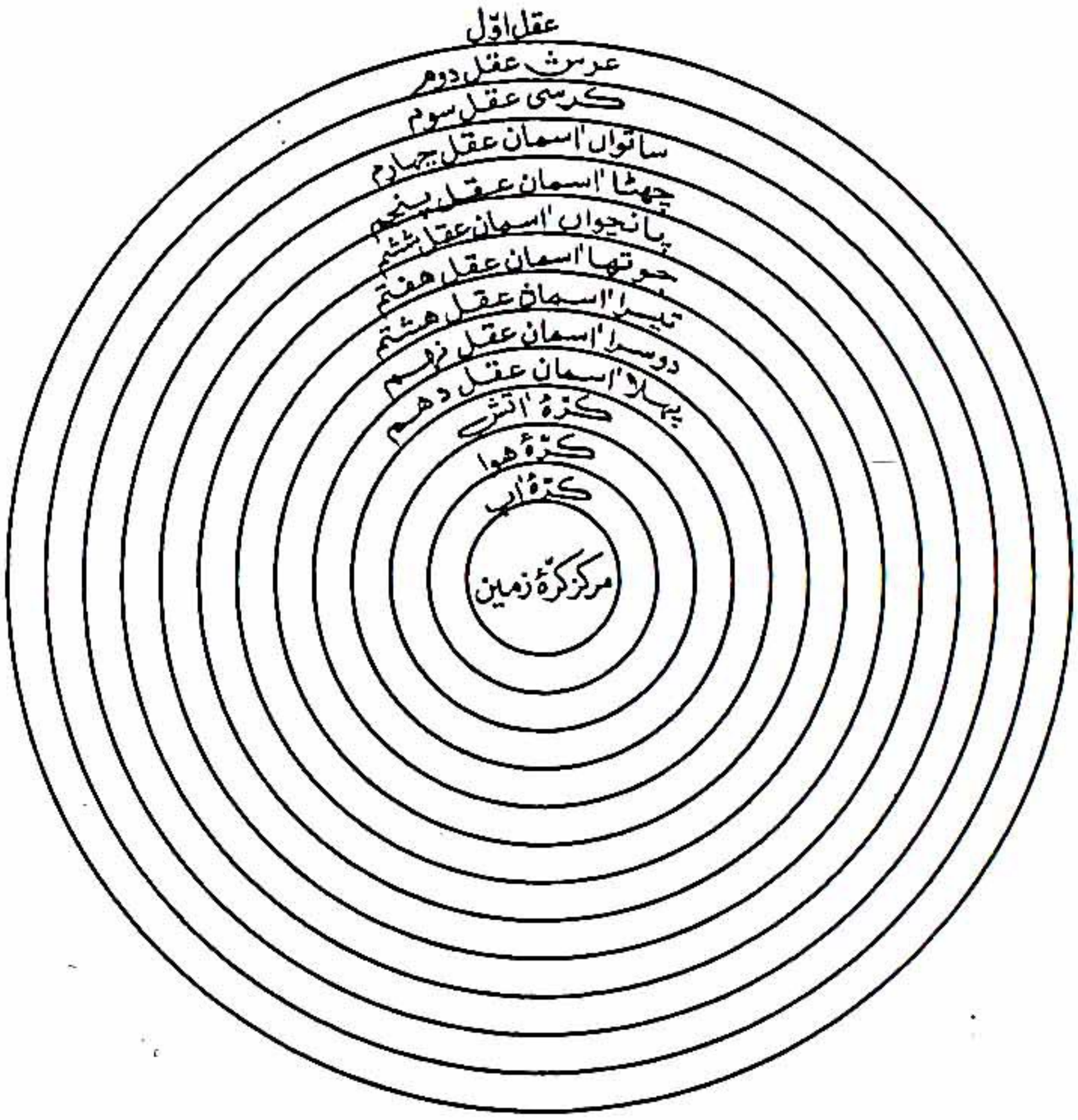

اللہ تعاظم وتعالیٰ نے سب سے قبل ایک ملک کو خلق فرمایا۔ جس کو عقل کہتے ہیں۔ اس کو عقل اوّل تحریر کیا ہے۔ اس کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہتِ وجوب جو اللہ تعاظم وتعالیٰ سے ہے۔ دوسری جہتِ امکان، واجب بالغیر اور ممکن بالذات ہے۔ جہت وجوب سے عقل دوم کو خلق کیا اور جہت امکان سے عرش عظیم کو خلق کیا۔ اسی طرح عقل دوم کی بھی دو جہتیں ہوئیں۔

جہت وجوب سے عقل سوم اور جہت امکان سے کرسی کو خلق کیا۔ پھر عقل سوم کی دو جہتیں ہیں۔ جہت وجوب سے عقل چہارم اور جہت امکان سے ساتواں آسمان خلق کیا۔ اسی طرح سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ دسویں عقل اور آسمان اوّل ظہور میں آئے دسویں عقل کو جو دسواں ملک ہے عقل فعال بھی کہتے ہیں۔ تمام افراد عالم اسی کے ذریعہ وجود میں آئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس عقل فعال کا اسم ہے۔

علم انسانی کی انتہا عرش تک ہے۔ جس کا بیان اس کے اوپر کرنا طاقت بشری کے امکان میں نہیں۔ زمین نہایت کثیف ہے۔ اس کے اوپر عرش تک بتدریج لطافت کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ اور زمین کے مرکز کو عالمِ مرکز مانتے ہیں۔ مرکز سے محیط کی طرف جانے کو بلندی پر جانا کہتے ہیں۔ اور محیط سے مرکز کی طرف آنا پستی ہے۔ چنانچہ ہمارے نزدیک عالم اجسام کی صورت مندرجہ صدر نقشہ کی ہے۔

شہنشاہِ فقر

بسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

خالق کائنات: اللہ تعاظم وتعالیٰ جل جلالہ وعز شانہ

سرور کائنات: حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولائے کائنات: حضرت علی علیہ السلام

شہنشاہ ولایت: حضرت امام حسن علیہ السلام

شہنشاہِ فقر: حضرت امام حسین علیہ السلام

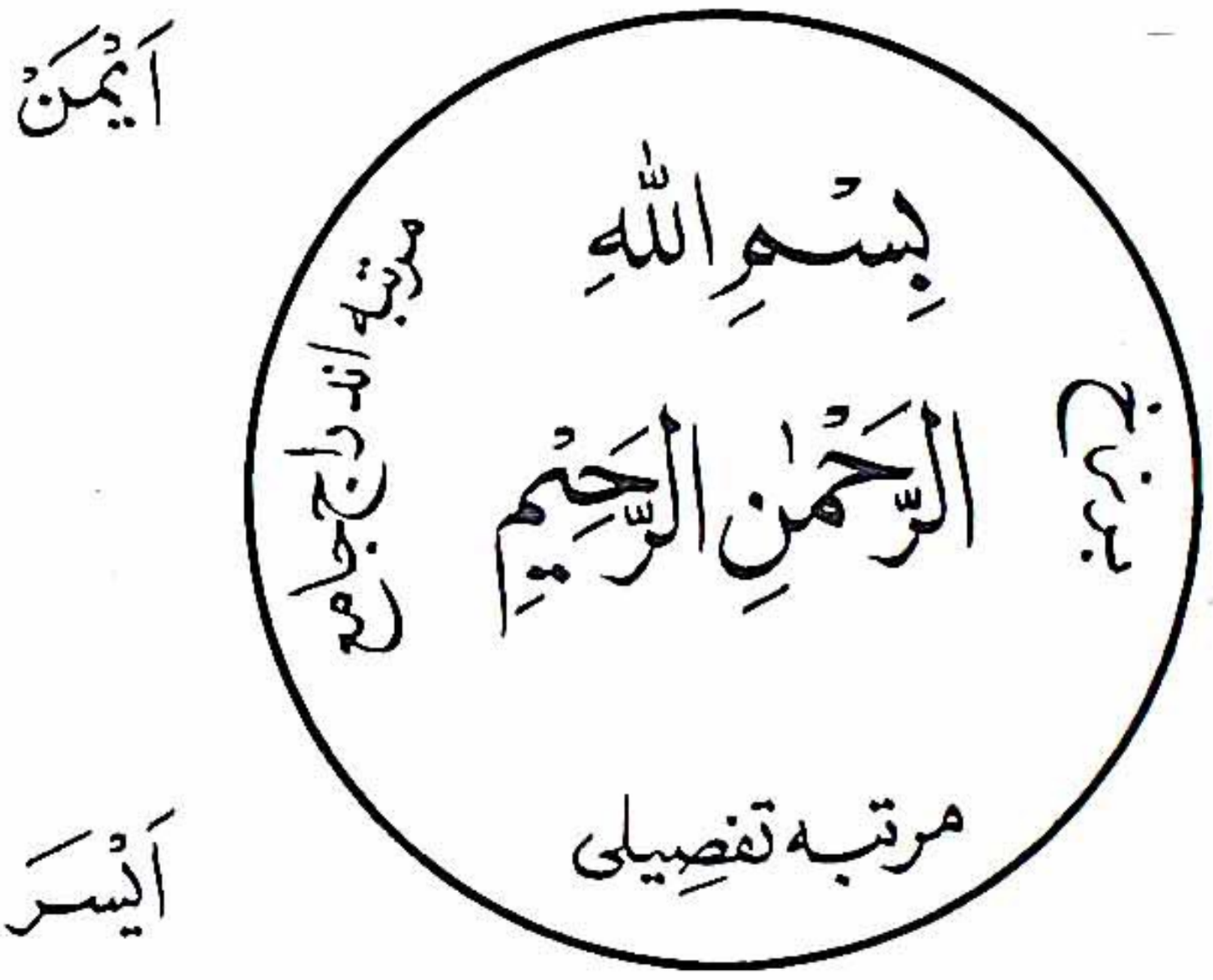

سلسلہ عالیہ قادریہ کے مورث اعلےٰ شہنشاہ فقر امام حسین علیہ السلام نے اپنی تصنیف مرآۃ العارفین میں مندرجہ بالا دائرہ بنا کر علم تصوف کو یوں بیان فرمایا ہے۔ اور معلوم یہ کہ بسم اللہ شامل ہے اوپر تین اسموں کے اور اللہ رحمٰن اور رحیم ہیں۔ اور بزرخ جامعہ کے اور لیکن اللہ سو وہ شامل ہے اوپر تمام اسموں کے۔

دَائِرۃُ اللّٰہِ

قَوْسِ اَیْمَن

رَبُوْبِیَّۃِ

صفات فاعلہ وجوبیۃ مظاہِرَاللّٰہ

حقیقت مستعدہ جامعۃُ الرّبوبیّۃ

والانسانیّۃِ

صفات قابلۃ امکانیہ مظاہِرَاللّٰہ

عَبُوْدِیَّۃِ

قَوْسِ اَیْسَر

امام حسین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ صفات فاعلہ اور قابلے کے اور حقیقت کے جو قوت رکھنے والی ہے واسطے فاعلہ اور قابلہ کے لکھدی جس کے دائرہ دوسرا مرتبہ صدر ہے۔

دائرۃُ الرّحمٰن

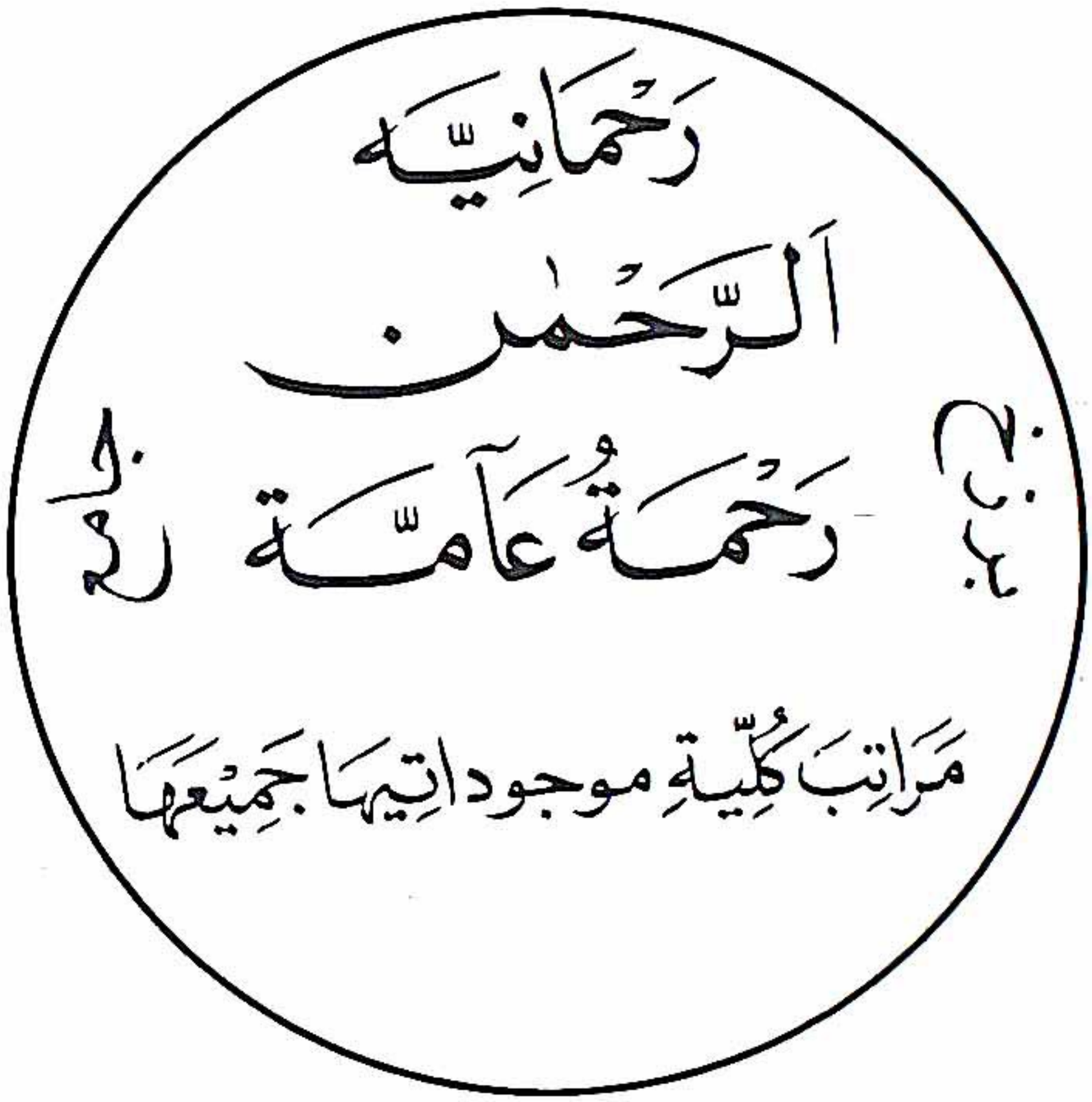

امام حسین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ دائرہ واسطے اسم رحمٰن کے سووہ کے جو کیا تو نے بیچ غیر اس کے اور ثابت رکھ اسم کو بیچ قوس دائیں طرف کے اور کلیات و مراتب کے بیچ بائیں طرف کے۔ اس لئے کہ رحمت رحمٰن کی فراخ ہوگئی۔ ہر شئے کو ہر وہ شخص جو فراخ ہو اس کو رحمت سووہ مرحوم ہے۔ اور ثابت رکھ رحمت تو بیچ برزخ کے جیسا کہ تو دیکھتا ہے۔

دائرۃُ الرَّحِیم

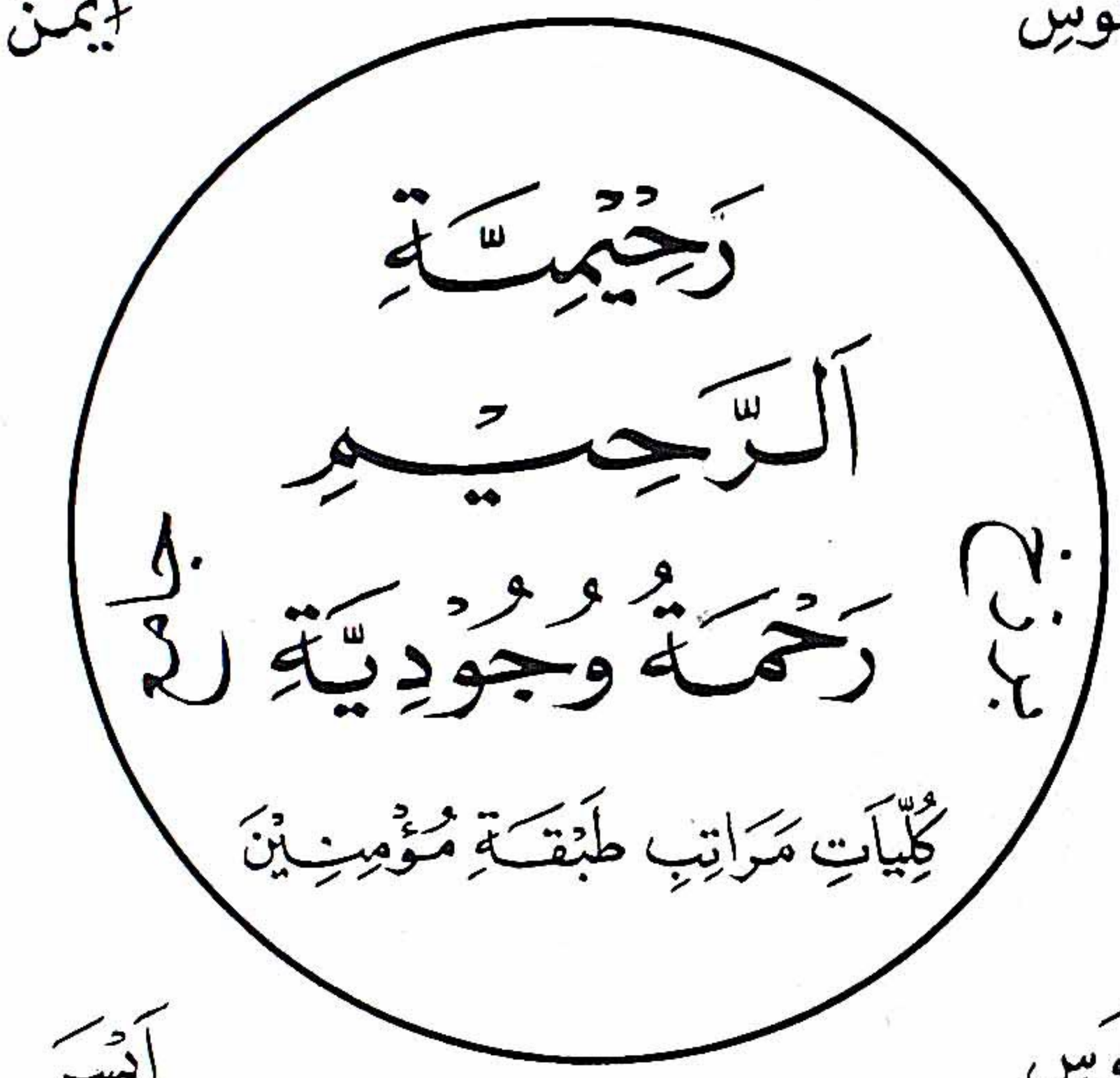

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بیچ رحیم کے وہ جو تو نے کہا بیچ رحمٰن کے مگر یہ کہ رحمت رحیم کی رحمت ہے۔ وجود یہ ساتھ عمل کے پس مرحوم اس کے وہ مومن ہیں۔ جو عمل کرتے ہیں۔ نیکیوں کا پس ثابت رکھ اسم رحیم کا بیچ دائیں طرف کے اور اسم مومنین کا بیچ بائیں طرف کے اور رحمت کو بیچ برزخ کے جیسا کہ تو دیکھتا ہے اس کو۔

ہفت لطائف

پہلا لطیفہ **قالب** ہے۔ رنگ سالک کو اپنے وجود کا خاکی نظر آتا ہے۔ جس پر ظلمت کے دس ہزار پردے ہیں۔ ان کو دور کرنے کے لیے سالک کو چاہیئے کہ ذکر اللہ تعالیٰ کثرت سے کرے۔

دوسرا لطیفہ **نفس** ہے۔ اس میں سالک کو آسمانی رنگ نظر آتا ہے جس کے نورانی دس ہزار پردے ہیں لیکن نفس سے وجود میں ہر قسم کا شر پیدا ہوتا ہے۔ اگر تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تو روح کو توانائی حاصل ہو جائے گی۔

تیسرا لطیفہ **قلب** ہے۔ اس میں سالک کو سرخ رنگ نظر آتا ہے جس کے نورانی دس ہزار پردے ہیں۔ اگر یہ غذا کی احتیاط نہ کرے تو اس کے اندر دھواں مل جاتا ہے اور کثیف ہونے کی وجہ سے اوپر اٹھنے کی استعداد نہیں رہتی۔ یہ تو واضح اور جلد اوپر اٹھنے والے ہوتے ہیں۔

چوتھا لطیفہ **سرّ** ہے جس کے اندر دس ہزار نورانی پردے ہیں۔ اس میں سالک زرد رنگ سے دوچار ہوتا ہے۔

پانچواں لطیفہ **روح** ہے۔ اس میں دس ہزار نورانی پردے ہیں۔ سالک کا واسطہ زرد رنگ سے پڑتا ہے۔

چھٹا لطیفہ **خفی** ہے۔ اس میں دس ہزار نورانی پردے ہیں۔ اس کا رنگ سیاہ ہے اور باطنی آنکھ سے سالک مثل ظاہر کے دیکھتا ہے۔

ساتواں لطیفہ **حقیقیہ** ہے اس کے دس ہزار نورانی پردے ہیں۔ اس سے تمام لطیفے قائم ہیں۔ اس سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو فرحت ہوتی ہے۔ اس کا رنگ سفید ہے۔ اس کے بعد عقیق کا رنگ رہ جاتا ہے۔ شیخ المشائخ حضرت میراں محی الدین سیّد عبد القادر جیلانی،

حضرت نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فرماتے ہیں کہ جو اس رنگ سے رنگ جاتا ہے خود بخود فنا کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ سالک ارادہ کرے یا نہ کرے جیسے روح بالذات آگ سے گریز کرتی ہے روح والے کو اس کا اختیار نہیں ہوتا۔ اس میں بڑی مشکلات ہیں لیکن یہ منزل عبادتوں اور مجاہدوں سے آسان ہو جاتی ہے۔

وحدۃ الوجود

علمائے ظاہر کہتے ہیں کہ اللہ تعاظم وتعالیٰ سلسلہ کائنات سے بالکل الگ ایک جداگانہ ذات ہے۔

صوفیاء کے نزدیک اللہ تعاظم وتعالیٰ سلسلہ کائنات سے الگ نہیں۔ صوفیاء کے دو گروہ ہیں۔ ایک وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور دوسرے وحدۃ الشہود کے قائل ہیں۔

صوفیاء میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی وحدۃ الشہود کے قائل ہیں۔

نظریہ وحدۃ الوجود یہ ہے کہ اللہ تعاظم وتعالیٰ کے سوا اور کوئی چیز عالم میں موجود نہیں یا یہ کہ جو کچھ موجود ہے سب اللہ ہی ہے۔ اسی کو ہمہ اوست کہتے ہیں۔

نظریہ وحدہ الشہود یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعاظم وتعالیٰ سے ہے۔ اس کو ہمہ از اوست کہتے ہیں۔

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود میں فرق یہ ہے کہ وحدۃ الوجود کے لحاظ سے ہر چیز کو اللہ کہہ سکتے ہیں۔ جس طرح حباب اور موج کو پانی بھی کہہ سکتے ہیں لیکن وحدۃ الشہود میں یہ اطلاق جائز نہیں کیونکہ انسان کے سایہ کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ وحدۃ الوجود کا مسئلہ بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے اور اہل ظاہر کے نزدیک تو اس کے قائل کا وہی صلہ ہے جو منصور کو دار پر ملا تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وحدۃ الوجود کے بغیر چارہ نہیں۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے پہلے مقدماتِ ذیل کو ذہن نشین کرنا چاہیئے۔

۱۔ اللہ تعاظم وتعالیٰ قدیم ہے

۲۔ قدیم حادث کی علت نہیں ہوسکتا۔

اب نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعاظم وتعالیٰ عالم کی علت نہیں ہوسکتا کیونکہ رب العزت قدیم

ہے اور قدیم حادث کی علت نہیں ہوسکتا اور چونکہ عالم حادث ہے اس لیے اس کی بھی علت نہیں ہوسکتا۔

اس اعتراض سے بچنے کے لیے اربابِ ظاہر نے یہ پہلو اختیار کیا ہے کہ اللہ تعاظم وتعالیٰ کے ارادہ کا تعلق حادث ہے اس لیے وہ عالم کی علت ہے۔ سوال پھر پیدا ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہ کے ارادہ کے تعلق کی علت کیا ہے کیونکہ جب ارادہ یا اس کا تعلق حادث ہے تو وہ علت کا محتاج ہوگا۔ اور وہ ضرور ہے کہ علت بھی حادث ہو کیونکہ حادث کی علت حادث ہی ہوتی ہے اور چونکہ علت حادث ہے تو اس کے لیے بھی علت کی ضرورت ہوگی۔ اب یہ سلسلہ اگر الیٰ غیر انتہا چلا جائے تو غیر متناہی کا وجود لازم آتا ہے جس سے متکلمین اور اربابِ ظاہر کو انکار ہے۔ اگر کسی علت پر ختم ہو تو ضرور ہے کہ یہ علت قدیم ہے کیونکہ حادث ہوگی۔ تو پھر سلسلہ آگے بڑھے گا۔ قدیم ہونے کی حالت میں لازم آئے گا کہ قدیم حادث کی علت ہو اور یہ پہلے ہی باطل ثابت ہو چکا ہے۔ اس بناء پر تین صورتوں سے چارہ نہیں۔

۱۔ عالم قدیم اور ازلی ہے اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے لیکن جب اللہ جل شانہ بھی قدیم اور ازلی ہے تو ازلی چیزوں میں سے ایک کو علت اور دوسرے کو معلول کہنا ترجیح بلا مرجح ہے۔

۲۔ عالم قدیم ہے اور کوئی اس کا خالق نہیں۔ یہ ملحدوں اور دہریوں کا مذہب ہے۔

۳۔ عالم قدیم ہے لیکن وہ اللہ تعاظم وتعالیٰ سے علیحدہ نہیں بلکہ رب العزت کے مظاہرہ کا نام عالم ہے۔ بعض صوفی حضرات کا یہی عقیدہ ہے اور اس پر کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ کیونکہ تمام مشکلات کی بنیاد اس پر ہے کہ عالم اور اس کا خالق دو جداگانہ چیزیں ایک دوسرے کی علت ومعلول ہیں۔ غرض فلسفہ کی رو سے تو صوفیا کے اس فرقہ کے بغیر چارہ نہیں۔ قرآن مجید میں بکثرت اس قسم کی آیات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اوّل آخر ظاہر باطن اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

مولانا جلال الدین رومی بھی وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک تمام عالم اسی

ہستی مطلق کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں۔اس بناء پر صرف ایک ذاتِ واحد موجود ہے اور تعداد جو محسوس ہوتی ہے محض اعتباری ہے۔

وحدۃ الوجود کی صورت میں بھی امر بحث طلب رہتا ہے کہ اللہ جل شانہ اور مظاہر کائنات میں کس قسم کی نسبت ہے۔مولانا کی یہ رائے ہے کہ ذات باری تعالیٰ کو ممکنات کے ساتھ خاص نسبت اور تعلق ہے وہ قیاس اور عقل میں نہیں آ سکتا۔نہ کیف وکم کے ذریعہ سے بیان کیا جا سکتا ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ اس قدر مسلم ہے کہ جان کو جسم سے، بصارت کو روشنی سے، خوشی کو دل سے، غم کو جگر سے، خوشبو کو شامہ سے، گویائی کو زبان سے، ہوا پرستی کو نفس سے، شجاعت کو دل سے ایک خاص تعلق ہے۔لیکن یہ تعلق بیچوں بیچگوں ہے۔اسی طرح اللہ تعاظم وتعالیٰ کو ممکنات سے جو نسبت ہے وہ کیف اور کم سے بری ہے۔

سماع

حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی سیّدنا غوثِ الاعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ وجد اور سماع دو آلے ہیں جو عاشقوں اور عارفوں کے دلی جذبات کو متحرک کرتے ہیں اور وہ دونوں اہلِ محبت کی غذا اور طالبینِ حق کو قوت بخشنے والے ہیں۔ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سماع ایک گروہ کے لیے فرض ہے اور ایک جماعت کے لیے سنت اور ایک فریق کے لیے بدعت ہے۔ یعنی اللہ تعاظم وتعالیٰ کے خاص بندوں کے لیے فرض، اہل محبت کے لیے سنت اور غافلوں کے لیے بدعت ہے۔

حضرت سیّد علی لاہوری سیّدنا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ العزیز اپنی تصنیف کشف المحجوب میں رقم فرماتے ہیں کہ اہل قلب کے لیے سماع جائز، مستحب اور حلال ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعاظم وتعالیٰ کی رحمت درویش پر تین مقام میں نازل ہوتی ہے۔ ایک وقتِ طعام کیونکہ وہ بغیر حاجت وضرورت کے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ دوسرے وقت کلام بے جا بات نہیں کرتا۔ تیسرے وقت سماع بغرضِ وجد راگ سنتا ہے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شیخ بدر الدین غزنوی نے عرض کی کہ اہلِ سماع کی بے ہوشی کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس دن سے انہوں نے الست بربکم کی آواز سنی تھی اس یوم سے بے ہوش ہیں۔ اور بے ہوشی آج بھی ان میں پائی جاتی ہے۔ پس جب سماع سنتے ہیں تو اس سے بیہوشی کا اثر ان پر ہوتا ہے۔

فصل سوم

قصیدہ غوثیہ کے چند اشعار کی تشریح

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحوِیْ تَعَالٰی

سقانی کا مصدر سقا بمعنی پلانا ہے۔ فی اضافت ہے بمعنی مجھے یعنی مجھے پلائی گئی۔

الحُبُّ: حب بضم حا مصدر بمعنی دوستی رکھنا۔ حب محبت کی مصدر بے میمی ہے۔

کَاسَات: جمع ہے کاس کی بمعنی پیالہ۔ پینے کا برتن چونکہ کاس مونث ہے اس لیے اس کی جمع کا سات آئی ہے۔

وِصَال: مصدر ہے جس کے معنی ملنا ہے۔

فَقُلتُ: صیغہ واحد متکلم ماضی معروف ہے۔ ف اضافی ہے جس کے معنی پس ہے۔ پس میں نے کہا اس کا ترجمہ ہوا۔

خَمْرَتی: خمرہ کے معنی عرق انگور یعنی شراب۔ عربی میں خمرۃ کھجوروں کے مصلے کو بھی کہتے ہیں۔ خمرۃ سے مراد ارشاد الٰہیہ ہے۔ خمار کے معنی نشہ ٹوٹنے کی حالت مراد سرارِ الٰہیہ ہیں۔

نَحوِی: نحو کے معنی طرف یا جانب کے ہیں۔ نحوی کا مطلب ہے میری جانب۔

تَعَالٰی: آنا۔

ترجمہ: مجھے محبت نے وصل کے پیالے پلائے۔ پس میں نے اپنی شراب کو کہا کہ میری طرف آ۔

سَعَتْ وَ مَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ
فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

سَعَتْ: سعی کرنا، کوشش کر کے دوڑنا۔

مَشَتْ: چلنا۔ جلدی یا آہستہ

سعت ومشت کے معانی ہوئے: دوڑ کر آئی۔

نَحْوِیْ: میری طرف یا میری جانب

فِی: میں

کُئُوسٍ: پیالہ۔ جمع کئوس

فَهِمْتُ: فا کے معنی پس۔ ھِمْتَ کا مصدر ھیمان بمعنی شیفتہ ہونا۔ قصد کرنا۔

بِسُکْرَتِی: مستی۔ پس میں نشہ سے مست ہو گیا۔

بَیْن: درمیان

الْمَوالی: جمع ہے مولیٰ کی جس کے معنی دوست کے ہیں یا خداوند، مصاحب اور غلام

ترجمہ: وہ شرابِ لبریز میری طرف کاسوں میں دوڑتی ہوئی آئی۔ پس میں اپنے دوستوں میں اس نشہ سے مست ہو گیا۔

فَقُلْتُ لِسَآئِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

فَقُلْتُ: پس میں نے کہا (تشریح پہلے شعر میں ہو چکی ہے)

لِسَآئِر: بوزن فاعل معنی جمیع یعنی تمام

اَلاَقْطَاب: جمع ہے قطب کی یعنی سردارِ قوم (جس پر قوم کا دارومدار ہو) چکی کی کیلی کو بھی کہتے ہیں لیکن حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے مراد اولیاء اللہ لیا ہے۔

لُمُّوا: یہ صیغہ امر ہے۔ جمع کا صیغہ ہے۔ مخاطب اقطاب ہیں لموا مصدر ہے جس کا معنی ہے اترنا۔ کسی مکان کے اندر داخل ہونا یعنی محلِ عرفان میں داخل ہونا۔ صرف صحنِ عرفان میں اترنا صحیح نہیں۔

بَحَالِی : میرے حال میں۔ وادخلوا سے مراد داخل ہوکر۔

تمام اقطاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے حال اور میرے مقام کی طرف آؤ اور اس میں داخل ہوکر میرا فیض حاصل کرو کیونکہ جب تک میرے حال کا برقع نہ پہنو گے تم مکانِ عرفان میں داخل نہیں ہو سکتے۔

اَنْتُم : تم سب

رِجَالِی : رفقاء خدام، بھائی بند، رجل اس کا واحد ہے۔

تَرجمہ: پس میں نے تمام قطبوں کو کہا کہ میرے حال اور میرے مقام کی طرف آؤ اور اس حال میں داخل ہوکر فیض حاصل کرو کیونکہ تم میرے مریدوں اور دوستوں میں ہو۔

وَاَطْلَعَنِی عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ
وَقَلَّدَنِی وَاَعْطَانِی سُؤَالِی

اَطْلَعَنِیْ : مجھے اطلاع دی۔

سِرّ : بھید

قَدِیم : قدیم

ترجمہ: مجھے اللہ تعاظم وتعالیٰ نے قدیمی راز سے پوری طرح مطلع کیا اور میرے گلے میں عزت وعرفان کا ہار پہنایا۔ پس جو کچھ میں نے اپنے مولیٰ سے مانگا اس نے مجھے دیا۔

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَأْتِی وَ یَجْرِیْ
وَ تُعْلِمُنِیْ فَأُقْصِرُ عَنْ جِدَالِی

ترجمہ: مجھے وہ مہینے اور زمانے خبر دیتے ہیں جو کچھ گزر رہا ہے جو ہو چکا ہے جو آئندہ ہوگا یعنی زمانہ حال، ماضی اور مستقبل کی خبر دیتے ہیں اس لیے آپ اپنے منکر کو تنبیہ کرتے ہیں کہ اے منکر چونکہ تو میرے راز سے ناواقف ہے اس لیے میرے ساتھ مجادلہ کرنے سے احتراز کر۔

کَسَانِی خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِی بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ

کَسَوۃ : لباس پہنانا۔ کسانی ماضی مطلق ہے ن وقایہ ہے متکلم

خِلَعۃٌ: جولباس بادشاہ اعزاز کے طور پر خدمات کے صلہ میں عنایت کرتے ہیں، اور یہ باعث امتیاز وافتخار ہوتا ہے۔

بطراز: بیل، بوٹے، نقش جو کپڑوں پر منقش ہوں، سنجاف وغیرہ

عزم: ارادہ یا قصد کرنا۔

ترجمہ: اللہ تعاظم وتعالیٰ نے مجھے خلعت منقش حاشیہ دار عزت والی از قسم لباس فاخرہ پہنائی اور میرے سر کو کمالیت کے تاجوں سے مزین کیا۔

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِی
وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

اَنَا الْحَسَنِی: منسوب بطرف امام حسن علیہ السلام یعنی امام حسن علیہ السلام کی اولاد مراد ہے۔

مَخْدَعُ: ایوانِ خاص۔ اصطلاحِ تصوف میں قطب صاحب مقام مخدع متصور ہوتا ہے یعنی کسی ممتاز ہستی کے بیٹھنے کا مقام مراد ہے۔

ترجمہ: میں سیّد حسنی ہوں اور میرا مقام مخدع ہے (جس کی تشریح اوپر ہو چکی ہے) اور میرا قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔

نوٹ: کتاب کی طوالت کے پیشِ نظر تمام اشعار کی تشریح ممکن نہیں۔

اعمالِ قرآنی

فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ (البقرہ،۲:۷۱)

پڑھ کر کسی پھل کو تراشتے تو وہ میٹھا اور مزیدار ہو۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ (الفاتحہ،۱:۵)

کہہ کر کنگھی پھیرے تو مانگ سیدھی نکلے گی۔

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ (البقرہ،۲:۱۳۷)

اگر کوئی شخص اس کو پڑھ کر لکھ کر بازو پر باندھ لے تو اللہ کے فضل و کرم سے اس کا حاکم اس سے راضی ہوگا، مہربان ہوگا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○ (البقرہ،۲:۱۵۶)

اگر کسی کو کوئی چیز گم ہو جائے تو ایک سو مرتبہ ایک جگہ پر پڑھ کر تلاش کرے تو وہ چیز اللہ کے حکم سے مل جائے گی۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ سے لے کر عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ تک (البقرہ،۲:۲۸۶)

جو آدمی یہ دو آیتیں پڑھ کر سو جائے تو اللہ تعاظم و تعالیٰ کی مہربانی سے چور نہ آئے اور ہر شے سے محفوظ رہے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ (آلِ عمران،۳:۱۷۳)

جو آدمی یہ آیت شریفہ پڑھتا رہے، کسی مصیبت میں ہو تو مصیبت دور ہو۔

جو آدمی ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے گا انشاء اللہ اس کے پاس شیطان نہ آئے گا۔

نقش و وظیفہ

نقش حفاظتِ تیر و تفنگ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ			اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ		
الٓمٓ	الٓمٓ	الٓمٓصٓ	الٓرٰ	الٓرٰ	الٓرٰ
الٓمٓرٰ	الٓرٰ	الٓرٰ	کٓھٰیٰعٓصٓ	طٰہٰ	طٰسٓمٓ
طٰسٓ	طٰسٓمٓ	الٓمٓ	الٓمٓ	الٓمٓ	الٓمٓ
یٰسٓ	صٓ	حٰمٓ	حٰمٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	حٰمٓ
حٰمٓ	حٰمٓ	قٓ	نٓ	یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ	یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ

نقش پاک

وظیفہ

تَقَبَّلْنِی وَلَا تَرْدُدْ سُؤَالِیْ
اَغِثْنِیْ مُرْشِدِیْ عَمَدًا بِحَالِیْ

ایک ہزار مرتبہ کسی ولی کی قبر کے پائنتی کی جانب کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھیں، انشاء اللہ تعالیٰ العزیز ضرور ملاقات ہوگی۔

وظائف

اَلسَّمِیْعُ: اللہ تعاظم وتعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے۔
سمیع سمع سے مشتق ہے جس کے معنی سننے کے ہیں۔

وظیفہ: جو آدمی اس اسم پاک کو جمعرات کے روز پچاس مرتبہ پڑھے گا اس کی دعا میں قبولیت ہوگی۔

اَلْبَصِیْرُ: بصیر کا مصدر بصر ہے جس کے معنی ہیں: خوب دیکھنے والا۔

وظیفہ: جمعۃ المبارک کو اگر کوئی شخص اسے ایک سو بار پڑھے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی عینک اتر جائے گی۔

نوٹ: ہمارا ایمان ہونا چاہیئے کہ اللہ تعاظم وتعالیٰ ہمیں ہر وقت ہر حال میں دیکھتا ہے تو بہت بے شرمی کی بات ہے کہ ہم پھر بھی گناہ کریں۔

اَلْعَلِیُّ: علو سے مشتق ہے جس کے معنی بلند ہونے کے ہیں۔

وظیفہ: اگر یہ اسم پاک بچے کے بازو پر باندھ دیا جائے تو وہ جلد جوان ہو۔

اَلْوَدُوْدُ: ود سے مشتق ہے جس کے معنی محبت کرنے کے ہیں۔

وظیفہ: جو آدمی ایک ہزار مرتبہ روزانہ اس کا ورد رکھے گا وہ اللہ تعاظم وتعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ اور مخلوق بھی اس سے محبت کرے گی۔

وظائف

بعد از نماز فجر یازدہ شریف پڑھیں جس کی ترتیب یہ ہے۔

(۱) سورہ یس (۲) سورہ فتح (۳) سورہ الرحمٰن (۴) سورہ واقعہ (۵) سورہ ملک (۶) سورہ مزمل (۷) سورہ انبیاء (۸) سورہ نوح (۹) سورہ کہف (۱۰) سورہ تغابن (۱۱) سورہ مدثر

کشائش رزق کے لیے درود تاج بعد از نماز فجر سات مرتبہ پڑھیں بہتر یہ ہے کہ صبح آٹھ بڑی سورتیں سورہ نوح تک پڑھیں اور تین قل پڑھ کر یازدہ پورا کریں۔ تین قل میں پہلا قل نہیں پڑھنا۔

سورۂ تغابن بعد از نماز عصر پڑھنی ہے۔ ایک مرتبہ اوّل آخر درود شریف ہزارہ۔ درود شریف ہزارہ ہر روز بعد از نماز عشاء ایک ہزار مرتبہ پڑھنا ہے۔ درود شریف خضری بعد از نماز صبح پانچ سو بار پڑھنا ہے۔

تعویذات لکھنے کی ساعتیں

سیّارہ

شمس کی ساعت:

جب سورج کی پہلی کرن زمین پر پڑے تو تعویذ لکھے۔ شمس اتوار کو کہتے ہیں۔ فلک اس کا چوتھا ہے۔ رنگ اس کا سنہری ہے۔ اس لیے نوچندی اتوار کو گھمبیر، گنٹھیا، چندری، بواسیر مسانوالی، ناسور اور کسی قسم کا پھوڑا اگر ہو تو تعویذ لکھ کر دیا جاتا ہے اور جس عورت کے بچے نہ بچتے ہوں اسے تین نوچندی اتوار نہلانے کے لیے سات پھلدار درختوں کے پتوں سے سات کنوؤں کے پانی سے نہلانے کے لیے بتایا جاتا ہے۔ حاملہ عورت جس کو پہلو میں درد ہو یہی تعویذ اسی دن دیا جاتا ہے۔

سیّارہ

قمر کی ساعت:

فلک اس کا پہلا ہے۔ رنگ اس کا سبز ہے۔ یوم اس کا پیر ہے (سوموار) ہر پیر کو ہر مرض کا تعویذ لکھ سکتا ہے۔

سیّارہ

مریخ کی ساعت:

مریخ منگل کو کہتے ہیں۔ فلک اس کا پانچواں ہے۔ رنگ اس کا سرخ ہے۔ یہ نحسِ اکبر

ہے۔سورج کی پہلی کرن جب زمین پر پڑے تو تعویذ لکھا جاتا ہے۔مرگی کے مریض کے لئے سفید مرغ کی کلغی کے سرخ خون سے تعویذ لکھ کر دیا جاتا ہے۔

سیّارہ

عطارد کی ساعت:

عطارد بدھ کو کہتے ہیں۔رنگ اس کا نیلا ہے۔فلک اس کا دوسرا ہے۔یہ سیارہ مشترک ہے۔تعویذ اس میں تیغ بندی،خواب بندی کے لکھے جاتے ہیں۔

سیّارہ

مشتری کی ساعت:

سیارہ مشتری کی ساعت میں غیب اگر کوئی ہو جائے تو اس کے لیے تعویذ لکھا اور دیا جاتا ہے۔یہ سیارہ بہت بڑا ہے۔فلک اس کا چھٹا ہے رنگ اس کا زرد ہے۔جس شخص کا یہ سیارہ ہو قسمت بہت اچھی ہے کیونکہ مشتری سیارہ سعد اکبر ہے۔

سیّارہ

زہرہ کی ساعت:

یہ سیارہ بھی مریخ کی طرح شمس یعنی سورج کے قریب ہے۔فلک اس کا تیسرا ہے۔رنگ اس کا سفید ہے۔اس کی ساعت میں محبت کے لیے تعویذ بہت اکسیر ہوتا ہے۔

نوٹ: ہم اسے محبت واتفاق کے لیے دیتے ہیں۔

سیّارہ

زحل کی ساعت:

رنگ اس کا بالکل سیاہ ہے۔یہ بھی عطارد کی طرح چھوٹا سیارہ ہے۔فلک اس کا ساتواں ہے۔جادو، جنات، سفل عمل کا مریض اگر ہو تو اس کی ساعت میں تعویذ لکھ کر دینا بہت اچھا ہے۔جس شخص کا یہ سیّارہ ہو وہ بہت ترقی کرتا ہے اور اگر یہ الٹا پڑ جائے تو پھانسی پر چڑھا دیتا ہے۔سیّدھی چال اس کی تخت عطا کرتی ہے۔چال میں یہ سخت گیر ثابت ہوا ہے۔

تعبیر الرّویا

جوآدمی قرآن وحدیث سے بہرہ مند ہو، متقی پرہیز گار ہو، علم باعمل رکھتا ہو وہ خواب کی تعبیر دے سکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ جوآدمی خواب میں اللہ تعاظم وتعالیٰ کو دیکھے اچھی حالت میں اس کو کامیابی ہوگی اپنے مقصد میں اور قیامت کے روز بھی اللہ تعاظم وتعالیٰ کو دیکھے گا۔

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے خواب میں دیکھا اور کوئی ناگوار بات پیش نہ آئی تو یہ نیکی کی خوش خبری ہے اور اس سے نیک اعمال سرزد ہوں گے اور اگر خواب میں کوئی ناگوار بات پیش آئی تو اس کو دنیا میں تنگی ہوگی۔ جس نے آپ کو خوش زمین پر دیکھا تو وہ جگہ سر سبز ہو جائے گی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حج کرتے دیکھا تو وہ بھی حج کرے گا۔

جس نے ملائک کو یا ایک ملک کو خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے شہر میں بارش ہوگی جس سے وسعتِ رزق ہوگی اور اگر مسجد میں ملائک کو دیکھے تو اس جگہ کے رہنے والوں کے دین کی کمزوری ہے

اگر کسی نے دیکھا کہ آفتاب اس کے گھر میں طلوع ہوا ہے تو اگر وہ غیر شادی شدہ ہے تو اس کی شادی ہوگی اور اگر شادی شدہ ہے تو حاکم وقت کی طرف سے عزت پائے گا۔ اگر آفتاب کو ابر نے ڈھانپ لیا تو وہ بیمار ہوگا۔ اگر خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا تو شہادت پائے گا۔

آفتاب کی تعبیر کبھی ملک سے کی جاتی ہے اور کبھی ماں باپ میں سے کسی ایک سے تعبیر سمجھی جاتی ہے۔ چاند کی تعبیر کسی وزیر سے کی جاتی ہے اور کبھی بیوی یا خوب صورت لڑکے سے۔ اگر دیکھا کہ وہ چاند کا مالک بن گیا ہے تو وزیر بنے گا اور چاند کو گہن میں دیکھا تو نقصان پیدا ہوگا۔ سرخی یا اندھیرا میں دیکھا تو پھر بھی نقصان ہے۔ اگر ستارہ کو دیکھا تو وہ وزیر یا کسی بڑے آدمی سے عزت پائے گا۔

نوٹ: اللہ تعاظم وتعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ صدقہ بلا کو کھا جاتا ہے۔ صدقہ دینے سے بلا ٹل جاتی ہے۔ صدقہ بلا کو رد کرتا ہے۔

عہدِ ملائک

برادر اکبر حضرت سیّد محمد اقبال احمد حسین شاہ صاحب نے ایک واقعہ جو انہوں نے والد ماجد حضور سرکار عالی حضرت محبوبِ ذات قبلہ سیّد السادات سیّد احمد حسین شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز سے سنا تھا اس طرح بیان فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم پیران پیر سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ میں غوث الثقلین ہوں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور ایک جہان کا غوث تو میں نے آپ کو دیکھا ہے لیکن دوسرے جہان کا غوث نہیں دیکھا۔ حضور غوث الاعظم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس جہان سے کوچ کر جاؤں گا تو تم میری قبر کے پاس بیٹھ کر دیکھنا۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور کی قبر میں نکیرین آئے۔ انہوں نے آپ سے کہا من ربك۔ حضور نے فرمایا: اے نکیرین! تم بے ادب ہو۔ اسلام میں پہلے السلام علیک ہے۔ تم نے ایسا نہیں کیا۔ نکیرین نے فوراً اسلام علیک کہا۔ آپ نے فرمایا: ہم سے پوچھتے ہو کہ تمہارا رب کون ہے۔ جب الست بربکم ہوا تھا تو تم سب ملائکہ نے ایک زبان ہو کر کہا تھا کہ نحن نحن انت انت۔ ہم ہم ہیں تو تو ہے لیکن اس کے برعکس اس کی ربوبیت کا اقرار آدم علیہ السلام اور اس کی ذریت نے کیا تھا۔ آج ہم سے پوچھنے والے تم کون ہو نکیرین نے عرض کیا حضور وہاں صرف ہم دونوں ہی تو نہیں تھے بلکہ سب ملائکہ تھے۔ آپ نے فرمایا ایک فرشتہ میرے پاس رہے اور دوسرا سب فرشتوں کو اکٹھا کر کے میرے پاس لائے۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھتا کیا ہوں کہ حضور غوثِ پاک کی قبر اتنی وسیع ہو گئی کہ فرشتوں کا اژدہام جمع ہو گیا۔ بعدہ اللہ تعاظم وتعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم سب فرشتوں کو ہدایت کر دو کہ جو میرا محبوب کہتا ہے تم اسے مان لو۔

حضور غوث پاک نے تمام فرشتوں سے عہد لیا کہ میرے ماننے والے قادریوں سے نکیرین کوئی سوال نہیں کریں گے۔ قیامت کے دن میں جانوں یا اللہ تعاظم وتعالیٰ۔ چنانچہ اس عہد کے ضامن رب العزت کی مرضی سے حضرت عزرائیل علیہ السلام ہوئے۔ حضور غوث الاعظم نے بلند آواز سے فرمایا کہ میں دونوں جہانوں کا غوث ہوں اُس نے عرض کیا: لبیک یا غوث الثقلین۔

عہد جنات

برادرِ اکبر حضرت سیّد محمد افضال احمد حسین شاہ صاحب نے عہدِ جنات کا ایک واقعہ جو آپ نے والد ماجد حضور سرکار عالی حضرت محبوبِ ذات سیّد السادات سیّد احمد حسین شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز سے سنا تھا اس طرح بیان فرمایا کہ حضور سرکارِ عالیٰ ۱۹۳۶ء میں انبالہ شریف میں قیام پذیر تھے۔ ایک عورت (جسے جن کا سایہ تھا) کے رشتہ دار اس کو لے کر حضور کے پاس لائے۔ حضور سرکارِ عالیٰ نے نگاہ کی تو اس آسیب زدہ عورت کو آگ لگ گئی۔ اس کے رشتہ داروں نے عورت کو جلتے دیکھ کر شور مچا دیا۔ آپ نے ان کو خاموش رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جن جل رہا ہے۔ تمہاری عورت کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ تھوڑی دیر بعد آگ ختم ہوئی تو لڑکی بالکل صحیح وسالم تھی۔ آپ اس واقعہ کے بعد مسجد میں نماز ظہر ادا کرنے چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور دیکھتے ہیں کہ تمام جنات نے مسجد کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار لگا ہوا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام میرے جن جلانے کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ آپ ان کی شکایت سن رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور! ان سے عہد لیں کہ یہ آپ کی امّت کو تنگ نہیں کیا کریں گے تو میں جنات کو نہیں جلاؤں گا۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے عہد لیا کہ آئندہ ان کی قومِ جنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت کو تنگ نہیں کرے گی۔ وہ عہد نامہ آج تک چل رہا ہے۔ جب کوئی آسیب زدہ یا اس کا کوئی رشتہ دار دربار شریف دعا کے لیے حاضر ہوتا ہے تو اس سے عہد لیا جاتا ہے کہ آسیب زدہ کا کوئی رشتہ دار دس دس دن کے بعد تین مرتبہ دربار شریف آ کر دعا کرائے۔ اس دوران یعنی ایک ماہ کی مدت مکمل ہونے پر آسیب زدہ (مرد یا عورت) بالکل شفایاب ہو جاتا ہے پھر مزید پندرہ دن گزرنے کے بعد سایہ والے یا سایہ والی کو دربارِ محبوبِ ذات میں سلام کے لیے لایا جاتا ہے۔

چند مفید معلومات

سیّد کی پہچان:

اگر سیّد کی پہچان کرنی ہے تو اس کے پیچھے درود شریف پڑھیں وہ ضرور پھر کر آپ کی طرف دیکھے گا کیونکہ پیٹھ کے پیچھے درود شریف سے سیّد کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ غیر سیّد کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

لیلۃ القدر کی پہچان:

یہ علامات بعض احادیث سے ثابت ہیں اور بعض اہلِ کشف حضرات نے اپنے انکشاف سے بتائی ہیں۔ اس رات کی صبح میں آفتاب بے شعاع مثل طشت کے نکلتا ہے۔ اس رات کی صبح نہ بہت سرد نہ بہت گرم ہوتی ہے۔ اس رات تارے نہیں ٹوٹتے۔ اس رات کی صبح کے وقت ہلکی ترشح اور ہوا سرد ہوتی ہے۔ اس رات کھاری چشمے شیریں ہو جاتے ہیں۔ اس رات نزولِ انوار ہوتا ہے اور درخت سجدہ ریز ہوتے ہیں اور سیاہ دل منور ہوتے ہیں۔ اس رات ملائکہ رحمت اور ارواحِ طیبہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔

تعین تاریخِ شب قدر:

حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب سے بالغ ہوا ہوں ہر رمضان شب قدر پاتا ہوں۔ میرا مشاہدہ ہے کہ:

۱۔ اگر اتوار یا بدھ کے روز رمضان کی پہلی تاریخ ہوئی تو انتیس کو شب قدر ہوگی۔

۲۔ اگر پیر کے روز رمضان کی پہلی ہوئی تو اکیس کو شبِ قدر ہوگی۔

۳۔ اگر جمعہ یا منگل کے روز رمضان کی پہلی ہوئی تو ستائیس کو شبِ قدر ہوگی۔

۴۔ اگر ہفتہ کے روز یکم رمضان ہوئی تو تئیس کو شبِ قدر ہوگی۔

۵۔ اگر جمعرات کے روز رمضان کی پہلی ہوئی تو پچیس کو شبِ قدر ہوگی۔

شادی کی تواریخ اور رخ کا بیان

چاند کی مختلف تواریخ کو سہرا بندی کرنے، برات لے جانے اور دلہن کی ڈولی گھر لانے کے وقت دولہا، براتیوں اور دلہن کا رخ حسب ذیل طریقہ پر ہونا چاہئے۔

۱۔ پہلی، نو، سولہ اور چوبیس تاریخ کو شمال مغرب، شمال، یا شمال مشرق مغرب یا جنوب مغرب کی طرف

۲۔ دو، پچیس، سترہ، اور دس تاریخ کو شمال مشرق، مشرق یا شمال کی طرف

۳۔ تین، گیارہ، اٹھارہ اور چھبیس تاریخ کو شمال، شمال مغرب یا شمال مشرق کی طرف

۴۔ چار، بارہ، انیس اور ستائیس تاریخ کو مشرق، شمال مشرق یا جنوب مشرق کی طرف

۵۔ پانچ، تیرہ اور بیس تاریخ کو جنوب مشرق، مشرق، شمال مشرق یا جنوب مغرب کی طرف

۶۔ چھ، اکیس اور اٹھائیس تاریخ کو جنوب مغرب، شمال مغرب یا جنوب مشرق کی طرف

۷۔ سات، چودہ، بائیس اور انتیس تاریخ کو مغرب، شمال یا جنوب کی طرف

۸۔ آٹھ، پندرہ، تیئیس اور تیس تاریخ کو رخ جنوب، مشرق یا مغرب کی طرف ہونا چاہیئے۔

یہ خیال رہے کہ یہ تواریخ رویت ہلال کے مطابق ہیں۔ نیز داناؤں کا قول ہے کہ چاند کی تین، تیرہ، تیئیس، آٹھ، اٹھارہ، اور اٹھائیس، کو سہرا بندی، بارات کی روانگی یا دلہن کو گھر لانے کی تقریب نہیں ہونی چاہیئے۔

کنگھی تولیہ دوسرے کا استعمال نہ کریں:

عہدِ رسالت میں ایک عورت کے دو بچے آپس میں جڑے ہوئے تولد ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ خاموش ہو گئے جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور پیغام حق تعالیٰ دیا کہ ایک ہی کنگھی دونوں کے لئے استعمال کرو۔ وہ علیٰحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ احتیاط کے طور پر تولیہ بھی ایک دوسرے کا استعمال نہ کرنا چاہیئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ رات کے وقت داڑھی کو کنگھا کرنا مفلسی دور کرتا ہے اور ہر بال کے بدلے ایک ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور اسی قدر بدیاں دور کی جاتی ہیں۔

مقبول عملیات

عہدنامہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ اَنْتَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْکَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فَاِنَّکَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ اِلَی الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَ اِنِّیْ لَآ اَتَّکِلُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَکَ عَھْدًا تُوَفِّیْہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ط وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۵ط بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۵ط لَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۵ط

نوٹ: عہدنامہ ہر مسلمان پڑھ سکتا ہے۔

قصص الانبیاء کلاں میں رقم ہے کہ:

اللہ تعاظم وتعالیٰ نے ایک فرشتہ کو حکم فرمایا کہ میرے عبد کو حکم فرمانا کہ اللہ کے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور اللہ کے رسول ہیں۔ اور مالک الملک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پیدا کرنیوالا اور موت دینے والا، رزق دینے والا اس کے سوا اور دوسرا کوئی نہیں۔ آسمانوں اور زمین کا وہی مالک ہے۔ عرش، کرسی، لوح، قلم، تحت الثری اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ چاند، سورج، ستارے اس کے حکم سے گردش کرتے ہیں۔ جنات، انسان، حور، ملک، چرند، پرند، درند، ندی، نالے، سمندر، دریا، شجر، حجر سب اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس کے سوا اور دین قبول نہیں۔

اس عہدنامہ کو اپنے منہ میں رکھ لے۔ فرشتہ نے رب تعالیٰ کے حکم سے عہدنامہ کو اپنے منہ میں رکھ لیا اور وہ فرشتہ پتھر بن گیا۔ وہی فرشتہ خانہ کعبہ کے داہنے رکن میں رکھا گیا۔ اب اس

کو حجر اسود کہتے ہیں اور سب حاجی اس کو بوسہ دیتے ہیں۔ یوم قیامت یہی پتھر فرشتہ ہوگا اور عہد نامہ اس کے منہ سے نکال لیا جائے گا۔

چہل کاف

چہل کاف سے مراد سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے تین معرکۃ الآرا اور پرتاثیر عرب اشعار ہیں جو آپ نے بطور مناجات اپنے قلب مطہر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائے تھے۔ عوام الناس کے سمجھنے کے لئے اردو ترجمہ بھی لکھتے ہیں:

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيْكَ وَاكِفَةً

كِفْكًا فُهَا كَكَبِيْنِ كَانَ مِنْ لُكَكٍ

ترجمہ: اے میرے دل تیرا رب پہلے بھی بارہا تجھے ناگہانی مصائب میں کفایت کرتا رہا ہے۔ اب بھی وہ ایسے مصائب میں تیری کفایت کرتا ہے (یا کرے گا) جن کی واپسی یا جن کا کرنا ایک لشکر جرار کے گھات لگانے کی مانند ہے۔

تَكِرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ فِى كَبَدٍ

تَحْكِىْ مُشَكْشِكَةً كَلُكَلُكٍ لُكَكٍ

ترجمہ: وہ مصائب بار بار حملہ آور ہوتے ہیں۔ ان کی مضبوطی اور یکجائی اس طرح ہے جیسے کہ ایک مضبوط موٹی رسی کی لڑیاں ایک دوسرے سے پیوست ہوتی ہیں۔ یہ مصائب ایک ایسے نیزہ زن مسلح لشکر سے مشابہ ہیں جو ایک موٹے اور سخت گوشت والے اونٹ کی مانند ہو۔

كَفَاكَ مَا بِىْ كَفَاكَ الْكَافِ كُرْبَتَهٗ

يَا كَوْكَبًا كَأَنْ يَحْكِىْ كَوْكَبَ الْفَلَكِ

ترجمہ: اے میرے دل خداوند کریم نے تجھے اس تمام رنج اور پریشانی سے جس می میں مبتلا ہوا۔ کفایت کی۔ اے میرے دل تو ستارہ ہے جو آسمان کے ستارہ سے مشابہ ہے۔

چہل کاف

نوٹ: صرف مرشد پاک کی اجازت سے پڑھے جاسکتے ہیں۔

رات کوسونے سے قبل پڑھیں

سرور دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: ''اے علی! رات کو روزانہ پانچ عمل کر کے سویا کرو۔''

۱۔ چار ہزار دینار صدقہ دے کر سویا کرو۔

۲۔ ایک قرآن کریم پڑھ کر سویا کرو۔

۳۔ جنت کی قیمت دے کر سویا کرو۔

۴۔ دو لڑنے والوں میں صلح کرا کر سویا کرو۔

۵۔ ایک حج کر کے سویا کرو۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ امر محال ہے مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رات کو سونے سے قبل سورہ فاتحہ چار دفعہ پڑھ کر سویا کرو، اس کا ثواب چار ہزار دینار صدقہ دینے کے برابر ہے۔

تین دفعہ سورہ اخلاص پڑھ کر سویا کرو، اس کا ثواب ایک قرآن شریف کے برابر ہے۔

دس دفعہ استغفار کا ثواب صلح کرانے کے برابر ہے۔

چار دفعہ درود شریف پڑھ کر سویا کرو، جنت کی قیمت ادا ہوگی۔

چار دفعہ تیسرا کلمہ پڑھ کر سویا کرو، ایک حج کے ثواب کے برابر ہے۔

فصل سوم

کلامِ شیوخ

تصنیف جناب محمد فاضل الدین صاحب ابوالفرح بٹالوی قدس سرہ العزیز

از شرابِ غوث اعظم گلشن و گلزار مست
شاخ مست و برگ مست و میوہ مست و بار مست

رو سوئے بغداد تا بینی در و دیوار مست
شہر مست و کوچہ مست و خانہ و خمار مست

در لباسِ شاہ جیلانی ببیں مستی تمام
جامہ مست و خرقہ مست و جبہ و دستار مست

بزم وجدِ قطب ربانی تماشا کردنی ست
عود مست و چنگ مست و نغمہ مست و تار مست

مرحبا محبوبِ سبحانی ز سر تا پائے اوست
زلف مست و خال مست و طرۂ طرار مست

از نسیم سوئے عنبر سایہ شاہِ دستگیر
عطر مست مشک مست و نافہ و تاتار مست

یافتہ تلقین از او تسبیح و تہلیلِ خدا
بلبلاں در باغ مست و کبک در کوہسار مست

ایں غزل گفتی تو فاضل الدین مدح پیرِ خویش
لوح مست و حرف مست و کلکِ گوہر بار مست

تصنیفِ جناب غلام قادر شاہ صاحب بٹالوی

کلیدِ گنج ہدایت محمدِ عربی ہلالِ عید عنایت محمدِ عربی
امام اہلِ صفا پیشوائے اہلِ یقیں ہمائے اوجِ سعادت محمدِ عربی
بود پناہ سر سروراں بباغ و جور گلِ کلاہِ عنایت محمدِ عربی
رضائے احمد مرسل بود رضائے خدا زہے نشان سعادت محمدِ عربی
مدار فیضِ الٰہی و سیّد کونین شہِ جہاں رسالت محمدِ عربی
غمے ززلزلۂ حشر کے رسد بغلام
شفیع روزِ قیامت محمد عربی

تصنیف حضرت سیّد میراں محمد جان شاہ صاحب بٹالوی

بلبل کی طرح دل کو جھلانے کوں کیا کہیئے زنجیر میں زلفوں کی پھنس جانے کوں کیا کہیئے
رورو کے عبث دل کے جلجانے کوں کیا کہیئے بسمل ہو تڑپتا ہے مر جانے کوں کیا کہیئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہیئے سر اپنے کون ہر صبح پتھرسوں پٹکتا ہوں
کریاد پریرو کی رو رو کے سسکتا ہوں دو نین دو دریا کروں رین پھر کتا ہوں
کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہیئے کچھ کرتے ہوائے یارو مجھ زار کی اب کاری
پلکوں کی خدنگوں سیں دل پر ہے ستمگاری دلبر کے جفا مسیتی ہر وقت گہر باری
ہر صبح کا وہ رونا ہر شام کی یہ زاری کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہیئے
کر یاد تیری صورت جی وار نے کرتا ہوں سر کاٹ کے گردن سوں تجھ پاؤں پہ دھرتا ہوں
تجھ تیغ تلے آ کر دم ایک نہ بھرتا ہوں ہنستا ہوں خوشی سیتی پھر شوق سیں مرتا ہوں

کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہیئے
تجہ تیغ تلے کہہ تو سر اپنے کوں دھر دیجئے

جونابۂ آنکھوں کا ہر شام و سحر سیجے
مرنا ہے لکھا سر پر کیا اور پہ دھر دیجئے

قسمت موں لکھا جو ہے دینا موں سو بھر لیجئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہیئے

آذیج نہ کر ہم کوں ڈرا اپنے خدا سیتی
کیا قتل غریبوں کوں کرتا ہے حیا سیتی

تن پرزے ہی پرزے ہے تجھ جور و جفا سیتی
رو رو کے پرکھتا ہوں ہجراں کی بلا سیتی

کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہیئے
کیا پوچھتے ہو مجھ سیں غم یار کا کھاتا ہوں

کدلختِ جگر اپنا آنکھوں سے بہاتا ہوں
محبوب کے ہجراں میں دن رین لنگھاتا ہوں

گزرے ہے جو کجہ مجھ پر دلبر کو سناتا ہوں
سنتے ہو ارے یارو کہو چشمِ مروت ہے

مرتا ہوں میں غم سیتی کجہ تجھ میں فتوت ہے
خون آنکھوں سیں جاری ہے کجہ مجھ میں فتوت سے

کہجہ میری کرو کاری کیا ایسی اخوت ہے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہیئے

سنتا ہے محمدؔ جاں کیا گریہ وزاری ہے
خاموش صفت ہو ناں کیا بات پیاری ہے

وہ فضل کرے اپنا یہ بات نیاری ہے
مغرور عبادت پر احسان شماری ہے

کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہیئے

دیوان سرکارِ عالی

قدس سرہٗ العزیز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مناجات

(۱)

بہ درگاہِ قاضی الحاجات

اے خدا عزوعلی کیا پاک ہے تو شان میں
لا شریک وحدہ بے مثل ہے تو شان میں
تیری طاقت ہے بڑی اور تیری قدرت ہے بڑی
ہر وصف میں تو ہے بڑا بے مثل اپنی شان میں
تو رحیم بھی تو کریم بھی ہے تو عدیم المثال بھی
ہیں منہدم سب طاقتیں تری طاقتِ لازوال میں
قدرتوں کی حد نہیں طاقت کی تیری حد نہیں
شاہ وگدا اک جا کھڑے تیری قدرت بے نیاز میں
تو خالقِ مخلوق ہے، تو لائق سجود ہے
ہیں مدح خواں جن وبشر تیری ذاتِ عالیٰ صفات میں
اک گدا سے شاہ کر کے حکمراں کرنا اسے
کن سے فیکون کرنا قدرتِ لازوال میں
وصف عالی ہے تیرا اے مالک کون و مکاں
طاقتیں سب ہیچ ہیں تیری طاقتِ بے مثال میں
فضل و رحمت کے بھروسے پر ہے یہ عاجزؔ کھڑا
منظور ہو تو کرم ہے نکتہ نوازی شاہ میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۲)

اَفکارِ عالیہ

تری ذات پاک ہے اے خدا
تیری شان جل جلالہ
ترا نام مالکِ دوسرا
تری شان جل جلالہ
سبحان جل جلالہ ، سبحانہ، سبحانہ،

ہر جن و بشر کا ہے یہ وردِ زباں
ہر نخل سے ناگاہ ہے یہ عیاں
پتا پتا ہے یہ گا رہا
تری شان جل جلالہ
سبحان جل جلالہ، سبحانہ، سبحانہ

کروں ذکر میں لاالہ الا اللہ
پڑھوں دل سے محمد رسول اللہ
یہی ورد زباں ہے ہو رہا
تری شان جل جلالہ
سبحان جل جلالہ، سبحانہ، سبحانہ

ہے تو مالک کون و مکاں
تو خالقِ دونوں جہاں
ہے تو خالقِ ارض و سما
تری شان جل جلالہ
سبحان جل جلالہ، سبحانہ، سبحانہ

تو ہی سمیع و بصیر ہے
تو ہی علیم و حکیم ہے
ہے تو غفور رحیم بھی
تری شان جل جلالہ
سبحان جل جلالہ، سبحانہ، سبحانہ

ترا وصف ہو کب مجھ سے بیاں
تری ذاتِ عالی ہے کریم
عرش فرش ہے یہ سب ترا
تری شان جل جلالہ
سبحان جل جلالہ، سبحانہ، سبحانہ

عاجز کی ہے یہ التجاء
کبھی رنج و غم میں نہ ہو مبتلا
ہوں مشکلیں آساں مری
تری شان جل جلالہ
سبحان جل جلالہ، سبحانہ، سبحانہ

(۳)

حمد باری تعالیٰ

اے خالقِ حقیقی خالق ہے نام تیرا
تجھ پر ہے ناز مجھ کو ہوں میں غلام تیرا

قربان تجھ پہ مولیٰ صدقے میں تجھ پہ آقا
مجرم پہ کرم کرنا بخشش ہے کام تیرا

آقا جو مجھ سے چاہو قربان سب میں کر دوں
دل ہو یا جاں ہو سر ہو کچھ بھی انعام تیرا

نہ دنیا میں مانگتا ہوں، عقبےٰ نہ مانگتا ہوں
مانگوں میں تجھ کو اے رب سجدہ سلام تیرا

تجھ پر ہے تقویٰ میرا تجھ سے ہی کام میرا
اپنا تو مجھ کو کر لے میں ہوں غلام تیرا

سر ہو یہ تیرے آگے، مولیٰ ہو سامنے تو
سجدہ پہ سجدہ ہو پھر، دل میں مقام تیرا

سجدے سے میں اٹھوں جب آقا کو اپنے دیکھوں
ایسے ہی شغل میں ہو عاجزؔ غلام تیرا

(۴)

بڑا ہی مہربان ہے

بڑا ہی مہرباں ہے تو بڑا ہی مہربان ہے
کبھی تو ہم کو بتا دے کیسا تو مہربان ہے

مہربانیوں کی حد نہیں بے مثل مہربان ہے
کبھی تو ہم کو بتا دے کیسا تو مہربان ہے

ہمیشہ کے واسطے ہے تو، ہمیشہ تو مہربان ہے
ہمیشہ سے مہربان ہے ذیشان مہربان ہے

کبھی تو ہم کو بتا دے کیسا تو مہربان ہے
ہمیشہ کے واسطے ہے تو، ہمیشہ تو مہربان ہے

کبھی تو ہم کو بتا دے کیسا تو مہربان ہے
بے مثل ذات ہے تیری، ازلی تو مہربان ہے

کبھی تو ہم کو بتا دے کیسا تو مہربان ہے
بے نیاز مہربان ہے، بے انداز مہربان ہے

عاجزی سجدہ قبول ہو جیسا تو مہربان ہے

(۵)

شان محمدی

اللہ ظاہر وچ شان محمدیؐ اے
آیا پہن لباس محمدی اے

گھونگھٹ میم دا جس نوں آکھدے نے
ایہو رب دا بھیس محمدی اے

فثم وجہ اللہ دیکھو قرآن اندر
چہرہ یار دا حسن محمدی اے

پردے میم دے وچ اوہو ہویا وباطن
ظاہر شکل مشہود محمدی اے

اوّل عین سے عین میں عین ظاہر
باطن عین دا عین محمدی اے

نور اوّل تے آخر ہے عین اس دا
ظاہر باطن وچ نور محمدی اے

بھیس عاجز تونگر وچ کون ظاہر
آپے آپ جناب محمدی اے

(۶)

اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت شریف

خدا کی عین اطاعت جو اطاعت مصطفےٰ کی ہے
خدا کی ہے محبت جو محبت مصطفےٰ کی ہے
اطاعت جو کرے مومن خدا خوش ہوتا ہے اس سے
معزز اس کو کرتا ہے عنایت مصطفےٰ کی ہے
اطاعت کر تو اے مومن کہ یہ اس کی ہدایت ہے
خدا کی ہے خوشی اس میں شفاعت مصطفےٰ کی ہے
نفس مغلوب ہوتا ہے وہ شیطان دور ہوتا ہے
خدا کے گھر میں ہے عزت یہ عظمت مصطفےٰ کی ہے
یہ دنیا اس پہ مرتی ہے وہ نفرت اس سے کرتا ہے
خدا خود جلوہ گر اس میں یہ برکت مصطفےٰ کی ہے
اطاعت فرض ہے تجھ پر تو اے مومن سمجھ اس کو
خدا کا قرب حاصل کر یہ عزت مصطفےٰ کی ہے
اطاعتِ مصطفےٰ سے تو خدا کا فضل ڈھونڈ عاجز
خدا کی ہے رضا اس میں یہ خلوت مصطفےٰ کی ہے

(۷)

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمدؐ کی محبت دل میں تیرے گر نہیں ہے
تو نزد خالق یکتا ابھی مومن نہیں ہے

محمدؐ کی محبت جو خدا کی عین اطاعت ہے
محبت کر تو اے مومن کہ یہ اس کی ہدایت ہے

محمدؐ سے محبت کر کہ رحمت تم پہ ہو جائے
خدا کا فضل ہو جائے وہ راضی تم پہ ہو جائے

محمدؐ کی محبت ہے تیری بخشش قیامت میں
اگر تو اس سے خالی ہے نہیں راحت قیامت میں

محمدؐ خالق اکبر کو ہے مخلوق سے پیارا
ہمارے سب وہ رشتوں سے ہے مال و جان سے پیارا

محمدؐ کی محبت سے تو خوش رحمان ہوتا ہے
غلامی اس کی کرنے سے عطا ایمان ہوتا ہے

غلامی جس نے کر لی پھر سند اس کو ہی ملتی ہے
قیامت میں نہیں پرسش وہ جنت اس کو ملتی ہے

محمدؐ کی محبت کی سند حاصل تو کر عاجزؔ
کھدا لے دل پہ نام اس کا خدا کو خوش تو کر عاجزؔ

(۸)

رسولِ خدا کا ایثار

رسول اللہؐ کے قبضہ میں نہ دولت تھی نہ ثروت تھی
نہ اس باطل کدہ میں ان کو دنیا کی ضرورت تھی
قناعت پر گزارہ تھا توکل پر گزارہ تھا
شہنشاہِ دو عالم تھے اور اس پر بھی یہ حالت تھی
ادھر تاجِ شہنشاہی ادھر حکم جہاں بانی
ادھر دنیا کی دولت تھی ادھر زر کی فراوانی
مگر جو لطف ان کو فقرو فاقہ میں میسر تھا
بڑی مشکل سے سمجھے گی اسے تخلیقِ انسانی
شہنشاہِ دو عالم اور یہ ایثار کیا کہنا
تکالیف و مصائب میں نہایت مطمئن رہنا
زمانہ دریئے آزار تھا، دنیا مخالف تھی
ہزاروں قدرتوں کے باوجود اتنے ستم سہنا
یہاں حق کی اشاعت کے لئے ایثار و قربانی
وہاں ہر ایک قدم پر کفر و باطل کی فراوانی
یہاں یہ کوششیں دنیا کو راہِ راست پر لائیں
وہاں گمراہیوں کا جوش اور گمراہ نادانی

یہاں حق کے سوا کچھ اور دولت تھی نہ طاقت تھی
نہ محبوب خدا کو اس نمائش کی ضرورت تھی

وہ مصلح تھے وہ ہادی تھے پیمبر تھے خلیفہ تھے
انہیں حق کی اشاعت کے لئے حق سے محبت تھی

انہی نے حسنِ سیرت سے کیا تسخیر دنیا کو
بساطِ حق شناسی سے کیا تعمیر دنیا کو

بتایا اہل عالم کو کہ مقصد کیا ہے جینے کا
دکھائی زندگی کے خواب کی تعبیر دنیا کو

یقیناً ان کو یہ ایثار تھا جس نے زمانے میں
بھری تھی زندگی حق آشنائی کے فسانے میں

(۹)

حبیب خدا

محمدؐ کو حبیبؐ اپنا خدا نے بنا لیا ہے
ساری خدائی اپنی کا صاحب بنا لیا ہے

خدا کا پیار ہے تم سے خدا کے لاڈلے تم ہو
امت کی رہبری کو رہبر بنا دیا ہے

خدا کا وعدہ ہے قرآں میں دن قیامت کے خوش کریں گے
جنت کے مالک ہو تم کو صاحب بنا دیا ہے

خدا کی خدائی میں ہے یکتا وہ نور وحدت
کوئی ہمسر ہوا نہ ہوگا ایسا بنا دیا ہے

دل و جان سے ہوں میں قربان رحمۃ اللعالمیں پر
ہوئی نظر جس پر ان کی رحمت بنا دیا ہے

مجھ پر بھی نظر کر دو رحمۃ اللعالمین ہو
منظور کر لو صاحب جیسا بنا دیا ہے

خدا کے پیارے ہو تم خدا کا ہے پیار تم سے
مطلوب بھی محبوب بھی تمہیں بنا دیا ہے

عاجزؔ پہ نظرِ رحمت اک بار اور کر دو
اجڑے ہوئے چمن کو جیسے بسا دیا ہے

(۱۰)

مورے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مورے پیارے محمد دلارے محمدؐ
وہ یثرب کے اللہ والے محمدؐ

چلیوری سیّو پیا دیس جانا
جہاں رہتے ہیں وہ ہمارے محمدؐ

عرب کے وہ گلی کوچے ہم پھریں گے
پکاریں گے اللہ والے محمدؐ

قدموں پہ گر کر زیارت کریں گے
پیا کے ہیں وہ جو دلارے محمدؐ

پیا دیش جا کر یہی ہم کہیں گے
پلا شربت وصل ہمارے محمدؐ

یہ دم بھی پیا تیرے قدموں میں نکلے
یہی دل کی حسرت ہے پیارے محمدؐ

بلا لو پیا جی اس عاجز کو اپنے
قدموں میں اب تو دلارے محمدؐ

(۱۱)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیوانی

محمدؐ محمدؐ پکارا کروں گی
اسی سے میں دل کو سہارا کروں گی

پیا بھول جانا نہیں اس بندی کو
یہی عرض رو رو گزارا کروں گی
اسی سے میں دل کو سہارا کروں گی

پیا کے پیار میں رستے میں رہ کر
یہ فرقت کی گھڑیاں گزارا کروں گی
اسی سے میں دل کو سہارا کروں گی

لگی آگ من میں بھجائیو محمد
پیا کو میں ایسے پکارا کروں گی
اسی سے میں دل کو سہارا کروں گی

جاؤ ری سیو پیا سے یہ کہہ دو
در ہجر میں گزرا کروں گی
اسی سے میں دل کو سہارا کروں گی

پیا مجھ کو اک دن تو ملیو خدا را
یہی رات دن میں چتارا کروں گی
اسی سے میں دل کو سہارا کروں گی

تڑپتا ہے دل اور پھڑکتی ہیں آنکھیں
پیا کے میں درشن کو جایا کروں گی
اسی سے میں دل کو سہارا کروں گی

وہ فرقت کے صدمے اس عاجز سے سن کر
پیا پاس میں، جو سنایا کروں گی
اسی سے میں دل کو سہارا کروں گی

(۱۲)

بڑی شان والے ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(گوہر افشانی سرکارِ عالیٰ حضرت محبوبِ ذات)

بڑی شان والے ہمارے محمدؐ
بڑی آن والے ہمارے محمدؐ

اسی شان پر ہے خدائی تصدق
بنائے خدائی ہمارے محمدؐ

نور خدا ہیں ظہور خدا ہیں
بنا لاالہ ہیں ہمارے محمدؐ

عرش تا فرش شور صَلِّ علیٰ تھا
دلہا بن کے آئے ہمارے محمدؐ

محبوب خدا ہیں حبیب خدا ہیں
وری و الوری ہیں ہمارے محمدؐ

شفیع الامم ہیں جمیل الشیم ہیں
خدائی کے آقا ہمارے محمدؐ

نور عرش بریں نور ارض و سما ہیں
وری الوریٰ ہیں ہمارے محمدؐ

مظہرِ خدا ہیں کہ شانِ خدا ہیں
رسولوں کے شاہ ہیں ہمارے محمدؐ

دو عالم کی رحمت ہیں بھیس خدا ہیں
عاجز کے آقا ہمارے محمدؐ

(۱۳)

زمیں از حب او ساکن فلک از نام او شیدا

حضرت محبوب ذات حضور سرکارِ عالیٰ نے مولانا جامی کی نعت کی طرز میں چند اشعار ارشاد فرمائے۔ جو درج ذیل ہیں:

ہوئے نامِ خدا نور خدا سے مصطفےٰ پیدا
نبی کے نور سے ہیں انبیاء و اولیاء پیدا
غرض ہر نور اس ذات مقدس سے ہوا پیدا
وصلی اللہ علی نور کزوشد نورہا پیدا
زمیں از حب او ساکن فلک از نام او شیدا

جنابِ آدم و نوح و خلیلِ خالق یکتا
ذبیح اللہ یعقوب و شعیب و عیسےٰ و موسیٰ
غرض وردِ زباں تھا یہ خدا کے ہر پیمبر کا
وصلی اللہ علی نورکزوشد نور ہا پیدا
زمیں از حب او ساکن فلک از نام او شیدا

کتاب کبریا میں ہے رقم ایوب اذ ناڈی
محمد کے وسیلہ سے ہوئی مقصود نجینا
رہا یونس ہوئے غم سے جو اس ظلمت میں یاد آیا
وصلی اللہ علی نور کز و شد نور ہا پیدا
زمیں از حب او ساکن فلک از نامِ اوشیدا

کہا جبریل نے اک دن یہ سرور سے خوشا رتبہ
کہ خادم نے ہزاروں سال قبل از آدم و حوا
رقم عرش بریں کے ساق پر مضمون یہ دیکھا
وصلی اللہ علی نور کزوشد نورہا پیدا
زمیں از حب اوساکن فلک از نام اوشیدا

تَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِہٖ کا سمجھے مطلب ہم
بحق المصطفٰے تھا لفظ اللھم سے منضم
تھی کشتی صاحب الطّوفان میں یا سیّد عالم
مگرنام محمد ہی رہا وردِ شفیع آدمؑ
نہ آدم یا فتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا
وصلی اللہ علی نور کزو شد نورہا پیدا
زمیں از حب او ساکن فلک از نامِ اوشیدا

عجب رتبہ دیا اللہ نے محبوبؐ کو اپنے
کہ یہ نام محمد کام آیا پیمبر کے
نہ ہوتے گر توسّل شاہِ سرکار مدینہ سے
نہ ایوب از بلا رستے نہ یوسف یافتی از چاہ
نہ عیسیٰ را مسیحا دم نہ موسیٰ رایدِ بیضا
وصلی اللہ علی نور کز و شد نورہا پیدا
زمیں از حب او ساکن فلک از نامِ اوشیدا

(۱۴)

منقبت مولائے کائنات علیہ السلام

علیؑ حق کے پیارے ید اللہ علیؑ ہیں
وہ مولا ہمارے دلارے علی ہیں
وہ بیت الحرم میں ولادت لئے ہیں
شرافت ، صداقت امامت لئے ہیں

کیا درجہ حق نے ہے عالی علی کا
نبی کے برادر امام ان سبھی کا
کیا وصف قرآں نے عالی وہ ذیشاں
مراتب دیئے جو کہ سب تھے عالی شاں

وہ خیبر کا در تھا اکھاڑا علی نے
کیا کفر غارت اس شاہ ولی نے
پڑھا کلمہ سب نے یہ شانِ علی ہے
ہوا جگ میں روشن وہ نام علی ہے

تھراتے تھے کافر یہ قابل نگہہ ہے
دکھائے وہ جوہر کہ خلقت گواہ ہے
قربان علی پر اس شاہ جری پر
کوثر کا ساقی امام علی ہے

یہ عاجز بھی دیوانہ الفتِ علی ہے
شفاعت کا طالب اور طالب علی ہے

(۱۵)

سلام بہ حضور امام عالی مقام علیہ السلام

السلام اے بوسہ گاہِ مصطفیٰ
السلام اے نور چشم مرتضیٰ
السلام اے لختِ قلبِ فاطمہ
السلام اے روح و جان مجتبیٰ
السلام اے بسمل تیغِ جفا
السلام اے زخمی تیر قضا
السلام اے صدرِ بزمِ اتقیا
السلام اے محوِ تسلیم و رضا
السلام اے مظہر خوابِ خلیل
السلام اے جامِ بخشش سلسبیل
السلام اے مصدرِ صبر جمیل
السلام اے عاشق رب جلیل
السلام اے سیّد عالی مقام
السلام اے دین کے سچے امام
السلام اے زینتِ بیت الحرام
السلام اے رکھنے والے حق سے کام
السلام اے وارث علم نبی
السلام اے نائبِ مولیٰ علی

السلام اے واقفِ سر خفی
السلام اے باغِ وحدت کی کلی
السلام اے دستگیر بے کساں
السلام اے دردمند عاصیاں
السلام اے سبطِ ختم المرسلین
آپ ساصابر کوئی دیکھا نہیں
السلام اے پیشوائے سالکیں
اے جوانِ خاص فردوس بریں
السلام اے رہبر دین متیں
سرورِ عالم امیر المؤمنین
میں بھی ہوں مشتاقِ الطاف عمیم
اے کریمؑ ابن الکریمؑ ابن الکریمؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱۷)

محبوبِ سبحانی

یا جناب غوث الاعظم گوہر والا توئی
محبوبِ سبحان ذوالجلال خالقِ یکتا توئی

گنجینۂ سر الٰہی جا پناہِ علم و دین
وارثِ علم نبی و ماوا وملجاتوئی

شہباز کلِ ولایت صدر بزم اولیاء
مخزنِ اسرارِ قدرت مشکل کشائے ماتوئی

راز دارِ لم یزالی صاحبِ مسند یقین
امینِ رازِ ذوالجلالی ذات ہے ہمتاتوئی

ماہ لقائے مصطفٰے و محبوبِ رب العالمین
باعثِ فخر ولائت افسر بالا توئی

شمس شمسانِ حقیقت واقف راز خفی
پرتوے حسن و جمال ذات پاک اعلیٰ توئی

نور عین مصطفٰے و نور چشم مرتضٰے
پانہادہ رقبت کل ولی اللہ توئی

رحمت کشائے عاجزاں برکت ویہہ کل عارفاں
قدمت قدم نبی ذات و صفات اعلیٰ توئی

(۱۸)

سرِ روح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلوہ ہوں نور ہوں مَیں ہی سرِ نہاں ہوں
مسجود ملائک کی میں ہی رمز عیاں ہوں

میں نہ تھا اس میں تو تھا وہ فقط پتلا آدم
تعظیم نہ تھی تکریم نہ تھی میں کیا سربیاں ہوں

میرے ہی ہونے سے ہوا پھر وہ مسجود ملائک
تعظیم بھی ہوئی تکریم بھی میں کیا سرعیاں ہوں

وھو معکم کا ہے حکم قرآن کے اندر
میں ہی مع جسمِ آدم اور سرِ روحِ رواں ہوں

فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا وفی اَنۡفُسِکُمۡ کی رمز میں ہوکر
وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ کی قربت سے مکین اندر مکاں ہوں

بدوں تحقیق میرے کو نہیں اوصاف آدم سے
کرم ہو نہیں سکتا بجز اندر عیاں ہوں

خودی کے وہم کا مٹنا فقط ہے ذات کا پانا
عبث گردش میں پھرتا ہوں کیا نطق بیاں ہوں

خدا کا بھید بے شک تو اگر اس سر سے واقف
سِرِّی سِرُّہٗ کی میں کیا رمزِ عیاں ہوں

امین رازان کا ہوں نہاں میں میں عیاں اندر
دروں عاجز عیان اندر میں ہی نطق زباں ہوں

(۱۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ

ذات احد ہے ثبوت۔ اور لاالہ ہے ماسوا
پھر نہ جانے کون ہے یہ دوسرا اس میں سوا
ہے خودی سے جلوہ گر وہ ذات احد بے گماں
پھر نفی ہے کس خودی کی وہم باطل بے نشاں
جلوے سارے ہیں اسی کے آپ ہی وہ عیاں
شان خفی میں ہے کہیں شان جلی میں ہے عیاں
ظاہر و باطن وہی ہے، ہے وہ اوّل آخری
و زمین و آسمان زیر نہاں فوق بری
آں چناں وایں چناں واوں چناں وہم چناں
بے گماں وہ بے گماں وہ ہے بے گماں وہ بے گماں
ہم چوں اوّل ہم چوں آخر ہم چوں ظاہر ہم چوں باطن
عاجزی و برتری میں ہے وہ خود ہی کن فکاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہدیہ عقیدت بحضور محبوبِ ذات اقدس سرہ العزیز

از

پیر الحاج مفتی علامہ سیّد افتخار احمد حسین مصنف کتاب ہذا

سجادہ نشین درگاہ حضرت محبوبِ ذات

ہادی اکبر مرشد ساڈا — جدا رتبہ عالی
حسبی نسبی سیّد سوہنا — پنجتن دا ہے والی
بے مثل گھرانہ جدا — شان سب توں عالی
سخیاں دا سلطان سدا وے — جد ہے جس دی عالی
عرب شریفوں سندیسا آیا — آ کے منڈیراں ڈیرہ لایا
سب دے دل وچ چانن کیتا — فیض ہوئے ربانی
جیہڑا تیرے درتے آوے — فیض حضوروں پا کے جاوے
نوری خزانے ونڈے سوہنا — ہتھ وچ قلم ہے شاہی
ولی قلندر درتے ڈگے — شان ہے تیری عالی
غوث ہے نام لیوا تیرا — درتے قطب سوالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہدیہ عقیدت از صاحبزادہ سیّد کمال محی الدین

سرکار منڈیراں سے لو ہم نے لگائی
یہ عزت و شہرت بھی سرکار سے پائی ہے
دنیا بھی یہ مانے گی یہ ہادی اکبر ہیں
یہ محسنِ اعظم ہیں اب ان کی دہائی ہے
قدموں سے ہمیں ان کے یہ شرف ملا ہے
دربارِ رسالت میں ہماری بھی رسائی ہے
اوصاف نہ اچھے نہ اعمال ہمارے
فیضان پہ بس ان کے امید لگائی ہے
دل و جان قربان کروں آقا کے قدموں پہ
آقا نے مجھے اپنی صورت جو دکھائی ہے
یہ ان کی عنایت ہے کمال ان کا کرم ہے
تاثیر تیری بات میں اتنی بھی جو آئی ہے

انتظام لنگر غوثیہ

والدِ محترم ومکرم حضور سرکارِ عالیٰ محبوبِ ذات عاصی نواز نے لنگر غوثیہ کا انتظام برادرِ اکبر حضرت محمد افضال احمد حسین شاہ صاحب کے سپرد اپنی حیاتِ طیبہ میں کیا ہوا تھا۔

حضرت غوث الثقلین، محبوبِ سبحانی سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مقدس پر ہزاروں لوگوں کے طعام وقیام کے انتظامات حضرت سرکار عالیٰ محبوب ذات نے میرے دونوں برادرانِ اکابر کے سپرد کر رکھے تھے جن کو ابھی تک وہ خوش اسلوبی سے سر انجام دے رہے ہیں۔

حضور سرکارِ عالیٰ کے درسِ مساوات پر آج بھی عمل ہو رہا ہے اور ہر ایک (امیر وغریب) ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں۔

آستانہ عالیہ قادریہ احمد حسنیہ پر زائرین کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر میرے برادرِ اکبر حضرت سیّد اقبال احمد حسین شاہ صاحب نے نئے مہمان خانے بنوانے کے ساتھ ساتھ دربارِ عالیہ کی عمارت کو بھی وسیع کیا ہے۔ یہ حضرت سیّد اقبال احمد حسین شاہ صاحب کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے کہ آج دربارِ عالیہ منڈیر سیّداں کی سڑک پختہ سڑک تک ملاتی ہے۔ زائرین کی سہولت کے لیے بجلی اور ٹیلیفون کے کنکشن لگوائے۔

حضور سرکار عالی محبوب ذات حضرت عاصی نواز کی حیاتِ طیبہ سے ہی ایک عرس مقدس سالانہ ہوتا چلا آ رہا ہے (جو دس ربیع الثانی کو حضرت شاہِ بغداد محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی کا ہے) لیکن اب عرصہ بیس برس سے دوسرا عرس پاک (جو حضرت محبوبِ ذات عاصی نواز نور اللہ کا ہے) ۲۱ شعبان المعظم کو منعقد ہوتا ہے۔

ان اعراس کے علاوہ ہر قمری ماہ کی پانچویں رات کو پنجتن پاک علیہم السلام حضرت عباس

علیہ السلام کی حاضری شریف کا ختم ہوتا ہے۔ ہر قمری ماہ کی گیارھویں رات کو سیّدنا غوث الاعظم کا ختم شریف ہوتا ہے۔ ہر جمعرات کو سرکارِ عالیٰ محبوبِ ذات کا ختم شریف ہوتا ہے۔

سالانہ ختم شریف

۱۔ چھ محرم الحرام کو بی بی مجذوبہ دختر محبوب ذات کا سالانہ ختم شریف ہوتا ہے۔

۲۔ دس محرم الحرام کو سیّد الشہدا امام حسین علیہ السلام کا ختم شریف ہوتا ہے۔

۳۔ تیرہ تاریخ صفر کو نبی کریم اور بی بی فاطمہ کا ختم ہوتا ہے (کنی کنا)

۴۔ صفر المظفر کی اٹھائیس کو امام حسن علیہ السلام کا ختم شریف ہوتا ہے۔

۵۔ ماہ صفر میں آخری چہار شنبہ کو ختم بھی ہوتا ہے جو نبی پاک کا ختم ہوتا ہے جس دن آپؐ نے غسل صحت فرمایا۔

۶۔ بارہ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی کو نبی پاک کا ختم پاک ہوتا ہے۔

۷۔ بائیس رجب المرجب سیّدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کی کونڈوں کی نیاز ہوتی ہے۔

۸۔ ستائیس رجب المرجب کو معراج شریف کی رات کو حضرت نبی پاک کا ختم شریف ہوتا ہے۔

۹۔ پندرھویں رات شعبان المعظم کو شبِ قدر کو نبی کریم کا ختم شریف ہوتا ہے۔

۱۰۔ اکیس رمضان المبارک کو حضرت علی علیہ السلام کا ختم پاک ہوتا ہے۔

۱۱۔ یکم شوال کو سیویاں پر حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم شریف ہوتا ہے۔

۱۲۔ گاہے بگاہے مندرجہ بالا ختم شریف کے علاوہ ختم شریف قادریہ بھی ہوتا رہتا ہے لنگر غوثیہ دو وقت دوپہر اور شام کو روزانہ سیّدنا غوثِ الاعظم کا ختم شریف ہوتا ہے۔ ماہِ رمضان المبارک میں ہر روز شام کو بڑے اہتمام سے روزہ افطار کرایا جاتا ہے اور سحری کو بھی اچھا انتظام ہوتا ہے۔

۱۳۔ ہر سال ۲۷ صفر المظفر حضرت مصنف کتاب ھذا حضور غوثِ زماں سیّد افتخار حسین کا سالانہ عرس منایا جاتا ہے۔

۱۴۔ ۲۰ ذی قعد کو حضرت سیّد افضال احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منایا جاتا ہے۔

قطعہ تاریخ مشتمل وصال حضرت قدوہ العارفین عمدۃ السالکین جناب قبلہ سیّدنا سندنا منبع البرکات جامع الحسنات حضرت سیّد احمد حسین شاہ قادری سجادہ نشین دربارِ عالیہ۔

عارفے باللہ ز دنیا ناگہاں پوشیدہ روئے — سوئے عقبےٰ با محمد ہمنشیں شد روبروئے
مہبط برکات ایزد چشمہ فیضانِ حق — چوں سلف آثار وابستہ بداتش موبموئے
ظل رحمت از سر خدام و جملہ مومنین — شدز دینار حلتش برخواست زیں غم ہائے ہائے
سینہ بریاں دیدہ گریاں فراقش ہر یکے — روئے خود مخفی نموداں پاک سیرت نیک خوئے
در شریعت پیرو ختم رسل قدسی صفات — نورِ عرفاں ضوفشاں بودہ بذاتش سو بسوئے
درطریقت رہبر کل مرد و زن پیر و جوان — در حقیقت پیر دانش را بہر دم جستجوئے
آفتابِ معرفت لا ریب بودہ در منڈیر — شدغروب ازچشم دنیا ناگہاں بربستہ روئے
فی العیاں ل عباء گنجینہ اسرارِ حق — درخصائل ہمچو حسنین بے گماں باآبروئے
بودہ منظورِ نظر دربار گاہِ قادری — ذکر خیرش اینچیں ورد خلائق کو بکوئے
با جنید و شبلی و کرخی بدان شد ہمنوا — سرکابِ اولیاء اللہ بجنت سرخ روئے
گرسن صلش ضیاء اینک ندازد قدسیاں — آیت تابندہ از آیات الٰہی بگوئے

حسرتا در ماشعبان رخت رحلت برکشید
یکہزار وسہ صد وہشتاد ہجری بگوئی

۲۱ شعبان المعظم بوقت سوا آٹھ بجے صبح یوم چہارشنبہ بمطابق ۸ فروری ۱۹۶۱ء روضہ اقدس مغربی دربارہ شریف میں ہے۔

حضور سرکارِ عالی کی آل واولاد

حضور سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات ؒ کے چار شہزادے اور سات شہزادیاں تھیں۔ دختران میں صرف بڑی شہزادی صاحبہ صاحب اولاد ہوئیں جن کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادگان کے اسماء سیّد میراں محمد افضل، سیّد احسان علی، سیّد محمد اجمل شہباز محی الدین ہیں۔ سیّد میراں محمد افضل کے دو صاحبزادگان سیّد محمد حماد الحسنات اور سیّد محمد فتح الحسنات اور سات صاحبزادیاں ہیں۔ سیّد احسان علی کے دو فرزندان سیّد ظہیر الحسن اور سیّد عمیر الحسن ہیں۔

حضور سرکارِ عالی کے بڑے شہزادے

حضرت سیّد محمد افضال احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ بمطابق ۲۱ جولائی ۱۹۳۶ء یوم چہارشنبہ بمقام بٹالہ شریف

وصال: ۲۰ ذیقعد ۱۴۲۰ھ بمطابق ۲۰ مارچ ۱۹۹۸ء

غسل: غسل میں سیّد نور حسین، سیّد انور حسین اور سیّد مبارک علی شامل تھے۔

نمازِ جنازہ: آپ کے برادرِ حقیقی حضرت سیّد افتخار احمد حسین غوث قدس سرہ العزیز سجادہ نشین نے پڑھایا۔

تدفین: آپ کی وصیت کے مطابق سرکارِ عالی کے قدمین میں آپ کی تدفین ہوئی۔

چہلم شریف: مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۹۸ء بروز اتوار۔

عقد مبارک: ۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۰ جولائی ۱۹۴۴ء یوم دوشنبہ ریاست کپورتھلہ میں ہوا۔

اولاد: آپ کے چار فرزندان اور تین دختران تولد ہوئیں۔ دو فرزندان اور ایک دختر شیر خواری کی عمر میں فوت ہو گئے۔

آپ کے بڑے فرزند سیّد مبارک علی ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ بمطابق ۲ اپریل ۱۹۵۱ء کو تولد ہوئے اور چھوٹے فرزند سیّد شاہ کمال محی الدین (بی اے) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ بمطابق ۴ فروری ۱۹۵۵ء یوم جمعۃ المبارک کو تولد ہوئے۔ آپ کے دو فرزند تولد ہوئے سیّد شاہ حسنین کم سنی میں انتقال کر گئے۔ سیّد شاہ رخ یکم ذیقعد ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۶ مئی ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ تولد ہوئے۔

عجز وانکساری: عجز وانکساری آپ کی ذات کا طرّہ امتیاز رہا۔ آپ تمام عمر حضور سرکارِ عالی کے روضہ مبارک کے سامنے تمام رات برآمدے یا کمرے میں چٹائی پر لیٹے رہتے۔ کبھی کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ فرماتے یہ میرے مرشد کی کرم نوازی ہے۔ یہ انہی کا فیض ہے۔ میرا کوئی کمال نہیں۔

کاشتکاری: سرکارِ عالی کی حیات طیبہ میں آپ کاشتکاری کرتے تھے۔

سخاوت وایثار: آپ کی سخاوت وایثار قابل دید تھی۔ آپ غرباء، مساکین اور قریبی رشتہ داروں کی ہر طرح مدد فرماتے بلکہ ڈیرے والوں کو خصوصی طور پر نوازتے۔ ان کی رہائش اور بود و باش کا بہت خیال فرماتے۔

محبت واخوت: آپ سب سے محبت کرتے۔ خصوصی طور پر اپنے بھائیوں اور بھتیجوں سے بہت پیار کرتے۔ اور ہمیشہ ان کو ایک نظر سے دیکھتے۔ سب بھتیجوں کے لئے یکساں جیب خرچ مہیا فرماتے۔ ایک جیسے کپڑے اور جوتے منگواتے اور کسی بھی معاملے میں اولاد کو فوقیت نہ دیتے بلکہ بھتیجوں اور اولاد کو ایک جیسا سمجھتے اور سب پر ایک جیسی مہربانی فرماتے۔

لنگر کا انتظام: سرکارِ عالی کے زمانہ سے بھی آپ لنگر کا انتظام فرماتے۔

گدی بھائیوں کی ہے: آپ سے جب گدی کے بارے میں استفسار کیا جاتا تو فرماتے ''مجھے

میرے باپ نے گدی عطا نہیں کی بلکہ یہ بھائیوں نے دی ہے۔ یہ انہی کی ہے۔'' آپ اپنے بھائیوں اور بھتیجوں کو ''جی'' کر کے بلاتے۔ تمام بھتیجوں کو 'حضرت' ''پیر جی'' ''شاہ بادشاہ'' اور تمام بھائیوں کو ''یا حضرت صاحب'' کہتے۔ آپ تمام بھتیجوں کو ساتھ لے کر عازم سفر ہوتے اور بہت شفقت فرماتے۔

مسند نشینی: آپ ہمیشہ مسند پر اپنے برادرِ حقیقی حضرت سیّد افتخار احمد حسین غوث کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے اور سرکاری کمرے یا کمرے سے باہر دربار شریف میں اکٹھے بیٹھتے اکثر حضرت سیّد افتخار احمد حسین غوث قدس سرہ العزیز وعظ و نصیحت فرماتے تو آپ خاموشی سے خود بھی سنتے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے۔

حضور سرکارِ عالی کے دوسرے شہزادے

حضرت سیّدا قبال احمد مدظلہ العالی

ولادت: ۶ ذیقعد ۱۳۴۹ھ بمطابق ۲۶ مارچ ۱۹۳۱ھ بروز جمعرات بمقام جبل پور

عقد: ۲۵ شوال المکرّم ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۰ اگست ۱۹۵۰ھ یوم پنجشنبہ منڈیر سیّداں میں ہوا۔

حج بیت اللہ/عمرے: آپ نے ۱۹۶۹ء میں اپنے برادرِ حقیقی حضرت سیّد افتخار احمد حسین شاہ صاحب کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ بعد میں آپ نے عمرے بھی ادا کئے۔

اولاد: آپ کی چھ دختران اور چار صاحبزادگان تولد ہوئے۔

صاحبزادگان کے اسماء سیّد نیر اقبال ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ بمطابق ۸ مارچ ۱۹۵۸ھ۔ ان کی دو دختران ہیں۔ سیّد نظارت اقبال (ایم اے۔ ایل ایل بی) بتاریخ ۴ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ بمطابق ۷ اکتوبر ۱۹۵۹ء۔ سیّد شہزادہ ابن احمد اقبال (ایم۔اے) ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

بمطابق ۲ فروری ۱۹۶۴ء۔ آپ کی دو دختران اور تین فرزندان۔ سیّد محمد ذوالنور اشرف المعروف دلبر میراں ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۰ جولائی ۱۹۸۷ھ بروز بدھ، سیّد علی شہزاد ۲۴ ربیع الاوّل ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء بروز اتوار اور سیّد عبدالقادر ۲۵ رجب ۱۴۱۷ھ بمطابق ۷ دسمبر ۱۹۹۶ھ بروز ہفتہ کو تولد ہوئے۔ سیّد علی شہباز (ایم۔ایف۔اے) ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعۃ المبارک تولد ہوئے۔ آپ کی ایک صاحبزادی کم سنی میں فوت ہوئی اور ایک صاحبزادی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد نرینہ عطا فرمائے (آمین)

بے لوث سماجی خدمات: آپ نے بحیثیت چیئرمین یونین کونسل ممبر ڈسٹرکٹ کونسل اور ممبر صوبائی اسمبلی علاقے کی بہت خدمت کی۔ آپ بے شمار تنظیموں کی سرپرستی فرماتے ہیں۔ آپ بے لوث سماجی خدمات کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں۔

ٹیلی فون: آپ کی کوششوں سے ۱۹۶۸ء کو دربار شریف میں فون کی سہولت میسر آئی۔

ٹھیکیداری: سرکارِ عالی کی حیات طیبہ میں بھی آپ ٹھیکیداری کرتے۔

بجلی کی سہولت: دربار شریف منڈیر سیّداں اور دیگر قریبی علاقوں میں آپ کی ہی کوششوں سے آج تقریباً ربع صدی قبل بجلی مہیا ہوئی۔

سڑک کی تعمیر: اس علاقے میں پہلے سولنگ اور پھر پکی سڑک کی تعمیر بھی آپ کا ایک کارنامہ ہے۔

سکولوں کی تعمیر: اپنے علاقے میں آپ نے بشمول منڈیر سیّداں بیسیوں سکول تعمیر کرائے۔

متاثرین جنگ کی خدمت: ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کے دوران جنگ مہاجرین اور متاثرین کی آپ نے بہت خدمت کی اور ان کی رہائش اور خورد و نوش کا انتظام فرمایا۔

متاثرین سیلاب کی خدمت: آپ نے ۱۹۵۰ء اور بعد میں آنے والے تمام سیلابوں کے موقع پر متاثرین کی دل کھول کر مدد فرمائی۔

کنٹرولر: سرکارِ عالی کی حیات طیبہ سے ہی تمام ذمہ داریاں آپ کے سپرد تھیں اور

آپ کو کنٹرولر کہا جاتا تھا۔ دربار شریف، روضہ مبارک اور دیگر تمام عمارات کی تعمیر آپ ہی کا کارنامہ ہے۔

کاشتکاری: سرکارِ عالی کی حیات طیبہ کے بعد آپ نے کاشتکاری پر خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ کی ہی محنت سے زمین اور کاشتکاری کی موجودہ سہولت موجود ہے۔ آپ انجمن کاشتکاراں پاکستان کے صدر ہیں۔

خاندان کا سربراہ: تمام بھائیوں نے آپ کو خاندان کا سربراہ تسلیم کیا۔ آپ کے فیصلوں کو سب من وعن تسلیم کرتے۔

اعزازی عہدے جو آپ کے پاس رہے:

۱۔ السیّد سیشن کورٹ سیالکوٹ۔
۲۔ وائس چیئرمین علامہ اقبال کالج
۳۔ آرگنائزر انجمن کاشتکاراں پاکستان۔
۴۔ نان آفیشل وزیٹر ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ۔
۵۔ وائس چیئرمین کوآپریٹو بنک سیالکوٹ۔
۶۔ ممبر ایگریکلچر ایڈوائزری کمیٹی گوجرانوالہ ڈویژن وضلع سیالکوٹ
۷۔ ممبر ایڈوائزری کمیٹی شوگر ملز پسرور۔
۸۔ ممبر کمیٹی برائے پٹرپاٹہ مری
۹۔ مشیر محتسبِ اعلیٰ پاکستان۔

حضور سرکارِ عالی کے تیسرے شہزادے:

حضرت سیّد افتخار احمد حسین غوث قدس سرہ العزیز

ولادت باسعادت: ۱۳ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ بمطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۶ء بمقام انبالہ

وصال اقدس: یکم جون ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۷ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بوقت علی الصبح ایک بج کر ۱۵ منٹ پر۔

غسل شریف: سیّد مسعود السیّد، سیّد نور حسین اور خلیفہ تنویر الحق نے غسل دیا۔

عمر شریف: ۶۳ سال چند ماہ۔

حج بیت اللہ: ۱۹۶۹ء میں آپ نے اپنے برادرِ حقیقی حضرت سیّد اقبال احمد حسین شاہ صاحب کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ سرکارِ عالی کے مرید سفیر پاکستان بریگیڈیر حیات محمد صاحب نے آپ کا استقبال سعودی عرب میں کیا۔ آپ کے ہمراہ جناب خادم حسین صدیقی (صدر الائیڈ بنک) تھے۔

فارغ التحصیل: ۱۹۷۴ء میں آپ نے جامعہ غوثیہ وزیر آباد سے دورۂ قرآن۔ جامعہ نعمانیہ لاہور سے دورۂ حدیث اور جامعہ نعیمیہ لاہور سے درس نظامی اور بعد میں قاضی کورس کیا۔

تصانیف: مشعل راہ۔ شجرۃ النبی ﷺ۔ راہِ ہدایت۔ حدیقۂ مصطفیٰ ﷺ۔ شجرہ ہائے نسب و طریقت علم شریعت اور مراۃ الرحمٰن آپ کی شہرہ آفاق تصانیف و تالیفات ہیں۔

احسانِ عظیم: خاندان عالیہ قادریہ منڈیر سیّداں پر آپ کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے انتہائی محنت سے اس خاندان کے شجرہ ہائے نسب و طریقت مرتب کئے۔ اس خاندان کو ایک شناخت دی۔ آپ کا یہ احسانِ عظیم ہر خاص و عام، اپنا و غیر چاہتے ہوئے اور نہ چاہتے ہوئے مانتا ہے۔ اس عظیم کام نے آپ کو علیل کر دیا۔ لیکن آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔

بیعت اور اجازتِ بیعت: آپ اپنے والد گرامی حضرت سیّد احمد حسین محبوبِ ذات کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کے ہاتھ پر سرکارِ عالی نے اپنی حیات طیبہ میں اپنے سامنے بیعت کروائی۔ عطا اللہ اس کی زندہ مثال ہیں بعد میں آپ نے سب کو بیعت کی اجازت دی۔

منازل سلوک: آپ نے منازلِ سلوک اپنے والد گرامی سے طے فرمائیں اور غوثِ زماں کے درجے پر پہنچے۔

سجادہ نشین: آپ دربارِ عالیہ حضرت محبوبِ ذات کے سجادہ نشین تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے

برادرِ حقیقی حضرت سیّد افضال احمد حسین کے ساتھ دربار عالیہ میں مسند پر تشریف رکھتے اور وعظ و نصیحت اور تبلیغ و اصلاح فرماتے۔

فقیہ دوراں: آپ وقت کے مفتی تھے۔ دربارِ عالیہ کے تمام علمی معاملات کے سربراہ تھے۔ لوگ آپ سے فتویٰ حاصل کرتے۔ آپ جمعۃ المبارک اور عیدین کے موقع پر بھی خطبات فرماتے۔

اسم پاک: آپ کے والدگرامی نے آپ کا نام سیّد افتخار احمد حسین اور آپ کی والدہ نے آپ کا نام غلام غوث رکھا۔ بعد میں جب آپ کا عقد مبارک ہوا تو سرکارِ عالی نے جو کارڈ چھپوایا اس پر آپ کا نام ''سیّد افتخار حسن غوث'' چھپوایا۔

سنت نبوی ﷺ: آپ کی تمام حیات پاک سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزری، سادگی توکل اور قناعت آپ کی زندگی کا طرّۂ امتیاز رہا۔

حق گوئی و بیباکی: حق گوئی و بیباکی سے آپ کو کوئی نہ روک سکا۔ آپ حق بات منہ پر کہہ دیتے چاہے اس سے لوگ ناراض ہو کر آپ کے خلاف ہو جاتے۔ لیکن آپ کوئی پرواہ نہ کرتے۔

تبلیغ اسلام: تمام عمر عملی تبلیغ اسلام کرتے رہے غیر مسلم مسلماں ہوتے اور مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلاتے رہے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ: نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے سلسلہ میں آپ نے عملی خدمات سرانجام دیں اس سلسلے میں آپ نے جمعیت العلمائے پاکستان کے قیام میں بنیادی کردار ادا فرمایا۔

حصولِ علم دین و تصوف: آپ دن کا اکثر حصہ قرآن و حدیث کے مطالعہ اور اس کی تبلیغ پر صرف فرماتے آپ تصوف کے موضوع پر وعظ فرماتے اور دقیق نکات کی تشریح فرماتے۔

خدمت مخلوق: آپ مخلوق کی خدمت فرماتے۔ خود اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے، مخلوقِ خدا کے لئے دعا فرماتے۔

وظائف: بعدازنمازمغرت آپ کے وظائف شروع ہوتے جورات دیرتک جاری رہتے۔

قصیدۂ غوثیہ: سرکارِ عالی نے صرف قصیدۂ غوثیہ کی اجازت آپ کومرحمت فرمائی جوآپ نے راقم الحروف ڈاکٹر صاجبزادہ سیّد مسعودالسیّد کواپنے بعدعطا فرمائی۔

جلالی و جمالی کیفیات: کبھی آپ کی طبیعت جلالی ہوتی تو کبھی جمالی۔ یہ کیفیات اکثر دیکھنے میں آتیں۔

امامت: درگاہِ محبوبِ ذات میں مسجد محبوبِ ذات کے اندر اکثر نمازوں کی امامت آپ خودفرماتے۔

عقدمبارک: آپ کا عقد مبارک مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۰ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ ہوا۔ آپ کے پانچ صاجبزادگان اورایک صاجبزادی ہیں۔

صاجبزادگان کے اسماء مع تاریخ ولادت مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ڈاکٹر صاجبزادہ سیّد مسعودالسیّد: ۷ جنوری ۱۹۶۱ء بمطابق ۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ یوم شنبہ

۲۔ سیّد نجم السرکار احمد: ۴ صفر المظفر ۱۳۸۲ھ بمطابق ۷ جولائی ۱۹۶۲ء بروز ہفتہ

۳۔ سیّد محمد غوث مقدس: ۱۵ شعبان المعظم بمطابق یکم جنوری ۱۹۶۴ھ بروز بدھ

۴۔ سیّد محمد مہدی مقدس: ۱۹ ذیقعد ۱۳۸۶ھ بمطابق یکم مارچ ۱۹۶۷ء بروز بدھ

۵۔ سیّد محمد ھادی مقدس: ۳۰ ستمبر ۱۹۷۰ھ بمطابق ۲۸ رجب المرجب ۱۳۹۰ھ

پوتے پوتیاں: آپ کے بڑے فرزند ڈاکٹر صاجبزادہ سیّد مسعودالسیّد کے ۲ صاجبزادے سیّد محمد شاہ ورود حسن میراں ۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ بمطابق ۸ مارچ ۱۹۸۹ بروز بدھ کوتولد ہوئے اور سیّد محمد شاہ حسین میراں ۲۲ دسمبر ۱۹۹۳ء بروز منگل بمطابق ۷ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ کوتولد ہوئے آپ کی دو صاجبزادیاں ہیں۔

سیّد نجم السرکارِ احمد صاحب (بی اے) کی ۴ صاجبزادیاں ہیں جبکہ سیّد محمد غوث مقدس ایڈووکیٹ کے ۲ صاجبزادے سیّد محمد غازی حسن ۸ جون ۱۹۹۹ء

اور سیّد محمد اشنب حیدر ۱۳ ستمبر ۲۰۰۳ء کو تولد ہوئے۔ ایک صاحبزادی ان سے بڑی ہیں۔ سیّد محمد مہدی مقدس کے ایک صاحبزادے سیّد عنصر عباس ۲۸ جمادی الاوّل ۱۴۱۸ھ بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۹۷ء بروز بدھ کو تولد ہوئے۔ ایک صاحبزادی کمسنی میں فوت ہوئیں اور ایک صاحبزادی ان سے چھوٹی ہیں۔

سیّد محمد ہادی مقدس صاحب کے ۲ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ صاحبزادوں کے نام سیّد احمد مرسل ۲۰ ذیقعد ۱۴۱۸ھ بمطاق ۲۰ مارچ ۱۹۹۸ء کو تولد ہوئے اور سیّد شرجیل حیدر تولد ہوئے۔

نمازِ جنازہ: آپ کے سجادہ نشین اور خلف الرشید راقم الحروف ڈاکٹر صاحبزادہ سیّد مسعود السیّد نے آپ کی نماز جنازہ کی امامت کروائی۔

القابات: آپ کے القابات مندرجہ ذیل ہیں:

غوثِ زماں، شبیہ سرکارِ عالی، وارثِ سرکارِ عالی، نقشِ محبوبِ ذات، نائبِ محبوبِ ذات، مراۃ الغوث الثقلین، سیّد الفقراء، سبطِ حیدر کرار، شہزادۂ حسنِ مجتبیٰ، سیّد صاحب اور سوئم سرکار ہیں۔

تدفین: آپ کی تدفین آپ کی وصیت کے مطابق حضور سرکارِ عالی کے پہلو میں ہوئی۔

وصیت: وصال سے چند روز قبل آپ نے حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے دربار پر مجھے (راقم الحروف کو) مندرجہ ذیل وصیتیں کیں:

۱۔ بھائیوں کا خیال رکھنا ہے۔

۲۔ میری قبر سرکارِ عالی کے پہلو میں بنانا اگر نہ مانیں تو اوّل صاحب کے ساتھ بنا دینا۔ لڑائی جھگڑا نہ کرنا۔

۳۔ اگر (آپ نے) میری گدی کو کسی کے سپرد کیا تو میری روح سخت ناراض رہے گی۔

۴۔ اس دفعہ داتا صاحب نے آپ کو صاحبزادہ نہیں کہا۔ (یعنی صاحبزادگی ختم ہو

گئی سجادگی شروع ہوگئی)۔

۵۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنی عمر کم کرالی۔ اب وقت بہت قریب ہے۔

۶۔ قصیدہ غوثیہ میرے وصال کے بعد پڑھنا۔

چہلم: ۲ جولائی ۲۰۰۰ء بروز اتوار بمطابق ۲۹ ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ۔

دستار بندی: ڈاکٹر صاحبزادہ سیّد مسعود السیّد کی دستار بندی برموقع چہلم ۲ جولائی ۲۰۰۰ء بروز اتوار ہوئی۔

اجازت: آپ نے راقم الحروف کو ۱۹۸۱ء میں بیعت کی اجازت عطا فرماتے ہوئے خرقہ عطا فرمایا۔

ٹوپی: وصال سے چند روز بیشتر میری والدہ اور زوجہ کو بلا کر میرے سر پر اپنی ٹوپی رکھ کر کہا تم دونوں گواہی دینا یہ ٹوپی میں نے رکھی ہے۔ یہ میرا سجادہ نشین ہے۔

حضور سرکارِ عالی کے چوتھے شہزادے

حضرت سیّد امجد علی شاہ صاحب

ولادت: ۱۸ رجب المرجب ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۲ اگست ۱۹۴۱ء یوم سہ شنبہ بمقام منڈیر سیّداں ضلع سیالکوٹ۔

عقد اوّل: ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ بمطابق ۵ جنوری ۱۹۶۴ھ یوم یکشنبہ۔ اس میں سے آپ کی ایک دختر تولد ہوئی۔

عقد ثانی: سیّد احمد سہیل امجد ۲۳ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۴ جون ۱۹۶۵ء یوم پنجشنبہ تولد ہوئے۔ آپ کی تین دختران ہیں۔ سیّد احمد کریم امجد ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۶ء یوم جمعۃ المبارک کو تولد ہوئے۔ آپ کے ۲ فرزندان سیّد احمد زین کریم ۱۵ دسمبر ۲۰۰۱ء اور سیّد فیضان رسول کریم ۱۸ مئی ۲۰۰۳ء کو تولد ہوئے۔

قیام لاہور: تقریباً پانچ ۵ سال لاہور میں قیام فرمایا (بابو عطا محمد صاحب کے گھر اندرون

موچی دروازہ (سنہ ۱۹۶۴ء تا سنہ ۱۹۷۰ء)

عازم اسلام آباد: پھر آپ اسلام آباد تشریف لے گئے تادمِ تحریر ایف۔ الیون (F-11) اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ وہاں آپ ہر جمعرات کو درس قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ تصوف وروحانیت پر وعظ فرماتے ہیں۔ دور دور سے لوگ آپ کی محفل میں شریک ہوتے ہیں۔

تعلیم: آپ نے مرے کالج سے سنہ ۱۹۶۳ء میں بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔

مری/باڑیاں: حضرت مفتی سیّد افتخار احمد حسین غوث قدس سرہ العزیز انتہائی محنت ومشقت سے اپنی تصنیف حدیقۂ مصطفیٰ کو مکمل کرنے کے بعد جب علیل ہوئے تو آپ (حضرت سیّد امجد علی) ہی اپنے برادرِ اکبر کو مری لے گئے اور آپ کا بہت خیال رکھا۔ پھر یہ سلسلہ تقریباً سنہ ۱۹۶۸ء سے سنہ ۱۹۷۴ء تک چلتا رہا۔ ہر دفعہ گرمیوں میں دونوں بھائی مری بمع اہل وعیال تشریف لے جاتے۔ وہاں سرکارِ عالی کے فیض کو عام فرماتے۔ سرکارِ عالی کے مریدین سے ملاقات فرماتے اور سرکارِ عالی کے وظیفہ گاہ کی زیارت فرماتے۔

شاعری: آپ بلند پایہ شاعر ہیں۔ آپ نے خصوصی طور پر نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور حمد باری تعالیٰ جل جلالہ اور منقبت در شانِ حضرت محبوبِ ذات اور سلام ومرثیہ فی شان امام حسین علیہ السلام کیف ومستی میں ڈوب کر لکھے ہیں۔

نمونہ کلام: ایک نعت نمونہ کلام کے طور پر پیش کرتے ہیں:

گردوں تو تیرے پاؤں کی اک گرد ہے شاہا
ہر نقشِ قدم فرش پہ ہے عرش سے بالا
تو بحرِ حوادث سکون ساز سفینہ
تو دشتِ سیاہی سحر خیز نگینہ
قدسی و ملائک تیری تطہیر کے صدقے
آیاتِ مقدس تیری تقریر کے صدقے

سایہ تیرا افلاک پر ویسے ہی جلی ہے
سایہ تیری مٹی پہ پڑے بے ادبی ہے
تھا پہلے تیرے کوئی نہ ہوا بعد میں تجھ سا
پھر کیسے بتاؤں کہ تو ایسا ہے کہ ویسا

شرک کی تشریح

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا ○ (سورہ کہف۔ پارہ۔۱۴)

ترجمہ: تو جسے بھی اللہ تعاظم وتعالیٰ سے ملنے کی آرزو ہوا سے چاہیئے کہ نیک اعمال کرتا رہے اور اپنے رب تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

تشریح: تفسیر ابن کثیر

پوشیدہ شرک:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چند صحابہ رضی اللہ عنہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے۔ اور خوف زدہ تھے۔ مسیح دجال کے شر سے۔ حضور سالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا کھسر پھسر کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم فتنہ مسیح دجال کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ دہشت ناک بات بتاؤں۔ وہ پوشیدہ شرک ہے کہ انسان دوسرے انسان کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے۔ مسند احمد میں ہے ابن غنم کہتے ہیں میں اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جابیہ کی مسجد میں گئے۔ وہاں ہمیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ملے۔ بائیں ہاتھ سے تو انہوں نے میرا داہنا ہاتھ تھام لیا اور اپنے دائیں ہاتھ سے حضرت ابو درداء کا بایاں ہاتھ تھام لیا اور اس طرح ہم تینوں وہاں سے باتیں کرتے ہوئے نکلے۔ آپ فرمانے لگے دیکھو اگر تم دونوں یا تم میں سے جو بھی زندہ رہا تو ممکن ہے۔ اس وقت کو بھی وہ دیکھ لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے قرآن سیکھا۔ بھلا آدمی حلال اور حرام کو حرام سمجھنے والا اور ہر حکم کو مناسب جگہ رکھنے والا آئے اور اس کی قدر و منزلت لوگوں میں ایسی ہو جیسے مردہ گدھے کی سرکی۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں جو

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ آ گئے اور بیٹھتے ہی حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگو! تو تم پر سب سے زیادہ اس کا ڈر ہے۔ جو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے یعنی پوشیدہ خواہش اور شرک کا۔ اس پر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ معاف فرمائے۔ ہم اس آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس بات سے شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ اس جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کی جائے۔ ہاں تو پوشیدہ شہوات تو یہی خواہش کی چیزیں عورتیں وغیرہ ہیں لیکن یہ شرک تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ جس سے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں۔ حضرت شداد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اچھا بتلاؤ تو ایک آدمی دوسروں کو دکھانے کے لئے نماز روزہ صدقہ خیرات کرتا ہے، اس کا حکم تمہارے نزدیک کیا ہے؟ کیا اس نے شرک کیا؟ سب نے جواب دیا۔ بیشک ایسا شخص مشرک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو دنیا کے دکھاوے کے لئے نماز پڑھے وہ مشرک ہے۔ جو دنیا کے دکھاوے کے لیے روزے رکھے وہ مشرک ہے۔ اس پر حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہا ایسے اعمال میں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالے اور جو دوسرے کے لئے ہو اسے رد کر دے۔ حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ یہ ہرگز نہیں ہونے کا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جناب باری عزوجل کا ارشاد ہے کہ میں سب سے بہتر حصے والا ہوں جو بھی میرے ساتھ کسی عمل میں دوسرے کو شریک کرے میں اپنا حصہ بھی اسی دوسرے کے سپرد کر دیتا ہوں اور نہایت بے پرواہی سے جز وکل سب کچھ چھوڑ دیتا ہوں۔ اور روایت میں ہے کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک دن رونے لگے۔ ہم نے پوچھا حضرت آپ کیسے رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے ایک حدیث یاد آ گئی اور اس نے رلا دیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر شرک اور پوشیدہ شہوت کا ہے میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں سنو! وہ سورج چاند پتھر بت کو نہ پوجے گی۔ بلکہ اپنے اعمال میں ریاکاری کرے گی۔ پوشیدہ شہوت یہ ہے کہ صبح روزے سے ہے اور کوئی خواہش

سامنے آئے روزہ چھوڑ دیا۔ (ابن ماجہ ومسند احمد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعاظم وتعالیٰ کا فرمان ہے میں تمام شریکوں سے بہتر ہوں۔ میرے ساتھ جو بھی کسی کو شریک کرے، میں اپنا حصہ بھی اسی کو دے دیتا ہوں۔ اور روایت میں ہے کہ جو شخص کسی عمل میں میرے ساتھ دوسرے کو ملائے میں اس سے بری ہوں اور اس کا وہ پورا عمل اس غیر کے لئے ہی ہے چھوٹا شرک اور حدیث میں ہے مجھے تمہاری نسبت سب سے زیادہ چھوٹے شرک کا ڈر ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ چھوٹا شرک کیا ہے؟ فرمایا ریا کاری۔ قیامت کے دن ریا کاروں کو جواب ملے گا کہ جاؤ جن کے لئے اعمال کئے تھے۔ ان ہی کے پاس جزا مانگو۔ دیکھو پاتے بھی ہو؟ ابوسعید بن ابی فضالہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب اللہ تعاظم وتعالیٰ تمام اگلے پچھلوں کو جمع کرے گا جس دن کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اس دن ایک پکارنے والا پکارے گا کہ جس نے اپنے عمل میں خدا تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو ملایا ہو، اسے چاہیئے کہ اپنے عمل کا بدلہ اس دوسرے سے مانگ لے کیونکہ خدا تعالیٰ ساجھے سے بہت ہی بے نیاز ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ریا کار کو عذاب بھی سب کو دکھا کر ہوگا۔ اور نیک اعمال لوگوں کو سنانے والے کے عذاب بھی سب کو سنا کر ہوگا (مسند احمد) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت مروی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے اپنے نیک اعمال اچھالنے والے کو اللہ تعالیٰ ضرور رسوا کرے گا۔ اس کے اخلاق بگڑ جائیں گے، اور وہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر وذلیل ہوگا۔ یہ بیان فرما کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رونے لگے (مسند احمد) ریا کاری حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن انسان کے نیک اعمال کے مہر شدہ صحیفے خدا کے سامنے پیش ہوں گے۔ جناب باری عزوجل فرمائے گا۔ اسے پھینک دو، اسے قبول کرو۔ اسے قبول کرو۔ اسے پھینک دو۔ اس وقت فرشتے عرض کریں گے کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ جہاں تک ہمارا علم ہے ہم تو اس شخص کے اعمال نیک ہی جانتے ہیں۔ جواب ملے گا جن کو میں پھینکوا رہا ہوں یہ وہ اعمال ہیں جن میں صرف میری ہی رضامندی مطلوب نہ

تھی۔ بلکہ ان میں ریا کاری تھی۔ آج میں تو صرف ان اعمال کو قبول فرماؤں گا جو صرف میرے ہی لئے کئے گئے ہوں (مسند بزار) ارشاد ہے کہ جو دکھاوے سناوے کے لئے کھڑا ہو ہو، وہ جب تک نہ بیٹھے خدا کے غصے اور غضب میں ہی رہتا ہے ابو یعلیٰ کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص لوگوں کو دیکھتے ہوئے تو ٹھہر ٹھہر کر اچھی طرح نماز پڑھے اور تنہائی میں بری طرح جلدی جلدی بے دلی سے ادا کرے اس نے اپنے پروردگار عزوجل کی توہین کی۔

دین کی خدمت

حضور سرکار عالی محبوبِ ذات قدس سرہ العزیز نے اپنی تمام حیات طیبہ اسلام کی سربلندی خدا کے پیغام کی تبلیغ مسلمانوں سلامتی اور دین کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔ آپ نے اس مقصد کے لئے تمام برصغیر کی سیاحت کی اور اپنی ملازمت کو جاری رکھتے ہوئے جگہ جگہ جا کر تاریکی میں ڈوبے ہوئے اور اسلام سے بے بہرہ عوام کو رشد و ہدایت کے ذریعے ایمان کی روشنی سے معمور فرمایا جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۹۱۴ء تا ۱۹۲۱ء لوئر باڑیاں میں شیروں والی باؤلی کے قریب جہاں آپ کی پلٹن تھی جس کے ٹھیکیدار عبدالرحمٰن تھے اور حضور سرکار عالیٰ جنرل مینجر تھے۔ یہاں پر ہی کافی شاپ لٹا کر پوری کی اور استعفٰے دیا اور لوگوں کو تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ جب یہاں سے آنے لگے تو لوگوں نے آپ سے التجا کی تو آپ نے لوئر باڑیاں میں شیروں والی باؤلی کے قریب ایک درخت کے پتوں کو ہر مومن کے لئے شفایاب بنایا۔ ایک روایت کے مطابق ملازمت کے دوران اسی درخت کے نیچے اللہ تعاظم وتعالیٰ کی عبادت کرتے تھے بلکہ ساری رات اسی درخت کے نیچے اللہ کی یاد میں رہتے۔ اسی درخت کو سدا سہاگن کیا۔ یعنی برف کے ایام میں بھی آپ کی دعا کی وجہ سے اِس درخت کے پتے نہیں جھڑتے اس درخت کے پتے آج بھی ہر مومن کے لئے شفایاب ہیں۔ (باذن اللہ)

حضور سرکار عالی نے مریدین کو ایسے وظائف عطا کئے جو مخلوق خدا کے لئے ہر ظاہری و باطنی مرض کے لئے شفا بخش ہیں۔ ان میں سے بعض مریدین نے رشد و ہدایت کو جاری بھی کیا اور ان وظائف کی برکات سے لوگوں کو مستفیض کیا۔

حضور سرکار عالی ۱۹۲۸ء میں لاہور دین کی خدمت کے سلسلہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کی، بعدہ آپ نے ملازمت اختیار کر لی اور جبل پور روانہ ہو گئے، ۳۰۔۱۹۲۹ء جس پلٹن میں آپ جنرل مینجر تھے۔ یہ گورا پلٹن تھی۔ اس پلٹن کے ٹھیکیدار وزیر علی فرم والے تھے۔ یہاں پر بھی آپ نے دین کی خدمت کے سلسلہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ یہاں سے آپ کی پلٹن تبدیل ہو کر لنڈی کوتل آ گئی۔

یہاں بھی آپ نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں وعظ و نصیحت کی اور عوام کی ظاہری امراض کی فیضیابی کے لئے لنڈی کوتل کے قلعہ کے بیرونی گیٹ پر پانی کے دو مٹکے نصب فرمائے۔ اور ان کا پانی اپنی نگاہِ کرم جو نگاہِ مردِ مومن تھی) سے ہر مرض کے لئے فیض یاب بنایا۔

حضور سرکار عالیٰ جس گورا پلٹن میں وزیر علی فرم کے جنرل مینجر تھے۔ وہ گورا پلٹن لنڈی کوتل سے تبدیل ہو کر الہ آباد آ گئی۔ یہاں بھی آپ نے ۳۴۔۱۹۳۳ء میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں لوگوں کو واعظ و نصیحت کی۔ یہاں آپ کو ۱۹۳۵ء کے آخر میں ملازمت کو تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں خیر باد کہنا پڑا۔ یہاں سے اجمیر شریف آئے۔ آپ نے اجمیر شریف کے نواح میں ایک بستی کے باشندوں کو تلقین کر کے اور نماز کے فضائل سے آگاہ کر کے نمازی بنایا۔

برصغیر کے بیشتر علاقوں کا دورہ کیا اور وہاں کے مکینوں کو اسلام سے روشناس کرایا۔ دیہاتی لوگوں کو اسلام کی طرف لانے میں آپ کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

۱۔ ۱۹۳۶ء میں آپ انبالہ رشد و ہدایت کے سلسلہ میں رہے اور لوگوں کو پورے پورے چار سال تبلیغ اسلام سلسلہ میں وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔

مسجد کی تعمیر:

۱۹۳۹ء میں آپ سیالکوٹ منڈیر سیّداں میں آئے، اور تا حیات یہاں سے کہیں تشریف نہ لے گئے۔ یہاں بھی آپ نے اپنے موضع میں، اپنے خاندان کی ایک کچی مسجد کو پختہ تعمیر کروایا اور یہاں پر تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں مسجد میں درس قائم کیا۔ اس مسجد میں امامت خود فرماتے رہے۔

نماز سے رزق میں اضافہ:

حضور سرکار عالیؒ نے دین کی خدمت میں اپنے آرام کو بھی ترک کر دیا۔ آپ کا فرمان ہے ''کہ نماز رزق کی تنگی کو دور کرتی ہے۔ اس لئے اگر رزق کی تنگی آ جائے تو نماز باقاعدگی اور پابندی سے پڑھنے سے تنگی دور ہو جاتی ہے''

فی سبیل اللہ:

رشد و ہدایت کے سلسلہ میں لاکھوں آدمیوں کو آپ نے بیعت فرمایا۔ حضور سرکار عالی دعا و تعویز کا مریضوں سے معاوضہ نہ لیتے بلکہ غریب سائل کو اپنی جیب سے کرایہ عطا فرماتے۔ آپ کا لنگر مرید غیر مرید کے لئے یکساں جاری و ساری ہے۔

میری فیس نمازِ پنجگانہ:

سائلین جو بیماریوں کے مریض ہوتے انہیں ارشاد فرماتے ''کہ میری فیس دعا و تعویذ کی نماز پنجگانہ ہے۔ اگر نماز ترک کرو گے تو تمہاری بیماری پھر واپس آ کر تمہیں گھیر لے گی'' اس طریقہ سے بھی حضور سرکار عالیؒ نے دینِ اسلام کی تبلیغ کے سلسلہ میں خدمت کی۔

باب چہارم

فصل اوّل

کرامات

سبزی والے۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرو

آج رحمت جوش پر تھی۔ ہر کوئی اس سے سیراب ہو رہا تھا۔ سب اپنی اپنی مرادیں پا رہے تھے۔ علم کے طلب گار عالم بن رہے تھے۔ دولت کے پجاری غنی ہو رہے تھے۔ عاقبت نااندیش اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ سب جھولیاں بھر بھر کر لے جا رہے تھے کہ اسی اثنا میں آواز آئی ''سبزی لے لو سبزی، تازہ سبزی''

سرکار عالیٰ عاصی نواز قبلہ محبوب ذات باہر تشریف لے گئے۔ اور سبزی والے سے فرمایا ''بھائی سبزی دے دو اور جنت لے لو'، سبزی والا کوئی ہوشیار آدمی نکلا۔ اس نے موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور کہنے لگا حضور سب مال آپ کا ہی ہے۔ آپ اسے قبول کریں حضور نے خلیفہ بابا اسمعیل کو کہا کہ ''بابا یہ سبزی اندر لے جاؤ'' خلیفہ بابا اسماعیل سبزی اندر لے گئے آپ نے سبزی والے کو بلا کر رقم بھی ادا کی اور فرمایا جو مخلوق خدا کی خدمت کرتا ہے (کیونکہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔) اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں اور جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوئے اسے جنت عطا کرتے ہیں۔

چشم دید کرامت تجلیاتِ نور:

راقم کتاب ہذا کے برادرِ کلاں حضرت سیّد اقبال احمد حسین شاہ صاحب نے چشم دید مشاہدہ مجھے اس طرح بیان کیا کہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے۔ ایک شب پچھلے پہر میں کسی کام سے اپنے کمرے سے باہر آیا تو دیکھا حضور سرکارِ عالیٰ اپنی عبادت گاہ پر لیٹے ہوئے ہیں اور ان کا چہرہ اقدس منور اور اس قدر روشن ہے کہ اس نور کی تجلیات میں حضور پاک کی ریش مبارک بھی دکھائی نہ دیتی تھی۔ میں نے بڑے صاحب سیڈ افضال احمد حسین کو بلا کر دیدار کروایا پھر اپنے ماموں حضرت سیّد حیدر علی شاہ صاحب کو بلا کر زیارت کروائی۔

نور کی بارش:

اسی طرح خلیفہ چوہدری شیر محمد نے اپنا چشم دید مشاہدہ بیان کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ ۱۹۶۰ء میں ایک روز حضور سرکارِ عالیؒ نے دربار شریف میں موجود مریدین کو شرفِ زیارت اس طرح بخشا کہ حضور پاک اپنے حجرہ مبارک میں دعا کے کمرے کی جانب رخ کیے ہوئے پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ ہم تقریباً ایک درجن مریدین نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضور سرکار عالیؒ کا چہرہ اقدس اس قدر منور تھا کہ نور کی تجلیات سامنے والی دیوار پر پڑ رہی تھیں اور ان تجلیات کی وجہ سے حضور پاک کی ریش مبارک دکھائی نہ دیتی تھی۔ کافی دیر تک زیارت کرتے رہے اور پھر اپنی اس خوش بختی پر سجدہ شکر بجالائے۔

تجلیات نور:

خلیفہ شیر محمد نے اپنا ایک ذاتی مشاہدہ اس طرح بیان کیا کہ ۱۹۵۰ء کی ایک محفلِ شب میں حضور سرکار عالیؒ قدس سرہ العزیز نے مجھے اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ میں آپ کے چہرے کی طرف دیکھوں میری گنہگار آنکھوں نے ظاہر دیکھا۔ کہ حضور اقدس عالیؒ سرکار کا چہرہ اقدس چودھویں رات کے چاند سے کئی گنا زیادہ منور ہے۔ چہرہ مبارک کے نور کی تجلیات کی وجہ سے میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ میں اپنی اس خوش بختی پر سجدہ لشکر بجالایا۔ اسی طرح ان ایام میں اندرونِ خانہ بیشتر مرید خواتین اکثر رات کو ایسی نوری تجلیات کا دیدار کرتی رہتی تھیں۔

حادثہ:

راقم الحروف کتاب ہذا کا حقیقی بھتیجا۔ سیّد مبارک علی شاہ حضور سرکار عالی کی کرامت یوں بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۲ء میں بی اے کی تعلیم کے لئے میں کالج سیالکوٹ جایا کرتا تھا۔ میرے ہمراہ پھوپھی زاد بھائی سیّد احسان علی شاہ صاحب بھی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کالج جایا کرتے تھے۔ ایک یوم بذریعہ موٹر بس ہم سیالکوٹ جا رہے تھے کہ راستہ میں ہماری موٹر بس کا ایک تیز رفتا ٹرک سے زبردست تصادم ہوا جس سے ہماری بس میں زلزلہ سا آ گیا۔ میری زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے ''بابا جی بچانا'' موٹر بس چکر کھاتی ہوئی ایک گڑھے میں گر گئی۔ تمام کے تمام مسافر بخیر و عافیت رہے۔ یہ میرے دادا جان کی کرامت تھی۔

وکالت میں اوّل:

حضور سرکارِ عالیؒ کے خلیفہ سوم سیّد میر حسرت علی شاہ صاحب الٰہ آباد کے بیان کرتے ہیں کہ میرے دوست عبدالمجید وکیل صاحب نے مجھے سرکار پاک کی کرامت سنائی کہ وہ مسلم لاء کا امتحان دینا چاہتے تھے لیکن تیاری امتحان دینے کی نہ تھی۔ وکیل صاحب حضور عالیؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور التماس کی کہ حضور پاک دعا فرمائیں کہ میں مسلم لا کے امتحان میں اوّل آؤں۔ حضور عالی نے فرمایا ''کہ آپ رب العزت کے حکم سے امتحان میں اوّل آئیں گے'' چنانچہ وکیل صاحب نے امتحان دیا اور حضور پاک کے ارشاد کے مطابق اوّل آئے۔ خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ جب میں نے سرکار عالیؒ کی وکیل صاحب سے یہ کرامت سنی تو میرے دل میں سرکار عالیؒ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور میں وکیل صاحب کے توسل سے حضور عالیؒ کے پاس پہنچا اور بیعت ہو گیا۔

بی اے میں کامیابی کی کرامت:

حضور سرکارِ عالیؒ کے مرید ملک عبدالوحید صاحب ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور پاک کی بیعت ۱۹۴۴ء میں کی جبکہ میں بی اے کا طالب علم تھا۔ میں قریب امتحان حضورِ عالیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ بی اے کی کتابوں کو نہ پڑھ کر اچھے نمبروں میں پاس ہونا چاہتا ہوں حضور پاک دعا فرمائیں۔ عالی سرکار نے ارشاد فرمایا ''جیسا تم کہتے ہو۔ ویسا ہی ہوگا.....

چنانچہ میں نے بی اے کے امتحان میں اچھے نمبر حاصل کئے۔

یہ سرکار پاک کی کرامت تھی۔

جائیداد مل گئی:

چوہدری مقبول احمد صاحب لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار عالیؒ کے دستِ مبارک پر ۱۹۴۸ء کو بیعت کی میری جائیداد میں شہر لاہور کے قریب زمین بھی تھی جس پر میرے خاندان کے کچھ افراد ناجائز طور پر قابض ہو گئے تھے۔ خاندان کے ایک معمر شخص نے میرے

ساتھ وعدہ کیا کہ میں تجھے تیری جائیداد واپس لے کر دوں گا۔ لیکن معمر شخص بہت علیل ہو گیا۔ میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر یہ معمر شخص انتقال کر گیا تو مجھے جائیداد نہ ملے گی۔ میں نے اپنی روداد حضور سرکارِ عالیٰ کو پیش کی۔ حضور عالی کی کرامت سے معمر شخص میرے حق میں اپنے خاندان کو فیصلہ سنا کر دوسرے یومِ انتقال کر گیا۔ اگر معمر شخص ایک روز قبل میرے حق میں فیصلہ اپنے خاندان کو نہ سناتا تو میں اس جائیداد سے محروم ہو جاتا۔

آنکھیں ٹھیک ہو گئیں / کبھی نقصان نہ ہوا:

رحمت خان کوٹ بختاور تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں پیر محمد ولد محمد یار خان صاحب قوم تارڑ کی آنکھوں میں ککرے تھے اور ہر وقت آنکھوں سے پانی بہتا رہتا تھا۔ کئی ڈاکٹروں، حکیموں سے علاج کرایا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ چنانچہ کسی شخص کی وساطت سے وہ دربارِ عالیٰ منڈیر معلّیٰ حضور پاک کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور سرکار عالیٰ نے دعا فرمائی اور مریض کی آنکھیں آن واحد مں شفایاب ہو گئیں۔ تاڑ صاحب نے حضور کی بیعت کر لی اور گاؤں پہنچ کر یہ کرامت مجھ سے بیان کی۔ میرے دل میں حضور پاک کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ جب دوسری مرتبہ تارڑ صاحب دربار شریف آنے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ میرا بھیڑوں کا گلہ تھا جس میں سے کئی بھیڑیں مر گئیں تھیں۔ میں نے سرکار عالیٰ سے عرض کی، حضور پاک نے دعا فرمائی۔ دعا کے بعد پھر کبھی کوئی بھیڑ نقصان نہ ہوئی۔ یہ بھی حضور سرکار عالیٰ کی کرامت ہے۔

بینائی مل گئی:

خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جموں و کشمیر کا رہنے والا تھا ۱۹۴۷ء کے آغاز میں کچھ لوگ دربار شریف منڈیر معلّیٰ سے حضور پاک کی زیارت کر کے مجھ سے کشمیر میں ملے۔ انہوں نے میرے ساتھ حضور پاک کا ذکر کیا۔ چنانچہ میرے دل میں بھی حضور پاک کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا اور میں حضور پاک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں دربار شریف میں برگد کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اس وقت حضور پاک اپنے کمرے میں مسند شریف پر جلوہ

افروز ہوئے اور حضور پاک نے پھر ارشاد فرمایا ''محمد شاہ۔ محمد شاہ'' میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''شاہ صاحب بیٹھو'' میں بیٹھ گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''شاہ صاحب! آپ کشمیر سے آئے ہیں۔ وہاں نعمت اللہ شاہ کا روضہ ہے۔ جن کے گنبد پر ایک چاندی کا کڑا چڑھا ہوا ہے۔ جس پر ان کی پیش گوئیاں کندہ ہیں۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک معمر نابینا شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے روتے ہوئے التماس کی کہ حضور دعا فرمائیں میں بینا ہو جاؤں۔ حضور پاکؐ نے دعا فرمائی اور وہ شخص بینا ہو گیا۔ حضور سرکار عالیٰ کی یہ کرامت دیکھ کر میں بیعت ہو گیا۔

تمہارا بھائی زندہ ہے:

سردار محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہندو پاکستان کے بعد میں اس قافلہ سے بچھڑ گیا جو پاکستان آ رہا تھا۔ مجھے سکھوں نے اپنے نرغے میں لے لیا اور مجھے مارنا چاہتے تھے۔ میں نے اس وقت اپنے مرشد کو یاد کیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں تھوڑی دیر کے بعد میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو حیران رہ گیا کہ میں وہاں اکیلا کھڑا تھا یا تو سکھوں کے جتھے کو زمین کھا گئی تھی یا مجھے کسی غیبی طاقت نے وہاں سے نکال لیا تھا۔ میرا بھائی دربار شریف حضور عالیٰ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ سردار محمد شہید ہو گیا ہے کیونکہ سکھوں نے اسے گھیر لیا تھا اور وہ ہمارے قافلہ سے جدا ہو گیا تھا۔ حضور پاک نے سردار محمد صاحب کے بھائی علی محمد صاحب کو فرمایا کہ تمہارا بھائی زندہ و سلامت ہے آپ یہاں آج رک جائیں کل تمہارا بھائی یہاں آ جائے گا دوسرے یوم سردار محمد صاحب ایک بنیان اور نیکر پہنے دربار میں پہنچ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کو بچا لیا:

محمد طفیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہندو پاکستان کی وجہ سے ہندو مسلم فسادات ہوئے جس میں میرے گاؤں جوڑیان میں بھی سکھوں کے ایک جتھہ نے حملہ کر دیا اور سکھوں نے گولی چلا دی میں بھی گولی چلنے کے دوران موجود تھا ایک گولی میرے کان کے قریب سے گزری اور میں بچ گیا میرے والد صاحب حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس

میں حاضر ہوئے اور عرض کی محمد طفیل گولی چلنے کے دوران وہیں تھا آپ اسے بچالیں حضور پاک نے ارشاد فرمایا میرے اللہ تعالیٰ نے تیرے لڑکے کو بچالیا ہے گولی اس کے کان کے قریب سے گزری ضرور تھی۔لیکن وہ بچ گیا ہے۔

بیٹھک کشادہ ہوگئی:

گل رحمان صاحب لنڈی کوتل والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور پاک سے بیعت کا شرف ۱۹۴۶ء میں حاصل کیا۔ مجھے عبدالرحیم صاحب نے بتایا کہ لنڈی کوتل کے باہر سیالکوٹ کے پیر صاحب نے پانی کے مٹکے رکھوائے ہوئے ہیں۔ جو مریض ان سے پانی پیتا ہے۔ صحت یاب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ میرے دل میں بھی پیر صاحب کی زیارت کی خواہش پیدا ہوئی اور عبدالرحیم صاحب کی بعیت میں دربار شریف حاضر ہوا اور سرکار عالیٰ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت پیرانِ پیر دستگیر کے عرس مبارک کے موقع پر مجھے ایک واقع پیش آیا کہ حضور پاک بیٹھک میں جلوہ افروز تھے عرس کی وجہ سے بیٹھک بھری پڑی تھی میں بھی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔تقریباً پچاس آدمی مزید آ گئے۔ حضور پاک نے فرمایا ''اے بیٹھک اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھل جا'، تاکہ یہ پچاس آدمی بھی اندر آ جائیں۔ کیونکہ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ حضور کے حکم سے بیٹھک کی دیوار اپنی جگہ سے سرکی۔ میں نے دیوار سے ٹیک لگائی ہوئی تھی اس لیے گرنے لگا۔ یہ سرکار عالیٰ کی کرامت ہے کہ بیٹھک کشادہ ہو گئی اور تمام آدمی بیٹھ گئے۔

مکان بن گیا:

خلیفہ جمعہ خان صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ میں حضور سرکارِ عالیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۴۸ء میں بیعت ہو چکا تھا۔ میری خواہش تھی کہ اپنے لڑکوں کے لیے مکان تعمیر کراؤں۔ لیکن میرے پاس سات سو روپے سے ایک پیسہ بھی زائد نہ تھا۔لیکن مکان کا تخمینہ ۲۵ ہزار روپے سے کم نہ تھا۔ایک یوم صبح کی نماز سے فارغ ہوا تو میں نے اپنے مشاہدہ میں حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کو

یہ ارشاد فرماتے ہوئید یکھا کہ جمعہ خان تمہارا مکان ضرور بنے گا۔ حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد درست ثابت ہوا۔ میرے بچوں کا مکان بن گیا۔ میں اسے حضور سرکارِ عالیٰ کی کرامت سمجھتا ہوں۔

تپ دق ٹھیک ہوگئی:

۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے محمد سعید قریشی بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میری بیوی سخت بیمار ہوگئی اور بے حد کمزور ہوگئی۔ ڈاکٹروں نے تپ دق تشخیص کیا۔ لیکن وہ بضد تھی کہ کسی طرح مجھے دربارِ اقدس لے چلو۔ چنانچہ میں اسے لے کر سرکارِ عالیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ سرکار عالی نے دعا فرمائی۔ اور کہا کہ جاؤ بی بی اب یہ تکلیف تمہیں زندگی بھر کبھی نہ ہوگی واپسی پر بارش شروع ہوگئی۔ جس میں بھیگنا تپ دق کے مریض کے لیے انتہائی مضر تصور کیا جاتا ہے۔ وہ اسی بارش میں بھیگتی سمبڑیال تک پیدل واپس گئی اور تقریباً چار پانچ میل کے پیدل سفر سے اسے قطعی کوئی تھکان نہیں ہوئی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ تپ دق کا ایک ایسا مریض جو چلنے پھرنے سے بھی عاجز ہو۔ اتنی جلدی اس قابل ہوسکتا ہے کہ چار پانچ میل پیدل سفر کرے۔ اور وہ بھی بارش میں آپ خود ہی فرمائیں کہ یہ اگر کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔

نماز عصر:

ماسٹر عنائت صاحب بیان کرتے ہیں حضور سرکارِ عالیٰ ۱۹۳۵ء میں انبالہ شریف تشریف رکھتے تھے آپ کا یہ معمول تھا کہ ہر روز نماز عصر چھوٹی مسجد میں ادا فرماتے اور سرکار عالیٰ کے ہمراہ کافی آدمی ہوتے مسجد کے راستے میں ایک بیر بہوٹی (چینچ دوٹی) کسی آدمی کے پاؤں تلے آ کر مرگئی حضور وہاں کھڑے ہوگئے پھر آکڑوں بیٹھ گئے اور مخاطب بیر بہوٹی سے ہوکر ارشاد فرمایا اٹھ کر چل میں نے نماز پڑھائی ہے۔ یہ سنتے ہی بیر بہوٹی اٹھ کر چل پڑی اور آپ مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے۔

مولوی صاحب گر پڑے:

ماسٹر عنایَب صاحب نے ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ حضور جس محلّہ میں رہتے تھے وہاں ایک مائی فوت ہوگئی حضور اس کے جنازہ کو کندھا دیتے دو میل قبرستان گئے اور نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر کے قبرستان کے دروازہ پر پہنچے تو ایک مولوی صاحب نے آپ کو پان پیش کیا آپ نے فرمایا ہم تازہ وضو کریں گے تو تب کوئی چیز کھائیں گے، مولوی صاحب زیرِ لب ہنسے حضور نے آسمان کی طرف دیکھا۔ مولوی صاحب لوٹ پوٹ ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پانی کا گلاس منگوا کر پانی کے چھینٹے مولوی صاحب پر مارے اور ٹھیک ہو گئے۔

واپسی پر حضور کے لیے ایک مرید نے یکہ پیش کیا کہ آپ سوار ہو کر آرام سے گھر پہنچ جائیں لیکن آپ نے یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ کیا سب کے پاس یکے ہیں ماسٹر صاحب نے چھتری کا سایہ کرنا چاہا آپ نے فرمایا کیا سب کے پاس چھاتے ہیں۔

حضور سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت

از خلیفہ شیر محمد

آج سے تقریباً تینتالیس سال پہلے کی بات ہے کہ اس ناچیز بندہ عاصی کی ملازمت میں ایک الجھن پیدا ہوگئی جس سے ملازمت کے چلے جانے کا احتمال ہوگیا۔ سخت پریشانی کی حالت میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مصرعہ میرے ذہن میں گردش کرنے لگا۔

''نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں''

الغرض مشکل کشائی کے لیے حضور سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات کی بارگاہ میں حاضری دی۔ چار دن قبل مجھے حضور سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اب جب یہاں آلِ محمد کی روشن تصویر دیکھی تو حالت بدل گئی۔ ذہنی سکون حاصل ہوا۔ تمام کمرہ خوشبو سے معطر تھا۔ چہرہ مقدس پر انوار و تجلیات کا ورود تھا۔ ولآویز مخصوص تبسم ہونٹوں پر تھا۔ رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ خاموشی میں دل کی دھڑکنیں سنی جاسکتی تھیں۔ جب تکلم فرماتے تو اخلاقِ محمدی کا نمونہ محسوس ہوتے۔ کلام میں ایسی شیریں زبانی کہ قربان ہونے کو دل چاہتا تھا۔

مخاطب کر کے حاضر ہونے کا مقصد دریافت فرمایا۔ عرض کی حضور مجھے اپنی غلامی میں لے لیں۔ آپ نے فرمایا جس مقصد کے لیے آئے ہو پہلے اس کی دعا کراؤ تا کہ تمہاری مشکل حل ہو اور بیعت کے لیے کسی مرد کامل کو ڈھونڈو۔ میں بزرگ نہیں اسلام کا ادنیٰ خادم اور سپاہی ہوں۔ یہ میرے جسم پر قرآن مجید اور آویزاں تلوار اسی چیز کی نشانی ہیں۔ میرے دل سے آواز نکلی یہیں جھک جاؤ۔ میں نے دست بستہ عرض کی کہ آپ کو دیکھ کر دونوں جہانوں کی رحمتیں میسر آ گئی ہیں۔ مجھے اب دنیاوی پریشانی ہیچ نظر آتی ہے۔ آپ نے مخصوص دلربا تبسم کے ساتھ ارشاد فرمایا کچھ دیر ٹھہرو اور میرے متعلق اپنے دل سے استفسار کرو۔ صبح مجھے جواب بتانا۔ مجھے القا منجانب اللہ ہوا۔ دل نے فتویٰ دیا کہ یہی منزل ہے اور یہ آواز دل سے آئی۔

مجھ پر بھی کرم کر دو، مجھ پر بھی کرم دو
منظور کر لو آقا جیسا بھی بنا دیا ہے

اگلے روز حالِ دل عرض کیا۔ حضور نے غلامی میں قبول کیا اور تبرکاً مٹھائی عطا فرمائی اور کہا گھر جا کر تقسیم کر دینا۔ میرے خاندان کے جتنے بھی افراد نے یہ مٹھائی کھائی انہیں غلامی کا شرف حاصل ہوا۔

حلقہ غلامی میں آنے کے بعد حضور سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات کی رحمتیں، برکتیں اور نوازشیں ہمیشہ میرے شامل حال رہیں۔ حضور پاک کے خاص کرم نے بندہ عاصی کو حقیقتِ احمدی کی تمام منازل باطن میں طے کرا دیں۔ اور اس ناچیز کو حضور سرکار سوئم پاک نے ازلی غلام کہہ کر پکارا اور حضور سرکارِ عالیٰ نے راسخ الاعتقاد بھی فرمایا۔

مجھے زندگی بھر دینی، روحانی اور باطنی معاملات میں کبھی کوئی الجھن پیش نہ آئی۔ نہ ہی میرے نفس کو باغی ہونے دیا اور میرے اعتقاد میں فرق نہ آنے دیا۔

۱۹۴۲ء میں محبوبیت کا باقاعدہ اعلان ہوا۔ باطنی طور پر تاجپوشی کی رسم ادا کی گئی۔ ۱۷ اگست عصر کا وقت تھا۔ اس تقریبِ سعید میں بے شمار مریدین کے علاوہ لاتعداد باطنی اکابر ہستیوں پنجتن پاک اور آئمہ مطاہرین نے شرکت فرمائی۔ اس ظاہری اعلان سے میرے ایمان اور یقین کو مزید تقویت حاصل ہوئی۔

۲۔ تیرا کی کرو:

۱۹۳۴ء میں میں نہر جمن غربی (کرنال بھارت) میں ڈوب گیا چونکہ مجھے تیرنا نہیں آتا تھا اپنے ایک سکھ افسر کے ساتھ نہانے کے لیے میں بھی پانی میں اتر گیا۔ پانی ۱۵ فٹ گہرا تھا اور بہاؤ بہت تیز تھا۔ میں پانی کی تہ میں چلا گیا۔ پانی مجھے اپنے ساتھ بہا کر آدھ میل تک لے گیا۔ جب میں لہروں کے تھپیڑے کھاتا ہوا بے بس بہتا جا رہا تھا تو حضور سرکار عالیٰ ذی شان نے میرے کان میں کہا کہ جس طرح سائیکل چلایا کرتے ہو اسی طرح اپنے ہاتھ پاؤں مارو۔ میں نے ویسے ہی کیا تو میں پانی کی تہ پر آ گیا۔ اب میری ناک اور منہ پانی سے باہر تھے۔ وہی عمل جاری رکھا حتیٰ کہ کنارے سے کچھ دور میرے پاؤں ایک ریت کے ڈھیر پر لگ گئے۔

اس طرح میری جان بچ گئی۔

۳۔ دریا کی طغیانی:

۱۹۰۰ء میں ایک افسر اور چپڑاسی کے ہمراہ میں چھوٹی سی کشتی میں دریائے سندھ عبور کر رہا تھا۔ دریا طغیانی پر تھا۔ پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے کشتی پتن سے بہت دور جا کر دوسرے کنارے لگی۔ ملاحوں نے خشکی پر چڑھ کر رسوں سے کشتی کو پتن کی جانب کھینچنا شروع کیا۔ دریا کا کٹاؤ وہاں جاری تھا۔ اچانک مٹی کا ایک پہاڑ ہماری کشتی پر آ گرا جس کے نیچے ہم تینوں دب گئے اور کشتی مٹی سے بھر کر قابو سے باہر ہو گئی۔ ملاحوں نے دریا میں کود کر کشتی کو سنبھالا دینے کی کوشش کی۔ مگر کشتی میں پانی بھر چکا تھا اور ڈوبنے کا امکان پیدا ہو گیا۔ ملاحوں نے بڑی جرأت دکھائی اور دوبارہ رسوں سے کھینچ کر کنارے کے ساتھ لے گئے اور ہمیں پکڑ کر اوپر کھینچ لیا۔ ملاحوں کا کہنا تھا ہم معجزانہ طور پر بچے ہیں ہمارے ساتھ کوئی بہت بڑی غائبانہ بزرگ ہستی کارفرما تھی۔ یہ میری سرکار ذی شان تھیں۔

۴۔ سانپ سے بچایا:

ایک مرتبہ میں ہاتھ والا پنکھا ہلا رہا تھا اچانک ایک بھڑ نے مجھے کاٹ لیا۔ میں نے کوئی گھبراہٹ ظاہر نہ کی بدستور پنکھا ہلاتا رہا۔ حضور ذی شان نے عام محفل میں ارشاد فرمایا کہ میرے ایک پرانے دوست کے مقدر میں ایک سانپ کا ڈسنا لکھا تھا ہم نے سوچا کہ ہمارا دوست ہو سانپ اسے ڈسے! اسی وقت ایک بھڑ کو حکم ہوا کہ ابھی ان کو ڈسے۔ مگر بھڑ کے لکے ڈنک کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ صرف اس حکم کو جو پہلے سے تقدیر میں لکھا تھا اس طرح وارد کیا ہے۔ میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ نہ مجھے کوئی ورم ہوا اور نہ ہی بھڑ کے زہر نے کوئی اثر کیا۔ سوئی کے ناکے جتنا ڈنگ کا نشان ہاتھ پر موجود تھا۔

۵۔ سلامی:

لنڈی کوتل قلعہ میں حضور سرکار ذی شان قدس سرہ کافی شاپ کے مینجر تھے۔ علی الصبح بیرونی گیٹ پر گورا فوج بندوقوں اور سنگینوں سے اس طرح سلامی دیتی تھی کہ دو طرفہ کھڑی فوج

حضور پاک کی آمد پر بندوقیں اوپر اٹھا کر سنگینوں کے سرے ایک دوسرے سے ملا دیتی۔ اس طرح ایک پل بن جاتا جس کے نیچے سے حضور پاک گزرتے۔ یہ سلامی باقاعدہ سات برس تک دی جاتی رہی جب تک آپ وہاں رہے سلامی دینے کا یہ فوجی طریقہ تھا مگر افسران اور فوجیوں کو یہ علم نہ تھا کہ کس کے حکم کے تحت سلامی پیش کرتے ہیں حالانکہ حضور پاک ذی شان فوج کے رکن نہ تھے۔

۶۔ محبوبِ ذات:

انبالہ چھاؤنی میں حضور سرکار عالی قدس سرہ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۹ء تک خلقت کی فیض رسانی کے لیے قیام پذیر رہے۔ اس دوران ہزاروں لوگ روزانہ بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے۔ ظاہری مخلوق کے علاوہ غیبی مخلوق نے لاکھوں کی تعداد میں حضور پاک کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ بے شمار برگزیدہ ہستیاں عالمِ نور سے ظاہر شکل میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور فیض حاصل کرتیں وہ گفتگو اپنی اپنی مروجہ زبان میں کرتے جس کو حاضرین سمجھ نہیں پاتے تھے۔ آپ کو دنیا کی تمام زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ آپ ان کے ساتھ انہی کی زبان میں گفتگو فرماتے۔ سلطنتِ خداوندی کے باطنی اور ظاہری اراکین احکامات حاصل کرنے کے لیے حاضری دیتے۔ ان گنت مست اور قلندر حاضر ہوتے اس وقت حضور پاک خاص الخاص استغراق میں ہوتے۔ چہرہ اقدس پر نورانی رعب اور دبدبہ ہوتا۔ کسی کو آپ سے بات کرنے کی ہمت نہ پڑتی۔ اسی دوران ایک قلندر نے زمین پر زور سے ہاتھ مار کر بآواز بلند پکار کر کہا تھا کہ حضور سرکار عالی ذی شان سیّد احمد حسین قدس سرہ، محبوبِ ذات اور وقت کے بادشاہ ہیں۔ ہے کوئی اعتراض کرنے والا۔ اس وقت حضور سرکار عالیؒ کی عمر مبارک چالیس برس کی تھی اس کے بعد آپ تئیس (۲۳) برس تک خلقِ خدا کی فیض رسانی پر معمور رہے۔

۷۔ مصنوعی جنگ:

حضور سرکار ذی شان قدس سرہ نے اپنی ایک کرامت اس عاصی کو خود سنائی۔ فرمایا کہ جبل پور میں ایک مرتبہ ملٹری اپریشن (مصنوعی جنگ) ہوا۔ رات کی تاریکی میں فوج کے ایک

دستے نے مدمقابل دوسری فوج پر شب خون مارا۔ روشنی بند ہوگئی۔ تمام لوگ محفوظ جگہوں میں چھپ گئے۔ دونوں طرف سے فائرنگ ہوتی رہی۔ کرنل صاحب جو راشن سپلائی کرنے کے انچارج تھے گھبرائے ہوئے میرے پاس آئے اور کہنے لگے راشن بالکل ختم ہے صبح فوج کو ناشتہ اور کھانا کیسے دیا جائے گا جس کا وہ خود جوابدہ تھا۔ شہر کافی دور تھا۔ جنگ شروع تھی، تاریکی میں موٹر تو چل نہیں سکتی تھی پہاڑی علاقہ تھا کرنل اپنی بے بسی پر بہت ہراسان تھا اس کی حالتِ زار دیکھ کر مجھے ترس آ گیا۔ میں نے کرنل سے کہا بیٹھو گاڑی میں۔ گاڑی میں خود چلاؤں گا۔ کرنل نے پوچھا۔ آپ ڈرائیونگ جانتے ہیں؟ کبھی پہلے گاڑی چلائی ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا جس پر کرنل اور زیادہ خوفزدہ ہوگیا۔ مجبوراً میرے برابر بیٹھ گیا۔ رات کی تاریکی میں پہاڑی علاقے میں میں نے گاڑی ساٹھ میل کی رفتار سے چلانی شروع کر دی تو کرنل بدحواس ہو کر کچھ کہنا چاہتا تھا میں نے اشارہ سے اسے خاموش رہنے کو کہا۔ اگر آواز نکالو گے تو پکڑے جاؤ گے دونوں طرف فوج اپریشن میں مصروف ہے ہماری گاڑی کی نہ ان کو آواز سنائی دی اور نہ ہی کسی کو گاڑی کا احساس ہوا۔ شہر پہنچ کر راشن لیا اور اسی طرح اپنی جگہ پر واپس بحفاظت پہنچ گئے۔ کرنل نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا کہ شاہ صاحب یہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا، میری عقل تو کام نہیں کرتی۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ میں نے کرنل کو بتایا کہ گاڑی وہ طاقت چلا رہی تھی جو تمہاری عقل وفہم میں نہیں آ سکتی۔ کرنل فوراً بولا کہ آپ خدا کے نائب ہیں ناممکن بات کو ممکن کر دکھایا خاص کر جب چاروں طرف گولیاں برس رہی تھیں اور ہر طرف اندھیرا تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ علاقہ بھی پہاڑی۔ کرنل نے قیاس کیا کہ گاڑی زمین سے اوپر ہوا میں چلتی رہی۔

۸۔ مریدین کی حفاظت:

برصغیر کی تقسیم سے پہلے ہندو مسلم فسادات اور قتل وغارت کے دنوں میں حضور سرکار عالی ذی شان نے فرمایا کہ آپ کے کسی مرید کا جانی نقصان نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ذمہ داری اٹھالی ہے۔ تقسیم کے وقت مسلمان نہتے تھے، مسلح ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کے دیہاتوں، قافلوں اور بستیوں پر بہت حملے کئے، قتلِ عام کیا، سامان لوٹا مگر حضور سرکاری عالیٰ قدس سرہ، العزیز کے تمام مریدین ہندوستان اور کشمیر سے بحفاظت پاکستان پہنچ گئے۔

اکثر مریدین نے پاکستان پہنچ کر بتایا کہ حضور سرکار عالی نے کس طرح ان کو درندوں کے چنگل سے معجزانہ طور پر بچا کر بحفاظت پاکستان پہنچا دیا۔ ان درندوں کے پاس ہر قسم کے ہتھیار تھے حکومت کا تعاون حاصل تھا۔ مسلمانوں کو صرف حضور سرکار عالی کی باطنی تائید پر تکیہ تھا۔ ان ابتر حالات میں حضور پاک ذی شان کے لاکھوں مریدین میں سے ایک کا بھی جانی نقصان نہ ہوا۔ حضور پاک قدس سرہ العزیز کے باطنی تصرف کی یہ ایک درخشندہ مثال ہے۔

۹۔ فسادات:

فرقہ وارانہ فسادات کے دنوں میں یہ عاصی ملازمت کے سلسلے میں جالندھر سے امرتسر اور کبھی امرتسر سے جالندھر تن تنہا کرفیو کے دوران آتا جاتا رہا۔ اکثر خالص کافروں کے علاقوں میں سے گزرنا پڑتا مگر حضور پاک کی نگاہِ کرم اور باطنی تائید سے کبھی کسی کافر نے میری طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا تھا حالانکہ میں ظاہری لباس اور شکل وصورت سے مسلمان نظر آتا تھا۔ ایک روز میں سکھوں کے علاقے میں سے تین میل تنہا پیدل چل کر جب گھر پہنچا تو گھر کے افراد مجھے بخریت زندہ گھر پہنچنے پر دیکھ کر ششدر رہ گئے کیونکہ اس روز بہت سے غریب مسافر سکھوں کے ہتھے چڑھ چکے تھے۔

۱۰۔ شیعہ سنی اتحاد:

حضور سرکار عالیٰ ذی شان قدس سرہِ العزیز کے کمالات میں سے ایک کمال خاص کر قابل ذکر یہ ہے کہ آپ کے دستِ حق پرست پر بے شمار شیعہ حضرات نے خاندانِ قادریہ عالیہ میں بیعت کی اور قادریہ سلسلۂ طریقت میں شامل ہو گئے۔ اس طرح آپ نے شیعہ سنی اتحاد قائم کر کے ایک بے نظیر مثال قائم کی۔ اس کے علاوہ دیگر فرقوں اور مذاہب کے بہت سے لوگ بھی آپ کے حلقہ بگوش ہوئے۔

۱۱۔ خطیبِ لاہور:

متذکرہ بالا اتحاد نے جب بہت شہرت پکڑی تو مسجد وزیر خاں کے خطیب حضرت مدظلہ، کو یہ گمان گزرا کہ منڈیراں والی سرکار بھی شیعہ عقیدے رکھتے ہوں گے کیونکہ شیعہ حضرات کا

خاندانِ قادریہ عالیہ میں بیعت کرنا اصول اور عقل سے بعید ہے وہ مناظرہ کرنے کی غرض سے بہت سے عقیدت مندوں کے ہمراہ دربار شریف منڈیراں سیّداں پہنچے۔ جب حضور سرکار عالی کا سامنا ہوا تو وہ سارا مواد جو اس نے کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنے ذہن میں محفوظ کیا تھا ذہن سے یکسر خارج ہو گیا۔ آپ اس وقت توحید بیان فرما رہے تھے۔ مولٰینا صاحب کا ظاہری علم آپ کے باطنی علم اور تجلیات کے سامنے ہیچ ہو گیا۔ مولینا صاحب نے بھانپ لیا کہ آپ کی باطنی پرواز معرفت کی انتہائی بلندیوں پر ہے ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ مبادا حضور پاک کی تجلیات کی زد میں آ کر ان پر وجدانی کیفیت طاری ہو جائے انہوں نے جان چھڑانے میں عافیت سمجھی اور اپنی آمد کی غرض و غایت ظاہر کیے بغیر اصرار کر کے اجازت لی اور رخصت ہوئے۔ مولٰینا صاحب صرف ۱۵۔۲۰ منٹ وہاں ٹھہرے اور بھاگنے کی سوجھی۔ یہ عاصی اس محفل میں موجود تھا۔

۱۲۔ سخاوت:

حضور سرکار عالی قدس سرہ نے معاشی، معاشرتی، تمدنی، اقتصادی، زہد و تقویٰ ریاضت و عبادت، علم و عرفان، جود و سخا الغرض زندگی کے ہر شعبے میں بے مثال ریکارڈ قائم کیے جن کی مثال تاریخ اسلام یا تصوف میں بہت کم ملے گی۔ آپ کی سخاوت، عبادت، اخلاق، خوراک اور شب بیداری بے مثال تھی۔

بسا اوقات اپنے تن کے کپڑے اتار کر حاجت مندوں کو دے دیتے اور فرماتے کہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند تھے۔ ایک سردی کی شب آپ نے اپنا تمام بستر ایک ارادتمند کو عطا کر دیا اور فرمایا اس کو ساتھ اپنے گھر لے جاؤ۔

۱۳۔ جیب کٹ گئی:

پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے پہلے کی بات ہے کہ یہ ناچیز بندہ جالندھر جانے کے لیے امرتسر سے گاڑی میں سوار ہوا۔ سوار ہوتے وقت پہلے سے وہاں موجود ایک جیب تراش نے میری قمیض کی جیب سے میرا بٹوہ اڑا لیا۔ ٹکٹ بھی بٹوہ کے ساتھ ہی گیا۔ اس وقت میرے کندھے پر ایک وزنی پف سلائی مشین تھی۔ مشین کو گاڑی میں رکھنے کے بعد جیب کو ٹٹولا

تو بٹوہ غائب تھا۔ دو منٹ بعد گاڑی چل پڑی۔ اب نہ ٹکٹ میرے پاس ہے اور نہ پیسے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ جالندھر اسٹیشن پر اترتے ہی پکڑا جاؤں گا۔ جرمانہ ادا کرنے کے لیے پیسے نہیں۔ پولیس مجسٹریٹ کے سامنے پیش کر کے سزا دلا دے گی اور مجھے جیل بھیج دیا جائے گا۔ مشین پولیس والے ہڑپ کر لیں گے۔ غیر حاضری کی وجہ سے نوکری بھی چلی جائے گی، پھر گھر والوں اور دفتر والوں کو خبر تک نہ ہو گی۔ ان قیاس آرائیوں سے میں بدحواس ہو گیا۔ پچاس میل کا سفر نہایت بے تابی سے گزرا۔ کبھی خیال آتا کہ خدا کرے گاڑی اوٹر سگنل پر رک جائے اور میں وہیں گاڑی سے اتر جاؤں اور مشین کو سر پر اٹھا کر چار پانچ میل سفر پیدل طے کر لوں گا۔ سفر کے دوران بار بار ہاتھ جیب پر رکھتا مگر وہاں کیا رکھا تھا۔ سواریاں میری اس کیفیت کو دیکھ کر چہ میگوئیاں کرتیں مگر میری پریشانی کی وجہ دریافت کرنے کی خدا نے کسی کو ہمت نہ دی۔ سگنل گزر گیا مگر گاڑی نہ رکی۔ بس اب کیا تھا، میری نظروں کے سامنے جیل اور قید کا منظر رقص کرنے لگا۔ سرکار کو مدد کے لیے پکارا۔ گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچ گئی۔ حسبِ عادت ایک مرتبہ ہاتھ پھر جیب پر جا پڑا تو محسوس ہوا کہ ٹکٹ وہاں موجودہ فوراً نکالا پڑھا بالکل وہی یا اس جیسا امرتسر سے جالندھر کا ٹکٹ تھا میری جان میں جان آئی بلکہ باچھیں کھل گئیں۔ میری متذکرہ بالا کیفیت کو دیکھ کر سرکار میری مدد کو پہنچے اور وہی ٹکٹ لا کر میری جیب میں ڈال دیا۔ قربانت شوہہ اس واقعہ سے مجھے یہ سبق بھی حاصل ہوا کہ ہماری التجاؤں میں اخلاص نہیں ہوتا اس لیے ہماری دعائیں بہت کم قبول ہوتی ہیں اور ہمیں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اخلاص کو خشوع و خصوع کا درجہ حاصل ہو تو بات بن جاتی ہے کرم ہو جاتا ہے سخی نہال کر دیتا ہے۔

۱۴۔ غبن کا مقدمہ وکیل کے بغیر کامیابی:

ڈپٹی فضل الرحمان ساکن ایبٹ آباد محکمہ آبکاری میں پچیس ہزار کے غبن کا مقدمہ بن گیا۔ غبن تو ماتحت عملے نے کیا تھا مگر ڈپٹی صاحب انچارج ہونے کی وجہ سے دھر لئے گئے۔

مقدمہ عدالت میں آخری مرحلہ میں زیرِ سماعت تھا۔ ڈپٹی صاحب نے حضور سرکار عالی قدس سرہ کی بارگاہ میں جھوٹے مقدمہ سے نجات کے لئے عرض کی حضور پاک نے پوچھا۔ مقدمہ سے باعزت بری ہونا چاہتے ہو یا ملازمت برقرار رہے یا دونوں ڈپٹی صاحب کو اپنی

بے عزتی کا بہت احساس تھا ان کے منہ سے نکل گیا کہ حضور صرف با عزت بری ہونا چاہتا ہوں۔ فیصلہ سنانے کی تاریخ آ پہنچی۔ ڈپٹی صاحب کا وکیل دلائل پیش کرنے عدالت کو جا رہا تھا راستے میں کسی نا معلوم سمت سے فائرنگ کی آواز آئی۔ دونوں پہیے پنکچر ہو گئے۔ عدالت میں وقت پر نہ پہنچ سکے ادھر مقدمہ پیش ہوا سرکاری وکیل نے دلائل دے۔ جج صاحب نے اس کے دلائل سن کر فیصلہ ڈپٹی صاحب کے حق میں سنا دیا ساتھ ہی غبن کا روپیہ ڈپٹی صاحب سے وصول نہ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ ڈپٹی صاحب وکیل کی عدم حاضری کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ وکیل کی عدم موجودگی میں فیصلہ اپنے حق میں سن کر بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہ سرکار عالی نے کرم کیا۔ یہ خوشخبری سن کر سرکار عالی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تمام ماجرا سنایا تو حضور پاک نے انکشاف فرمایا کہ عدالت میں فیصلہ اللہ نے تمہارے حق میں کیا۔ اگر تمہارا وکیل حاضر ہو کر دلائل پیش کرتا تو تمہیں یہی گمان رہتا کہ مقدمہ وکیل نے جیتا ہے۔ سبحان اللہ!

ایسی لاکھوں کرامات ہیں مگر طوالت کے ڈر سے ساری یہاں درج نہیں ہو سکتیں۔ کرامات روزانہ بارش کی طرح ہوتی تھیں۔ آپ کی فیض رسانی کا بحر ایسا تھا جس کا کوئی کنارہ ہی نہ ہو۔

(ناچیز شیر محمد عفی عنہ)

۱۵۔ آپ کی دعا سے مردے زندہ ہوئے:

ا۔ حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار کرنگ (جو بچہ ماں کے شکم میں سوکھ جاتا ہے) ماؤں کے شکموں میں اپنی دعا سے زندہ کئے۔ صرف ایک یہ عاصی ہی نہیں، حضور کے سینکڑوں مریدین اس کے عینی شاہد ہیں جن کی موجودگی میں حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور کرنگ اسی وقت ہرے یعنی زندہ ہو کر شکم مادر میں متحرک ہو گئے۔

(ب) مردہ دلوں کو زندہ کیا۔ تاریکی میں ڈوبے ہوئے لاتعداد دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور کر کے زندہ کیا۔ مردہ دل کو پتھر اور زندہ دل کو ولی کہتے ہیں۔ ایسے بے شمار دلوں کو حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ولی بنایا، جسم میں خون دوڑنے سے آدمی زندہ نہیں ہوتا بلکہ دل زندہ ہونے سے انسان زندہ ہوتا ہے۔

(ج) آپ نے لاکھوں خوابیدہ انسانوں کو پکا نمازی بنا کر ان کے دلوں کو نورِ معرفت سے زندہ کیا۔ حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ نے لاتعداد غیر مذاہب کے لوگوں کے دلوں کو زندہ کر کے مشرف بااسلام کیا۔

(د) ۴۱۔۱۹۴۰ء میں دربار شریف میں زائرین کی رہائش اور قیام کے لئے کمرے زیرِ تعمیر تھے، اللہ دتہ کا لڑکا محمد اکرم بطور مزدور کام کرتا تھا، ایک شام وہ اگلے روز کے لیے گھانی (گارہ) بنانے کے لیے ۲۰/۱۵ فٹ گہرے گڑھے میں نیچے جا کر مٹی کے ایک بڑے تودے کو گرانے کی غرض سے اس کی جڑ میں کھدائی کر رہا تھا کہ اچانک ایک بہت بڑا تودہ از خود اس کے اوپر گر گیا۔ وہ مٹی کے نیچے دب گیا میں نے دیگر مزدوروں کے ہمراہ جلدی جلدی مٹی ہٹانی شروع کی۔ بڑی دیر کے بعد ہم اکرم کو تلاش کرنے اور اس کو مٹی کے نیچے سے نکالنے میں کامیاب ہوئے جب اس کو کھینچ کر باہر نکالا تو وہ بے جان تھا۔ نبض بند۔ سانس بند اور رنگ پیلا زرد ہو چکا تھا، چارپائی پر ڈالا، حضور سرکار عالی لوگوں کی چیخ و پکار سن کر دربار شریف سے جائے حادثہ پر تشریف لے آئے۔ کافی دیر تک چارپائی کے قریب کھڑے اکرم کو تکتے رہے بالآخر اکرم نے آنکھیں کھول دیں اور اس کا تنفس جاری ہو گیا۔ حضور پاک نے بڑی خوشی کے لہجے میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اکرم بچ گیا ہے اس کو دودھ اور گھی پلایا گیا۔ چند ہی دن میں وہ مکمل صحت یاب ہو گیا۔ اس نے بعد میں بتایا کہ اس کی روح کو نکال کر کہیں لے گئے تھے۔ حضور سرکار عالی وہاں تشریف لائے ہاتف غیب سے آواز آئی کہ اکرم کی روح واپس کرو جس سے مجھے دوبارہ ہوش آ گیا۔

ہ۔ شیخ محمد ابراہیم صاحب نقشہ نویس ساکن موچید روازہ لاہور نے دوبارہ زندگی ملنے کی داستان خود اپنی زبان سے میری موجودگی میں اس طرح حضور سرکار عالی کو سنائی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گئے۔ بعد میں ان کی اہلیہ نے ان کو بتایا کہ سب گھر کے افراد آہ و بکا اور گریہ وزاری کرنے لگے گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ رونے کا شور سن کر محلے والے بھی آ گئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے مجھے (ابراہیم صاحب کو) پکڑ کر لے گئے۔ ایک

عالیشان دربار لگا ہوا تھا، یہ حضور محبوب ذات کا دربار تھا فرشتے حضور محبوبِ ذات کے سامنے رجسٹر رکھتے جب ایک رجسٹر میں ابراہیم صاحب کا نام پکارا گیا تو حضور پاک نے فرمایا کہ ان کو ابھی رہنے دو اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر میں اضافہ فرما دیا ہے۔ ان کو دنیا میں واپس کرو ان کے بچے بہت بے حال ہیں اور آہ و بکا کر رہے ہیں۔ یہ حکم صادر ہوتے ہی ابراہیم کی روح کو دوبارہ ان کے جسم میں داخل کیا گیا۔ جسم میں حرکت شروع ہوگئی جس کو دیکھ کر بچے اور تمام لوگ ڈر گئے اور باہر کی طرف بھاگے۔ ابراہیم صاحب اس وقت تک ہوش میں آ گئے اور کہنے لگے ڈرومت میں زندہ ہو گیا ہوں۔ بچوں کی آہ و بکا سن کر میری سچی سرکار کو ترس آ گیا۔ ان کی دعا سے دوبارہ زندگی ملی ہے۔ دو دون بعد ابراہیم صاحب نے دربار شریف حاضر ہو کر مندرجہ بالا داستان حضور سرکار عالی کو سنائی۔

(و) محمد یوسف امرتسری مرید کباڑیے کا کام کرتا تھا۔ ایک شخص پرانا لوہا بیچنے کی خاطر اس کو اپنے مکان پر اندرون بھاٹی گیٹ لے گیا۔ محمد یوسف ایک کمرے میں لوہا اکٹھا کر رہا تھا کہ دفعۃً کمرے کی چھت اس پر آن گری۔ یوسف صاحب سینکڑوں من ملبے کے نیچے دب گئے۔ محلے والوں نے ملبہ ہٹا کر آدھ پون گھنٹے کے بعد یوسف صاحب کو باہر نکالا اور ہسپتال لے گئے ہوش آنے پر ڈاکٹر صاحب نے پڑتال کے بعد بتایا کہ وہ بالکل ٹھیک ہیں اور ان کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔ یوسف صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ سینکڑوں من ملبے کے نیچے بیہوشی کے عالم میں حضور سرکار عالی کو دل ہی دل میں پکار کر التجا کرتے رہے کہ ان کو بچا لیا جاوے ان کی چھوٹی چھوٹی عیالداری ہے اور کمانے والا دوسرا کوئی نہیں۔ انہوں نے مشاہدہ میں دیکھا کہ حضور پاک فرما رہے ہیں کہ یوسف تم مرو گے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری عمر بڑھا دی ہے۔ تمہارے چھوٹے چھوٹے بچوں پر اللہ تعالیٰ کو رحم آ گیا ہے اور تمہاری پکار قبول کر لی ہے۔ یوسف نے یہ بھی بتایا کہ ان کو حضور سرکارِ عالیٰ ذی شان پر پورا پورا اعتماد اور یقین تھا کہ حضور پاک کی دعا سے اللہ پاک اسے ضرور نئی زندگی عطا فرمائیں گے۔

ی۔ ایک مرتبہ لنڈی کوتل میں ایک چیونٹی اتفاقاً حضور سرکارِ عالی ذی شان کے پاؤں کے نیچے

دب کر مرگئی۔ حضور وہیں ٹھہر گئے اور چیونٹی کو تکنے لگے کہ چیونٹی بے حس وحرکت پڑی تھی۔ آپ نے فرمایا اے ننھی سی جان پہلے کی طرح اٹھ کر چل جب تک نہیں چلے گی میں یہیں ٹھہرا رہوں گا۔ کچھ دیر بعد چیونٹی میں جنبش ہوئی اور وہ زندہ ہو کر پہلے کی طرح چل پڑی۔ حضور ذی شان نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ننھی سی جان بچ گئی۔ خلیفہ منور شاہ اور خلیفہ عبدالرحیم خان صاحبان اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔ یہ دونوں صاحبان اس وقت حضور پاک ذی جاہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ خلیفہ منور شاہ صاحب نے اس کرامت کو پنجابی نظم میں قلمبند کیا ہے۔

یہ صرف وہ چند واقعات ہیں جو اس عاصی کو معلوم ہیں اس کے علاوہ اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہوں گے جو دوسرے مریدین یا عوام کے ساتھ پیش آئے ہوں گے جن کا مجھے علم نہیں۔

(ناچیز شیر محمد)

ایک سیر گوشت:

۱۹۲۸ء میں حضور سرکار عالی ملازمت کے سلسلہ میں پتھرانوالی حویلی موچی دروازہ لاہور میں قیام فرما تھے۔ آپ نے سودا سلف گھر پر لانے کے لیے ایک بوڑھی مائی کو ملازم رکھا ہوا تھا۔ جو قصاب کی دکان سے گوشت بھی لایا کرتی تھی۔ قصاب ہر روز گوشت کم تول کر دیتا۔ یہ شکایت حضور تک بھی پہنچی۔ آپ نے قصاب کو پیغام بھجوایا کہ کم نہ تولا کرے۔ اللہ منع فرماتا ہے لیکن وہ اپنی عادت سے باز نہ آیا۔ حضور نے چند ماہ اس مسئلہ پر خاموشی اختیار کی۔ آخر ایک یوم قصاب کو سبق دینے کے لیے حضور خود اس کی دکان پر پہنچے اور ارشاد فرمایا کہ ایک سیر گوشت تول دو۔ قصاب نے عام گاہکوں کی طرح حضور کے لئے ایک سیر گوشت تولنے کے لیے اپنا ترازو ہاتھ میں لیا۔ ایک پلڑے میں ایک سیر کا باٹ ڈالا اور دوسرے پلڑے میں ایک گوشت کا ٹکڑا ڈالا لیکن باٹ والا پلڑا اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ قصاب نے ایک ٹکڑا اور پلڑے میں ڈال دیا لیکن پھر بھی باٹ والا پلڑا نہ ہلا۔ قصاب نے جتنا گوشت ترازو کے اس پلڑے میں آ سکتا تھا، ڈال دیا لیکن باٹ والے پلڑے نے جنبش نہ کی۔ قصاب بہت حیران ہوا اور ترازو کو چھوڑ کر اپنی دکان سے نیچے اتر آیا اور حضور کے قدموں میں گر کر معافی مانگی۔ سرکارِ عالی نے

ارشاد فرمایا۔ میں نے معاف کیا۔ آئندہ یہ حرکت کسی گاہک سے نہ کرنا۔ جاؤ اپنی دکان پر بیٹھو۔ اور مجھے ایک سیر گوشت تول دو۔ حضور کے حکم سے قصاب نے گوشت والا پلڑا خالی کر دیا اور پھر سیر کے برابر ایک ٹکڑا پورا پورا تول کر دیا۔

کھانے میں برکت:

خلیفہ سوئم سیّد حسرت علی شاہ صاحب الہ آباد کے بیان کرتے ہیں کہ میں الہ آباد سے انبالہ شریف حضور عالی کی قدم بوسی کے لیے گیا ہوا تھا۔ یہ غالباً ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے کہ ایک غریب مرید نے حضور پاک کی دعوت کی، اس نے صرف دو سیر آلو کی ہنڈیا پکوائی اور صرف پانچ سیر آٹا جو اس کے پاس اس وقت تھا کی روٹیاں لگوائیں۔ حضور پاک نے اس کی دعوت قبول کر لی اور کھانا کھانے کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ حضور پاک کے ہمراہ دو صد آدمی تھے۔ دعوت کرنے والا گھبرا گیا۔ حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا یہ تولیہ کھانے پر ڈال دو اور بے فکر ہو کر کھانا تقسیم کرو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ حضور کی کرامت سے سب نے کھانا کھایا اور اس دعوت کرنے والے کے گھر والوں کے لیے بھی کھانا باقی بچ گیا۔

روحانی فیض:

خلیفہ مستقیم الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۲ء میں دربار شریف آیا ہوا تھا کہ ایک تحصیلدار صاحب سیالکوٹ سے آئے اور انہوں نے کہا کہ مجھے تو اس دربار سے کوئی روحانی فیض نہیں ہوا۔ تحصیلدار صاحب میرے ساتھ بات کر رہے تھے کہ حضور سرکارِ عالی تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا تحصیلدار صاحب آپ کیوں ملول بیٹھے ہیں۔ اللہ تعاظم و تعالیٰ تو سب کچھ دے سکتا ہے۔ حضور پاک کا اتنا کہنا تھا کہ تحصیلدار صاحب پر کیف و غم طاری ہو گیا۔ تحصیلدار صاحب جب ہوش میں آئے تو انہوں نے بتایا کہ حضور نے مجھے آسمانوں پر جنت کی سیر کرائی ہے۔

ملازمت مل گئی:

مستقیم الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ ۱۹۴۹ء میں حضور سرکارِ عالی بیعت ہوا اس

سے قبل میں ملازمت سے بیکاری کی وجہ سے پریشان رہتا تھا۔ میں نے حضور سرکارِ عالیٰ کی خدمتِ اقدس میں ایک یوم التماس کی۔ حضور پاک نے ارشاد فرمایا۔ تم جا کر اپنی ملازمت کی درخواست دے دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بھرتی کے روز حضور پاک کو میں نے بنفسِ نفیس اپنے قریب دیکھا کہ جس نے بھرتی کرنا تھا اسے فرما رہے ہیں کہ اس شخص کو ضرور بھرتی کرو۔ بھرتی کرنے والے نے سب سے قبل میری درخواست کو پڑھ کر ملازم رکھ لیا۔ اس کے بعد حضو رپاک نے میری طرف دیکھا اور تبسم فرمایا اور خود غائب ہو گئے۔

گاؤ تکیہ لاد:

خلیفہ ولی محمد صاحب گلالی پور، فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۹ء میں صبح کی نماز پڑھ کر میں فارغ ہوا تو حضور سرکارِ عالی بنفسِ نفیس میرے پاس پہنچے اور ارشاد فرمایا کہ ایک گاؤ تکیہ تیار کر کے، لے کر آؤ۔ میں نے ایک گاؤ تکیہ تیار کیا اور دربار پاک میں حضورِ اقدس کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ اپنی مسندِ مبارک پر جلوہ افروز تھے۔ آپ کے پاس بابا اسمعیل بیٹھے ہوئے تھے (جو آپ کے خادم تھے اور ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے) حضور پاک نے مجھے دیکھ کر بابا اسمعیل کو کہا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ۔ بابا اسمعیل مجھے لے کر حضور پاک کے پاس پہنچے تو حضور پاک نے ارشاد فرمایا۔ اسمعیل! یہ گاؤ تکیہ خلیفہ صاحب لے کر آئے ہیں۔ میں نے تو اس بیٹھک میں صرف تم سے تذکرہ کیا تھا۔ ولی محمد صاحب کہتے ہیں کہ حضور پاک آپ تو ظاہری طور پر میرے پاس گلالی پور پہنچے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ خدا جانے یہ کیا بھید ہے۔

میجر صاحب سے ملاقات:

رحمت علی عرف میجر صاحب جہلم بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۵۵ء میں فوج میں ملازم تھا اور ہماری پنجاب رجمنٹ بھمبر سے تبدیل ہو کر سیالکوٹ چھاؤنی آئی۔ ایک یوم کی شب غالباً جمعۃ المبارک کی شب تھی۔ حضور پاک روحانی طور پر بہ نفسِ نفیس تشریف لائے۔ میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ میں چارپائی سے اٹھ کر حضور کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ سرکارِ عالیٰ چند قدم جا کر

غائب ہو گئے۔ میں صبح اٹھ کر دربار عالیہ میں حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور عالی نے مسکراتے ہوئے مجھے ارشاد فرمایا، میجر صاحب رات کو آپ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا۔ حضور پاک ہاں آپ سے روحانی ملاقات کا رات کو شرف حاصل ہوا۔

سوئم صاحب کو ملو:

خلیفہ نوازش علی بیان کرتے ہیں کہ میں حضور پاک کا ۱۹۵۵ء میں بیعت ہوا۔ حضور سرکار عالی کو میں نے دعا کرتے ہوئے دیکھا تو حیران رہ گیا کہ دوسرے پیر تو اس طرح دعا نہیں کرتے کیونکہ حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ کے دعا کرنے کا انداز یہ تھا کہ حضور پاک اپنی زبانِ اطہر سے مریض کی بیماری کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے کہ اے بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم سے فنا ہو جا۔ یہ الفاظ کہنے کے بعد حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ مریض کو فرماتے جہاں تکلیف ہے اپنا داہنا ہاتھ اس جگہ پھیر دو اور اپنا حال بیان کرو۔ مریض یہ کہتا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ خلیفہ نوازش علی حضور کی کرامت یوں بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۱ء میں شہزادہ سوم اور شہزادہ چہارم مری میں تشریف فرما تھے۔ رات کو حضور خواب میں آئے اور ارشاد فرمایا کہ میرے دونوں چھوٹے بیٹے مری گئے ہوئے ہیں جنہیں تین سو روپوں کی ضرورت ہے تم صبح اٹھ کر فیصل آباد سے مری چلے جاؤ اور یہ رقم ان کو پہنچاؤ۔ میں صبح اٹھا اور تین سو روپے اور اخراجات راہ کا بندوبست کیا اور چل پڑا۔ میں اپنی ساری زندگی میں پہلے کبھی مری نہ گیا تھا۔ حضور پاک اپنی راہ نمائی میں مجھے تحصیل مری کے قصبہ مسوٹ میں لے گئے اور مجھے اس مکان تک پہنچا دیا جہاں سوم صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ جب مجھے سوم صاحب نے دیکھا تو ہنس پڑے اور فرمایا ابا جی نے آپ کو یہاں بھیجا ہے۔ میرے لیے کیا لائے ہو؟ عرض کیا حضور یہ تین سو روپے ہیں۔ انہوں نے فرمایا مجھے اتنے ہی روپوں کی ضرورت تھی۔

کھانا پورا ہو گیا:

راقم کتاب ہذا کا حقیقی بھتیجا سیّد شاہ کمال محی الدین بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت حضور سرکارِ عالی رحمۃ اللہ علیہ کی انبالہ میں ۱۹۳۷ء میں ایک بیعت کا واقعہ بیان کرتی ہے کہ حضور سرکارِ عالی

کے دربار میں حاضر ہوئی۔ حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند پر تشریف فرما تھے کہ ساٹھ ستر مہمان آ گئے۔ آپ ان کے کھانے کے انتظام کے لیے اندرون خانہ تشریف لائے اور دریافت کیا کہ کیا پکا ہوا ہے۔ حضور کے سامنے دو قسم کا سالن پیش کیا گیا۔ ایک برتن میں دال پکی ہوئی تھی اور دوسرے برتن میں آلو گوشت پکا ہوا تھا آپ نے دل والے برتن پر اپنا تولیہ مبارک ڈال دیا اور تھوڑی دیر کے بعد حضور نے تولیہ مبارک ہٹا دیا۔ اب دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ اس برتن میں بھی آلو گوشت موجود ہے۔

مرید یاد کرے تو پیر پہنچے:

مہر محمد اقبال صاحب سیالکوٹ کے بیان کرتے ہیں کہ میں حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ۱۹۴۲ء میں بیعت کی۔ بیعت کے بعد میرے تصور میں ہر وقت سرکار رہتے۔ ایک یوم میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ شاید میرا وہم ہے۔ خیال کا آنا ہی تھا کہ حضور بنفسِ نفیس روحانی طور پر تشریف لے آئے۔ میں آپ کے احترام کے لیے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''اقبال صاحب یہ آپ کا مکان ہے'' اور خود دروازہ کی طرف حضور نے چلنا شروع کر دیا اور حضور باہر نکل گئے۔ میں نے بائیسکل پکڑی اور سارا دن تمام شہر میں حضور عالی کو تلاش کرتا رہا۔ دوسرے یوم دربارِ عالیہ میں حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو حضور پاک نے مجھے دیکھتے ہوئے مسکرا کر فرمایا ''مرید یاد کرے تو پیر نہ پہنچے، یہ کبھی نہیں ہو سکتا''

بڑے تحصیلدار:

بیگم محمد افضل خان صاحب بیان کرتی ہیں کہ مجھے میرے چھوٹی بھائی سردار علی نے حضور سرکارِ عالی سے بیعت کرایا۔ ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے کہ میں حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھی۔ میں حضور پاک سے التجا کی کہ میرے شوہر اکیس سال سے نائب تحصیلدار چلے آ رہے ہیں۔ آپ حکم فرما دیں کہ وہ بڑے تحصیلدار ہو جائیں۔ حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''آپ کے شوہر محمد افضل صاحب کو اللہ تعاظم وتعالیٰ نے آج سے بڑا تحصیلدار کر دیا ہے''

میں جب لاہور پہنچی تو میرے میاں نے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ مجھے آرڈر آ گیا ہے کہ میں بڑا تحصیلدار بنا کر بارڈرایریا پر تعینات کر دیا گیا ہوں۔

حج کا نظارہ:

فیصل آباد کے خلیفہ وزیر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں دربار شریف میں حاضر ہوا اور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاق دیکھ کر بیعت ہو گیا۔ سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے بعد ارشاد فرمایا کہ ''مرید جب بھی یاد کرے پیر پہنچ جاتا ہے'' ۱۹۴۹ء کا واقعہ ہے کہ میں نے حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا۔ حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ روحانی طور پر بنفسِ نفیس پہنچ گئے اور ارشاد فرمایا ''تمہاری کیا خواہش ہے؟'' میں نے عرض کیا حضور لوگ حج کرنے جاتے ہیں۔ میں وہ مقام دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ''صرف عرفات کا ہی مقام دیکھنا چاہتے ہو یا پورا حج ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہو'' میں نے عرض کی، حضور پورا حج کرتے ہوئے حاجیوں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا ''آج شب کو دیکھنا'' یہ کہہ کر حضور غائب ہو گئے میں نے رات کو حج ہوتے ہوئے دیکھا۔

بیل ہٹ گیا:

محمد انیس عرف نواب صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۵۲ء میں الہ آباد سے دربار شریف آیا۔ حضرت سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قطبِ ربانی کا عرس ختم ہو چکا تھا لیکن الہ آباد کی خلفاء حضرات جناب خلیفہ اوّل علیم الدین صاحب صدیقی، خلیفہ ثانی جناب عبدالحفیظ صاحب، خلیفہ سوم جناب میر حسرت علی شاہ اور خلیفہ چہارم جناب دوست محمد صاحب ابھی دربار شریف میں موجود تھے۔ میں دربار شریف رہ گیا اور اپنے شہر الہ آباد نہ گیا۔ اس وقت سے میں دربار شریف میں ہوں۔

ایک دفعہ مجھے ایک بیل نے اپنے سینگوں پر اٹھا کر پکے فرش پر پٹخ دیا۔ اور دونوں سینگ میری چھاتی پر رکھ دیئے۔ وہ مجھے سینگ مار کر ختم ہی کرنا چاہتا تھا کہ میری زبان سے معاً الفاظ نکلے ''یا سرکار عالی المدد'' بیل چشم زدن میں مجھ سے دور ہو گیا۔

دربار آ جائیں:

عبدالحکیم صدیقی عرف سیٹھ صاحب رقمطراز ہیں کہ میں ۱۹۵۲ء میں دربار شریف آیا۔ میرے بیوی بچے کراچی میں تھے۔ حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''سیٹھ صاحب! اپنے بیوی بچوں کو بھی لے آئیں'' میں نے عرض کیا کہ حضور آپ خود بلا لیں۔ تیسرے روز میرے بیوی بچے دربار شریف میں موجود تھے۔ میں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ تم کیسے آئے؟ میری بیوی نے بتایا کہ بچے رات کو سوئے ہوئے تھے اور میں بیٹھی ہوئی تھی کہ حضور سرکار عالی بنفسِ نفیس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: بی بی جی! آپ کے شوہر سیٹھ عبدالحکیم میرے پاس ہیں آپ صبح اٹھ کر منڈیر سیّداں سیالکوٹ آ جائیں یہ کہہ کر خود غائب ہو گئے۔ میں حسبِ حکم حاضر ہو گئی ہوں۔

(حال بیان ماسٹر محمد صاعد آزاد کشمیر)

دربار شریف پر حاضری کی برکت

ہم ۱۹۶۵ء میں جموں و کشمیر سے مہاجر ہو کر میر پور آزاد کشمیر میں آباد ہوئے۔ گھر بار چھن جانے کے بعد نہایت ہی کسمپرسی کی حالت تھی۔ کوئی ذریعہ معاش نہ تھا حتیٰ کہ رہنے کے لیے اچھا مکان بھی نہ تھا۔ ایک معمولی سے جھونپڑے میں رہتے تھے۔ میری والدہ اور چھوٹے بہن بھائی اکثر بیمار رہتے تھے۔ مختلف ڈاکٹروں، حکیموں، اور پیروں سے علاج کرایا لیکن فائدہ نہ ہوا۔

حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پرانے مرید نے ہمیں مشورہ دیا کہ میرے مرشد پاک کے روضے پر چلو تو ساری دینی و دنیاوی مشکلات حل ہو جائیں گی۔ چنانچہ میرے والد ہم سب کو لے کر سیالکوٹ دربار شریف منڈیر معلّٰی میں حاضر ہوئے۔ بڑے صاحب نے دعا فرمائی۔ ان کی دعا سے ہمارے سب گھر والے تندرست ہو گئے۔ اس کے بعد ہم سب بیعت ہو گئے اور آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم سب تندرست ہیں۔

حضرت محبوبِ ذات حضور سرکارِ عالی کی عنایت سے اور اوّل صاحب کی دعا سے مجھے

بطورِ مدرس ملازمت ملی۔ ملازمت کے ساتھ رہائش کے لیے بھی میر پور شہر میں ایک اچھا مکان ملا۔ میرے چھوٹے بھائی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم مکمل کر رہے ہیں۔

حضور سرکارِ عالی کی نظر کیمیا نے ہمارے تمام دنیاوی کام سنوار دیئے۔ ہمارے دلوں کو اللہ تعاظم و تعالیٰ کے نور سے منور فرمایا اور ہمیں پنجتن پاک علیہم السلام دوازدہ امامین، چہاردہ معصومین علیہم السلام اور حضرت غوثِ اعظم کی زیارت سے مشرف فرمایا۔

حال بیان محمد ابراہیم۔ دربار شریف

ابراہیم نے بیان کیا کہ میں آٹھ سال کا تھا، جب میرے والدین جموں و کشمیر میں ۱۹۴۷ء کے فسادات میں شہید ہو گئے۔ میں دیگر مہاجرین کے ہمراہ جہلم پہنچ گیا۔ ایک دن میری رحمت علی عرف میجر صاحب سے اتفاقاً ملاقات ہوئی۔ وہ مجھے بے سہارا دیکھ کر اپنے گھر لے آئے اور اپنی اولاد کی طرح میری پرورش کرنے لگے۔

ایک دفعہ میں میجر صاحب کے ہمراہ گیارہویں شریف کے موقعہ پر دربارِ پاک منڈیر سیّداں میں حاضر ہوا۔ تو مجھے حضور سرکارِ عالی رحمۃ اللہ علیہ نے دربار شریف رہنے کی اجازت عنایت فرمائی۔ میں حضور سرکار عالی کی کرامات روزانہ دیکھتا۔ چنانچہ میں حضرت محبوب ذات حضور سرکارِ عالی سے اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی اور شہزاد گانِ پاک کی خدمت کرنے لگا۔

سرکار عالی محبوبِ ذات کی نوازشات

بر خلیفہ سیّدنا صر علی شاہ۔ لاہور

خلیفہ سیّدنا ناصر علی شاہ کاظمی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے بھانجے خلیفہ سیّد محمد مطلوب حیدر شاہ صاحب کی وساطت سے دربارِ عالی منڈیر معلےٰ آیا۔ سرکارِ عالی اپنی مسندِ مبارک پر جلوہ افروز تھے۔ میں نے مودّب ہو کر سلام کیا۔ حضور پاک نے ارشاد فرمایا ''آپ لاہور سے آئے ہیں۔ آپ کو کان میں تکلیف ہے۔ میں آپ کے لیے بارگاہِ رب العزت

میں عرض کرتا ہوں'' تھوڑی دیر کے بعد حضور پاک نے ارشاد فرمایا ''کیا شاہ صاحب آپ کو اب تو کان میں کسی قسم کی تکلیف نہیں؟'' میں نے کہا حضور درست ہے۔ میں بہت حیران ہوا کہ آن واحد میں بائیس سالہ دیرینہ درد ختم ہو گیا۔ یہ تو بہت بلند ہستی ہے۔ کیوں نہ ان کے دست بیعت ہو جاؤں۔ میں نے حضور پاک سے التجا کی کہ آپ مجھے اپنے خادموں میں منظور فرمائیں۔ حضور پاک نے میری التجا قبول فرمائی اور میں بیعت ہو گیا۔ حضور پاک نے ارشاد فرمایا ''شاہ صاحب! آپ پنجتن پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنا چاہتے ہیں'' میں نے عرض کی حضور میں زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور پاک نے ارشاد فرمایا ''آپ اپنی آنکھیں بند کر لیں'' میں نے حکم کی تعمیل کی اور زیارت سے مشرف ہوا۔ اب میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ میرا دل بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے دونوں جہانوں کی نعمتیں مل گئی ہیں۔ میں نے لاہور جا کر کئی لوگوں کو پنجتن پاک کی زیارت سے مشرف ہونے کا واقعہ سنایا۔ یہ واقعہ سن کر سیّد آصف شاہ صاحب، مرزا محمد نور بیگ، مرزا محمد امجد بیگ، سیّد ارشد حسین شاہ صاحب اور محمد صادق میرے ساتھ دربار شریف حضور پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سب نے پنجتن پاک کی زیارت کا شوق ظاہر کیا۔ حضور پاک نے ان سب کو ارشاد فرمایا کہ ''سب اپنی آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں'' ان سب نے حکم کی تعمیل کی اور سب پنجتن پاک کی زیارت سے مشرف ہوئے اور سب حضور سرکارِ عالیٰ حضرت محبوبِ ذات کے دستِ مبارک پر بیعت ہو گئے۔

حضور سرکار عالی کی نوازشات بر فیض محمد جہلم

ایک شب میں نے خواب میں سرکارِ علی کی زیارت کی۔ حضور پاک نے مجھے اپنے دربار پاک کا سارا نقشہ دکھایا۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس نقشہ کا دربار کہاں واقع ہے۔ معلوم ہوا کہ اس نقشہ کا دربار موضع منڈ پر سیّداں ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ میں یہاں پہنچا۔ حضور پاک سے ملاقات ہوئی۔ آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر بیعت ہو گیا۔

۱۹۴۸ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک روز موٹر بس پر راولپنڈی سے اپنے شہر جہلم آ رہا تھا کہ راستے میں کوہستان بس سے ہماری بس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ میری زبان پر مرشد پاک کا اسم

جاری تھا۔ ایکسیڈنٹ میں حضور سرکارِ عالی کی کرامت سے دونوں بسیں محفوظ رہیں اور سواریوں کو بھی کوئی نقصان نہ تھا۔

ایک روز میں حضور پاک کے پاس (سلب امراض کا علاج) دربارِ عالی میں حاضر تھا کہ ایک مریض جس کی ٹانگیں سوکھ گئی تھیں اور وہ چلنے پھرنے سے لاچار تھا۔ اس کے لواحقین اس کو اٹھا کر لائے تھے۔ حضور پاک نے مریض کے حق میں دعا فرمائی اور مریض چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔

میں سیّدنا غوثِ اعظم کے عرس پر دربار شریف آیا۔ لنگر پاک تقسیم ہوا۔ چونکہ لوگ زیادہ تھے، کھانا ختم ہو گیا۔ دیگیں خالی ہو گئیں لیکن کھانا کھانے والے تقریباً دو سو آدمی رہ گئے۔ حضور پاک نے ایک خالی دیگ پر اپنا تولیہ مبارک ڈال دیا اور ارشاد فرمایا ''اس دیگ سے جتنا چاہو کھانا نکال لو۔ جب تک تولیہ نہ ہٹاؤ گے کھانا نکلتا آئے گا۔'' اور ایسا ہی ہوا۔

ایک بدعقیدہ شخص جو بیمار تھا اس نے مجھے طعنہ دیا اگر تیرا پیر مجھے تندرست کر دے تو میں ان کا بیعت ہو جاؤں گا۔ میں اسے لے کر دربار شریف حضور پاک کے پاس لایا۔ آپ نے دعا فرمائی اس پر آنِ واحد میں اثر ہوا اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ اس نے حضور سے بیعت ہونے کی التجا کی۔ حضور نے اسے بیعت کر لیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور حضور سرکارِ عالیٰ حضرت محبوبِ ذات کی کرم نوازی ہی تھی کہ لاعلاج شخص صحتِ کاملہ کا حامل ہوا۔

حال بیان خلیفہ شیخ نیاز احمد صاحب۔ فیصل آباد

شیخ نیاز احمد صاحب (حال مقیم فیصل آباد) بیان کرتے ہیں کہ میں سرکار عالی کا ۱۹۴۶ء میں بیعت ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہندوستان کے وقت میں نے اپنی چار ہمشیرگان کو لائل پور (فیصل آباد) سے دہلی جانے کے لیے گاڑی میں سوار کرایا۔ لاہور پہنچ کر انہوں نے قتل و غارت کا بازار گرم ہوتے دیکھا۔ وہ اکیلی پریشان حال کھڑی تھیں۔ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک بزرگ ہستی ترکی ٹوپی پہنے تشریف لاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نیاز احمد (اس وقت میرا نام سوشیل کمار تھا) کی بہنیں ہو۔ تم لوگ میرے ساتھ آؤ۔ اس وقت ایک گاڑی دہلی جانے کے

لیے تیار کھڑی تھی۔اور ایک جم غفیر گاڑی پر سوار تھا۔آپ ایک بوگی کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا کہ اس میں چار جگہ خالی ہیں۔ یہاں بیٹھ جاؤ اور دہلی سے پہلے نہ اترنا اور یہ بھی فرمایا کہ اس گاڑی پر کوئی حملہ نہ ہوگا اور پھر یہ گاڑی صحیح سلامت دہلی پہنچ گئی اور اس گاڑی میں سوار ایک فرد کا بھی قتل نہ ہوا۔(سرکار عالی حاضر و ناظر ہیں)

کرامت:

ایک دفعہ میرے بھائی جمعہ نے شیر محمد صاحب سے کہا کہ اگر سرکار عالی حضرت محبوبِ ذات یہاں آئیں گے تو میں دربار شریف میں حاضری دوں گا۔ایک روز علی الصبح حضور سرکار عالیٰ حضرت محبوب ذات سفید گھوڑے پر شاہانہ لباس میں تشریف لائے اور دروازے پر دستک دی۔جمعہ نے حضور کو دیکھا تو حیرانی سے قدم بوس ہو گیا اور پھر دربار شریف جا کر بیعت ہو گیا۔

مشاہدہ خلیفہ سیّد نور حسین۔گوجرانوالہ

گوجرانوالہ کے خلیفہ سیّد نور حسین شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ اپنے مشاہدہ میں دیکھا کہ تین کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ایک کرسی پر حضور سرکار عالی حضرت محبوب ذات جلوہ افروز ہیں اور دوسری کرسی پر حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں لیکن تیسری کرسی پر جو ہستی تھیں ان کو میں نہ پہچان سکا۔یہ حضور سرکارِ عالی کی ہی کرم نوازی تھی کہ مجھے دیدارِ پاک ہوا۔

مشاہدہ حال بیان بیگم خلیفہ بابو عطا محمد

اندرون موچی دوازہ لاہور

بیگم بابو عطا محمد صاحب بیان کرتی ہیں کہ ۱۹۳۵ء میں شب قدر کو ہم سب عبادت میں مشغول تھے۔رات ۲ بجے کا وقت تھا کہ میں نے ایک عجب نظارہ دیکھا۔کیا دیکھتی ہوں کہ یکا یک سونے کا بہت اونچا مینار کھڑا ہے جس کی طوالت زمین و آسمان پر محیط ہے۔اس منیار سے ایک کھڑکی برآمد ہوتی ہے اور کھڑکی سے ایک نورانی چہرے کی زیارت ہوتی ہے (اس

وقت میری عمر تقریباً ۱۳ برس تھی اور ابھی دربارِ عالیہ میں حاضر نہیں ہوئی تھی) میری سہیلیاں مجھے جھنجوڑ رہی ہوتی ہیں کہ اٹھو یہ وقت تو پانی کا دودھ میں تبدیل ہونے کا ہے۔ جب میں نے کافی عرصہ بعد سرکارِ عالی کی زیارت دربارِ عالیہ میں کی تو ہو بہو وہی صورت تھی جو مجھے بچپن میں نظر آئی۔ یہ مجھ پر حضور سرکارِ عالی حضرت محبوب ذات کی ہی مہربانی تھی۔

مشاہدہ:

تقریباً ۱۹۵۰ء کا ذکر ہے (ان دنوں مطلوب شاہ صاحب کی والدہ بھی آئی ہوئی تھی) انہوں نے حضور سرکارِ عالی محبوبِ ذات سے التجا کی کہ ہمیں کوئی زیارت کرائیں۔ سرکارِ عالی نے ہمیں بھی طلب کر لیا اور نا قابلِ فراموش مشاہدہ کرایا۔

میں دیکھ رہی تھی کہ حضور سرکار عالی کا چہرہ چمکنا شروع ہو گیا اور ہر طرف نور ہی نور ہونے لگا۔ نا قابلِ فراموش روشنی پھیل گئی۔ لیکن میں آنکھیں کھول کر دیکھ رہی اور محسوس کر رہی تھی کہ تمام صحن بھرا ہوا ہے اور نور کی چاندی پھیلی ہوئی ہے۔

کرامت:

ہمارا مکان گرنے والا تھا۔ لہٰذا دوبارہ مرمت شروع کروا دی لیکن مرمت کے شروع ہوتے ہی میں بیمار پڑ گئی اور اتنی بیماری آئی کہ میں چارپائی کے ساتھ ہی چمٹ کر رہ گئی۔ رات دن گھبراہٹ میں بسر ہوتے۔ ایک جمعرات کو میں نے حضور سرکار عالی حضرت محبوب ذات کا مشاہدہ کر کے التجا کی کہ یا مہربان مجھے اتنی شفا دیں کہ صبح میں جمعہ المبارک کی نماز دربارِ عالیہ میں ادا کر سکوں۔ یہ کہہ کر میں سو گئی۔ اسی رات خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ دو عورتیں جن کی شکلوں سے کراہت ٹپکتی تھی میرے سامنے آ گئیں۔ مجھے چڑیلیں معلوم ہوئیں۔ میں بہت ڈر گئی لیکن اسی اثنا میں میں نے حضور سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات کو سنہری تخت پر جلوہ افروز دیکھا۔ ہر شے سنہری تھی، نورانی تھی۔ میں نے گڑگڑا کر بارگاہِ محبوبیت میں التجا کی کہ۔

''سرکارِ مجھے ان سے بچانا''

حضور سرکارِ عالی نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔ اور ہاتھ اٹھتے ہی دونوں چڑیلیں غائب ہو

گئیں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کے کھلنے کی دیر تھی کہ میں اپنے آپ کو بہتر محسوس کرنے لگی۔ صبح تک میں بالکل تندرست ہوگئی اور صبح ہی صبح لاہور سے عازم دربار ہوئی اور جمعۃ المبارک کی مبارک نماز دربارِ عالیہ میں آ کر ادا کی۔ یہ حضور سرکارِ عالی حضرت محبوب ذات کی کرامت ہی تھی کہ مجھے موت کے منہ سے کھینچ کر نئی حیات بخشی۔

مرزا نور بیگ صاحب

۱۹۴۷ء کو ہجرت کر کے ہم لاہور پہنچے۔ یہاں ہماری مالی حالت بہت خراب ہوگئی۔ رشتہ داروں نے ٹھکرا دیا۔ تب ہم پیر سیّد ناصر شاہ صاحب کی وساطت سے میں اور میری بیوی جو بہت سخت بیمار تھی، نوزائیدہ لڑکے کے ہمراہ جسے ڈاکٹر سمیع اور لیڈی ڈاکٹر قریشی نے لاعلاج قرار دے دیا تھا) منڈیر سیّداں میں حضور سرکار عالی حضرت محبوبِ ذات کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور شرفِ بیعت حاصل کیا۔ سرکار عالی حضرت محبوب ذات نے لڑکے کے متعلق فرمایا کہ ''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اسے کوئی نہیں چھین سکتا'' اور حضور کی دعا سے آج میرا لڑکا برسر روزگار اور صاحبِ اولاد ہے۔

ایک روز سرکار عالی ہمارا انتظار ڈیوڑھی میں کھڑے فرما رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر فرمایا جس کا کوئی نہ ہو اس کا اللہ ہوتا ہے'' سرکارِ عالی نے مجھ پر ظاہری و باطنی کرم نوازیاں فرمائیں۔

میری وساطت سے برادری کے بہت سے لوگوں کی مشکلات دربار عالیہ سے حل ہوئیں اور مرزا غلام احمد قادیانی جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اس کی سگی بھتیجی حمیدہ بیگم نے بھی حضور کی بیعت کی۔ اس کے علاوہ محترمہ محمدی بیگم جو نہایت پاکیزہ اور شریف عورت تھی اور جس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس کا نکاح اس کے ساتھ عرش پر ہوا ہے لیکن اس نیک سیرت عورت نے جھوٹے دعویٰ دار کے دعوے کو جھوٹا ثابت کر دیا۔

حضور سرکارِ عالیٰ حضرت محبوب ذات کی کرم نوازی سے مجھے حضور امام آخر الزمان پنجتن پاک اور حضرت غوثِ اعظم سیّد عبدالقادر جیلانی کا دیدارِ پاک ہوا۔ حضور کی دعا سے میری تمام جائیداد کی الاٹمنٹ ہوئی۔

اس دربارِ عالی سے مردہ دل آنِ واحد میں زندہ ہوئے۔ ہزاروں خارش زدہ بیماروں کو آنِ واحد میں شفا ہوئی۔ بے اولاددوں کو اولاد، بے رزقوں کو رزق، بے راہوں کو راہ اسی دربار پاک سے ملی۔ میری سرکار کا فیض فی سبیل اللہ ہے۔ کسی سائل سے کسی قسم کا عوضانہ نہیں لیا جاتا حضور پاک کا لنگر ہر دم جاری ہے۔ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ بیواؤں، ناداروں اور یتیموں کی دل کھول کر امداد کرتے ہیں۔

حضور سرکارِ عالیٰ رشتہ داروں کی خفی طوٗر پر امداد فرماتے اور کسی کے لیے دل میں رنجش نہ رکھتے خواہ وہ آپ کی مخالفت ہی کرتے۔

حضور کے چار لال ہیں جن کے آگے تیرہ ستارے ہیں ان کا کام بھی خدمتِ مخلوق ہی ہے۔

حال بیان سیّد شبیر حسین کرمانی

خلیفہ سیّد شبیر حسین کرمانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۰ء میں خلیفہ سیّد عبدالوحید شاہ صاحب کی وساطت سے دربارِ مقدس منڈیر معلےٰ میں حاضر ہوا۔ حضور کے خلق کا قلب پر اتنا اثر ہوا کہ بغیر بیعت کے یہاں سے نہ جا سکا۔ اس کے بعد حضور کے خلیفہ اعجاز النبی صاحب میرے پاس راولپنڈی آئے اور میرے ساتھ ساری رات حضور سرکار عالی کی باتیں کرتے رہے۔ ان کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئیں اور میرا شوق محبت اتنا بڑھا کہ ہر پندرہ دونوں کے بعد دربار شریف آتا رہا۔

۱۹۵۰ء ہی کا واقعہ ہے کہ سرکارِ عالی دربار اقدس کے صحن میں کھڑے کسی سائل کا سوال سن رہے تھے کہ یکا یک موسلا دھار بارش شروع ہوگئی لیکن یہ دیکھ کر میں حیران تھا کہ سرکار عالی اور ہم سب مریدین جس جگہ کھڑے ہیں، بارش کا ایک قطرہ بھی وہاں نہ گر رہا تھا۔ یہ حضور کی کرامت ہے۔

۱۹۵۰ء ہی کا واقعہ ہے کہ میرا دوسرا لڑکا طاہر حسین کرمانی جو بفضلہٖ تعالیٰ اب تک بقیدِ حیات ہے بیمار ہوا اور بالآخر اس پر نزعی کیفیت طاری ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر اس کی والدہ نے مجھے کہا کہ تسبیح پر استخارہ کریں۔ میں نے تین مرتبہ استخارہ کیا اور ہر بار یہی کہا کہ اس کا وقت

پورا ہو چکا ہے۔ میرا استخارہ کبھی غلط نہیں ہوتا تھا۔ تلاوت کلام پاک بہت دیر سے جاری تھی۔ میں خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ طاہر کی والدہ نے مجھے جھنجھوڑا اور کہا کہ آپ کہا کرتے ہیں کہ ''میرے سرکارِ پاک کا کسی بات میں بھی کوئی ثانی نہیں۔ میں نے کہا بے شک۔ وہ کہنے لگی طاہر جا رہا ہے۔ میں طیش میں آ گیا اور کہا اس بچے کے لیے (اتنی سی بات پر) تو سرکارِ عالی کو آزمانا چاہتی ہے؟ میں جلد ہی اٹھا اور دربارِ اقدس کی طرف دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی۔ ''حضور پاک میں نہیں، یہ عورت آزمانا چاہتی ہے'' اسی وقت حضور سرکار عالی نے فرمایا ''طاہر اٹھو'' طاہر اس طرح اٹھا جیسے کوئی لکڑی کا تختہ اٹھتا ہے۔ حضور پاک نے انگشت شہادتِ پاک سے اشارہ فرمایا۔ منہ سے کفن ہٹ گیا اور طاہر زندہ سلامت اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ اب کفن کی بجائے وہ لباس میں تھا۔ حضور سرکارِ عالی نے فرمایا۔ ''جاؤ اپنے باپ کے پاس'' میں نے سرکار عالی کی خدمت میں عرض کی حضور! یہ باطن تھا اس کا ظاہری بھی ہونا چاہیئے۔ میں اور میری بیوی اور بیمار بچہ سب آرام سے ہو گئے۔ اچانک تین بجے جب میری آنکھ کھلی تو بچے کو دیکھا جس کی حالت غیر ہو گئی اور وہ موت کی کشمکش میں مبتلا ہو گیا۔ میں نے بیوی کو جگایا۔ اس نے دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ میں نے ڈانٹ کر کہا کہ سرکار کا فرمان ہے ''کرمانی تیرا بچہ ساڑھے تین بجے بالکل تندرست ہو جائے گا'' ان الفاظ پر میری بیوی نے رونا بند کر دیا اور ساڑھے تین بجے کا انتظار کرنے لگی۔ جب پورے ساڑھے تین بجے کا وقت ہوا تو بچہ سرکارِ عالی کی کرامت سے صحیح وسلامت ہو گیا۔ یہ حضور کی زندہ کرامت تھی۔

میرے آقا پیرومرشد حضور سرکارِ ذی جاہ قبلہ شید احمد حسین قدس سرہ العزیز کسی طالب حق کو بیعت فرماتے تو اسے موتو قبل انت موتو کی منزل پر کھڑا کر دیتے اور فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی بقا اللہ کی تمام منازل اسے عبور کراتے اور مرید کو فرماتے کہ قلبِ مومن بیت ربی جو تیرے قلب میں جلوہ گر ہے۔ یہی تیرا رب ہے اور یہی یوم قیامت تیرے سامنے اجلال فرمائے گا۔

میرے آقا و مولا کا مردوں کو زندہ کرنا تو کمال ہے مگر مردہ دلوں کو زندہ کرنا اور تمام منازل و مراحل عبور کرا کر معراج المومنین کے مقام پر کھڑا کر دینا اور بھی کمال ہے۔ اس کے متعلق چند اشعار پیش کرتا ہوں۔

حیاتِ نو دلِ مردہ کو بخشی نور اطہر نے
کیا آغاز سب کی انتہا سے نورِ اطہر نے

یہ عالم ابتدا کا جن کا ہو شبیر کرمانی
وہ کیا ہیں یہ بتانے سے ہے قاصر عقلِ انسانی

بیان توصیف ہو ناچیز سے کیا نور اطہر کی
جمالِ مصطفٰے کی قوت بازوئے حیدر کی

یہ ہے امکان سے باہر کوئی جانے تجھ کو تجھ جیسا
تو کیا لکھ سکتا ہے توصیف پھر نادان مجھ جیسا

رسالت جن پہ نازاں ہو امامت جن پر شیدا ہو
شجاعت اور سخاوت، علم جن کے گھر سے پیدا ہو

بیاں توصیف ہو ناچیز سے کیا نور اطہر کی
جمال مصطفٰے کی طاقت بازوئے حیدر کی

غلاموں پر عطا وہ کی نہ اب تک کر سکا کوئی
نہ سب کا دامن امید ان سے بھر سکا کوئی

لگا کر مہر تصدیق اپنی نوری روشنائی سے
جدا ان کو کیا مخلوق سے ساری خدائی سے

حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے بہشتی دروازہ کے متعلق فرمایا کہ جو بھی اس سے گزرے گا بخشا جائے گا۔ اس سے گزرنے والے کی نیت کا دخل تو ہے اور یہاں۔

ہر اک سائل پہ جس نے ثبت مہر اماں کر دی
حرام ان سب پہ نارِ جہنم بے گمان کر دی

کرامت:

میاں محمد صدیق صاحب پارٹنر حاجی نظام الدین اینڈ سنز ٹینٹ مرچنٹ لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ۱۹۵۹ء میں بیعت کی

سعادت حاصل کی۔ جبکہ ارقم الحروف کتاب ہذا کی رسم نکاح اور گیارہویں شریف کا عرس مقدس تھا۔ میاں صاحب ایک تقریب میں شمولیت کے لیے گاڑی پر روانہ ہوئے بعد تقریب چھ بجے شام لائلپور (فیصل آباد) سے لاہور کے لیے روانہ ہوئے تقریباً دس افراد اس کار میں سوار تھے۔ گاڑی میں کچھ خرابی اور پٹرول کی رکاوٹ کے باوجود میاں صاحب کار چلاتے رہے اس خطرہ کے پیشِ نظر اپنی زبان پر سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کا ورد کرتے رہے تاکہ خیریت سے پہنچ جائیں جبکہ گاڑی لاہور سے اٹھارہ میل دور تھانہ شرقپور کے قریب پہنچی تو کسی غیبی طاقت نے ان کی گاڑی کا رخ سڑک کی بجائے درختوں کے جھنڈ کی طرف موڑ دیا اس وقت کار کی رفتار ساٹھ میل فی گھنٹہ تھی۔ جیسے ہی کار کا رخ موڑا کار شیشم کی لکڑی کے ٹکڑوں سے بری طرح جا ٹکرائی (جو کہ محکمہ جنگلات والوں نے کاٹ کر ادھر ادھر پھینکے تھے) گاڑی کا تمام اگلا حصہ دائیں بائیں سب چکنا چور ہو گیا۔ پھر گاڑی ایک بڑے ٹکڑے سے ٹکرا کر ٹھہر گئی تھوڑی دیر کی غنودگی کے بعد جب ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ گاڑی بالکل چکنا چور ہو چکی ہے سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کی مہربانی سے سب افراد بال بال بچ گئے۔ سب پر ذرا ذرا سی خراشیں آئی تھیں۔

بارش برسانے اور ہٹانے کی کرامت:

ایک رمضان شریف کا واقع ہے کہ میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور گرمی شدت کی پڑ رہی تھی جس کی وجہ سے مجھ کو بہت پیاس لگی تھی میں ابا حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خط کی اصلاح فرما رہے تھے میں نے عرض کی حضور دعا فرمائیں کہ بارش ہو۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ بارش کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ میں نے کہا اس لیے تو آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ حضور نے ایک منٹ کے بعد ارشاد فرمایا بیٹا سیّد قبلہ کی جانب دیکھو تو کوئی بدلی ہے میں نے کہا حضور ایک چھوٹی سی بدلی قبلہ کی جانب ہے حضور نے ارشاد فرمایا بیٹا میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ میں نے ارشاد کی تعمیل کی۔ پانچ منٹ کے بعد وہ چھوٹی سی بدلی سارے آسمان پر پھیل گئی۔ پہلے بوندا باندی ہوئی اور پھر زوردار بارش ہوئی حضور نے ارشاد فرمایا بیٹا اب تو روزہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اسی طور پر ایک واقعہ بارش روکنے کا بھی ہے۔ میں اور میرا چھوٹا بھائی سیّد امجد علی شاہ صاحب گھر کے صحن میں سو رہے تھے اور ہمارے سرہانے سرکار

رحمۃ اللہ علیہ پاک اپنے تخت مبارک پر تشریف فرما تھے۔ سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی بیٹا اٹھو بارش بڑے زور کی آ رہی ہے۔ آپ کی اس آواز کی تصدیق میں ہمارے کان بادل کی گرج سن رہے تھے۔ ناز کے انداز میں ہم نے کہا ہم سو رہے ہیں کیا بادل دوسری جگہ نہیں برس سکتا۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے حاملینِ بارش جاؤ آج کسی اور جگہ کر بارش کرو چنانچہ بادل ہٹ گئے اور ہم آرام سے سوتے رہے۔ (مصنف کتاب ہذا)

کرامت:

خلیفہ ملک رفیق حسین فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ ایک یوم سرکار عالی مسند پر تشریف فرما تھے اور دستور کے مطابق تمام دعا کرانے والے لوگ سرکاری بیٹھک میں بیٹھے تھے۔ اور ہر ایک سے فرداً فرداً حاجت سن کر دعا فرما رہے تھے۔ سب سے آخر میں ایک شخص دیوار کے ساتھ لگا بیٹھا تھا اس سے ارشاد فرمایا کہ تو بتا کیا کام ہے؟ تو وہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے عرض کی کہ حضور میرے بتیس دانتوں میں پیپ پڑ گئی ہے۔ تمام مسوڑھے پیپ سے بھر گئے ہیں۔ میرے منہ میں زبردست بدبو ہے۔ میں کھانا نہیں کھا سکتا اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے انداز میں ارشاد فرمایا کہ غریب نواز اس کو معاف کر دے اور فرمایا منہ پر ہاتھ پھیرو اس نے منہ پر ہاتھ پھیرا پھر حضور نے فرمایا اب دیکھ مسوڑوں میں پیپ ہے اس نے اپنے مسوڑوں کو انگلی سے دبایا اور حیرانی سے عرض کیا بالکل ٹھیک ہیں اور بدبو بھی نہی ہے مسوڑے اسی طرح سے ہیں جیسے بیماری سے پہلے تھے ذرا سا تبسم فرما کر کہا دیکھی میرے رب کی کاریگری۔ خدا کا شکر کرو۔

کرامت:

۱۹۴۷ء کا واقع ہے کہ شکر دین ولد اللہ دتہ ساکن منڈیر سیّداں ملایا گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس اپنے وطن آنے لگا تو یہ اسے یہ واقع پیش آیا کہ جس بحری جہاز میں وہ سفر کر رہا تھا وہ ڈوبنے لگا شکر دین نے سرکار عالی کو یاد کیا تو جہاز ڈوبنے سے بچ گیا اور جہاز کراچی کی بندرگاہ پر پہنچ گیا اور شکر دین جب اپنے گاؤں میں پہنچا تو سرکار عالی کا شکریہ ادا کیا۔

سرکار عالی نے فرمایا کہ ہاں میں نے ہی فلاں تاریخ کو آپ کے جہاز کو بچایا میرے کندھوں پر جہاز کے زنجیروں کے نشان ابھی تک موجود ہیں۔ آپ نے تصدیق کے لیے اپنی قمیض اطہر اتار کر زنجیروں کے نشان دکھائے جو بہت سے لوگوں نے دیکھے۔

کرامت:

۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے کہ میں راقم کتاب ہذا اور میرے بڑے بھائی حضرت سیّد افضال احمد حسین شاہ صاحب اور میرے چھوٹے بھائی سیّد امجد علی احمد حسین شاہ صاحب جس کو رحمت علی ڈرائیور چلا رہا تھا میں گھر سے وزیر آباد جا رہے تھے کہ سمبڑیال کے قریب ایک شیشم کے درخت سے ۶۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہوئی کار ٹکرائی۔ درخت گر گیا۔ کار تباہ ہوگئی۔ اور ہمیں معمولی چوٹیں آئیں حضرت محبوب ذات سرکار عالی کی کرامت سے اللہ تعالیٰ نے ہماری جانیں بچالیں۔ حتیٰ کہ میرا حقیقی بھتیجا جس کی عمر ۳ سال تقریباً تھی (سیّد مبارک علی) پچھلی سیٹ پر بابو قاسم کی گود میں تھا۔ بخیر و عافیت رہا۔

کرامت:

حافظ محمد حسین بیان کرتے ہیں کہ میں حضور سرکار عالی کا ۱۹۴۲ء میں بیعت ہوا میرے ساتھ ایک واقعہ یوں پیش آیا کہ میں سیالکوٹ سے دربار شریف آ رہا تھا۔ میرا پاؤں ایک کنویں میں پڑ گیا اور میں کنویں میں گر رہا تھا کہ میرا ہاتھ حضور سرکار عالی حضرت محبوب ذات نے روحانی طور پر پکڑ کر کنویں سے باہر نکال لیا۔

میں راقم کتاب ہذا نے حافظ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ نے ابا جی سرکار عالی سے آنکھوں کی بینائی کے لیے کیوں نہیں کہا۔ حافظ صاحب نے مجھے یہ جواب دیا کہ حضور عالی محبوب ذات نے مجھے خود کئی مرتبہ فرمایا ہے کہ حافظ صاحب آپ کی آنکھوں کے لیے دعا کروں آپ بینا ہو جائیں۔ تو میں نے ہمیشہ یہی عرض کیا کہ مجھے تو آپ نے باطن کی آنکھیں دی ہوئی ہیں۔ ظاہر کی آنکھوں کی آپ کے عشق میں مجھے ضرورت نہیں۔

کرامت:

خلیفہ سیّد فضل حسین شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۹۴۳ء میں بیعت کی۔

یہاں دربار میں بشیر احمد کشمیری دکانداری کیا کرتا تھا۔اس کے بڑے لڑکے عبدالکریم کو ایک رات اچانک میری غلط فہمی کی بنا پر ایک مہلک چوٹ لگ گئی۔جس سے اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی یہ حالت دیکھ کر حضور قبلہ شہزادہ اوّل صاحب دوڑے دوڑے اندر گئے اور آنحضور سرکار پاک محبوب ذات کی خدمت میں یہ واقعہ بھی عرض کیا اور میری معافی کی التجا کرتے ہوئے عبدالکریم کی زندگی کے لیے التجا کی۔تو آنحضور باہر تشریف لائے اور اس کی زندگی اور بچ جانے کی دعا فرمائی۔ جو کامیاب ہوئی اور اسے دوبارہ زندگی نصیب ہوئی۔ حالانکہ نبض بند ہو چکی تھی۔

کرامت:

خلیفہ سیّد عبادت علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور سرکارِ عالی کی ۱۹۴۴ء میں بیعت کی۔ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ جہلم شہر کا ایک شخص ادھ رنگ موذی مرض کا مریض جسے ڈاکٹروں، حکیموں نے لا علاج کر دیا تھا۔اس کے رشتہ دار اسے دربار شریف حضور سرکار عالی کے پاس لائے۔آپ نے بارگاہِ رب العزت میں اس کے حق میں دعا فرمائی آنِ واحد میں اس کی سوکھی ٹانگوں میں جان پڑ گئی اور وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔

کرامت:

مہر دین موضع پوٹھا تحصیل مری ضلع راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکار عالی حضرت محبوب ذات ۱۹۳۴ء میں الہ آباد میں وزیر علی فرم کے جنرل منیجر تھے۔ میں حضور کے پاس ملازم تھا۔یہیں مجھے حضور محبوبِ ذات کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

میرا چشم دید واقعہ ہے کہ ایک عورت گونگی بہری حضور کے پاس آئی۔حضور پاک نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی درگاہ میں اس عورت کے حق میں دعا فرمائی آن واحد میں وہ عورت ہماری طرح سننے اور بولنے کے قابل ہو گئی۔

حادثات:

راقم الحروف کے برادر اکبر حضرت سیّد محمد اقبال احمد حسین شاہ صاحب کو سرکارِ عالی نے بے شمار حادثوں میں بچایا ابھی سرکار عالی ظاہر ہی میں تھے کہ بھائی صاحب کی گاڑی درخت سے ٹکرا کر تباہ ہوگئی۔ لیکن آپ کو سرکارِ عالی نے بچا لیا۔ اس طرح آپ کے کئی خطرناک ایکسیڈنٹ ہوئے لیکن سرکار عالی نے ہر دفعہ اپنی کرامت سے بچا لیا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ آپ کی جیپ کو ٹرین ایک میل تک گھسیٹتے لے گئی لیکن آپ کو چوٹ تک نہ آئی۔

خراش تک نہ آئی:

راقم الحروف کا بیٹا سیّد مسعود السیّد المعروف صاحبزادہ بیان کرتا ہے کہ میں آٹھویں جماعت کا امتحان دینے کے لیے سیالکوٹ جایا کرتا تھا۔ ایک دن پیپر دے کر جب میں ریلوے روڈ کو عبور کر رہا تھا کہ ایک تیز رفتار کار مجھ سے ٹکرائی۔ میری زبان سے بے ساختہ الفاظ نکلے ''بابا جی بچانا'' ایسے لگا کسی نے ہاتھوں سے اٹھا کر سائیڈ پر کر دیا اور مجھے خراش تک نہ آئی یہ میرے دادا جان کی کرامت ہے۔

بچے زندہ ہیں:

خلیفہ محمد اتفاق صاحب مری بیان کرتے ہیں کہ میں حضور پاک سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات کے ہاتھ پر ۱۹۵۱ء میں بیعت ہوا ایک دفعہ میں حاضری کے لیے دربار عالیہ میں آیا ہوا تھا۔ جب ظہر کی نماز کے بعد وقت دعا ہوا تو میں بھی دعا کرانے سرکارِ عالی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ وہاں دو بیبیاں بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ پہلی بی بی نے کہا سرکار دس ماہ سے ڈاکٹری علاج کروا رہی ہوں لیکن اب میرے پیٹ میں بچہ کرنگ بن چکا ہے۔ دعا فرمائیں۔ دوسری بی بی کہنے لگی حضور میرے پیٹ میں چار ماہ کا بچہ ضائع ہو چکا ہے۔ دعا فرمائیں۔

سرکارِ عالی حضرت محبوب ذات نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارا یقین کامل ہے تو دونوں بچے زندہ ہو جاتے ہیں۔ پھر سرکار عالی نے بہت زور سے دعا فرمائی کہ زمیں تک ہل گئی۔ دونوں بیبیوں کو اندر بھیج دیا تا کہ تسلی کر لیں۔

تھوڑی دیر بعد دونوں حاضر ہوئیں اور کہا کہ حضور بچے زندہ ہو چکے ہیں اس پر آپ نے انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی۔

کرامت:

کرم داد صاحب مری کے بیان کرتے ہیں کہ میں ۸ مارچ ۱۹۵۱ء حضور سرکار عالی کا بیعت ہوا رحیم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ سرکارِ عالی ۱۹۳۳ء میں الہ آباد چھاؤنی میں وزیر علی اینڈ سنز کی کافی شاپ کے جنرل مینجر تھے ہم کافی شاپ میں چائے کا کام کرتے تھے وہاں عید کے روز ہم تفریح کی غرض سے کشتی میں بیٹھ گئے۔ جب دریا کے درمیان پہنچے تو کشتی ملاح کے قابو سے باہر ہوگئی۔ ملاح نے کہا کہ اگر کوئی اس کشتی میں کسی بزرگ کے ماننے والا ہے تو وہ اپنے مرشد کو یاد کرے تا کہ کشتی ڈوبنے سے بچ جائے میں نے حضور سرکارِ عالیٰ کو یاد کیا تو میں نے دیکھا کہ حضور بنفسِ نفیس تشریف لائے اور ہماری کشتی کو ڈوبنے سے بچا دیا۔

کرامت:

رحیم صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ۱۹۳۳ء میں حضور سرکارِ عالیٰ کا الہ آباد چھاؤنی میں بیعت ہوا۔ حضور پاک وزیر علی اینڈ سنز کی کافی شاپ کے جنرل مینجر تھے اور میں وہاں چائے کا کام کرتا تھا۔ اور حضور کی خدمت میں رہتا تھا۔ اگر چائے کی تیاری میں دیر ہو جاتی تو حضور پاک کی پیالی سے خود بخود ٹک ٹک کی آواز آنی شروع ہو جاتی ہیں سمجھ جاتا کہ حضور پاک کو اب چائے کی طلب ہے۔

کرامت:

حافظ محمد سعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۱۹۵۰ء میں سرکار عالی کے ہاتھ پر بیعت کی، غلام رسول سرگودھا کے میرے پاس آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک بزرگ رات کے وقت بنفسِ نفیس میرے پاس آئے اور ارشاد فرمایا کہ میں سیالکوٹ کے قریب موضع منڈیر سیّداں میں رہتا ہوں۔ حافظ سعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے غلام رسول سے ان بزرگ کا حلیہ دریافت کیا۔ جو میرے سرکار عالی کا حلیہ تھا۔ میں اس کو لے

کر حضور سرکار عالی کی خدمت میں پہنچا۔ حضور پاک کو دیکھ کر غلام رسول کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے یہی ہستی تھی جن کو میں نے اپنے گھر میں دیکھا۔ حافظ صاحب میں ان کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ سرکارِ عالی کی یہ کرامت دیکھ کر غلام رسول سرگودھا کے بیعت ہو گئے۔

کرامت:

سیّد الف شاہ صاحب لالہ موسیٰ کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور سرکار عالی کے دستِ مبارک پر ۱۹۴۵ء میں بیعت کی۔ جب میں گھر گیا تو سرکارِ عالی میرے ساتھ تھے ریلوے کی ملازمت کی وجہ سے خدمت عالیہ میں حاضر ہونے میں قاصر رہتا تھا۔ ایک یوم حضور سرکار عالی بنفسِ نفیس میرے پاس تشریف لائے ارشاد فرمایا آپ کے سامنے کا کمرہ آج گر جائے گا۔ اس کمرہ سے سامان نکال لیں۔ میں نے کمرہ کا سامان نکالنا شروع کیا۔ تمام گھر والے میرا مذاق اڑا رہے تھے۔ لیکن میں اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ جب میں نے کمرہ سے سارا سامان نکال لیا تو کمرہ کی چھت گر کر زمین بوس ہو گئی پہلے جو مجھ پر ہنس رہے تھے۔ اب میں ان پر ہنس رہا تھا۔

کرامت:

خلیفہ اسمعیل صاحب فیصل آباد کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور کے دستِ اقدس پر ۱۹۴۹ء میں بیعت کی حضور کے پردہ کرنے کے بعد شیخ منظور احمد نے اعتراض کیا کہ حضور سرکار عالی تو وصال فرما گئے ہیں۔ اب وہ انگلینڈ جانے کے ویزا کی اجازت کس سے لیں گے؟ دوسرے یوم حضور سرکارِ عالی بنفسِ نفیس میرے پاس تشریف لائے اور علیک سلیک کی۔

کرامتیں:

کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ حضور سرکار عالی سرکار محبوب ذات، مصدر تجلیات سے متعدد کرامتیں ظہور پذیر نہ ہوتی ہوں۔ یہ چند کرامتیں ہیں جن کا تعلق میری اپنی ذات سے ہے۔

۱۔ بندہ نے ماہ نومبر ۱۹۳۶ء کو انبالہ چھاؤنی میں حضور عالی سرکار منبع رشد و ہدایت سے سلسلہ

عالیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہونے کی سعادت حاصل کی۔ بیعت لینے کے ہی بعد اسی دن حضور محسنِ اعظم اور ہادی اکبر نے بھری مجلس میں بندہ کی طرف ایک عجیب انداز میں دیکھا۔ بندہ پر فی الفور رقت طاری ہوگئی۔ آنسوؤں کا طوفان اُمڈ آیا۔ رقت کسی وقت کم۔ کسی وقت بند اور کسی وقت زیادہ ہوجاتی۔ کم وبیش دو دن یہی حالت رہی۔ ان دنوں سیّد حیدر شاہ صاحب کا بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا۔ وہ منظر اس وقت بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ کہ ہم دونوں ایک دروازے کو پکڑے کھڑے ہیں اور دونوں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔

۲۔ ایک دفعہ یوں ہوا۔ کہ میں دربار شریف منڈیر سیّداں سے اپنے گھر جالندھر کو رخصت ہونے پر مصر تھا لیکن حضور عالی سرکار کو یہ بات پسند نہ تھی۔ اپنے ساتھ مجھے دربار شریف سے باہر لے آئے۔ دورانِ گفتگو میرے چہرے پر ایک نظر ڈالی۔ میں نے اپنے پیٹ میں کچھ گرانی محسوس کی۔ اور آن واحد میں پیچش کی مرض میں مبتلا ہوگیا۔ اور دربار شریف میں کئی دن اس مرض کا شکار رہا۔

۳۔ ایک دفعہ دربار شریف منڈیر سیّدان میں قیام کے دوران بندہ کے گلے پڑ گئے یہ گلے کی ایک بڑی تکلیف وہ مرض ہے۔ جب روٹی نہ کھائی جاتی تھی تو چاول کھانا شروع کیے اس کے بعد دودھ پینا بھی مشکل ہوگیا۔ شہزادہ اوّل صاحب میرے لیے دودھ کا ایک گلاس لائے۔ میں یہ دودھ نہ پی سکا۔ حضور فخرِ نِ فیوض و برکات اس وقت اندرونِ خانہ تشریف فرما تھے میں نے شہزادہ اوّل صاحب سے درخواست کی۔ کہ وہ میری اس مرض سے شفا یابی کے لیے حضور عالی سرکار سے دعا کرائیں۔ چنانچہ شہزادہ اوّل صاحب اسی وقت اندر گھر تشریف لے گئے۔ چند منٹ بعد میرے قلب نے آواز سنی کہ تکلیف کی جگہ ہاتھ پھیرو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ گلے فی الفور غائب ہوگئے۔

۴۔ یہ ان دنوں کی بات ہے۔ جب بندہ بسلسلہ ملازمت شہر سیالکوٹ میں رہائش پذیر تھا۔ کہ میری دائیں ٹانگ میں تکلیف شروع ہوگئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ چلنا پھرنا از حد مشکل ہوگیا۔ ڈاکٹری علاج سے بھی کوئی فرق نہ پڑا۔ بڑا پریشان تھا۔ تقریباً آدھی

رات کے وقت حضور سرکار عالی مہربان بنفسِ نفیس میرے کمرے میں تشریف لائے۔ خیر وعافیت دریافت کے بعد فرمایا۔ کہ ہمارے علم میں تو آپ کی ٹانگ میں کوئی تکلیف نہیں۔ اور فرمایا اٹھ کر کمرے میں دو چکر لگاؤ۔ ابھی میرا دوسرا چکر ختم نہ ہوا تھا کہ حضور سرکارِ عالی کمرے میں نہ تھے اور نہ ہی میری ٹانگ میں کوئی تکلیف تھی۔

(خلیفہ چودھری خوشی محمد جالندھری)

کرامت:

اکتوبر ۱۹۵۰ء میں راقم کتاب ہذا اور میرے چھوٹے بھائی سیّد امجد علی شاہ صاحب دونوں نے حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ ابا جی ہم نے طارق بن زیاد کا ڈرامہ ریڈیو پر سننا ہے اور ریڈیو کی بیٹری ختم ہوگئی ہے۔ حضور نے فرمایا بیٹا ریڈیو لگاؤ جب ریڈیو لگایا تو ریڈیو کی آواز بڑی دھیمی تھی حضور پاک نے اپنے دستِ مبارک سے ریڈیو کی بیٹری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے بیٹری تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے چارج ہو جا حضور کے ان الفاظ کے بعد ریڈیو کی آواز اونچی ہوگئی یوں معلوم ہوتا تھا کہ بیٹری چارج ہوگئی ہے اس قبل تو ہم ہفتہ عشرہ کے بعد ریڈیو کی بیٹری سیالکوٹ سے چارج کرایا کرتے تھے اس دفعہ بیٹری سرکارِ عالی کی کرامت سے پورے سترہ روز کام کرتی رہی۔

کرامت:

راقم الحروف کے حقیقی بھتیجا سیّد نیر اقبال نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر ذوالفقار صاحب کی پھوپھی بیان کرتی ہیں کہ میں حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھی کہ ایک لڑکے کو پشاور سے اس کے ماں باپ لے کر دعا کرانے کے لیے حضور کے پاس لائے حضور سرکار عالی سے لڑکے کے ماں باپ نے کہا کہ حضور لڑکے کے جسم سے اس کی کھلڑی اس طرح اترتی ہے۔ جیسے مچھلی سے چانے اترتے ہیں۔ حضور پاک نے ایک پانی کا گلاس منگوایا اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور اس کے والدین سے ارشاد فرمایا کہ اس مریض لڑکے کے جسم پر پانی کے چھینٹے مارو والدین نے ایسا ہی کیا ابھی آدھا پانی اس کے

جسم پر پڑا تھا کہ اس کا جسم بالکل تندرست ہو گیا گلاس کے باقی پانی کو حضور نے مریض کے پینے کے لیے دے دیا مریض نے پانی پی لیا اور پھر کبھی اس لڑکے کو ایسی شکایت نہ ہوئی۔

کرامت:

راقم الحروف کے حقیقی بھتیجا سیّد نیر اقبال نے بتایا کہ ڈاکٹر ذوالفقار صاحب کی پھوپھی صاحبہ نے مجھے دادئے مکرم و معظم کی کرامت بتائی کہ میں نابینا ہو گئی تھی حضور کے پاس دعا کے لیے آئی تو حضور کی دعا سے میں بینا ہو گئی۔ لیکن بعد میں میرے اعتقاد میں فرق آ گیا اور میں پھر نابینا ہو گئی۔ میں پھر حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی حضور نے دعا فرمائی اور میری آنکھوں میں بینائی لوٹ آئی۔

کرامت:

میرے برادر اکبر بڑے صاحب کی زبانی

انبالہ میں ایک شخص کو حضور کے پاس لایا گیا جس کی انتڑیاں پیٹ سے باہر نکلی ہوئی تھیں اور وہ چلنے پھرنے سے معذور تھا اس لیے اس کے رشتہ دار سے ایک ریہڑی پر بیٹھا کر لائے تھے۔ حضور سرکار عالی نے جب اس کی چیخ و پکار سنی تو اندر سے باہر بیٹھک میں تشریف لے آئے اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ رب تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ چیخنے چلانے والے مریض اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر دے اس نے حکم کی تعمیل کی اس کے پیٹ کی انتڑیاں پیٹ کے اندر چلی گئیں۔ اور کوئی زخم بھی اس کے پیٹ پر نہ رہا۔

کرامت:

میرے برادر اکبر بڑے صاحب کی زبانی

سنہ ۱۹۳۹ء میں حضور پاک انبالہ سے اپنے وطن مولوف آ رہے تھے تو انبالہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ایک نابینا آ گیا اور اپنی نظر کے لیے حضور سے عرض کی آپ نے رب العزت کے

حضور دعا کی اور نابینا کو ارشاد فرمایا کیا تمہاری بنیائی واپس آ گئی ہے۔ نابینا نے عرض کی حضور ایک آنکھ سے صاف دیکھائی دے رہا ہے لیکن دوسری آنکھ سے بالکل نظر نہیں آ رہا۔ یعنی دوسری آنکھ بالکل ویسے ہی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر دوسری آنکھ لینی ہے تو میرے وطن سیالکوٹ میں آ جانا۔

کرامت:

شیخ محمد شفیع صاح (ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور پاک قدس سرہ کی ۱۹۵۹ء میں بیعت کی۔ ایک یوم کا واقعہ ہے کہ میں حضور پاک کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ ایک عورت آئی جس کا رنگ سیاہ تھا اس نے حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کی کہ میرا لڑکا عرصہ چار سال سے گم ہے اس وقت میرے لڑکے کی عمر صرف نو سال کی تھی آپ مہربانی فرما دیں کہ میرا لڑکا مل جائے۔ حضور پاک نے ارشاد فرمایا اے لاہور کی ولایت پر معمور لوگو بتاؤ مائی کا لڑکا تمہارے علاقہ میں ہے پھر ارشاد فرمایا اے کراچی کی ولایت پر معمور لوگو بتاؤ مائی کا لڑکا تمہارے علاقہ میں ہے پیش کرو اور اس لڑکے کو اس کے گھر واپس پہنچا دو۔ جب لڑکا حضور کے سامنے باطن میں کراچی کی ولایت پر معمور لوگوں نے پیش کیا تو آپ نے مائی کو فرمایا مائی صاحبہ تمہارا رنگ سیاہ ہے اور آپ کے لڑکے کا رنگ سفید ہے مائی نے عرض کی کہ لڑکے کے والد کا رنگ سفید ہے حضور نے ارشاد فرمایا تیرا لڑکا اتوار کو گھر آ جائے گا۔ حضور کے ارشاد کے مطابق لڑکا اتوار کو مائی کے پاس پہنچ گیا۔

کرامت:

لاہور کے مرزا امجد بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور پاک کی بیعت ۱۹۵۲ء میں کی حضور کی زیارت کے لیے میں اور مرزا انور بیگ لاہور سے چلے موسم سرما تھا۔ رات کے وقت سمبڑیال پہنچے تو ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ بجلی انتہائی زوروں پر چمک رہی تھی مرزا انور بیگ مجھے نہر کی پٹڑی پر سے دربار شریف لا رہا تھا میں پہلے اس راستہ سے دربار شریف نہیں آیا تھا اس لیے میں خوفناک موسم کی وجہ سے پریشان تھا۔ ہم دونوں اللہ اللہ کر

کے دربار شریف پہنچے تو حضور سرکارِ عالی ہماری انتظار میں دربار شریف کی ڈیوڑھی میں کھڑے تھے ان کے ساتھ شہزادہ اوّل صاحب بھی موجود تھے۔ ہم دونوں نے سلام عرض کیا۔ حضور پاک نے ارشاد فرمایا کہ میں آپ بچوں کی انتظار میں کھڑا تھا۔ کیونکہ رات کا وقت اور بادل اور بجلی زوروں پر ہے جونہی ہم سلام عرض کر کے اندر داخل ہوئے تو بارش انتہائی زور شور سے شروع ہوگئی۔

کرامت

عبدالرحیم صاحب لنڈی کوتل کے بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکار عالی ۱۹۳۱ء میں لنڈی کوتل میں وزیر علی فرم کے جنرل منیجر تھے میں حضور کا اس وقت کا مرید ہوں۔ ہمارے پٹھانوں میں ملا صاحب کا بہت رتبہ ہوتا ہے۔ ہمارے گاؤں کو ملا صاحب یہ وصیت کر کے مرے کہ میرا جنازہ لنڈی کوتل کے مینجر صاحب کرائیں۔ لوگ حضور کی خدمت میں پہنچے حضور پاک مجھے اور سیّد منافع الدین کو لے کر پیروخیل ہمارے گاؤں ویگن میں بیٹھ کر پہنچ گئے چونکہ حضور دفتر سے اٹھ کر آئے تھے اس لیے انگریزی سوٹ میں ملبوس تھے، لیکن جب حضور ویگن سے ہمارے گاؤں جا کر اترے تو شلوار قمیض اور پگڑی پہنے ہوئے تھے لباس کا بدل جانا کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور پاک نے ملا صاحب کا جنازہ پڑھایا اور واپس اپنے دفتر میں تشریف لے آئے۔

کرامت:

میر حسرت علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکار عالی ۱۹۲۷ء میں اجمیر شریف سے دہلی آ رہے تھے ریلوے اسٹیشن اجمیر شریف پر حضور ٹہل رہے تھے کہ حضور کی طبیعت جوش میں آ گئی۔ حضور عالی نے اپنی زبان اطہر سے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو لڑکا چاہیئے تو وہ دہلی کا ٹکٹ لے کر میرے ہاتھ پر رکھے اس کے گھر اسی وقت لڑکا پیدا ہوگا۔ ایک سیٹھ تھا جس کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ اس نے دہلی کا ٹکٹ لے کر حضور سرکار عالی کی خدمت اقدس میں پیش کیا ابھی وہ حضور پاک کے پاس ہی کھڑا تھا کہ ایک ملازم اس کے گھر سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ سیٹھ صاحب مبارک ہو اللہ تعاظم وتعالیٰ نے آپ کے گھر لڑکا عطا کیا ہے۔

کرامت:

خلیفہ سوئم میر حسرت علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دوست خلیفہ اوّل چوہدری علیم الدین صاحب الہ آبادی (مرحوم) نے مجھے بتایا کہ سرکارِ عالی ملازمت کے سلسلہ میں الہ آباد ۱۹۳۳ء میں سکونت رکھتے تھے اور میں ہر روز حضور کے دفتر میں ملاقات کے لیے جایا کرتا تھا۔ ایک یوم میں نے سرکار عالی کو دیکھا کہ آپ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے بازو مبارک کو زمین پر جھٹک رہے تھے اور آپ کے بازو مبارک سے پانی کے قطرے فرش پر گر رہے ہیں میں نے عرض کی کہ حضور سردی کے ایام میں یہ قطرے پسینے کے تو نہیں ہو سکتے ماجرہ کیا ہے؟ حضور عالی نے ارشاد فرمایا چوہدری صاحب ایک جہاز سمندر میں غرق ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے کندھے سے اسے دھکیلا ہے جس سے جہاز بھنور سے باہر نکل گیا ہے۔ یہ پانی کے قطرے اسی سمندر کے ہیں خلیفہ اوّل صاحب نے خلیفہ سوئم صاحب سے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے اس واقعہ کے چند ایام بعد اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے جہاز کے غرق ہونے پر حضور عالی کو یاد کیا تھا اور اس کی حضور نے مدد فرمائی تھی کیونکہ وہ شخص حضور عالیہ کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا۔

کرامت لوہے کا سونا بن گیا

۱۹۲۱ء میں حضور سرکارِ عالی راولپنڈی سے ایک یوم حسن ابدال تشریف لے گئے یہاں پر سکھوں کا گردوارہ ہے جس کے باہر کافی سکھ جمع تھے آپ یہاں سے گزر رہے تھے کہ ایک سکھ نے آپ سے یہ سوال کیا کہ مہاراج آپ جو قرآن شریف پڑھتے ہیں اس کا فائدہ کیا پہنچا ہے آپ کو، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تحمل سے جواب دیا اس کتاب نے میرا دین اور دنیا دونوں سنوار دی ہیں سکھ نے کہا کیا اس کتاب میں ہر چیز موجود ہے آپ نے فرمایا ہاں سکھ نے پوچھا اس میں سونا بنانے کا طریقہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں ہے سکھ نے کہا پھر بنا کر بتائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کوئی لوہے کا ٹکڑا لاؤ سکھ نے پاس ہی پڑا ہوا ایک لوہے کا ٹکڑا حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا اسے اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھو آپ نے نگاہِ کیمیا

لوہے کے ٹکڑے کی طرف کی جو سونے کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ تمام سکھ حیران رہ گئے اور قدموں میں گر گئے ایک سکھ زیادہ لالچی تھا اس نے کہا کہ جو عمل آپ نے کیا ہے وہ مجھے بھی بتا دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ بتانے میں تو کوئی حرج نہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ احمد حسین کی زبان کہاں سے لاؤ گے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو دینِ اسلام کے سچا ہونے اور اچھا مسلمان بننے کی ایک معمولی مثال دی ہے جو سچا مسلمان ہو اس کے پاؤں کے ذرات بھی سونے سے زیادہ قیمتی ہیں۔ یاد رکھو سونا ایک دھات ہے اور اخلاق سونے سے کہیں زیادہ قیمتی اور دوام بخش صفت ہے اور یہ صفت صرف اسلام ہی عنایت کرتا ہے اس حقیقت بھرے پیغام نے سکھوں کی دل کی آنکھوں نور حقیقت سے منور کر دیں اور قدم پکڑ کر عرض کرنے لگے کہ ہمیں مسلمان بنا دیجئے آپ نے ان سب کو وضو کرایا اور کلمہ طیبہ سے مالا مال فرما دیا۔ وہ سکھ پکار اٹھے کہ شاہ جی ہمارے بچوں کو بھی اور ہماری بیویوں کو بھی مسلمان بنا دیں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایک کے گھر جا کر عورتوں اور بچوں کو حلقہ اسلام میں داخل فرمایا جو تعداد میں پچاس سے زائد تھے۔

کرامت کرنگ میں جان ڈالی

سیّد محمد حسین شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۵۱ء میں بھی دربارِ عالیہ میں رہا تھا۔ میں نے اپنے چشم دید دیکھا کہ فہمیدہ نامی ایک عورت حیدر آباد سے اپنے پیٹ میں سات سال کا کرنگ لے کر آئی حضور عالی سرکار نے اس عورت کے حق میں رب العزت کی درگاہ میں دعا مانگی جس کی منظوری رب تعالیٰ نے آنِ واحد میں فرما دی اور عورت کے پیٹ میں جو کرنگ تھا اس میں جان پڑ گئی حضور پاک نے ارشاد فرمایا کہ بی بی صاحبہ اللہ تعاظم وتعالیٰ آپ کو نہایت ایک خوبصورت لڑکا عطا فرما دے گا۔ لڑکے کا نام عبدالطیف رکھنا۔ شاہ صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ دو سال کے بعد یہ عورت ایک خوبصورت بچہ لے کر آئی اس عورت نے کچھ نذرانہ حضور سرکار عالی کو پیش کرنا چاہا تو حضور پاک نے نذرانہ لوٹاتے ہوئے فرمایا فقیر دعا کا معاوضہ نہیں لیتا۔ بی بی یہ روپے غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دینا فقیر بادشاہ ہوتا ہے۔

کرامت:

خلیفہ میر سیّد حسرت علی شاہ صاحب الہ آبادی بیان کرتے ہیں ۱۹۳۳ء میں حضور سرکار عالی ملازمت کے سلسلہ میں الہ آباد میں سکونت رکھتے تھے۔ عبدالمجید صاحب حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے حضور میں تین مرتبہ وکالت کے امتحان میں فیل ہو چکا ہوں اور اس سال بھی میرا یہی حال ہے کہ میں فیل ہو جاؤں گا اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا ولی سمجھ کر آیا ہوں اگر آپ فرمادیں کہ میں پاس ہو جاؤں تو مجھے یقین ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ حضور پاک نے ارشاد فرمایا میرا اللہ اس سال اعلیٰ پوزیشن میں آپ کو پاس کرے گا۔ حضور عالی کا ارشاد پاک برحق ہوا اور میں اعلےٰ پوزیشن میں پاس ہو گیا۔

قیامِ پاکستان کی پیشین گوئی!

حضور سرکارِ عالی محبوبِ ذات جلوہ افروز تھے مریدین آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر نے ہندوستان کے مسلم اکثریت کے علاقہ میں لکیر لگتے دیکھ لی ہے پاکستان ضرور بن کے رہے گا۔ ہندو اور انگریز کی کوئی چال نہ چلے گی حضور پاک کے اس ارشاد پاک کے چند ایام بعد انگریز جو سارے اختیارات کانگریس کو منتقل کرنا چاہتا تھا۔ پاکستان بنانے کا حامی ہو گیا۔ اس سے قبل انگریز مسلم لیگ کو مسلمانانِ ہند کی واحد جماعت تسلیم نہ کرتا تھا۔

حضور پاک کا ارشاد کہ پاکستان بن کے رہے گا وہ پورا ہوا اور پاکستان بن گیا۔

حضور سرکارِ عالی نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے مریدین کا جانی اور مالی نقصان قطعاً نہ ہو گا چنانچہ آپ کے مریدین بخیریت پاکستان پہنچ گئے۔

حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جو اللہ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اس کے ماتحت کر دیتا ہے۔

کرامت:

محمد ابراہیم لاہور کے حضور سرکار عالیؒ کی کرامت یوں بیان کرتے ہیں کہ میں حضور پاک کا ۱۹۵۵ء میں بیعت ہوا میرے گھر اولاد نہیں تھی حضور پاک نے ارشاد فرمایا ابراہیم صاحب

آپ تو اپنی زبان سے یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ کے گھر اولاد ہو۔ لیکن میں اپنی زبان سے کہتا ہوں کہ آپ کے گھر اللہ تعاظم وتعالیٰ ایک لڑکا عطا کرے گا۔ حضور پاک کا ارشاد برحق ہوا۔ مجھے حضور سرکار عالی نے محمد بشیر اللہ تعاظم وتعالیٰ سے لے کر عطا فرمایا۔

کرامت:

جعفر صاحب گوجرانوالہ کے بیان کرتے ہیں کہ میں حضور پاک کا ۱۹۵۵ء میں بیعت ہوا۔ میں بیوی بچوں سمیت دربار شریف میں رہتا تھا۔ ایک یوم میرا بچہ سخت بیمار ہو گیا۔ میں نے حضور پاک سے عرض کی ایک آنِ واحد میں میرا بچہ تندرست ہو گیا اور کھیلنا شروع کر دیا۔

کرامت:

احمد دین جلال پور جٹاں کے بیان کرتے ہیں کہ میرا لڑکا نثار حسین دماغی عارضہ میں مبتلا تھا۔ معالجوں نے لاعلاج قرار دیا تھا۔ وہ اپنے کپڑے پھاڑ دیتا تھا۔ اس کو کسی بات کا ہوش نہ تھا۔ میں اسے لے کر دربارِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ یہاں دوم سرکار روضہ کے باہر کھڑے تھے انہوں نے ارشاد پاک فرمایا احمد دین سرکار عالی موجود ہیں ان کے روضہ پر تلاوت کرو بچہ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے ارشاد پاک کی تعمیل کی میرا بچہ صحیح الدماغ ہو گیا۔

کرامت:

محمد دین صاحب روڑس کے بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک ۱۹۳۶ء میں انبالہ میں تشریف فرما تھے۔ میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ میں خود سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں میں سیالکوٹ کے کسی پیر کو نہیں مانتا۔ ان الفاظ سے میری گرفت ہو گئی۔ میری حالت انتہائی خراب ہو گئی۔ میں اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا۔ مجھے نیک و بد کی تمیز نہ رہی لیکن سرکار عالی نے انتہائی شفقت اور مہربانی سے میری خطا معاف فرما دیا۔ میری حالت سنبھل گئی اور میں حضور کا بیعت ہو گیا۔

کرامت:

ملک بشیر الرحمان صاحب لاہور کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۱۹۴۴ء میں حضور سرکارِ عالی کی بیعت کی۔ اس سے قبل میں نے فلسفہ میں ایم اے پاس کیا۔ فلسفہ میں ایک شاخ ایسی

ہوتی ہے۔ جو مذہب سے بے گانہ کر دیتی ہے۔ مجھ پر بھی اس کا ایسا ہی اثر ہوا۔ اور میرے خیالات بھی نہایت گمراہ کن ہو گئے تھے۔ میں نے کسی جگہ پڑھا تھا کہا گر کوئی شخص حضرت سلطان باہو سلطان العارفین کے مزار اقدس پر حاضری دے تو اس کی روحانی راہ نمائی ہوتی ہے۔ میں بھی وہاں گیا۔ واپسی پر اتفاقاً میری ملاقات مولوی سلطان احمد صاحب سے ہوئی۔ جنہوں نے مجھے سرکار پاک کی نظر کرم سے میری کایا پلٹ گئی۔ فاسد خیالات سے رہائی ملی۔ روحانی سکون نصیب ہوا۔ عظیم ذہنی انقلاب آ گیا اور ذہنی انقلاب کا آ جانا اور ذہن کو صحیح راستے پر موڑنا بھی ایک کرامت ہے۔

کرامت مرشد مرید کا روپ:

ایک یوم ایک فوجی جمعدار میرٹھ سے انبالہ آ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوا بیعت کے بعد اس نے اجازت چاہی مگر نہ ملی۔ اسی اجازت کے نہ ملنے کا سلسلہ تقریباً ۳ ماہ تک جاری رہا اور مرید پیچھے اطلاع دیے بغیر مقیم رہا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت بخش دی چنانچہ جب یہ جمعدار ڈرتے ڈرتے چھاؤنی میں آتا تو اس کو کوٹ مارشل کا زبردست خوف مارے ڈال رہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ ہر شخص اس کی غیر حاضری کے متعلق شدید قسم کے سوال کرے گا۔ لیکن جب جمعدار چھاؤنی میں داخل ہوا اور لوگوں سے ملا تو ہر شخص معمول کے مطابق اس سے ملا اور کسی نے بھی کوئی بات غیر حاضری کے متعلق نہ پوچھی۔ بلکہ ایک ساتھی نے آ کر جمعدار سے کہا ''بھائی نور حسین کل جنرل صاحب نے آپ کی پریڈ سے خوش ہو کر آپ کو صوبیدار بنا دیا ہے۔

''مبارک ہو'' اب یہ جمعدار نور حسین صاحب چپ سادھے ایک عجیب مسکراہٹ سے ان کی باتیں سنتا رہا۔ اس کو یقین ہو گیا کہ تین ماہ تک حضرت شاہ صاحب نور حسین کی جگہ فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ حالانکہ آپ انبالہ میں ہی ہوتے تھے۔ اس واقعہ سے صوبیدار نور حسین کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اب یہ صوبیدار چھٹی لے کر دوبارہ انبالہ شریف آیا تو وہ صاحب جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر سوال کیا کرتے تھے وہاں موجود تھے جب یہ صوبیدار نے اپنا واقعہ دہرایا تو وہ شخص قدموں پر گر گیا اور عرض کرنے لگا حضرت آج یقین آ

گیا ہے کہ مرشد مرید سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا۔

کرامت سیلاب پر قدرت:

۱۷ ستمبر ۱۹۵۰ء کو دربار شریف میں تھے کہ خطرناک سیلاب آ گیا۔ نو نو فٹ پانی کی لہر یلغار کر رہی تھی اور پانی آہستہ آہستہ دربار شریف کی طرف بڑھ رہا تھا۔ حکومت لوگوں کو محفوظ مقامات پر پہنچا رہی تھی۔ دربار عالیہ میں فوجی جوان آئے اور کشتیوں کے ذریعہ لوگوں کو لے جانے کے لیے کہا گاؤں کی نظری سرکارِ عالی پر لگی ہوئی تھیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا اللہ پر بھروسہ کرو۔ چنانچہ حضور اپنا اعصا لے کر پانی کی طرف بڑھے پانی نے حضور کے قدم مبارک چومے آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اپنے عصا مبارک کو پانی میں گاڑ دیا۔ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ پانی تقریباً پندرہ فٹ پیچھے ہٹ کر اپنا رخ بدل گیا۔

کرامت:

سیّد ذوالفقار صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکار عالیؒ ۱۹۳۹ء میں انبالہ سے اپنے وطن مالوف منڈیر سیّداں تشریف لائے اور پھر کبھی یہاں سے نہیں گئے۔ ہم سب دوست لاہور سے حضور کی خدمتِ عالیہ میں ہر ماہ حاضر ہوتے ۱۹۶۰ء میں ہم اپنے معمول کے مطابق حضور عالیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور پاک نے ارشاد فرمایا کہ کل رات دس بجے میں بابا رشید صاحب کے مکان میں آؤں گا میرے لیے کھانا تیار کرنا ہم سب دوست سرکارِ عالیؒ سے اجازت لے کر لاہور پہنچے اور کھانا بابا رشید صاحب کے گھر تیار ہوا اور دستر خوان پر چن دیا گیا۔ جب رات کے ٹھیک دس بجے تو حضور سرکارِ عالی بنفس نفیس تشریف لائے اور کھانا تناول فرمایا۔ اور غائب ہو گئے۔

کرامت:

نیاز احمد قریشی کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ میرے والد غلام محمد صاحب کو کینسر کا پھوڑا تھا۔ کئی ڈاکٹروں حکیموں سے علاج کرایا۔ مگر آرام نہ آیا۔ حضور سرکار عالی ملازمت کے سلسلہ میں ۱۹۲۸ء میں موچی دروازہ لاہور میں سکونت رکھتے تھے، ایک رات حضور سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ اکبری

منڈی میں ایک مجمع سے خطاب فرما رہے تھے کہ میرے بڑے بھائی محمد حسین نے اس مجلس میں شرکت کی اور وعظ کے بعد آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ میرے والد کو کینسر کا پھوڑا ہے۔ آپ ان کے حق میں دعا فرمائیں۔ حضور پاک نے رب تعالیٰ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، میں جب گھر پہنچا تو میرے والد صاحب کے کینسر کا پھوڑا پھٹ چکا تھا۔ اور صبح تک میرے والد صاحب روبہ صحت ہو گئے۔ یہ سرکار عالی کی کرامت تھی۔

کرامت:

حضور سرکار عالی مرتبت رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید سیّد ناصر علی شاہ صاحب شمس رقم کاظمی بیان کرتے ہیں کہ میری دوسری شادی خانہ آبادی کے کچھ ایام بعد حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا تو حضور اس وقت اپنی مسند پاک پر تشریف فرما تھے۔ حضور پاک نے ارشاد فرمایا۔ ناصر شاہ جی آپ کو شادی مبارک ہو اور پھر ارشاد فرمایا۔ اللہ تعاظم تعالیٰ آپ کو تین لڑکے یکے بعد دیگرے عطا فرما دے گا جن کے نام میں رکھ دیتا ہوں۔ سب سے پہلے جو لڑکا پیدا ہو اس کا نام ظہور احمد اور اس کے بعد جو پیدا ہو اس کا نام منظور احمد اور اس کے بعد جو تولد ہو اس لڑکے کا نام فدا حسین ہے۔ میں نے حضور پاک کے ارشاد کے مطابق اپنے تینوں لڑکوں کے نام رکھے۔

کرامت:

محمود الحسن صاحب الہ آبادی بیان کرتے ہیں کہ میں حضور سرکار عالی کا ۱۹۴۰ء میں دستِ بیعت ہوا۔ میں ڈرائیور تھا اور میرا افسر انگریز تھا۔ جس کا برادرِ نسبتی جو کراچی میں مقیم تھا وہ فالج کا مریض تھا ڈاکٹروں کے بورڈ کی رائے تھی کہ یہ فالج کا مریض اگر علاج کرائے تو سات سال میں ٹھیک ہوگا۔ میرے افسر نے مجھے کہا کہ محمود تم اپنے مرشد صاحب سے دعا کراؤ کہ میرا بھائی تندرست ہو جائے میں نے دربار شریف پہنچ کر حضور سرکارِ عالی کی خدمت اقدس میں اپنے افسر کا پیغام حضور کو دیا سرکارِ عالی نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہارے افسر کا بھائی آج سے بالکل تندرست ہے میں جب حضور عالی سے اجازت لے کر واپس الہ آباد پہنچا تو

میرے افسر نے بتایا کہ میرا بھائی بالکل تندرست ہو گیا ہے آپ کے پیر صاحب کی دعا سے۔ محمود جب اپنے پیر صاحب کے پاس جانا تو میری طرف سے شکریہ ادا کرنا۔

کرامت مردہ زندہ ہوا:

محمد اشرف حیات ہاشمی لاہور کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور سرکارِ عالی رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۹۴۱ء میں بیعت کی تھی میں لاہور سے دربار شریف آیا ہوا تھا۔ یہاں پر حضور سرکارِ عالی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک سکھ اور اس کی بیوی آئی اور دونوں بہت روئے حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کیا بات ہے کیوں زار و قطار رو رہے ہو۔ ان دونوں نے حضور پاک کو عرض کی کہ ہمارا ایک ہی لڑکا تھا جو بیمار ہو کر مر گیا ہے ہم دونوں اس کو ایک کمرے میں بند کر کے قفل لگا کر آئے ہیں۔ آپ بھگوان سے کہہ کر زندہ کرا دیں۔ جب تک لڑکا زندہ نہ ہو گا ہم یہاں سے نہیں جائیں گے حضور پاک نے صوفی سکندر صاحب کو حکم دیا کہ ایک پانی کا کٹورا لاؤ صوفی صاحب نے حکم کی تعمیل کی۔ حضور پاک نے کٹورے سے چلو میں پانی بھر کر اوپر کی طرف پھینکا۔ حیرانی کی بات ہے کہ پانی کے قطرے نیچے نہیں گرے ہوا میں غائب ہو گئے۔ حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ نے سکھ اور اس کی بیوی کو ارشاد فرمایا: تم گھر جا کر دیکھو تمہارا لڑکا زندہ و سلامت ہے سکھ اور اس کی بیوی حضور پاک کا ارشاد سن کر چلے گئے دوسرے یوم سکھ اور اس کی بیوی حضور کے نذرانے کے لیے ایک بھینس لے کر آئے اور سکھ نے بیان کیا کہ ہم نے جب قفل کھول کر اپنا لڑکا دیکھا تو زندہ سلامت تھا اور اس کے سینے پر حضور پاک کے پھینکے ہوئے پانی کے قطرے موجود تھے۔ حضور پاک نے نذرانے کی بھینس یہ کہتے ہوئے واپس کر دی کہ فقیر بادشاہ ہوتا ہے اور وہ کسی قسم کا معاوضہ قبول نہیں کرتا۔

کرامت:

حضور پاک کے بڑے پرانے مرید اور خلیفہ سیّد مناف الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکار عالی ۱۹۳۱ء میں ملازمت کے سلسلہ میں لنڈی کوتل مسکن گزیں تھے۔ میں اور ڈپٹی فضل الرحمٰن اور یعقوب جان حضور کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انگریز

جس کے ہاتھ میں ایک تانبے کے پیسے کا سکہ تھا حضور عالی کو دکھانے کے لیے لایا اور کہا کہ یہ آپ کے مسلمان پیسے کے سکہ کو پارہ چڑھا کر اٹھنی بنا کر ہم انگریزوں کو لوٹتے ہیں۔ آپ نے سکہ کی طرف نظر کی اور پھر انگریز کو کہا کہ دیکھو اس پر کوا ٹر آنہ لکھا ہوا ہے یا ایٹ آنہ انگریز نے کہا (حضور) پیر پادری صاحب اس پر تو ایٹ آنہ لکھا ہے۔ حضور نے انگریز سے کہا کہ تم ایسے ہی مسلمانوں کی شکایت کرتے ہو۔

کرامت:

خلیفہ ملک محمد رفیق حسین بیان کرتے ہیں کہ میرے دوست منور شاہ نے مجھے بتایا کہ سرکار لنڈی کوتل میں تھے تو ایک یوم حضور سرکار عالی پشاور چھاؤنی میں مرزا خلیفہ ڈپٹی فضل الرحمان کی بیٹھک میں کرسی پر تشریف فرما تھے کہ غیر ارادی طور پر پاؤں مبارک زمین پر اوپر نیچے کر رہے تھے۔ اچانک تیزی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ارشاد پاک کیا کہ بے چاری چیونٹی پاؤں کے نیچے آ کر مر گئی۔ چنانچہ حضور سرکار عالی کرسی چھوڑ کر قالین پر اکڑوں بیٹھ گئے اور چشمہ مبارک اتارا اپنی نگاہ اطہر چیونٹی پر جمادی اور مسلسل دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد چیونٹی نے پہلے اپنے پاؤں ہلائے اور اٹھ کر چل پڑی سرکارِ عالی نے فرمایا۔ شکر ہے تیری ذات کا کہ تو نے چیونٹی کی موت کی ذمہ داری سے سبکدوش فرمایا۔

کرامت:

خلیفہ میر حسرت علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب سرکار عالی انبالہ میں مقیم تھے۔ تو ایک یوم مجلس میں کچھ علماء حضرات بھی موجود تھے۔ دورانِ ارشادات سرکار عالی نے سترہ پارہ کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَلَمِيْنَ ○

موجود علماء حضرات نے اعتراض کیا کہ آپ نے رحمۃٍ پڑھا ہے جبکہ رحمۃً ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قرآن حکیم میں دیکھو جب قرآن شریف دیکھا تو اس میں رحمۃٍ تھا۔ چنانچہ انہوں نے قرآنِ حمید کے کئی نسخہ جات منگوائے ہر نسخہ قرآن شریف میں رحمۃٍ ہی

تحریر تھا۔علماء حضرات خاموش ہو گئے۔

حضور سرکار عالی نے ارشاد پاک فرمایا کہ قرآنِ مجید میرے نانائے مکرم معظم حضرت محمد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو نازل ہوا ہے اس میں زیریں ہی ہیں۔اب نسخہ جات فرقان حمید کھول کر دیکھیں۔علماء حضرات نے جب نسخہ جات قرآنِ حمید دیکھے تو اب رحمۃً کی بجائے رحمۃٍ للعلمین تھا۔

حضور سرکار عالی نے علماء حضرات کو ارشاد پاک کیا کہ زبان عربی میں بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جن کو زبر کی بجائے زیر پڑھنے سے معنی میں کوئی فرق نہیں آتا جیسا کہ درود شریف تاج میں رَحْمَةٍ اللِّعَلَمِيْنَ پڑھا جاتا ہے۔

کرامت:

خلیفہ خادم حسین صدیقی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جب تعلیم مکمل کر کے انگلینڈ سے واپس آ رہا تھا۔جس ہوائی جہاز میں سوار تھا اس میں خرابی پیدا ہو گئی اتنے میں خطرہ کی سرخ پلیٹ ظاہر ہوئی۔تو سب سواریاں گھبرا گئیں۔میں نے سرکار عالی کو یاد کیا۔اس وقت میں کیا دیکھتا ہوں کہ سرکار عالی بہ نفسِ نفیس ہوائی جہاز کی کھڑکی سے نمودار ہوئے اور میں اپنے مشاہدہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سرکارِ عالی نے ہوائی جہاز کو اپنے دستِ مبارک میں اٹھایا ہوا ہے۔ میں یہ دیکھ کر مطمئن ہو گیا کہ اب ہوائی جہاز کو کوئی خطرہ نہیں چنانچہ کراچی پہنچنے تک ہوائی جہاز میں کوئی خرابی نہ ہوئی۔بخیر و عافیت جہاز لینڈ کر گیا جب میں ہوائی جہاز سے باہر نکل رہا تھا جس طرح میں نے مشاہدہ میں دیکھا تھا کہ جہاز سرکار عالی نے اپنے دستِ مبارک پر رکھا ہوا ہے اسی طرح ہی دوبارہ جھلک نظر آئی۔

کرامت:

خلیفہ ملک محمد رفیق حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ جھنگ کے منور شاہ مرحوم میرے دوست تھے اور ہم لوگ دن رات اکٹھے رہے انہوں نے بتایا کہ ۱۹۳۱ء میں لنڈی کوتل میں سرکارِ عالی سے شرف بیعت حاصل کیا۔اس وقت منور شاہ صاحب کسی رجمنٹ کی امامت

کرتے تھے۔ سرکار عالی جس رجمنٹ کی کافی شاپ کے جنرل مینجر تھے وہ تبدیل ہو کر لنڈی کوتل سے الہ آباد چلی گئی۔

خلیفہ ڈپٹی مرزا فضل الرحمٰن صاحب جو منور شاہ صاحب کے بھائی تھے انہوں نے منور شاہ کو پیغام پشاور چھاؤنی سے ارسال کیا کہ میں اپنے مرشد سے ملنے کے لئے صبح کی ترین سے الہ آباد جا رہا ہوں۔ اگر صبح کو آپ لنڈی کوتل سے پشاور چھاؤنی اسٹیشن پر پہنچ جائیں تو ہم دونوں اکٹھے سرکارِ عالی کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ منور شاہ صاحب کو یہ پیغام شام کو موصول ہوا جبکہ ان کے پاس لنڈی کوتل سے پشاور پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ کیونکہ ڈپٹی صاحب نے جس ٹرین سے پشاور سے الہ آباد جاتا تھا۔ اس کا ٹائم صبح چار بجے پشاور چھاؤنی سے روانہ ہونا تھا۔ اب ساری رات منور شاہ صاحب اپنے مرشد کی فرقت میں تڑپتے رہے کہ ڈپٹی صاحب تو پہنچ جائیں گے اور میں نہ پہنچ سکوں گا۔ اور سرکار عالی کی تحریر لے کر چومتے رہے خدا خدا کر کے رات گزری۔ وقت تہجد ٹھیک ۳ بجے منور شاہ صاحب کو سڑک پر ایک موٹر سائیکل سوار ملا جس نے کہا تم تیار ہو کیا پشاور جانا ہے۔ میرے پیچھے بیٹھو میں پہنچا دیتا ہوں۔ جب ہم پشاور پہنچے تو موٹر سائیکل سوار نے اسٹیشن کے قریب موٹر سائیکل روک کر مجھے اتار دیا میں نے دو روپے جیب سے نکال کر موٹر سائیکل والے صاحب کو دے دیے انہوں نے روپوں کو ہوا میں گھما کر زمین پر دے مارا اور زبان سے یہ جملہ فرمایا رات کو خود بے چین رہے ہو اور ہمیں بھی بے چین رکھا اور اب دو روپیہ دے رہے ہو۔ موٹر سائیکل سوار کے ان جملوں سے مجھے محسوس ہوا کہ کہیں میرے پیر و مرشد تو نہیں۔ چنانچہ سرکارِ عالی کی خدمت میں پہنچا۔ میرا خیال صحیح تھا۔ کیونکہ جو جملہ موٹر سائیکل سوار نے کہا تھا وہی جملہ سرکارِ عالی کی زبان اطہر پر تھا۔

کرامت:

خلیفہ ملک محمد رفیق حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دوست منور شاہ نے ۱۹۵۵ء میں مجھے پیغام بھیجا کہ میں شاہی دربار اپنے پیر و مرشد سرکار عالی کی خدمت اقدس میں کل روانہ ہو رہا ہوں۔ آپ بھی دربارِ معلّٰی منڈیر سیّداں پہنچ جائیں۔

چنانچہ میں پیغام کا پابند نہایت عجز و نیاز سے دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ چند گھنٹوں کے

بعد منور شاہ صاحب دربارِ عالیہ میں پہنچ گئے۔

منور شاہ صاحب ے اپنے سفر کی رودادیوں بیان کی کہ میں گھر چینوٹ لاری اڈہ پر پہنچ کر ایک موٹر بس میں سوار ہو گیا۔ راستہ میں ایک تیز رفتار موٹر بس نے اشارہ ہماری موٹر بس کے روکن کے لیے دیا۔ ہماری موٹر بس رک گئی۔ اشارہ دینے والی موٹر بس کے ڈرائیور نے ٹائی راڈ ہماری موٹر بس کے ڈرائیور کو دیا اور ساتھ یہ بتایا کہ یہ ٹائی راڈ تمہاری بس کا ہے۔ ہماری موٹر بس کے ڈرائیور نے اپنی گاڑی کو چیک کیا تو حیران رہ گیا کہ ٹائی راڈ اسی موٹر بس کا تھا جو دوسرے ڈرائیور نے تین میل کی دوری سے اٹھایا تھا۔

منور شاہ صاحب نے مجھے کہا کہ ملک رفیق صاحب۔ یہ حضور سرکار عالی کی کرم نوازی تھی کہ میں صحیح سلامت آپ کے سامنے موجود ہوں۔

کرامت:

مری کے خلیفہ محمد اعظم بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۱۴ء میں حضور سرکار عالی جس رجمنٹ میں (ٹھیکیدار عبدالرحمٰن اینڈ برادز) جنرل مینجر تھے۔ یہ گورار جمنٹ گھڑیال چھاؤنی مری میں مقیم تھی۔ ولی محمد کشمیری بازار میں انڈے فروخت کرتا تھا اس نے حضور سرکار عالی کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ حضور بارش کے لیے دعا فرمائیں۔ ہماری فصلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ ہر جاندار چیز بے حال ہو رہی ہے آپ نے دعا فرمائی۔ چند گھنٹوں کے بعد آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش شروع ہو گئی جو کافی دیر جاری رہی عقیدت مند بہت خوش ہوئے۔

کچھ ایام کے بعد آپ کی گورار جمنٹ اپر باڑیاں تحصیل مری بھیج دی گئی یہاں پر آپ کے ذکر و افکار کا سلسلہ عروج پر پہنچ گیا تھا۔ رات کے ایک بجے پہاڑ کے دامن میں واقع شیروں والی باؤلی (مقام لوئر باڑیاں) پر پہنچ کر وضو فرماتے اور صبح تک یہیں یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے سورج نکلنے کے بعد یہاں سے روانہ ہوتے اور ناشتہ کر کے اپنی ملازمت پر چلے جاتے (اپر باڑیاں سے نصف میل قریب فاصلہ پر آپ نے کافی شاب لٹائی اور پوری کی تھی) ملازمت سے شیخ عبدالرحمٰن کو استعفٰے دے کر گھر تشریف لائے اور پھر ہزارہ کی پہاڑیوں میں تشریف لے گئے۔ چھ ماہ تک والہانہ انداز میں وہ عبادت کی جو اللہ والے ہی کر سکتے ہیں۔

تمام دن روزہ رکھنا ساری ساری رات کھڑے رہ کر عبادت میں مصروف رہنا۔ چشموں کا پانی پینا اور جنگلوں کے پھل کھا کر گزارہ کرنا آپ کا معمول تھا۔ انسانوں سے دور پہاڑ و اور ویرانوں میں رہتے۔ اس دوران ابدال قطب، آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور احکام وصول کرتے جنگلی درندے ساری ساری رات آپ کے گرد گھومتے رہتے۔ آپ جب نوافل سے فارغ ہوتے تو درندے قدموں میں سر رکھ کر واپس چلے جاتے۔

کرامت حفیظ اللہ بیان کرتے ہیں

حضور سرکارِ عالی ۱۹۳۶ء میں انبالہ میں قیام پذیر تھے کہ وہاں چند ایام کے لیے الہ آباد تشریف لائے۔ میرے والد محترم امان اللہ صاحب مجھے حضور کی خدمتِ اقدس میں اپنے ہمراہ لے کر آئے اور حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کرایا۔

ایک روز کا ذکر ہے بعد نماز مغرب چند لوگ رمضان شریف کا چاند دیکھ رہے تھے لیکن بادل ہونے کی وجہ سے چاند ہونے کا امکان نہیں تھا اسی دوران بسم اللہ نامی ایک مرید نے کہا وہ رہا چاند۔ جب لوگوں نے کہا چاند نہیں ہے۔ بسم اللہ صاحب خاموش ہو گئے۔ سرکارِ عالی بسم اللہ صاحب کے قریب تشریف لائے اور ارشاد فرمایا چاند کہاں ہے بسم اللہ صاحب خاموش رہے سرکار عالی رحمۃ اللہ علیہ نے نظر اٹھائی اور ارشاد فرمایا وہ دیکھو چاند۔ اب سب لوگ صاف صاف چاند دیکھ رہے تھے۔ چاند خود سامنے آ گیا تھا۔

کرامت ہوا پر تصرف:

سلطان احمد ولد عمر دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۹ء میں یوم جمعۃ المبارک جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے لوگ دربارِ عالیہ میں جمع ہوئے۔ موسم گرما میں ہوار کی ہوئی تھی اس وقت دربار شریف میں بجلی بھی نہیں تھی۔ لوگ گرمی اور حبس کی وجہ سے گھبرا رہے تھے۔ حضور پاک نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوا چلنے کی دعا فرمائی۔ ہوا چلنا شروع ہو گئی لوگوں نے بڑے آرام سے جمعہ ادا کیا۔ جو اللہ تعاظم و تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے اربعہ عناصر اس کے تصرف میں ہوتے ہیں۔

۱۹۵۳ء میں سرخ رنگ کی سخت آندھی قبلہ کی جانب سے نمودار ہوئی اور وہ بتدریج اوپر اٹھتی چلی آرہی تھی۔ جس کے دیکھنے سے دل کو ہول آتا تھا۔ حضور سرکارِ عالی اپنی مسند پاک پر تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے حضور عالی کو عرض کی آپ کمرہ سے باہر تشریف لے آئے اور آندھی کی طرف اپنا رخ کر کے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہٹ جا۔ ان الفاظ سے آپ کا دست مبارک اوپر اٹھ کر نیچے آیا ہی تھا کہ معاً اسی لمحہ آندھی پھٹ گئی اور دو حصوں میں منقسم ہوگئی۔ جس کا ایک حصہ شمالی نہر کے پار سے گزرا اور دوسرا حصہ پکی سڑک کے پار جنوب کی طرف سے گزرا اور یہاں پر معمولی ہوا تھی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آندھی جہاں سے گزری ہے اس نے بڑے بڑے تن آور درخت جڑ سے اکھاڑ دیے تھے۔

کرامت:

صوفی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ کے بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ۱۹۵۲ء میں ایک ٹی بی کا مریض آیا جس کا رنگ زرد تھا اور اس کو ہسپتال کے ڈاکٹروں نے لاعلاج کر کے خارج کر دیا تھا۔ اس ٹی بی کے مریض کو میں لے کر دربار شریف آیا اور حضور پاک کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور عالی نے رب العزت کے حضور دعا مانگی جس کا اثر اس ٹی بی کے مریض پر آنِ واحد میں ہوا اور وہ بالکل تندرست ہوگیا۔

صوفی صاحب ایک واقعہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک افیمی کو لے کر آیا اور حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ حضور پاک نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ دعا کے اثر سے وہ افیم کھانے کی بری عادت سے نجات پا گیا۔

کرامت بے اولاد کو اولاد دی:

ماسٹر عنایت اللہ صاحب ترگہ والے بیان کرتے ہیں کہ میرے دوست ذیلدار نصر اللہ خان پنڈی بھاگو تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے میرے ساتھ اولاد کے لیے دعا کی غرض سے آئے۔ میں نے حضور عالی کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا حضور سرکار عالی نے دعا فرمائی اور اس کو اللہ تعاظم وتعالیٰ نے نہایت خوبصورت لڑکا عطا فرمایا وہ شکریہ کے طور پر ۵ ہزار

روپیہ نقد اور پارچہ جات لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب سامان واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ فقیر بادشاہ ہوتا ہے یہ تمام سامان اپنے گھر جا کر غریبوں مسیکنوں میں تقسیم کر دینا۔

کرامت:

خلیفہ حافظ تجمل حسین الہ آباد کے بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکارِ عالی ۱۹۳۴ء میں الہ آباد میں وزیر علی شاہ کی فرم میں جنرل مینجر تھے۔ میں ایک یوم ڈرائیور کی وساطت سے حضور کے دفتر پہنچا۔ حضور پاک اپنے دفتر میں کرسی پر تشریف فرما تھے۔

حضور پاک نے ارشاد فرمایا کیسے آنا ہوا۔ میں نے عرض کی آپ کی زیارت کے لیے آیا ہوں اس طرح میرا حضور کے پاس جانا آنا ہو گیا۔ اور میں حضور پاک رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت ہو گیا میرے قریب ایک سکھ رہتا تھا جس کی بیوی کو آسیبی اثرات تھے۔ میں اسے لے کر حضور کے پاس حاضر ہوا۔ حضور نے سکھ کو فرمایا کہ آئندہ تیری بیوی کو سیبی اثرات نہ ہوں گے حضور سرکار عالی کے ارشاد پاک کے بعد سکھ کی بیوی سیبی اثرات سے نجات پا گئی۔ سکھ میرے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپ نے میری بیوی کو سیبی اثرات سے ٹھیک کیا ہے۔ آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے آیا ہوں۔

کرامت:

خلیفہ ملک محمد رفیق حسین صاحب بیان کرتے ہیں ۱۹۵۱ء میں سخت بیمار ہو گیا۔ ملک صاحب کی بیوی بیان کرتی ہے کہ وہ مر چکے تھے اور میں نے کپڑے سے ان کا منہ باندھ دیا تھا۔ جو تقریباً دو گھنٹے تک بندھا رہا۔ جس کے بعد جسم میں حرکت پیدا ہو گئی اور سانس جاری ہو گیا۔ ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس عرصہ کے دوران یہ دیکھا کہ بہت وسیع اور خوبصورت محل نظر آیا جس کے درمیانی کمرہ میں ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ جس پر بہت ملائم بستر بچھا ہوا اور اس پر بیٹھا ہوا تھا۔

کمرہ کی دیواروں پر رنگ برنگ پھول لگے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک پھول نے

شعلہ مارا اور شعلہ میں سے سوال پیدا ہوا جس کا میں نے جواب دیا۔ یکے بعد دیگرے ہر پھول سے شعلہ نکلتا رہا اور میں جواب دیتا رہا اس طور پر ایک سو ایک سوالات ہوتے جن کے میں نے جوابات دیے۔ بعدہ میری روح نے اپنے جسم کو محسوس کیا۔ یہ جسمانی بیہوشی تین ایام تک مسلسل جاری رہی جس کے بعد مجھے کچھ ہوش آیا۔ مگر یہ مکمل ہوش نہ تھا۔ جس کے دوران مجھے حضور سرکار عالی محبوب ذات نظر آئے اس سے قبل میں اس ہستی سے واقف نہ تھا۔ حضور عالی نے ارشاد فرمایا کہ ملک صاحب آپ ہمارے نہیں آپ میرے پاس منڈیر سیّداں سیالکوٹ میں آ جائیں مجھے حضور عالی نے دربار شاہی کا نقشہ بھی دیکھایا چنانچہ اس کے بعد میں نے جلدی صحت یاب ہو کر دربار شریف حضور عالی کی خدمتِ اقدس میں پہنچ کر شرف بیعت حاصل کیا۔ یہ تھوڑی کرم نوازی ہے حضور کی کہ مجھے موت کے منہ سے نکال دوبارہ زندگی دی اور اپنی غلامی میں قبول فرمایا۔ شرف بیعت کے بعد مجھے رات کو خواب میں دودھیا رنگ کی ایک پلیٹ نظر آئی جس پر سنہرے رنگ میں پہلے مکمل بسم اللہ شریف، پھر کلمہ طیبہ اور آیاتِ قرآنی لکھی تھیں۔

کرامت نامرد سے مرد بن گیا:

شبیر حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۴ اپریل ۱۹۵۵ء میں حضور عالی سرکار کے ہاں بیعت ہوا۔ میں اکثر دربار شریف میں ہی رہتا تھا۔ میرے سامنے ۱۹۵۷ء میں حیدر آباد سے ایک شخص آیا جس نے حضور عالی سے عرض کی میں نامرد ہوں آپ دعا فرما دیں میں تندرست ہو جاؤں۔ حضور سرکارِ عالی نے دعا فرمائی اور اس شخص کی زبانی ہے کہ وہ صحیح ہو گیا۔

کرامت:

خلیفہ میر حسرت علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دوست خلیفہ علیم الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ حضور سرکار عالی ملازمت کے سلسلہ میں آلہ باد ۱۹۳۳ء میں تشریف فرما تھے کہ ایک یوم میں آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا آپ دفتر میں کرسی پر بیٹھے اپنے دفتر کا کام کر رہے تھے مجھے حضور نے ارشاد فرمایا کہ کرسی لے کر میرے پاس بیٹھ جاؤ میں

نے حکم کی تعمیل کی حضور کے لیے گھر سے چائے کی ایک چینک آئی آپ دفتر کے کام میں مصروف تھے چائے ٹھنڈی ہوگئی۔ میں نے کہا کہ حضور میں چائے گرم کروالوں۔ آپ نے فرمایا خلیفہ صاحب آپ اپنی پیالی سیدھی کریں حضور نے چینک سے میری پیالی میں چائے انڈیل کر اپنی پیالی میں بھی چائے ڈال لی اور ایک چمچ مجھے ایک چمچ خود اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا آپ نے اپنی پیالی میں چمچ ہلانا شروع کیا اور مجھے بھی اس عمل کی تاکید کی چمچ کو سرکارِ عالی ہلاتے جاتے اور زبان اطہر سے فرماتے جاتے چلو گرم ہو جاؤ چلو گرم ہو جاؤ میری اور حضور کی پیالی میں سے بھاپ اڑنا شروع ہوگئی۔

کرامت:

خلیفہ حسرت علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکارِ عالی انبالہ شریف میں ۱۹۳۷ء میں تشریف رکھتے تھے کہ میرا چشم دید واقع ہے کہ ایک شخص کو چارپائی پر ڈال کر لایا گیا جو بارہ سال سے چارپائی پر پڑا ہوا چلنے پھرنے سے لاچار تھا۔ حضور سرکار عالی نے رب العزت کے حضور اس چارپائی پر جڑے ہوئے مریض کے لیے دعا فرمائی رب تعالیٰ نے آنِ واحد میں اس مریض کو شفا دے دی اور مریض جو چارپائی پر آیا تھا اپنی ٹانگوں سے چل کر گیا۔

خلیفہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایسے سینکڑوں واقعات میں نے حضور عالی کے پونے چار سال انبالہ کے قیام میں دیکھے ہیں ہر قسم کا مریض تندرست ہو کر جاتا۔

کرامت:

سلطان احمد ولد عمر دین بیان کرتے ہیں کہ مجھے عرصہ ارھائی سال سے پیٹ میں تلی تھی بہت علاج کیے پیروں سے دم کرائے لیکن آرام نہ آیا۔ حضور سرکارِ عالی ۱۹۳۹ء میں انبالہ سے آئے تو ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور دعا فرماویں کہ میرے پیٹ کی تلی ختم ہو جائے اور شفایاب ہو جاؤں۔ حضور پاک نے رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی اور مجھے ایک آنِ واحد میں محسوس ہوا کہ جیسے تلی میرے پیٹ میں تھی ہی نہیں، رنگ بھی چہرے کا جو زرد تھا اس میں تبدیلی یہ آئی کہ وہ سرخ ہوگیا۔

محبوبِ ذات اقدس سرہ کی نوازشات

برخلیفہ علی محمد ریٹائرڈ تحصیلدار

۱۔ ماہِ ستمبر ۱۹۵۵ء میں، میں سول ہسپتال شکر گڑھ میں بوجہ دردِ گردہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ حضور سرکار عالی نے مجھے باطنی ملاقات کا شرف بخشا جب کہ اس وقت تک میں حضور کے دستِ مبارک پر بیعت نہ تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا حضور پاک نورانی لباس میں ملبوس شاہی تاج پہنے ہوئے ہیں۔ آپ کے جسم اطہر سے خوشبو آ رہی ہے۔ تمام ماحول معطر ہے اور وجود اطہر سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک نورانی مجلس میں لے گئے جہاں مجھے بہت فرحت حاصل ہوئی اور آنکھ کھل گئی۔ بیماری میں کافی کمی ہو چکی تھی اور صبح تک میں تندرست ہو گیا حتیٰ کہ ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر واپس چلا آیا۔

اس کے دو ہفتے بعد مجھے دربارِ عالیہ منڈیر سیّداں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں پہنچ کر میں نے خواب میں دیکھا ہوا حال عین بہ عین پایا اور فوراً ہی طبیعت میں حضور سرکار عالی کی غلامی حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا اسی روز مجھے حلقہ غلامی میں شرف قبولیت بخشی گئی۔

۲۔ بسلسلہ ملازمت میں موضع فیروز والہ گوجرانوالہ میں تعینات تھا۔ سیّد ذوالفقار علیٰ انجمن امداد باہمی کی ڈسپنسری کے انچارج بھی میرے ساتھ ہی سکونت پذیر تھے۔ خورد ونوش کا انتظام اکٹھا تھا۔ اکثر دربار عالیہ اور حضور سرکار عالی قدس سرہ کی شان میں ذکر اذکار رہوتا رہتا تھا۔ ایک روز شاہ صاحب نے کہا کہ اس نے سنا ہے کہ اکثر لوگ دربار عالیہ میں سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے جواباً شاہ صاحب کو بتایا کہ حضور سرکار عالی سختی سے سجدہ کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں مگر عقیدت مند تعظیماً قدم بوسی کر لیتے ہیں تاہم مجھے بھی یہ عمل پریشان کرتا تھا۔ اس وقت مجھے حضور سرکارِ عالی کی غلامی حاصل ہوئے صرف ایک سال

ہی گزرا تھا اور میں عشق کی رموز سے زیادہ آشنا نہ تھا مگر ساتھ ہی مجھے یہ خیال آیا کہ آئندہ دربار شریف کی حاضر نصیب ہونے پر یہ سوال بارگاہِ عالیہ میں پیش کروں گا۔ ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ ایک رات کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے گاؤں کے تکیہ کے جنوب مغربی کونہ کے ساتھ تکیہ سے نیچے کھڑا ہوں۔ حضور سرکار عالی حضرت محبوبِ ذات تکیہ کے ساتھ غربی راستہ میں شمال کی جانب بہت تیزی سے تشریف لا رہے ہیں۔ حضور خاکی فوجی وردی میں ملبوس ہیں۔ دائیں ہاتھ میں تلوار ہے۔ آپ محاذ جنگ سے آ رہے ہیں جو کفار کے ساتھ ہوئی تھی۔ تلوار کفار کے خون سے آلود تھی۔ جنگ اسلام اور کفر کے مابین ہوئی تھی اور سرکار عالی فتحیاب ہو کر واپس آ رہے تھے۔ پاؤں اقدس سے چلنے کی آواز کھڑاک کھڑاک آ رہی تھی۔ سرکار عالی میرے پاس سے گزر گئے۔ فوراً بعد حضور تکیہ کے جنوب کی طرف ساتھ ساتھ چل کر تکیہ کے مشرق میں مڑ کر دروازہ کے راستے میرے قریب پیپل کے درخت کے پاس تشریف فرما ہو گئے۔ اس وقت حضور اپنے شاہی نوری لباس میں ملبوس تھے اور جسم اطہر کا ہر حصہ پر وقار تھا۔ میں فوراً اچھل کر تکیہ کی تین فٹ بلند سطح پر چڑھ کر حضور پاک کے قدم مبارک پر گر گیا۔ حضور پاک نے ایک بہت پتلی سی چھڑی میری کمر پر لگائی اور فرمایا قصور وار نہیں ہے ورغلایا گیا ہے، معاف کر دو پھر میری آنکھ کھل گئی۔

چند روز بعد جب مجھے قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو عرض کیا حضور غلطی ہو گئی ہے، معاف فرما دیں۔ آپ نے فرمایا سو ہنیا ایک بار جو معافی مل گئی۔ اب بار بار کیا ضرورت ہے۔ عرض کیا وہ معافی باطن میں ملی ہے ظاہری معافی بھی فرما دیویں۔ دو نفل شکرانہ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ تعمیل کے بعد حاضر مریدین سمیت دعائے معافی فرمائی۔ اس طرح حضور سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات کی کرم نوازی سے مجھ پر یہ عقیدہ کھلا کہ قدم بوسی سے سجدہ نہیں ہوتا اور مرشد کامل کے متعلق شک کرنا بھی جرم ہے اور اس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مرشد کامل ہر لمحہ مرید کے ساتھ اسی طرح موجود ہوتا ہے جیسے جسم کے ساتھ روح۔ میری اپنی محبت یہ ہے جو میرے قلب کی آواز ہے۔

میری نماز وہ خاک نماز ہے کہ جس میں تو نہ ہو
سجدہ غلط بے سود ہے جب تو روبرو نہ ہو

کسی شاعر نے بھی اس کی تصدیق میں یہ شعر کہا ہے۔

سجدہ سجود ہو مگر یار کے پایہ ناز میں
یہ بھی کوئی نماز ہے یار نہ ہو نماز میں

محبت دیوانی ہوتی ہے اگر عشق بلند ہو تو
بندہ کو ذرہ ذرہ میں اللہ نظر آتا ہے

حضور سرکار عالی محبوب ذات قدس سرہ العزیز کی نوازشات

بر خلیفہ شیخ محمد شفیع انسپکٹر پولیس لاہور

۱۹۵۸ء میں میں تھانہ چھاؤنی سیالکوٹ میں تعینات تھا۔ سیّد محمد منشا شاہ تھانیدار میرے دوست ہیں۔ دس بجے شب مجھے ہمراہ لے کر دربار شریف منڈیر سیّداں پہنچے۔ مجھے حضور سرکارِ عالی کی بارگاہ میں بیعت کرنے کے لیے پیش کیا۔ حضور پاک نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ تو پہلے ہی بیعت ہیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ واقعی میں نقشبندی سلسلہ میں حضرت کرماں والوں کا بیعت ہوں لیکن میں یہاں بیعت ہونا چاہتا ہو۔ حضور سرکار عالی نے فرمایا کہ حضرت کرماں والوں کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں ہوسکتا۔ ان سے پوچھ لیتے ہیں۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت صاحب یہاں سے ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر ہیں حضور سرکار عالی کیسے پوچھیں گے کیونکہ میں روحانیت سے بالکل بے بہرہ تھا۔ حضور سرکار عالی نے اپنا رخ بائیں طرف پھیر کر کہا۔ السلام علیکم۔ تھوڑے وقفہ کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ماشاء اللہ تمہارا پیر بہت سوہنا ہے اور حضرت صاحب کا حلیہ اور لباس جو انہوں نے زیب تن کیا ہوا تھا مجھے بتایا حضرت صاحب بعید خوشی رضامند ہو گئے۔ حضور سرکار عالی نے بیعت فرما

لیااور فرمایا کہ یہاں تمہاری بیعت طریقت کی ہوگی پہلے شریعت کی بیعت تھی۔

۱۹۵۹ء کی ایک گرمیوں کی شام بندہ اور سیّد محمد منشا شاہ صاحب حضور سرکار عالی کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ غربی کمرے سے ایک بی بی نے عرض کیا کہ سرکار عالی لنگر کا وقت ہونے والا ہے مگر آٹا نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا چاول پکالو۔ اندر سے آواز آئی چاول گھی اور دال وغیرہ بھی نہیں ہیں۔ یہ سن کر ہم دونون پریشان ہو گئے۔ دربار شریف میں اس وقت کم از کم دوسو افراد کھانا کھانے والے موجود تھے اب کیا ہوگا۔ ہم دونوں نے اپنی سنہری انگوٹھیاں اور پچاس پچاس روپے حضور سرکار عالی کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے جس پر حضور پاک نے یہ شعر پڑھا۔

مگر جو لطف ان کو فقر و فاقہ میں میسر تھا
بڑی مشکل سے سمجھے گی اسے تخلیقِ انسانی

پھر ہماری طرف دیکھ کر فرمایا: ''سوہنیوں تسیں کیوں غم زدہ ہو گئے ہو۔ انگوٹھیاں اور نقدی اپنے پاس رکھو لنگر والا اپنے لنگر دا خود انتظام کرے گا'' چند ساعت کے بعد دو آدمی جو بڑے قد آور تھے حاضر ہوئے۔ ایک نے سر پر قریباً دو من چاول اٹھا رکھے تھے اور دوسرے نے پیتل کی ایک بڑی بالٹی اٹھا رکھی تھی جس میں کم از کم پندرہ بیس سیر گھی ہوگا۔ دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا اور کہا کہ سرکار لنگر کے لیے چاول اور گھی لائے ہیں قبول فرماویں حضور پاک نے مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا۔ ''باؤ جی تسیں ایویں ای فکر کردے ساؤ۔ لنگر والے نے لنگر بھیج دتا اے'' انہوں نے چاول اور گھی حضور سرکار عالی کے سامنے رکھ دیئے ہم نے دروازے کی طرف مڑ کر دیکھا تو دونوں آدمی غائب تھے۔

اسی سال میں تھانہ چھاؤنی سیالکوٹ میں تعینات تھا۔ ایک روز ایک سپاہی نے میرے غسل خانے کا دروازہ کھول دیا۔ میں نے فارغ ہو کر اس کو بلایا اور دو تین تھپڑ مار دیئے۔ وہ مار کھا کر چلا گیا۔ حسب معمول میں گیارہ بجے دن دربار شریف حضور سرکار عالی کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور پاک نے پہلے چائے پلائی اور پھر ترنم سے یہ حدیث سنائی۔ ''خَیْرُ النَّاس مَنْ یَّنْفَعُ النَّاس'' فرمایا وہ لوگ بہت اچھے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے گناہ معاف کر دیتے

ہیں اوران کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ میں نے ماشاء اللہ کہا تو حضور پاک نے ارشاد فرمایا کہ اگر غلطی سے اس شخص نے دروازہ کھول دیا تھا، تو آپ نے اسے کیوں مارا۔ میں مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا اور معافی مانگی۔ حضور پاک نے معافی تو دے دی مگر آئندہ کے لیے احتیاط برتنے کی تنبیہہ فرمائی۔

بینا کر دیا:

۱۹۵۸ء کا موسم گرما تھا۔ سیّد محمد منشا شاہ اور بندہ حضور سرکارِ عالی کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ دعا کرانے والوں میں پشاور کے تین پٹھان بھی موجود تھے۔ چھوٹے بھائی کی بائیں آنکھ آندھی ہو چکی تھی۔ انہوں نے دعا کے لیے عرض پیش کی۔ حضور پاک نے اپنا دایاں دستِ مبارک اٹھایا اور انگوٹھے کے پپوٹے کو درمیانی انگلی کی پپوٹے پر ملایا۔ پھر ایک رسالہ سلطان المشائخ جو پاس ہی پڑا تھا اس لڑکے کو پڑھنے کے لیے دیا۔ لڑکے نے رسالہ پڑھنا شروع کر دیا اور عرض کی کہ حضور میری آنکھ ٹھیک ہوگئی ہے۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہتے ہیں آنکھ کے پیچھے سات پردے ہوتے ہیں ان میں سے ایک پردہ ایک طرف ہٹ گیا تھا جواب ٹھیک ہوگیا ہے۔ ہاتھ کے انگوٹھے کے پپوٹے کو ایسا محسوس ہوا ہے (سبحان اللہ کیا شان ہے اندھوں کو آنکھیں عطا کرتے ہیں بے شک مسیحا ہیں)

روزنامچہ رکارہا:

ماہِ نومبر ۱۹۶۰ء میں میں تھانہ برکی میں تعینات تھا اور چوکی منہالہ کا انچارج تھا۔ دو یوم کی رخصت لے کر بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ تیسرے روز قبل دوپہر میری حاضری تھی لہٰذا دوسرے دن چار بجے میں نے اجازت طلب کی کیونکہ اگلے روز بارہ بجے دن تک میرا تھانے میں حاضر ہونا لازمی تھا۔ تھانہ بارڈر کا تھا جہاں اکثر ہنگامے ہوتے رہتے تھے۔ ڈی۔ ایس۔ پی حلقہ بھی میرے ساتھ اچھا نہیں تھا مگر اجازت نہ ملی۔ رات بڑی مشکل سے گزاری۔ اگلی صبح دس بجے پھر اجازت مانگی لیکن اجازت نہ ملی۔ دن کے بارہ بج گئے اور میری حاضری شروع ہو گئی۔ سخت پریشان تھا کہ اب کیا ہوگا پریشانی بڑھتی گئی۔ شام چھ بجے حضور پاک نے مجھے

اجازت مرحمت فرماتے ہوئے کہا چھ بج چکے ہیں آٹھ بجے لاہور پہنچ جاؤ گے۔ میں حیرت میں ڈوب گیا اور سوچنے لگا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ آدھ گھنٹہ تو اڈہ تک پہنچنے میں لگ جائے گا۔ آخری بس چھ بجے والی جا چکی ہوگی۔ رخصت ہوکر اڈہ پر پہنچا۔ اندھیرا ہو چکا تھا۔ ٹریفک بند تھی۔ پریشانی کی حالت میں وزیر آباد کی طرف سڑک پر چلنا شروع کر دیا۔ ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ ایک اچھوٹی سی کار سیالکوٹ کی جانب سے میرے قریب آ کر رکی۔ نوجوان ڈرائیور نے مجھے کار میں سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ وزیر آباد کے قریب پہنچ کر اس نوجوان نے دریافت کیا کہ کہاں جانا ہے۔ لاہور جانے کا سن کر وہ مجھے اڈہ پر لے گیا اور راولپنڈی سے آنے والی ایک کار کو اس نے روک کر مجھے اس میں سوار کرا دیا۔ گکھڑ پہنچ کر وہ کار بھی روکی اور کار میں سوار دو نوجوانوں نے راولپنڈی کی طرف سے آتی ہوئی کار روک کر مجھے اس میں سوار کرا دیا۔ یہ تیسری کار لاہور جا رہی تھی۔ جب کار راوی پل پر پہنچی تو گھڑی میں آٹھ بج رہے تھے۔ تیسری کار والوں نے مجھے میرے مکان واقع انارکلی اتارا اور چلے گئے ارشاد کے مطابق چونکہ میں آٹھ بجے لاہور پہنچ چکا تھا اس لیے میری پریشانی میں گونا گوں کمی ہوگئی۔ اگلی صبح جب چوکی پہنچا تو محرر ہیڈ کانسٹیبل نے بتایا کہ روزنامچہ گزشتہ روز ۱۱ بجے سے رکا ہوا ہے۔ کوئی رپٹ درج نہیں ہوئی۔ علاقہ میں کوئی چوری وغیرہ یا حادثہ نہیں ہوا۔ نہ ہی کسی افسر نے آپ کے متعلق پوچھا ہے۔ آپ اپنی چھٹی سے واپسی کی رپورٹ درج کر دیں لہٰذا رپٹ حاضری درج کر دی گئی۔ یہ ہے میرے آقا کی نظر کرم کا کرشمہ۔ دو یوم تک روزنامچہ ہی روکے رکھا۔ کوئی واردات یا حادثہ بھی نہ ہونے دیا حالانکہ روزنامچہ تھانہ ایک منٹ بھی روکا نہیں جا سکتا۔

خادم حسین صدیقی صاحب (گولڈ میڈلسٹ):

میں نے اثنا عشری گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ اور ایک اثنا عشری گھرانے کی وساطت سے ہی دربارِ عالیہ میں حاضری ہوئی۔ میں مطلوب حیدر شاہ صاحب کے ساتھ دربار عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضور نے دلآویز تبسم سے استقبال کیا اور ترقی و عافیت کی دعائیں دیں۔ آپ نے فرمایا ''جاؤ جی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے بنکوں کا افسر بنا دیا'' حالانکہ اس وقت میں امپیریل بنک میں ایک معمولی کلرک تھا۔ حضور کی کرم نوازی سے اسی

لمحے سے میرے حالات تبدیل ہونے شروع ہو گئے اور چند دنوں بعد بنکنگ کی تربیت کے لیے مجھے منتخب کر لیا گیا۔

آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات اور آئمہ مطاہرین کے اخلاقِ حسنہ کا کامل نمونہ تھے۔ عجز وانکساری بھی اتم درجے پر تھی۔ اس مختصر سی نشست کے بعد مجھے یہ خیال گزرا کہ حضور سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات کے متعلق اتنا کچھ سنا تھا لیکن حضور نے میرے آنے کا مقصد دریافت نہیں فرمایا۔ اسی رات کو ایک نشست ہوئی جس میں تقریباً دوسو آدمی موجود تھے۔ حضور نے مجھے آخری صف سے بلوا کر اپنے پاس بٹھایا اور آمد کا مقصد دریافت کیا۔ میں بہت شرمندا ہوا کہ ایسی باکمال شخصیت کے بارے میں میں کیا سوچتا رہا۔ میں نے عرض کی حضور صرف دیدار کی خاطر آیا تھا۔

۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۵ء گاہے بہ گاہے حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ اس کے بعد انگلستان میں بھی حضور سرکارِ عالی حضرت محبوبِ ذات کی کرم نوازی ہر وقت رہتی ایک دفعہ میں اپنے کمرے میں امتحان کی تیاری میں مشغول تھا کہ حضور کی مخصوص خوشبو نے میری توجہ حضور پاک کی طرف مبذول کر دی۔ دیکھا کہ حضور سرکار عالیٰ حضرت محبوب ذات کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے قدم بوسی کی اور آپ کے ارشادات سے مستفید ہوا۔ اسی دوران میرے ایک پڑوسی کتاب واپس کرنے آئے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تم کس سے باتیں کر رہے تھے جب کہ کمرے میں کوئی موجود نہیں۔ میں نے بات ٹال دی۔ جب پاکستان واپس آیا تو حضور پاک نے میرے کچھ بولنے سے قبل ارشاد فرمایا ''ہم نے اپنی ڈائری دیکھی ہے آپ سے انگلستان میں تین بار ملاقات ہوئی'' اور حضور مندرجہ بالا واقعہ کے علاوہ دو دوسرے مواقع پر ملاقاتوں کا تذکرہ کیا جس سے میرا یقین کامل ہو گیا۔

۱۹۴۵ء کا ذکر ہے کہ میں حضور سرکار عالی کو بیمہ کروانے پر قائل کرنے آیا۔ حضور نے مدعا بیان کرنے کو فرمایا۔ جب میں کھڑا ہوا تو فرمانے لگے اچھا ہم سمجھ گئے۔ آپ کو اس کام کے لیے رکنا پڑے گا۔ لیکن تین دن بعد ہماری التجا پر حضور نے ہمیں (میرے علاوہ کچھ دوسرے حضرات کو بھی) حلقہ غلامی میں شرفِ قبولیت بخشی اور اس طرح میں اپنی دونوں

زندگیوں کا بیمہ کرا کے واپس لوٹا۔

۱۹۵۰ء میں میں بذریعہ طیارہ انگلستان روانہ ہوا۔ راستے میں شمالی افریقہ کے ایک مقام ایل اوم کے ہوائی اڈے کے قریب ہمارا ریڈیائی نظام خراب ہونے سے مواصلاتی رابطہ ٹوٹ گیا۔ سب لوگ دعائیں مانگنے لگے۔ میں نے سرکار عالی کا تصور کیا۔ کھڑکی سے کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سرکار عالی حضرت محبوب ذات اپنے دستِ مبارک سے پہیوں کو تھامے ہوئے جہاز کو ہوائی اڈے پر اتار رہے ہیں۔ اسی دوران مواصلاتی رابطہ ٹھیک ہو گیا اور ہم بخیر و عافیت حضور سرکار عالی کی کرم نوازی سے منزل پر پہنچے۔

امتحان میں اوّل:

۱۹۵۵ء میں میں بنکنگ کے ایک امتحان میں شامل ہوا۔ ایک صبح ہمارے پیر بھائی معین الدین صاحب نے مجھے ٹیلیفیون کیا۔ لیکن میں گھر سے نکل چکا تھا۔ جب پرچہ شروع ہوا تو میرے دل سے آواز آئی کہ شروع کرو نام اللہ سے صدقے محبوب ذات کے۔ چنانچہ میں نے انگشتِ شہادت سے اللہ کا اور حضور عالی کا اسم پاک تحریر کیا۔ پرچہ تسلی بخش ہوا۔ جب واپس آیا تو معین الدین صاحب سے پیام ملا کہ سرکار عالی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خادم حسین کے لیے امتحان میں سنہری کامیابی منظور فرمائی ہے۔ میں نے معین الدین صاحب سے کہا: میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ وہ کافی حیران ہوئے۔ میں نے عرض کی جو شخصیت آپ تک ارشاد پہنچا سکتی ہے وہ میری راہنمائی کیوں نہیں کر سکتی۔ المختصر اس امتحان میں میں اوّل رہا اور میری کامیابی سنہری رہی۔ اسی سال حضور شہزادہ اوّل صاحب کی سفارش پر اس ناچیز کو خلافت عطا کی گئی۔

بڑا عہدہ:

۱۹۵۷ء میں میرا تبادلہ سیالکوٹ ہو گیا۔ دربار عالیہ منڈیر سیّداں میں حاضری دیتا رہا۔ ایک روز حضور سرکارِ عالی حضرت محبوب ذات نے ارشاد فرمایا۔ کراچی جا کر آپ کو ایسا عہدہ ملے گا جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور ہوا بھی ایسے مجھے بنک کی سب سے بڑی

برانچ کا مینجر بنادیا گیا جس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔

حج بیت اللہ:

۱۹۶۹ء میں حضور شہزادہ دوئم صاحب اور حضور شہزادہ سوئم صاحب کے ساتھ اس بندہ کو حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا۔

پریڈیڈنٹ الائیڈ بنک آف پاکستان:

۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان سے مجھے قیدی بنالیا گیا۔لیکن ہر ہر مرحلے پر سرکار عالی نے میری راہنمائی فرمائی اور واپسی پر ۱۹۷۴ء میں مجھے الائیڈ بنک میں سینئر ایگزیکٹو وائس پریذیڈنٹ مقرر کیا گیا اور اسی طرح حضور کی کرم نوازی سے بندہ کو ۱۹۷۷ء میں بنکاری کا سب سے بڑا اعزاز مظفر میموریل گولڈ میڈل دیا گیا اور پھر حضور کے ہی کرم سے میں ممبر بینکنگ کونسل ہوا۔اوراب پریذیڈنٹ الائیڈ بینک ہوں۔

از صاحبزادہ سیّد مسعود السیّد ۔منڈیر سیداں:

ایک روز میں آیا اور حضور سرکار سوئم صاحب کے ہمراہ نہر اپر چناب پر سیر کرنے گیا۔ راستے میں ایک شخص ملا جس نے اپنا نام محمد دین بتلایا۔گفتگو کے دوران اس نے جو سرکارِ عالی کی کرامت بیان کی وہ میرے لیے تو حیران کن نہ تھی لیکن میں نے یہ سمجھا کہ اسے کتاب ہذا میں ضرور شامل کیا جائے تا کہ طالبین مستفیض ہوں۔

محمد دین بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرا لڑکا جو بمشکل چھ ماہ کا ہوگا شدید بیمار ہوگیا۔اس کے سانس اکھڑنے لگے۔میری بیوی نے رونا شروع کردیا۔میں نے دلاسا دیا کہ جو اللہ کی مرضی لیکن وہ نہ مانی اور اصرار کرنے لگے کہ مجھے پیر صاحب کے پاس لے جاؤ۔میں نے کہا کہ اب پیر صاحب کیا کرلیں گے جب کہ اس کی زندگی ہی ختم ہوگئی ہے۔لیکن وہ چیخیں مار کر رونے لگی اور بالآخر نیم مردہ بچے کو ہم حضور سرکار عالی حضرت محبوب ذات کی خدمت میں لے آئے۔آپ نے بچے کو دیکھتے ہی فرمایا تم لوگ کیوں وہم کرتے ہو۔بچہ تو ٹھیک ہے۔میری بیوی حیرانی سے حضور کو دیکھنے لگی کیونکہ بچہ سانس بھی اٹک اٹک کر لے رہا تھا۔حضور سرکارِ عالی

حضرت محبوب ذات نے دعا فرمائی اور اسی لمحے بچہ تندرست ہو کر ہاتھ پاؤں چلانے لگا اور تھوڑے عرصے بعد صرف چھ ماہ کا بچہ چاروں ہاتھ پاؤں کے بل چلنے لگا۔

محمد دین نے مزید کہا۔ یہ سرکار عالی حضرت محبوبِ ذات کی ایک کرامت ہے جس نے ہماری کایا پلٹ دی۔ ماشاء اللہ آج میرا لڑکا جوان ہے اور کافی صحت مند ہے اور فوج میں کپتان ہے۔

حالتِ جذب:

راقم الحروف یہاں اپنی زندگی کا سنہری واقعہ بیان کرنا چاہے گا۔ میرے والد محترم ومکرم حضرت قبلہ سیّد احمد حسین قدس سرہ العزیز لوگوں کو فیضِ روحانی کا خزانہ لٹا رہے تھے کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ دریائے رحمت جوش میں ہے۔ ہمیں بھی کچھ عطا ہو جائے۔ میرے والد محترم اور مرشد کامل نے نگاہ اٹھا کر میری طرف دیکھا تو مجھ پر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی جو تقریباً ۹ ماہ تک جاری رہی جس میں مجھے دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہ رہی۔ چپ چاپ نہ بولے نہ کھائے پیئے گزار دیئے حضور سرکار عالی نے مجھ پر دنیا کے پردے گرا دیئے اور آخرت کے پردے ہٹا دیئے میری روح کو آسمانوں کی سیر کرائی، جنت و دوزخ دکھایا، چاند سورج ستاروں کو دکھایا، زمین اور پانی کی مخلوقات دکھائیں غرضیکہ تحت الثریٰ تک تمام مخلوقِ خدا دکھائی۔ میں نے جب دیکھا کہ میں اس جہاں میں نہیں ہوں تو حضور پاک نے ارشاد فرمایا بیٹا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب یہ جذب کی حالت ہٹی تو پھر مجھے اس جہاں کی تمام چیزیں نظر آنے لگیں۔

کرامت:

صوفی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ جو خلیفہ محبوب ذات قدس سرالعزیز حضرت قبلہ سیّد احمد حسین قدس سرہ العزیز ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں حضور سرکارِ عالی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ گھر سے پیغام آیا کہ تمہارا لڑکا سخت بیمار ہے میں حضور سے اجازت لے کر گھر پہنچا تو میں نے لڑکے اور اس کی والدہ کو ہمراہ لے کر دربار شریف حاضر ہو گیا۔ اور میں نے ان دونوں کو زنان خانہ میں بھیج دیا۔ اس وقت حضور اقدس سرہ العزیز اپنے حجرہ میں یادِ الٰہی میں مصروف

تھے۔ چنانچہ بچہ کی والدہ بچے کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکی۔ بچہ فوت ہو گیا۔ حضور قدس سرہ العزیز پاک کو اہل خانہ نے اطلاع کی کہ کسی کا بچہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ جلال میں آ گئے اور ارشاد فرمایا آج سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کا مبارک موقعہ ہے ایسی رات کو ایسا حادثہ نہ ہونا چاہیئے، حضور پاک قدس سرہ العزیز بچہ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا اٹھو اللہ کے حکم سے۔ اتنا کہنا تھا کہ بچہ زندہ ہو گیا۔ یہ حضور محبوب ذات قدس سرہ العزیز سرکار عالی کی زندہ کرامت ہے۔ بچہ ابھی تک مُوجود ہے جو جوان ہو کر شادی شدہ ہو چکا ہے۔

کرامت:

۵ جون ۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے کہ میری بھانجی کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تو میں نے اسے میو ہسپتال لاہور میں داخل کرا دیا۔ وہاں ڈاکٹروں نے آپریشن کا فیصلہ کیا چنانچہ مجھے لائلپور (فیصل آباد) سے لاہور اسی غرض کے لیے بلایا گیا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ اپریشن کرانے کے بجائے کیوں نہ میں اپنے پیشوا کی خدمت میں لے جاؤں۔ لہٰذا میں نے اپنی بھانجی کو ہسپتال سے اپنے ہمراہ لیا اور خود اپنے پیشوا کی خدمت میں (منڈیر سیّداں) پہنچ گیا اور بے فکر ہو گیا۔ میں نے اپنے مرشد حضور محبوب ذات سیّد احمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی خدمت میں عرض کی حضور سرکار عالی قدس سرہ العزیز آپ مالک ہی عزت و شرم اور لاج آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میری بھانجی کی آنکھوں کی بینائی واپس آ گئی ہے میں یہ خوشخبری سن کر حضور عالی سرکار قدس سرہ العزیز کے قدموں میں گر گیا۔ میری بھانجی نے مجھے کہا کہ ماموں جی میری آنکھوں میں روشنی واپس آ گئی ہے اور میں آپ کو دیکھ رہی ہوں۔

کرامت

جعفر صاحب گوجرانوالہ کے بیان کرتے ہیں کہ میں حضور پاک کا ۱۹۵۵ء میں بیعت ہوا۔ میں بیوی بچوں سمیت دربار شریف میں رہتا تھا ایک یوم میرا بچہ سخت بیمار ہو گیا۔ میں نے حضور پاک سے عرض کی ایک آنِ واحد میں میرا بچہ تندرست ہو گیا اور کھیلنا شروع کر دیا۔

کرامت:

قربان حسین گوجرانوالہ کے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ٹیکسی میں سوار تھا۔ برسات کا موسم تھا۔ دوران سفر موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ ہمارے آگے ایک ٹرک جارہا تھا جو یکا یک رکا اور ہماری ٹیکسی کے ڈرائیور نے بریک لگائی جس سے ہماری ٹیکسی سلپ ہوکر درخت سے ٹکڑا کر ایک کھڈ میں جا گری۔ میں نے دوران ایکسیڈنٹ حضور پاک کو یاد کیا۔ سرکار عالی کی کرامت سے میں اور میرے ساتھی بخیریت محفوظ رہے لیکن ٹیکسی کا قدرے نقصان ہوا۔

فصل دوم

مشاہدات

زیارتِ رسول کریم وصحابہ کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ماسٹر بشیر احمد عزیز (ایم۔اے، بی ایڈ) بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکار عالی حضرت محبوب ذات ہمہ صفت ہیں۔ایک بحر بیکراں ہیں۔ میرے جیسا مبتدی اور ہیچ انسان بھلا آپ کی وسعت اور گہرائیوں کو کیسے سمیٹ سکتا ہے۔اسے بیان کرنا اور بھی زیادہ دشوار عمل ہے اس لیے میں حضور سرکارِ عالی کے بارے میں صرف اتنا بتانے کی جسارت کر رہا ہوں جس میں میری رسائی ہوئی ہے۔جس حد تک مجھ میں بتانے کی استعداد اور حوصلہ ہے۔دوسرے اصحاب مختلف تجربہ کے حامل ہو سکتے ہیں۔اس سے تضاد نہیں پیدا ہوتا بلکہ یہ تو آپ کے ہمہ صفت ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور خلفائے راشدین کی زیارت کی خواہش ہمیشہ میرے دل میں موجزن رہتی تھی۔ میں روزانہ حضور سرکارِ عالی کی خدمت اقدس میں التجائیں کرتا رہتا تھا۔ ایک دن مجھے نماز فجر کی دعا میں ایسی غنودگی آئی کہ میں نے دیکھا کہ ایک قالین (جو بہت خوب صورت اور منور تھا) آسمان سے (پہاڑی سڑکوں کی طرح) زمین تک بچھا ہوا تھا۔تمام مخلوق دو قطاروں میں کھڑی بہت بے چینی سے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہی تھی۔ میں اور راؤ محمد مختار صاحب (ایم اے، بی ایڈ) بھی اگلی قطار میں کھڑے ہو گئے۔ایک شخص سفید لباس میں ملبوس راؤ صاحب کے پاس آیا اور اسے پچھلی قطار میں کھڑا کر دیا۔وجہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جو لوگ درود شریف ننگے سر پڑھتے ہیں وہ اگلی قطار میں کھڑے نہیں ہو سکتے (اس واقعہ کے بعد میں نے راؤ صاحب سے پوچھا تو انہوں نے اعتراف کیا کہ واقعی میں درود شریف ننگے سر بھی پڑھتا ہوں۔)

میں اگلی قطار میں کھڑا سوچ رہا تھا کہ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور تشریف فرما ہوں گے چند قدم کے فاصلے پر ایک دراز قد، سفید عربی لباس میں ملبوس، داڑھی مبارک چھوٹی گھنگریالی، موٹے موٹے ہونٹ، رنگ سیاہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ مسکراتے ہوئے نظر آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جن کا قد ایک جیسا تھا، دونوں کی داڑھی مبارک لمبی، رنگ سفید و سرخ مؤدب کھڑے نظر آئے۔ان کے ساتھ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قد لمبا، فربہ

جسم، رنگ سرخ وسفید، داڑھی مبارک گھنی، چہرہ بارعب دکھائی دیئے۔ میں نے ان کی دل بھر کر زیارت کی۔ اس کے چند منٹ بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علیؑ گندمی رنگ سرخی مائل، درمیانہ قد، مضبوط جسم، چہرہ گول، داڑھی مبارک چھوٹی اور گول تھی تشریف لا رہے تھے۔ میں نے بڑھ کر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا پھر غنودگی سے ہوش میں آ گیا۔

سرکارِ عالی تشریف لے آئے:

ماسٹر بشیر احمد نذیر ایک دوسرا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بارات کے ساتھ جھنگ گیا۔ جھنگ سے گوجرہ روڈ پر بس بے قابو ہو کر الٹ گئی اور قلابازیاں کھاتی ہوئی ایک گہری کھڈ میں گری۔ میں اگلی سیٹ پر تھا۔ میں نے حضور سرکارِ عالی رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا تو آپ ایک ہی آن میں سامنے جلوہ نما ہوئے۔ میرے دل میں فوراً دو خیال پیدا ہوئے کہ ایک آپ میری مدد کو پہنچے ہیں، دوسرے شاید میری موت قریب ہے۔ مجھے کوئی چوٹ نہ آئی۔ میں نے ڈرائیور کے سامنے شیشہ توڑا اور اس میں سے تمام سواریاں بخیریت باہر نکل آئیں۔

سب کچھ دکھا دیا:

اسی وقت میری چھوٹی بیٹی عرفانہ کو مکمل واقعہ نظر آیا جو کہ جھنگ سے تقریباً ۴۰ میل کے فاصلہ پر تھی۔ میرے گھر پہنچنے پر عرفانہ اور نفیسہ نے مجھے بتایا کہ حضور پرنور سرکارِ عالی نے ہمیں آپ کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں پہلے ہی سب کچھ دکھا دیا ہے۔ پورا واقعہ انہوں نے ٹھیک ٹھیک کہہ سنایا۔

روٹی کے ٹکڑے کھلانا بند کرو:

ماسٹر بشیر ایک اور مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری بھینس بہت بیمار ہو گئی۔ اس کا کافی علاج معالجہ کرایا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ ہم بہت پریشان ہو گئے۔ گھر میں جھگڑا شروع ہو گیا اور مختلف وساوس پیدا ہو گئے۔ ہم نے حضور سرکارِ عالی کو مدد کے لئے بہت پکارا۔

اچانک میں اسی پریشانی کی حالت میں چارپائی پر لیٹ گیا۔ فوراً غنودگی سی آئی تو آپ نے فرمایا روٹیوں کے ٹکڑے کھلانا بند کرو۔ ہم نے ونڈے میں ٹکڑے بند کر دیئے

بھینس ٹھیک ہوگئی۔

روشنی اور خوشبو:

ممتاز حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم اپنے گھر کے صحن میں سوئے ہوئے تھے۔ اچانک آدھی رات کو میری آنکھ کھلی۔ اور گھر کے دوسرے افراد بھی بیدار ہو گئے۔ کیونکہ گھر میں روشنی ہی روشنی نظر آئی جس سے گھر کی تمام چیزیں چمک رہی تھیں۔ میں نے گھر والوں کو کہا: آج ساری بتیاں جل رہی ہیں بجھائی کیوں نہیں؟

میری اہلیہ نے بتایا کہ میں نے تمام بتیاں بجھا دی تھیں۔ جب بلبوں کی طرف دیکھا تو وہ بجھے ہوئے تھے۔ اور ہم بڑی حیرت میں پڑ گئے۔

ہر طرف خوشبو ہی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ تصدیق کرنے پر معلوم ہوا کہ سرکار عالی تشریف لائے ہوئے تھے کہ جن کی جلوہ نمائی سے مکان بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔

جسم مبارک سے روشنی:

خلیفہ محمد شفیع جوڑیاں ضلع سیالکوٹ کے اپنا مشاہدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میری دکان کریانہ کی تھی۔ حضور سرکارِ عالی کا سودا سلف میری دکان سے جاتا تھا۔ کچھ روپے میں نے حضور سے سودے کے سلسلہ میں لینے تھے کہ حضور پاک مشاہدہ میں تشریف لائے۔ حضور کے بدن مبارک سے روشنی اس قدر نکل رہی تھی کہ چاند کی چاندنی میں بھی اتنی روشنی نہیں تھی۔

کربلا معلیٰ:

محمد حسین صاحب جہلم کے بیان کرتے ہیں کہ مجھے ۱۹۷۹ء کے محرم الحرام کی شبِ عاشورہ یہ نظر آیا کہ میں میدان کربلا میں کھڑا ہوں کربلا معلیٰ میں ایک ہستی نظر آئی۔ میں نے جہلم کے آس پاس اس ہستی کی تلاش کی لیکن وہ ہستی نہ ملی۔ میرے دوست رحمت علی عرف میجر صاحب کو میں نے اپنا مشاہدہ سنایا وہ مجھے لے کر دربار شریف آئے۔ میں نے محبوب ذات کے روضہ اور شبیہہ مبارک کی زیارت کی تو مجھے وہی صورت نظر آئی جو میرے مشاہدہ میں

میدانِ کربلا معلیٰ میں نظر آئی تھی۔

جنگ ۱۹۶۵ء:

ریٹائرڈ تحصیلدار علی محمد پھلواری کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے مشاہدہ میں حضور سرکار عالی کو دیکھا آپ فوجی وردی میں ملبوس ہیں۔ دستِ مبارک میں تلوار مبارک ہے۔ حضور پاک محاذ جنگ سے فاتح بن کر آ رہے ہیں۔ جس جنگ میں اسلام کو فتح اور کفر کو شکست ہوئی۔ یہ ستمبر ۱۹۶۵ء کا واقعہ ہے۔

نورانی تخت:

نذیر احمد عرف جیلا پہلوان لاہور کے اپنا مشاہدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ نوری تخت پر حضور سرکارِ عالی جلوہ افروز ہیں۔ میں نے حضور کے قدم مبارک چومے۔ حضور پاک نے مجھے اپنے پاؤں سے اٹھا کر اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا۔

نورانی تاج:

صغیر احمد اچھرہ لاہور کے اپنا مشاہدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۵۸ء میں دربار شریف منڈیر سیّداں میں حضور سرکار عالی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور پاک اپنی مسند پاک پر تشریف فرما تھے۔ حضور نے میرے ساتھ کسی قسم کی گفتگو نہ کی۔ میں واپس لاہور چلا گیا۔ رات کو مشاہدہ میں حضور کو دیکھا آپ کے سر اقدس پر نوری تاج ہے اور آپ نور کے تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ کے جسم اطہر سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: صغیر تجھے دنیاوی کام میں کبھی رکاوٹ نہ ہوگی اور دین میں بھی میں تیرے ساتھ ہوں۔

نورانی وجود:

خلیفہ اللہ دتہ سیالکوٹ کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۱۹۵۲ء میں حضور سرکارِ عالیٰ کی بیعت کی کہ مجھ پر حضور کا اتنا کرم تھا کہ جس دن بیعت کی اس دن مجھ پر بہت انکشاف ہوئے۔ میں نے اپنی مشاہدہ میں دیکھا کہ حضور کے وجود اطہر سے نور کی کئی رنگوں کی (سرخ، سبز، نیلی) تجلیاں ظاہر ہوئیں جنہیں میں ان کھلی آنکھوں سے دیکھتا۔

زیارات:

خلیفہ اللہ دتہ سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور کو نوری تخت پر نوری تاج پہنے ہوئے دیکھا۔ مجھے حضور نے مکہ مکرمہ بیت اللہ کی زیارت کرائی۔ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی جالی کی زیارت کرائی۔ نجفِ اشرف حضرت علی المرتضےٰ کے روضے کی زیارت کرائی۔ کربلا معلےٰ حضرت امام حسین کے روضے کی زیارت کرائی۔ بغداد شریف حضرت سیّدنا غوث اعظم کی قبر اطہر کی زیارت کرائی۔ میں نے کئی دفعہ حضور کو سفید نوری گھوڑے پر سوار ہوئے دیکھا۔ مجھ پر مالک کا جتنا کرم ہے اس کا قلم لکھ نہیں سکتی۔ حضور نے کئی اولیاء اللہ کی بھی زیارت کرائی۔

میرے روضہ پر حاضری:

محمد صادق صاحب صادق آباد کے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک یوم ریڈیو پر یہ قوالی سن رہا تھا کہ ''میرا پیا گھر آیا لعل نی'' تو حضور سرکار عالی بنفسِ نفیس تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا! سیالکوٹ کے قریب میرا روضہ ہے آپ آ جائیں۔ میں نے عرض کی حضور مجھے اپنی راہ نمائی میں لے کر چلیں چنانچہ میں حضور کی راہ نمائی میں دربار شریف پہنچ گیا بیعت ہو گیا۔

منڈیر سیّداں پہنچو:

صدرالدین صاحب گوجرانوالہ کے اپنا مشاہدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکار عالی میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے عرض کی: حضور آپ کون ہیں؟ کیونکہ اس سے قبل میں نے حضور پاک کو نہ دیکھا تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: میرا آستانہ یہاں سے تیس میل دور سیالکوٹ کے قریب موضع منڈیر سیّداں میں ہے۔ میں اس طرح دربار شریف پہنچا اور بیعت ہوا۔

پاؤں کا بوسہ:

صوفی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ کے بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۴۵ء میں حضور سرکار عالی کا بیعت ہوا۔ بیعت ہونے کے تیسرے یوم بعد میں اپنے گھر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں اپنے مشاہدہ میں حضور سفید گھوڑے پر سوار سفید لباس پہنے تشریف لائے۔ حضور کے جسم

سے نور کی شعائیں نکل رہی تھیں۔ میں نے حضور کے پاؤں پکڑ لیے اور پاؤں پر بوسہ دیا۔ جب میں دربار شریف آیا تو میں نے حضور پاک کے پاؤں پر بوسہ دینا چاہا تو حضور نے یہ کہتے ہوئے منع فرمایا کہ تم نے پاؤں پر بوسہ تو گوجرانوالہ میں دے لیا ہے اب اس کی کیا ضرورت ہے؟

محفل سماع میں وجد:

محمد منیر صاحب ساکن لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرکار عالی کے ایک مرید جناب عبدالواحد سے سرکار عالی کے بارے میں سنا۔ مجھے بھی آنے کا اشتیاق ہوا۔ ۱۹۷۷ء میں عرس شریف میں حاضری دینے کی غرض سے میں بھی مریدین کے ساتھ حاضر ہوا۔ رات کو میں نے سوچا دیکھنا چاہیئے کہ کونسی شخصیات ہیں جن کے بارے میں یہ مریدین حضرات ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ میں محفل سماع میں آ گیا۔ یہاں میں ابھی بیٹھا ہی تھا کہ میں نے نا قابل بیان اور نا قابل فراموش تجلیات دیکھیں۔ میں ان کی تاب نہ لا سکا اور باہر خیموں میں چلا گیا۔ یہ حضور سرکار عالی حضرت محبوب ذات کی عنایات کا نتیجہ تھا۔ اس کے بعد دوسری حاضری میں میں نے بیعت ہونے کی درخواست کی اور اس طرح مجھے خاندان عالیہ قادریہ میں شامل فرمایا گیا۔

دور ہٹ جاؤ:

شیخ نثار (ششیل کمار) کہتے ہیں میرا اجڑواں بھائی اسنسول بنگال میں کوئلے کی کان میں کام کرتا تھا۔ ۱۹۴۸ء کا ذکر ہے کہ میرا بھائی پہاڑ پار کر کے کام پر جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ پہاڑ پر سے گزر رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہے کہ حضور جناب سرکار عالی حضرت محبوب ذات قدس سرہ العزیز تشریف لائے۔ بھائی نے آپ کو دیکھ کر عرض کیا کہ سرکار تو منڈیر شریف میں تشریف رکھتے ہیں اور یہ جگہ سینکڑوں میل دور ہے۔ سرکار نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اس جگہ سے ہٹ جاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ میں دور جا گرا۔ پھر اسی وقت بہت بڑے پہاڑ نے زمین میں دھنسنا شروع کر دیا۔ اس طرح حضور سرکار عالی محبوب ذات نے میری جان بچائی۔

معراج دین میری سوانح سنو:

معراج دین صاحب فیصل آباد کے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے محلے میں ایک پیر صاحب آئے۔ وہ ایک کتاب تحریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کتاب کے مسودے سے کچھ ہمیں پڑھ کر سنایا۔ ابھی ہم سن ہی رہے تھے کہ غیب سے سرکار عالی حضرت محبوبِ ذات کی آواز سنائی دی۔ آپ فرما رہے تھے: ''معراج دین صلاح الدین میری سوانح حیات جو سوئم صاحب تحریر کر رہے ہیں، جا کر سنو''

مشاہدہ خلیفہ بلاول صاحب۔ فیصل آباد

خلیفہ بلاول صاحب فیصل آباد کے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شب کو کیا دیکھتا ہوں کہ چاند آسمان سے زمین پر اتر رہا ہے۔ میں نے چاند میں دیکھا کہ اس میں سے حضور سرکار عالی ظاہر ہوئے۔ حضور سرکار عالی حضرت محبوبِ ذات نے شاہانہ لباس پہنا ہوا ہے بعد ازاں پھر سرکار عالی چاند میں تشریف لے گئے اور چاند زمین سے بلند ہونا شروع ہو گیا اور پھر آسمان پر جا کر چمکنا شروع ہو گیا۔

ریلوے ملازم غلام عباس المعروف عبدالرحمٰن کی ڈیوٹی

میں راہ حق کی تلاش میں تھا۔ تلاش بسیار کے باوجود کہیں کوئی مرد کامل نہ ملا۔ ایک دن میں اپنے دوست کے ساتھ منڈیر سیّداں روانہ ہوا۔ شرف ملاقات سے دل کو چین اور اطمینان حاصل ہوا۔ جی نہ چاہتا تھا کہ ایسی جگہ اور ایسی ہستی کو چھوڑ کر جائیں لیکن ڈیوٹی سے مجبور تھا۔ ان دنوں میں ریلوے ورکشاپ میں تھا۔ یہ ۱۹۴۲ء کی بات ہے۔

چنانچہ دوسرے دن ہی میں بے قرار ہو کر دو دن کی رخصت لے کر دربار شریف حاضر ہوا۔ اور حضور نے حلقہ غلامی میں شرفِ قبولیت بخشی۔

میں دو دن کی رخصت پر تھا لیکن سات دن رہا۔ اس طرح ۵ یوم بغیر چھٹی کے ڈیوٹی سے غیر حاضر رہا لیکن جب ورکشاپ پہنچا تو نہ کسی نے پوچھا نہ کوئی انکوائری ہوئی۔ معلوم ہوا کہ میری حاضری باقاعدی سے لگتی رہی اور میری ڈیوٹی بھی پوری ہوتی رہی۔ اس طرح میری

موجودگی ثابت فرماتے ہوئے حضور سرکار عالی حضرت محبوبِ ذات نے میری بہت بڑی پریشانی کا ازالہ فرمادیا۔

جنت کا مشاہدہ:

خلیفہ محمد اعظم عباسی (مری والے) بیان کرتے ہیں کہ میں بہت درد و وظائف پڑھا کرتا تھا جو مجھے بزرگوں نے بتائے ہوئے تھے لیکن ان وظائف سے مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔ میں حضور سرکارِ عالی کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور حضور سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

۱۹۱۶ء میں مجھے یہ مشاہدہ ہوا کہ ایک یاقوت والماس کا شاندار محل ہے جس کی چکا چوند کر دینے والی روشنی سے سارا ماحول بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ مرغان خوش نوا اور گلاب کی مہک سے سارا سماں فردوس کی کلی بنا ہوا ہے۔ محل کی دیواروں سے بلوریں ماحول میں ایک موتیوں سے جڑا ہوا تخت نظر آیا جس پر میرے مرشدِ پاک حضور سرکارِ عالی جلوہ افروز ہیں۔ حضور نے ارشاد پاک فرمایا کیوں عباسی صاحب اس لیے ورد و وظائف پڑھتے تھے جو آپ کو آج اللہ تعاظم وتعالیٰ کے مہربانی سے مل گیا۔ یہ جنت ہے اور یہی آخرت کا ٹھکانہ ہے۔ کیوں عباسی صاحب اب خوش ہو!

فصل سوم

کلام مریدین

(۱)

کلامِ مریدین

تجھ پر ہو جاؤں میں قربان منڈیراں والے
تو میرا دل ہے میری جان منڈیراں والے
دیا تو نے درسِ قرآن منڈیراں والے
حق کی ہوئی ہے یہ پہچان منڈیراں والے
ایک ہی پل میں ہوئے لوگ شفایاب یہاں
کس کے مرشد کی ہے یہ شان منڈیراں والے
دل نے ہر رنگ کے جلووں کو یہاں دیکھا ہے
بن گیا میرا تو ایمان منڈیراں والے
بے کسوں کا تو سہارا ہے غریبوں کا امیر
درد مندوں کا تو سلطان منڈیراں والے
میں تو عاصی ہوں تیرے در سے نہ جاؤں گا کبھی
کر دے مشکل میری آسان منڈیراں والے
تیرا شیوہ تو کرم کرنا ہے محبوب ذات
المدد مری یا سرکار منڈیراں والے

(۲)

تجھ ہی سے گل بداماں کشفِ آرزو
بے رنگ و بو ہے ورنہ گلستاں تیرے بغیر

محوِ مدح و توصیف حوران و ملک ہیں
مطلوب ان کا کون ہے جاناں تیرے بغیر

الفت تیری کلید شش جہات ہے
مانگے پھر اور کیا کوئی ساماں تیرے بغیر

جملہ گناہ جو ایک ہی نظر میں بخش دے
دیکھا نہ ایسا کوئی مہرباں تیرے بغیر

دستِ کرم سے تیرے ہی ہم سب کی آبرو
بیکار سیف شہِ مرداں تیرے بغیر

(۳)

اے وارث مریداں اے شہزادہ عالم
دلبند و جگر جانی سلطان معظم

اے رشک قمر سیّد افضال جہاندار
اے مملکتِ دیں کے بے مثل شہر یار

انوار تیرے ہیں مہ وخورشید میں تاباں
جلوے ہیں تیرے دید کے فردوس بداما

اے سیّد اقبال اے غلاموں کے سہارے
جھکتے ہیں تیرے نام پہ گردوں کے ستارے

اقبال تیرا اوج صد افلاک سے بالا
اوصاف تیرے عالمِ ادراک سے بالا

توظل شہنشاہ زمان ہے شہزادے
اسلام کی تو روح رواں ہے شہزادے

اے سیّد فرخندہ جبیں غنچہ نو خیز
تجھ سے ہے فضا صحنِ چمن کی طرف انگیز

تجھ سے ہی تروتازگی برگ وگیا ہے
یہ بادِ بہاری تیرے دامن کی ہوا ہے

اے امجد تابندہ نظر لولوئے لالہ
تو گوہر یکتا ہے ولایت کے صدف کا

(۴)

ایسا محبوب دنیا میں آ کوئی نہیں سکتا
بالا مرو رضا نبھا کوئی نہیں سکتا
یہ خلق عظیم اور محبت نرالی
بنا سرکار میری دکھا کوئی نہیں سکتا

یہ جامعِ شریعت طریقت حقیقت
معرفتِ جام ایسا پلا کوئی نہیں سکتا
عبادت ریاضت سخاوت صداقت
یہ سب عاجزی سے کما کوئی نہیں سکتا

رحیم و کریم و ستارِ الغفاری
چھپا عصیاں کو بخشوا کوئی نہیں سکتا
خطا وارِ دربار جو کوئی بھی آیا
پکڑ ایسا سینے لگا کوئی نہیں سکتا

رکھا ہاتھ الفت کا مخلوق سب پر
ہر اک دل کے دل میں سما کوئی نہیں سکتا
اٹھایا سبھی بوجھ مخلوق کی خاطر
جسمی قربانی دے کر منا کوئی نہیں سکتا

سخاوت روحانی کی حد کر دکھائی
کبھی ایسا مخزن لٹا کوئی نہیں سکتا
حدِ نزاکت مزاج مقدس ہوئی
ایسا صبر و شکر بس نبھا کوئی نہیں سکتا

مردہ دل آنِ واحد میں زندہ کیے
اک نظر سے منور بنا کوئی نہیں سکتا
ایسا محبوب دنیا میں آ کوئی نہیں سکتا
بالا مرد رضا کو نبھا کوئی نہیں سکتا

سیّد منور شاہ

(۵)

منقبت سرکار والا تبار روحی فداہ

اے شعاعِ نور تو کردست روشن جان ما
دید مہِ روئے انور صیقل ایمان ما

قبلۂ ما! چوں شدم در ملک مغرب من فنا
آفتاب از شرق آمد در فنا در بقا

گنج بخش و مظہر ذات الٰہ است پیر ما
ہمت و اقبال را شرف و علیٰ است پیر ما

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ

از سگ دربار غوثیہ عالیہ
خلیفہ ثانی محمد عبدالحفیظ مرحوم الہ آبادی

(۶)

میری جان و دل کے مالک ترے در کا ہوں سوالی
تیرا نام بھی ہے اونچا ہے مقام تیرا عالی
منڈیر والے آقا ترا تاج ہے نورانی
پنجتن کا ہے گھرانا نہیں کوئی ترا ثانی

آتی ہے مہک تیری جاتا ہوں میں جہاں بھی
نہیں کوئی ترا ثانی تری ذات ہے لاثانی

تیرے در ہی سے ملا ہے میری زندگی کو جینا
ہوا قلب میرا روشن جب نظر تو نے ڈالی
سائل کو بھیک دینا ہمیشہ سے کام ترا
نہ گیا کوئی سوالی ترے در سے پھر کے خالی
منگتوں کا ہو رہا ہے تیرے در پہ ہی گزارا
کوئی نہیں ہے تجھ سا اے مصطفٰے کے جانی

قابل نہیں ہے جھولی تیری بھیک کے اے داتا
میں بہت ہی برا ہوں میری ہے یہی نشانی
جو کچھ بھی یہ لکھا ہے تیری ہے مہربانی
نعلینِ پاک کے صدقے میری اور ہو روانی
ممتاز تجھ پہ شیدا مولیٰ علی کے جانی
قدموں میں تیرے مرنا میری ہے زندگانی

(ممتاز حسین ناچیز)

(۷)

دھوپ ہی میرا مقدر تھا　　تیرے کرم کا سایہ ملا
مل جائے منزل کا پتا　　راہ کٹھن میں انجان
میں سرکار تیرے قربان، میں تیرے قربان

میرے دل میں ہے آباد　　تیرا تصور تیری یاد
رقص کناں ہے دل کی مراد　　میری تمناؤں کی جان
میں سرکار تیرے قربان، میں تیرے قربان

شمع حقیقت کی تنویر　　میرے خوابوں کی تعبیر
قرآن کی کامل تفسیر　　ملکِ ولایت کا سلطان
میں سرکار تیرے قربان، میں تیرے قربان

قلب کی ہو جائے تالیف　　ہجر کے غم میں ہو تخفیف
میں پہنچوں منڈیر شریف　　ٹل جائے غم کا طوفان
میں سرکار تیرے قربان، میں تیرے قربان

وردِ زبان ہے تیرا نام　　تیرا ذکر ہے صبح و شام
حامد پر بھی لطفِ عام　　مشکل ہو جائے آسان
میں سرکار تیرے قربان، میں تیرے قربان

بشیر حامد، ایم اے، ایم ایڈ

بسم الله الرحمن الرحيم

صلى الله

على النبي

الأمي وآله

صلى الله عليه وسلم صلوة وسلاما

عليك يا رسول الله

شجرہ احمد حسینیہ

محبوب ذات حضرت سیّد احمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز

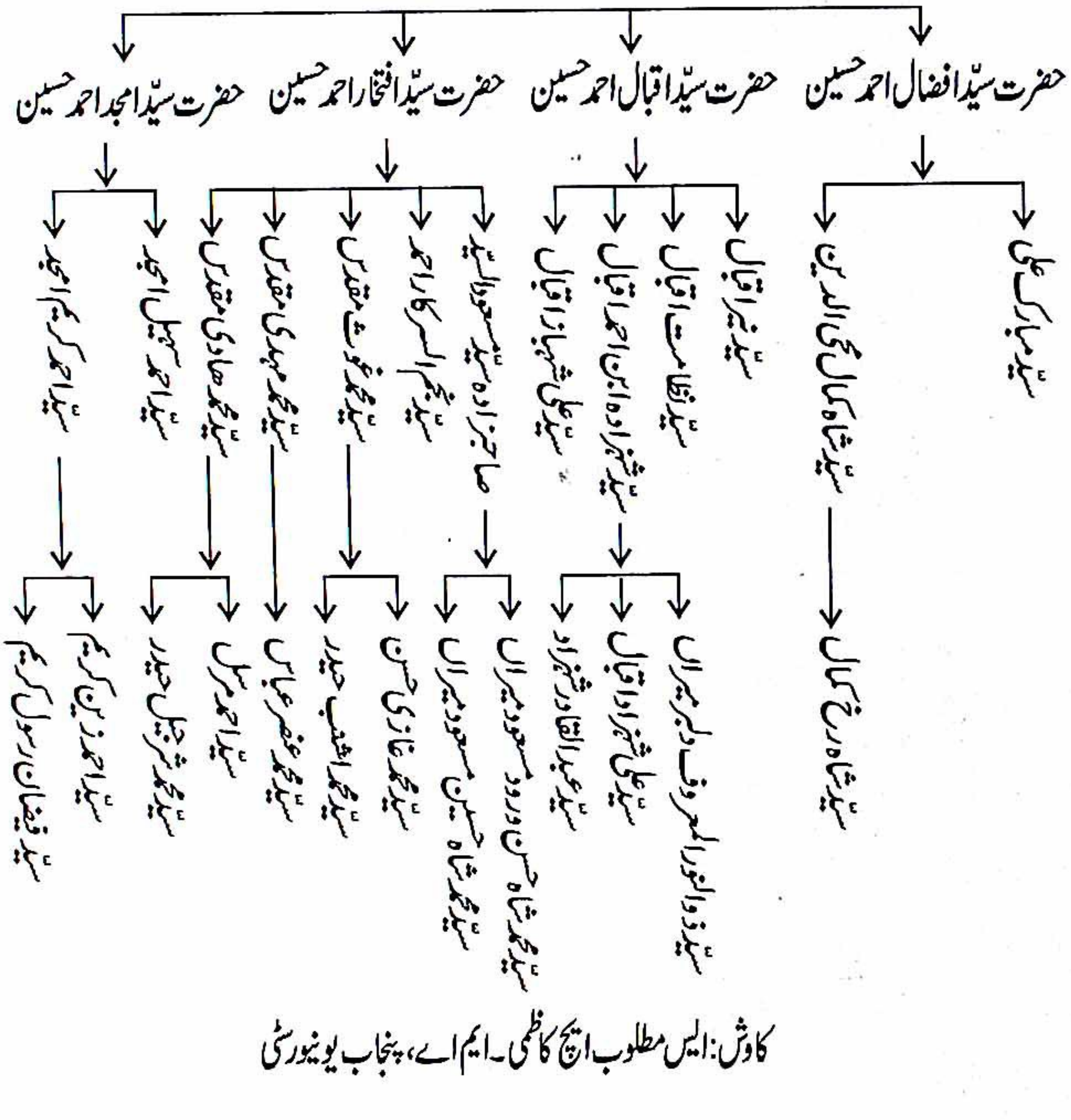

کاوش: ایس مطلوب ایچ کاظمی۔ ایم اے، پنجاب یونیورسٹی

سیّد مبارک علی شاہ صاحب

والد حضرت سیّد فضال احمد حسین شاہ صاحبؒ

سیّد شاہ کمال محی الدین

والد حضرت سیّد فضال احمد حسین شاہ صاحبؒ

سیّد شاہ رُخ کمال

والد سیّد شاہ کمال محی الدین شاہ صاحب

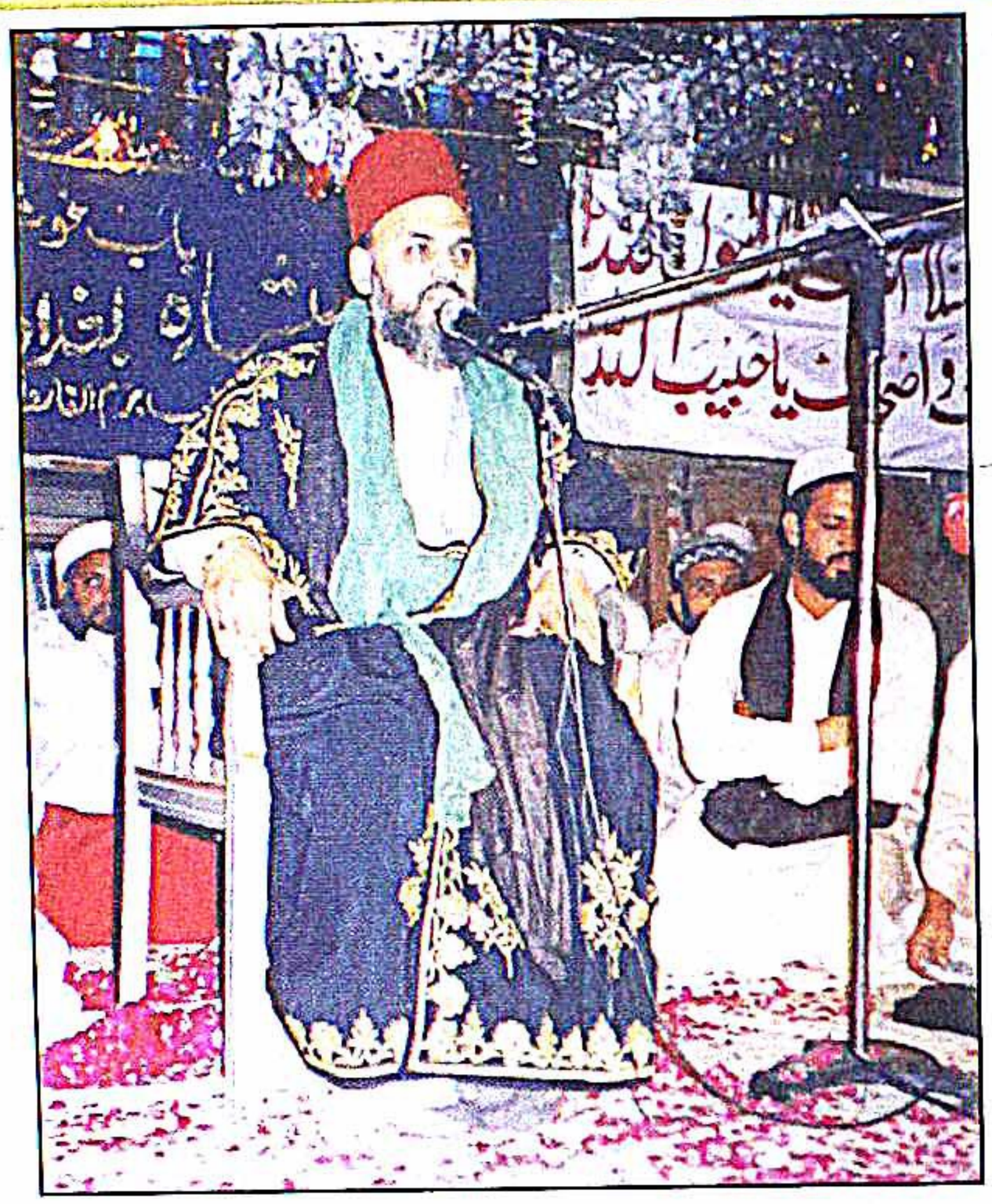

حضرت ڈاکٹر سیّد مسعود السیّد شاہ غوث الگیلانی القادری دامت برکاتہم العالیہ

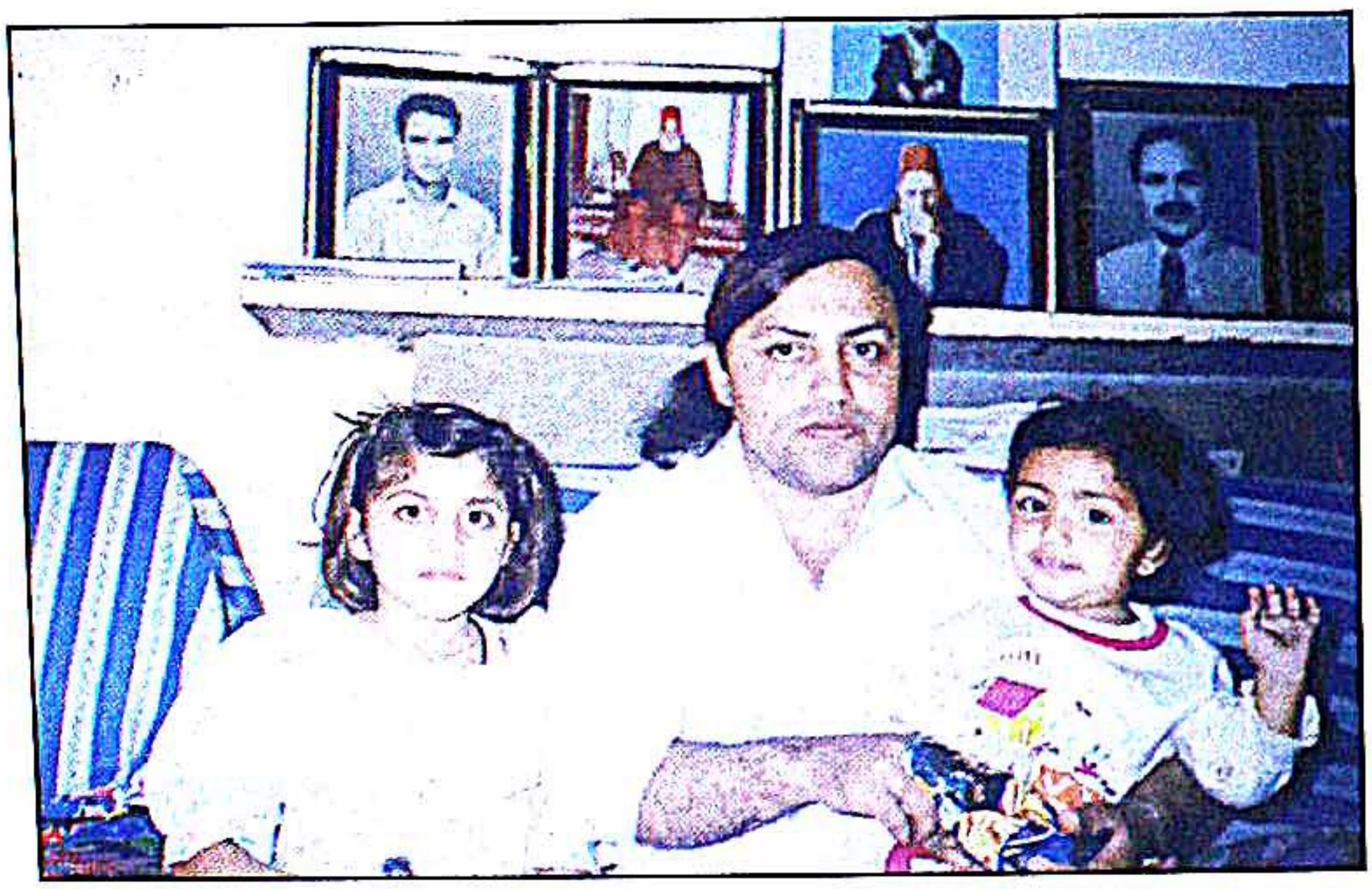

سیّد نجم السرکار احمد

سیّد محمد شزجیل حیدر

سیّد محمد عنصر عباس

سیّد محمد اشنب حیدر

سیّد محمد شاہ حسن و ردود مسعود میراں
سیّد محمد شاہ حسین مسعود میراں

سیّد محمد احمد مرسل

سیّد محمد غازی حسن

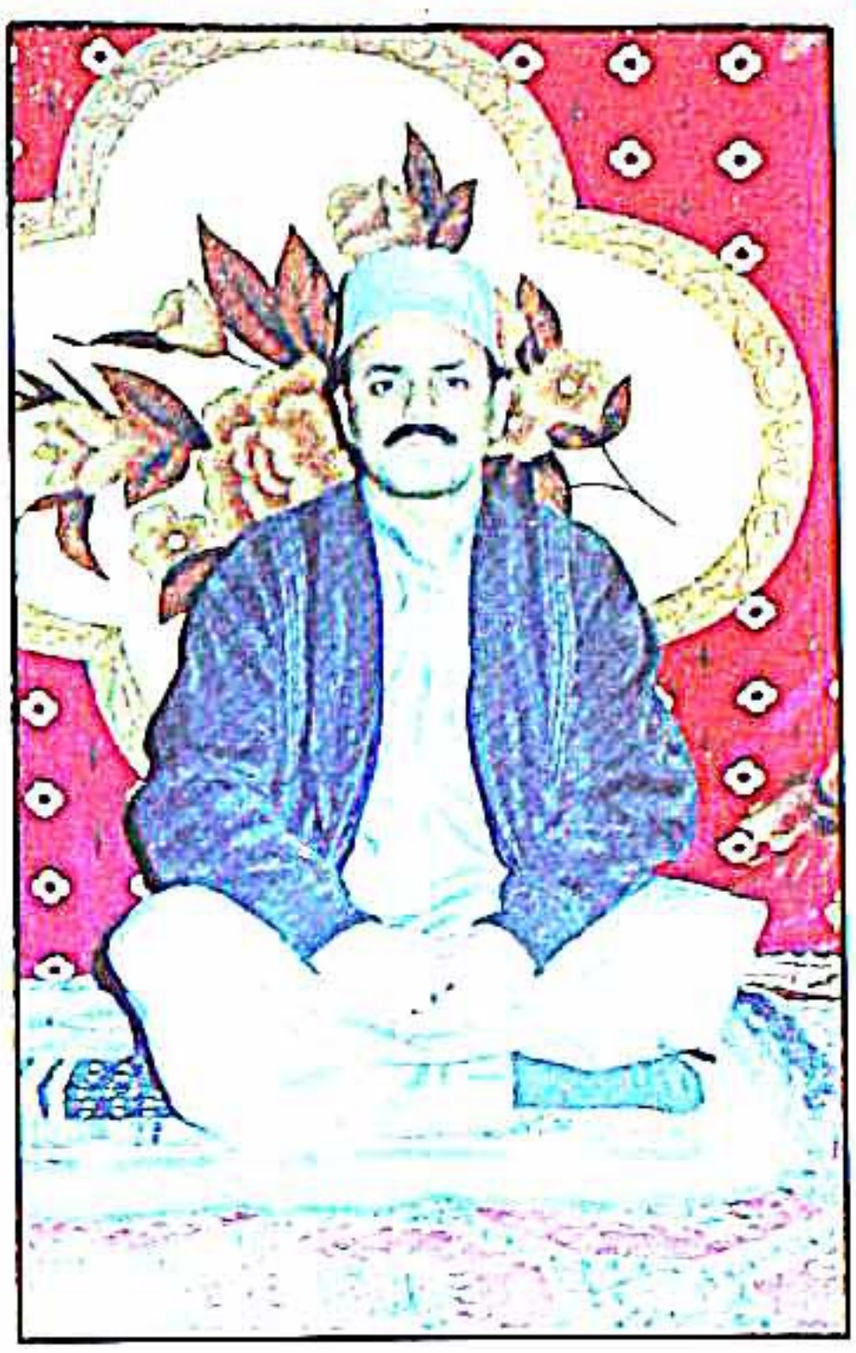

سیّد محمد غوث مقدس

سیّد محمد مہدی مقدس

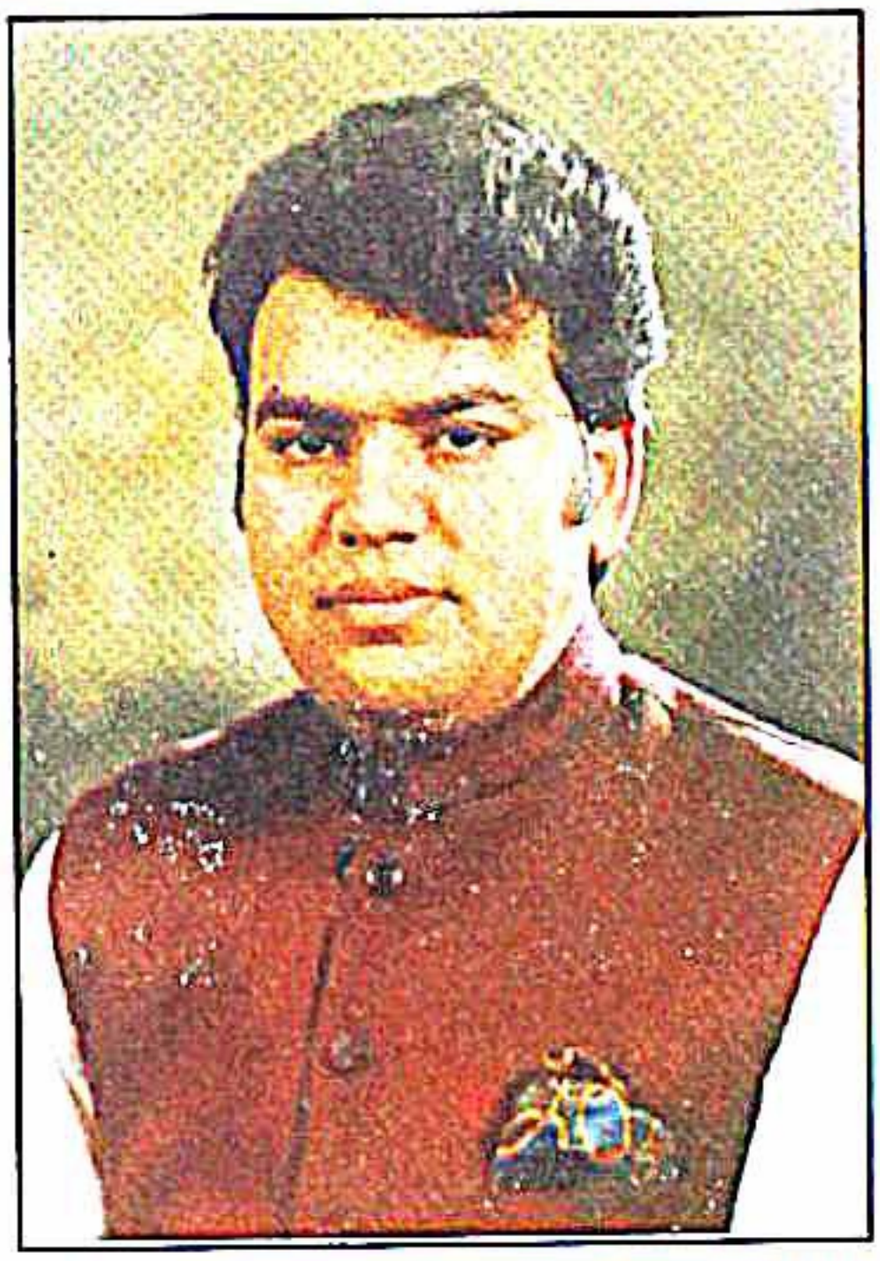

سیّد محمد ھادی مقدس

سیّد نیرؔ اقبال بن حضرت سیّد اقبال احمد حسین

سید نظارت اقبال

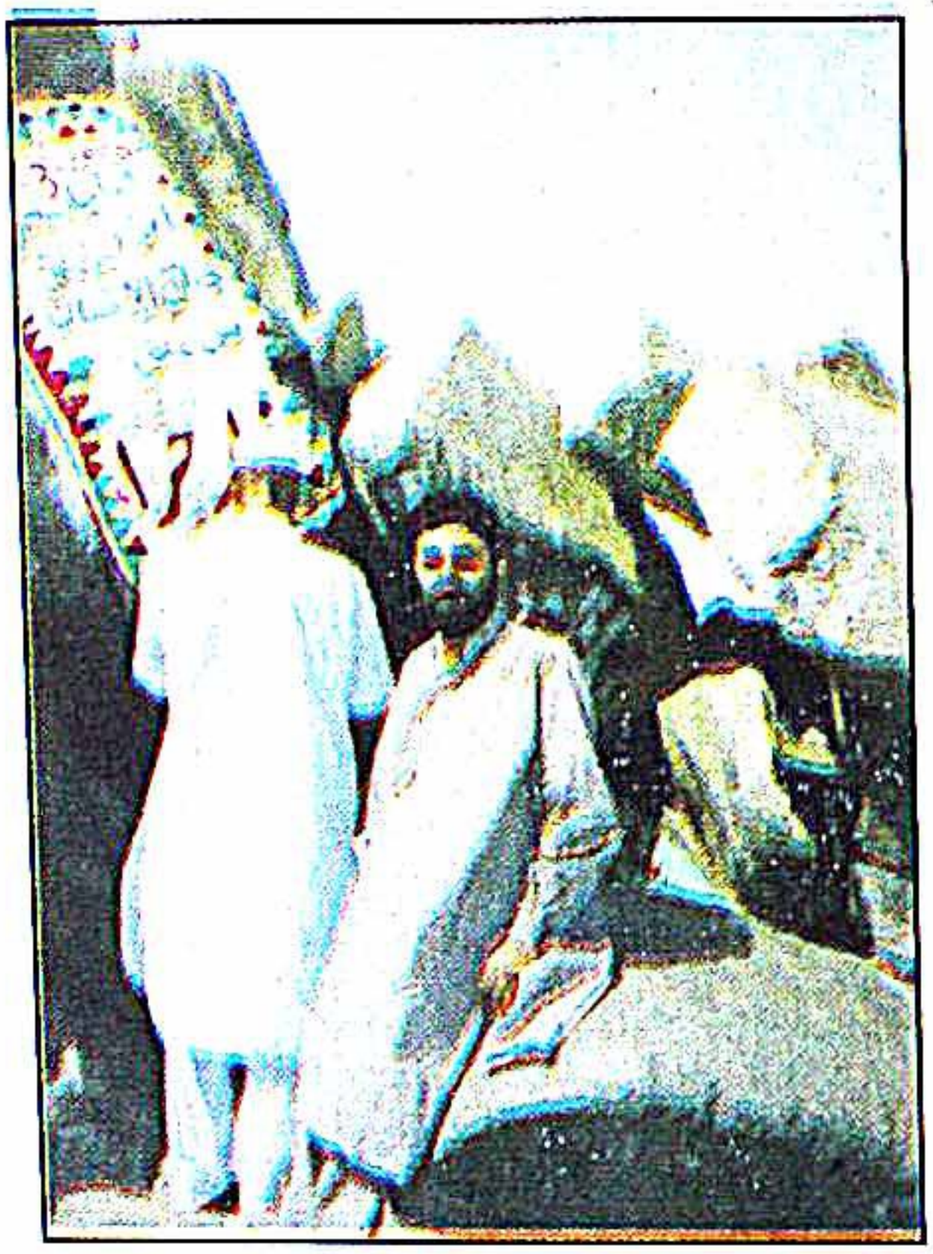

سیّد شہزادہ ابن احمد اقبال

سیّد علی شہباز اقبال

ڈاکٹر سیّد احمد سہیل امجد

سیّد احمد کریم امجد

سیّد فیضانِ رسول کریم

سیّد احمد زین کریم

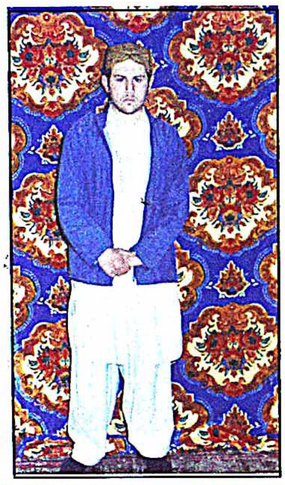

سیّد ذوالنور میراں
بن سیّد شہزادہ ابن احمد اقبال

سیّد علی شہزاد / سیّد محمد عبدالقادر
بن سیّد شہزادہ ابن احمد اقبال

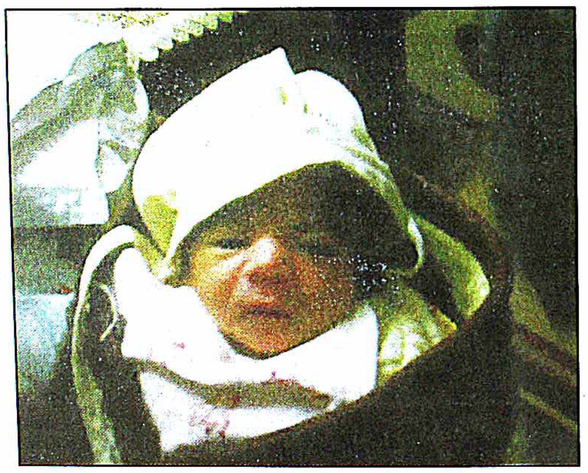

سیّد احمد حسین نور بن سیّد علی شہباز اقبال

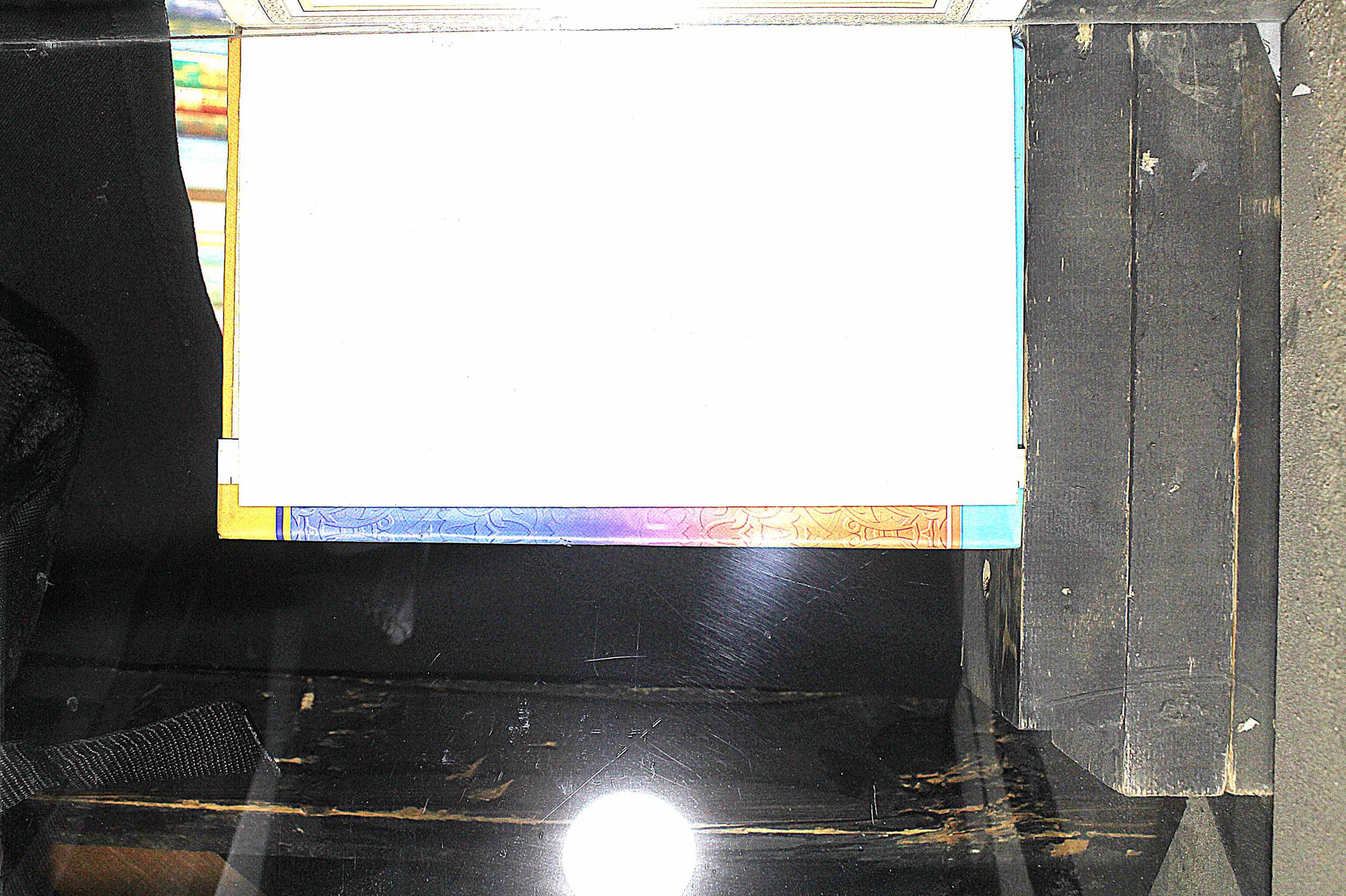

مرآۃ الرحمٰن

الانسان مرآۃ الرحمٰن

حکیم الامت ۔ شیخ الاسلام ۔ غوثِ زمان

حضرت شیخ سیّد افتخار احمد حسین غوث گیلانی القادری قدس سرہ العزیز

سجادہ نشین

مغربی دربار عالیہ قادریہ منڈیر سیداں شریف ۔ سیالکوٹ